اُردو فارسی

بُستان المحدّثین

جلیل القدر محدثین کرام کے حالات زندگی، دیانت داری
اور احادیث کے انتخاب میں اُن کی عظیم
خدمت پر ایک محققانہ تحریر

مُصنّفہ

زبدۃ المحدثین عمدۃ المُفسّرین شاہ عبد العزیز

محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی

Marfat.com

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

بستان المحدثین

مصنفہ

زبدۃ المحدثین عمدۃ المفسرین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح

ترجمہ

حضرت مولانا عبد السمیع دیوبندی رح

مع

مختصر حالاتِ شاہ عبد العزیز رح

از

مولانا عبد اللطیف ارشد

ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل
پاکستان چوک کراچی

Marfat.com

جملہ حقوق بحق
ایچ-ایم سعید کمپنی ادب منزل کراچی محفوظ ہیں

مطبوعہ
ایجوکیشنل پریس مالکان ایچ-ایم سعید کمپنی
ادب منزل پاکستان چوک کراچی

Marfat.com

عرضِ مترجم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

الحمد للہ علیٰ حلمہ بعد علمہ وعلیٰ عفوہ بعد قدرتہ اللھم انی اعوذبک ان اقول زورًا اواغشی فجورا وصلی اللہ علیٰ سیدنا و مولٰنا محمّد واٰلہ وصحبہ وسلم تسلیمًا کثیرًا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد یہ نیازمندِ بارگاہِ رفیع **عبدالسمیع دیوبندی** برادرانِ اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب مصدرِ حسنات بیکراں ۔ جناب حاجی محی الدین صاحب نے بحرالعلوم وحیدالعصر استاذی مولانا **حبیب الرحمٰن صاحب** متع اللہ بطول بقائہٖ وادام فیوض برکاتہ مددگار مہتمم دارالعلوم دیوبند سے **"بستان المحدثین"** کا ترجمہ اُردو زبان میں کرانے کے لئے اپنی خواہش کو ظاہر فرمایا تو حضرت استاذی مدظلہ نے مجھ کو اس کام کے لئے مامور فرمایا۔ اگرچہ میں اس اہم امر کے لائق نہ تھا، لیکن تعمیل ارشاد کو اپنا فخر سمجھا، اور اس خیال کو پیشِ نظر رکھ کر کہ حق تعالیٰ اس کتاب سے مخلوق کو نفع پہنچائے، بامدادِ الٰہی سلیس عبارت میں اس کا ترجمہ کیا اور اس کا نام "روض الریاحین" رکھا۔

اب اس ترجمہ کے متعلق چند باتیں ضروری عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

(۱) اس کتاب کا ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ بامحاورہ اُردو کے موافق کیا گیا ہے۔ اِسی سبب سے اُردو میں متن الفاظ کی تقدیم وتاخیر ہوگئی ہے۔

(۲) چونکہ دارالعلوم دیوبند کے دفتر میں صرف دو نسخے موجود تھے اور ان میں بھی اکثر مقامات میں غلطیاں بہت تھیں، اس وجہ سے اکثر جگہ تو دوسری کتابوں سے دیکھ بھال کر درست کیا اور بعض جگہ میرے استاذ موصوف الصدر نے قرائن سے الفاظ کا ردوبدل کر کے ترجمہ کی اصلاح فرمائی۔ پھر بھی چند مواقع ایسے ہیں کہ وہ بالکل سمجھ میں نہیں آئے۔ اصل کتاب میں جس طرح موجود تھے اسی طرح ان کا ترجمہ کر دیا گیا ہے اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔

Marfat.com

(۳) اصل الفاظ کی رعایت و درستیٔ محاورات کو حتی الوسع ملحوظ رکھنے میں کوتاہی نہیں کی اولاً میں نے خود اصل نسخہ کی کامل تصحیح کرنے میں پوری کوشش کی اور ثانیاً بوقتِ طبع جو غلطیاں میرے محترم اُستاد مذکورہ کو سرسری نظر میں محسوس ہوئیں، اس کی انہوں نے اِصلاح فرما دی۔ بہر حال میں نے کمال جانفشانی اور درد سری اس ترجمہ میں اُٹھائی ہے، مگر بایں ہمہ قارئین کرام سے بصد ادب یہ التماس ہے کہ وہ اگر کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اس کی اصلاح فرما کر ماجور ہوں۔ اور اصل نسخہ کی طرف اس کو منسوب کرنے کے ساتھ مترجم کو بَری سمجھیں۔

(۴) چونکہ میں کثیر المشاغل تھا، اپنے کارِ مفوضہ سے جب مہلت ملتی تھی تو اس کے ترجمہ میں مصروف ہو جاتا تھا۔ اس وجہ سے صرف ترجمہ پر ہی اکتفا رکیا گیا ہے۔ مگر بعض بعض مقامات پر فائدہ کی ف بنا کر اس کے ذیل میں بقدر ضرورت لکھ دیا ہے۔

اور اس کتاب میں ایک معمّا تھا اس کے حل کا اضافہ بھی اپنی طرف سے کر دیا۔ اس کے علاوہ اور کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔

(۵) اصل کتاب میں جو لفظ مشکل یا اصطلاحِ محدثین و اہل فقہ کا آیا ہے، ان کے معنے و تشریح کو حاشیہ پر لکھ دیا گیا ہے۔

(۶) جناب حاجی صاحب نے (جو اس کے اصل محرک ہیں) اس ترجمہ کو پسند فرمایا اور اپنی طرف سے رفاہِ عام کے لئے طبع کرایا۔ جو شخص اس ترجمہ سے مستفید ہو وہ اپنی دعاؤں میں حاجی صاحب اور اس ناچیز کو فراموش نہ فرمائے۔

بندہ عبدالسمیع دیوبندی

۲۵۔ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ

Marfat.com

فہرست مضامین

بُستان المحدثین فی تذکرۃ کتب الحدیث والمحدثین

موضوع	صفحہ
"بستان المحدثین" کی تالیف کا مقصد	۱۰
مؤطا امام مالکؒ	۱۱
امام مالکؒ کا حلیہ اور لباس	۱۳
روایۃ الاکابر عن الاصاغر	۱۷
سندِ حدیث کے دو طریقے	۱۸
امام مالک کی مجالس حدیث	۲۰
اِمام مالک کی مدح میں امام سفیان کے چند اشعار	۲۰
مؤطا کا تدریجی انتخاب	۲۶
مؤطا کی مدح میں سعدون کے اشعار	۲۶
مؤطا کی مدح میں قاضی عیاض کے اشعار	۲۷
امام مالک سے مؤطا کی سماعت	۲۸
مؤطا کا پہلا نسخہ	۲۹
علامہ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کا تذکرہ	۳۰
اہلِ عرب کا ہاتھی دیکھنے پر فخر	۳۳
امام مالک کے مسلک کا مغرب و اندلس میں رواج	۳۵
علامہ زیاد بن عبدالرحمٰن کا تذکرہ	۴۰
مؤطا کا دوسرا نسخہ	۴۲
علامہ عبداللہ بن وہب کا تذکرہ	۴۳
مؤطا کا تیسرا نسخہ	۴۹

موضوع	صفحہ
علامہ قعنبی کا تذکرہ	۴۹
مؤطا کا چوتھا نسخہ	۵۱
علامہ ابن القاسم کا تذکرہ	۵۲
مؤطا کا پانچواں نسخہ	۵۶
علامہ معن بن عیسیٰ کا تذکرہ	۵۷
مؤطا کا چھٹا نسخہ	۵۸
علامہ عبداللہ بن یوسف تنیسی کا تذکرہ	۵۹
مؤطا کا ساتواں نسخہ	۵۹
علامہ یحییٰ بن بکیر کا تذکرہ	۶۰
مؤطا کا آٹھواں نسخہ	۶۱
علامہ سعید بن عفیر کا تذکرہ	۶۲
مؤطا کا نواں نسخہ	۶۳
علامہ ابو مصعب زہری کا تذکرہ	۶۳
مؤطا کا دسواں نسخہ برروایتِ مصعب بن عبداللہ زبیری	۶۴
مؤطا کا گیارھواں نسخہ	۶۵
مؤطا کا بارھواں نسخہ	۶۵
مسند، غافقی	۶۵
علامہ ابوالقاسم غافقی کا تذکرہ	۶۶
مؤطا کا تیرھواں نسخہ برروایتِ یحییٰ بن یحییٰ تمیمی	۶۷

Marfat.com

موضوع	صفحہ
مؤطا کا چودھواں نسخہ بروایت ابوحذافہ	۶۸
علامہ ابوحذافہ سہمی کا تذکرہ	۶۸
مؤطا کا پندرھواں نسخہ	۶۹
علامہ سوید بن سعید کا تذکرہ	۷۰
مؤطا کا سولہواں نسخہ بروایت امام محمد بن الحسن الشیبانی	۷۰
تاخیرِ عصر پر بحث	۷۲
تفصیل شروحِ مؤطا	۷۵
مسانید حضرت امام اعظم رح	۷۷
مسند حضرت امام شافعی رح	۷۸
مسند حضرت امام احمد بن حنبل رح	۷۹
تعدادِ احادیث	۸۲
مسند ابوداؤد طیالسی	۸۴
مسند عبد بن حمید	۸۶
مسند حارث بن ابی اُسامہ	۸۷
ابن ابی اُسامہ کا روایتِ حدیث پر اجرت لینے کا سبب	۸۹
مسند بزار	۹۰
قصہ تزویج اُم المومنین حفصہ رض	۹۰
مسند ابویعلیٰ موصلی	۹۲
صحیح ابوعوانہ	۹۵
صحیح اسماعیلی	۹۹
صحیح ابن حبان	۱۰۱
علامہ ابن حبان کے قول "النبوۃ العلم والعمل" پر بحث	۱۰۵
صحیح مستدرک حاکم	۱۰۸
مستدرک میں احادیثِ موضوعہ کا اندراج	۱۰۹
مستخرج علی صحیح مسلم، ابونعیم اصبہانی	۱۱۳
مسند دارمی	۱۱۶
سنن دارقطنی	۱۱۸
علامہ دارقطنی سے متعلق لطائف وظرائف	۱۲۱
سنن ابومسلم الکشی	۱۲۲
سنن سعید بن منصور	۱۲۴
اذان کی ابتدار	۱۲۴
مصنّف عبدالرزاق	۱۲۶
حافظ عبدالرزاق اور تشیّع	۱۲۷
مصنّف ابی بکر بن ابی شیبہ	۱۲۷
فن حدیث کی چار ممتاز ہستیاں	۱۲۸
کتاب الاشراف فی مسائل الخلاف ابن المنذر	۱۲۹
سنن کبریٰ بیہقی	۱۳۱
کتاب معرفۃ السنن والآثار بیہقی	۱۳۲
امام شافعی اور مسئلہ تقدیر	۱۳۲
امام بیہقی کو صحاح ستہ میں سے بعض پر اطلاع نہ تھی۔	۱۳۳
امام بیہقی کا امام شافعی پر احسان	۱۳۴
امام بیہقی کے چند اشعار	۱۳۶
شرح السنۃ بغوی	۱۳۶
معاجم ثلثہ طبرانی	۱۳۷
کتاب الدعاء طبرانی	۱۴۰

Marfat.com

طبرانی اور جعابی کے درمیان مذاکرۂ حدیث	۱۴۲
معجم، اسمٰعیلی	۱۴۴
کتاب الزہد والرقائق، ابن المبارک	۱۴۷
امام ابن المبارک کے والد کی دیانت اور امانت	۱۴۹
امام ابن المبارک کی عبادت گزاری	۱۵۱
امام ابن المبارک کا رقّہ میں داخلہ اور کیفیتِ استقبال	۱۵۳
امام ابن المبارک کا ابتدائی زمانہ اور طلب علم کی طرف توجّہ	۱۵۵
امام ابن المبارک کے اشعار اور نصائح	۱۵۷
امام ابن المبارک اور موسمِ حج	۱۵۹
فردوس، دیلمی	۱۶۰
حافظ شیرویہ کا تذکرہ	۱۶۱
نوادر الاصول، حکیم ترمذی	۱۶۳
حکیم ترمذی کا ترمذ سے اخراج	۱۶۵
حکیم ترمذی کے چند اقوال	۱۶۵
کتاب الدّعاء، ابن ابی الدنیا	۱۶۶
وہ تین اشخاص جنہوں نے حالتِ شیر خواری میں کلام کیا	۱۶۷
کتاب الاعتقاد والہدایۃ الی سبیل الرشاد بیہقی	۱۶۹
کتاب اقتضاء العلم والعمل، خطیب	۱۶۹
تاریخ یحییٰ بن معین فی احوال الرجال	۱۷۱
امام یحییٰ بن معین کا تذکرہ	۱۷۱
امام ابن معین کے چند اشعار	۱۷۳
جہلاء کا اہل حدیث پر طعن	۱۷۳
علّامہ حُمیدی کا قصیدہ اور مطاعن کا ردّ	۱۷۵
عبدالسلام اشبیلی کا قصیدہ	۱۷۷
کتاب الکنیٰ والاسامی، نسائی	۱۷۸
تاریخ الثقات، ابن حبان	۱۷۹
الارشاد فی معرفۃ المحدثین، ابویعلیٰ	۱۸۰
حلیۃ الاولیاء، ابونعیم اصفہانی	۱۸۱
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابن عبدالبر	۱۸۱
علّامہ ابن عبدالبر کے چند اشعار	۱۸۴
تاریخ بغداد، خطیب	۱۸۵
علّامہ خطیب بغدادی کی دُعاء اور اس کی قبولیت	۱۸۸
علّامہ خطیب بغدادی کے چند اشعار	۱۹۱
امالی، محاملی	۱۹۲
فوائد، ابوبکر شافعی	۱۹۴
چہل حدیث، ابوالحسن طوسی	۱۹۶
چہل حدیث، ابوالقاسم قشیری	۱۹۷
علّامہ قشیری کے چند اشعار	۲۰۰
چہل حدیث، ابوبکر آجُرّی	۲۰۰
نزہۃ الحفّاظ، ابوموسیٰ مدینی	۲۰۲
حصنِ حصین، ابن الجزری	۲۰۵
امام ابن الجزری کا تذکرہ	۲۰۷
امام ابن الجزری کے چند اشعار	۲۱۰

Marfat.com

موضوع	صفحہ
کتاب الجمع بین الصحیحین، حُمیدی	۲۱۲
علامہ حمیدی کے چند اشعار	۲۱۴
الشہاب المواعظ والآداب، قضاعی	۲۱۷
کتاب الشہاب کی مدح میں چند اشعار	۲۱۹
صحیح ابن خزیمہ	۲۲۰
کتاب المنتقی، ابن الجارود	۲۲۰
کتاب الادب المفرد، بخاری	۲۲۱
عمل الیوم واللیلہ، نسائی	۲۲۲
مسند حُمیدی	۲۲۲
معجم ابن جُمیع	۲۲۴
معجم ابن قانع	۲۲۵
شرح معانی الآثار، طحاوی	۲۲۶
امام طحاوی اور مزنی کا واقعہ	۲۲۸
کتاب المائتین صابونی	۲۳۰
علامہ صابونی کی وسعتِ علمی	۲۳۱
ابوالحسن داؤدی کا علامہ صابونی کی موت پر اظہارِ غم	۲۳۴
کتاب المجالسۃ، دینوری	۲۳۵
سلاح المؤمن، ابن الامام عسقلانی	۲۳۸
احادیث الحنفاء، ابزاری	۲۴۱
فوائد، تمام رازی	۲۴۱
مسند عدنی	۲۴۲
معجم، دمیاطی	۲۴۲
علامہ دمیاطی کے چند اشعار	۲۴۵

موضوع	صفحہ
علامہ دمیاطی کی طرف سے علم منطق کی مذمت	۲۴۶
کرامات الاولیاء، خلال	۲۵۰
جزء، ابن نُجید	۲۵۱
علامہ ابن نجید کی خدمات اور ان کے عدم اظہار پر اصرار	۲۵۲
علامہ ابن نجید کے چند ملفوظات	۲۵۳
جزء الفیل، ابوعمرو ابن السماک	۲۵۴
جزء فضائل اہل البیت، ابوالحسن بزاز	۲۵۶
اربعین، شحامی	۲۵۸
جُنید اور ایک لونڈی کا واقعہ	۲۶۰
الامتناع بالاربعین المتباینۃ بشرط السماع، ابن حجر عسقلانی	۲۶۲
مسلسلات صغریٰ، سیوطی	۲۶۴
مختصر حصن حصین (عدہ) ابن الجزری	۲۶۴
تخریج احادیث الاحیاء، عراقی	۲۶۶
صحیح بخاری	۲۶۶
امام بخاری کی عودتِ بصارت	۲۶۷
امام بخاری کی بے مثال قوتِ حافظہ	۲۶۹
امام بخاری کی تالیفِ صحیح میں اہتمام	۲۷۱
امام بخاری پر مصائب وابتلاء	۲۷۲
صحیح بخاری کی فضیلت	
امام بخاری کے چند اشعار	
امام بخاری کی مدح میں شیخ تاج الدین سبکی کا قصیدہ	

صحیح مسلم

صحیح مسلم اور صحیح بخاری کا موازنہ

امام مسلم کی موت کا سبب ۲۸۲

سُنن ابو داؤد ۲۸۲

سنن ابو داؤد کی وہ چار حدیثیں جو دین میں کفایت کے درجہ میں ہیں ۲۸۵

سنن ابی داؤد کی مدح میں حافظ ابو طاہر سلفی کی نظم ۲۸۸

جامع کبیر، ترمذی ۲۸۹

جامع ترمذی کی بعض خصوصیات ۲۹۰

جامع ترمذی کی مدح میں علمائے اندلس

"ابو عیسیٰ" کنیت رکھنے پر بحث

سُنن صغریٰ، نسائی ۲۹۵

سُنن کبریٰ، نسائی ۲۹۵

مجتبیٰ کی تالیف کا سبب

امام نسائی کی موت کا واقعہ

سُنن ابن ماجہ ۲۹۸

مشارق قاضی عیاض

شرح کرمانی بر بخاری

فتح الباری شرح البخاری، ابن حجر عسقلانی

علامہ ابن حجر کے قرأۃ حدیث میں عجائبات ۳۰۲

علامہ ابن حجر کے لطائف و ظرائف

علامہ ابن حجر کے چند اشعار

تنقیح الالفاظ الجامع الصحیح زرکشی ۳۱۰

تعلیق المصابیح ابواب الجامع الصحیح ۳۱۰

ابی فراس بن حمدان کے چند اشعار

علامہ بدرالدین دمامینی کے چند اشعار ۳۱۴

اللامع الصبیح فی شرح جامع الصحیح ۳۱۵

ارشاد الساری، قسطلانی ۳۱۷

علامہ قسطلانی اور علامہ سیوطی کے مابین واقعہ ۳۱۸

حاشیۂ بخاری سید زروق فاسی علی البخاری ۳۲۰

بہجۃ النفوس، ابن ابی جمرہ ۳۲۲

توشیح علی الجامع الصحیح، سیوطی ۳۲۳

معالم السنن شرح ابی داؤد، خطابی ۳۲۴

علامہ خطابی کے چند اشعار ۳۲۵

عارضۃ الاحوذی فی شرح الترمذی ابن العربی ۳۲۶

علامہ ابن العربی کے چند اشعار ۳۳۱

الالمام فی احادیث الاحکام ابن دقیق العید ۳۳۴

علامہ ابن دقیق العید کی کرامات ۳۳۷

علامہ ابن دقیق العید کے چند اشعار و اقوال ۳۳۸

کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ قاضی عیاض ۳۴۲

کتاب الشفاء کی مدح میں لسان الدین الخطیب کے اشعار ۳۴۲

کتاب الشفاء کی مدح میں ابوالحسین ربذی کے اشعار ۳۴۳

قاضی عیاض کی تالیفات کی فضیلت ۳۴۴

قاضی عیاض کے چند اشعار ۳۴۷

کتاب المصابیح، بغوی ۳۴۸

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بستان المحدثین کی تالیف کا مقصد

امابعد این رسالہ ایست مسمّٰی بہ **بُستان المحدثین** کہ مقصود اصلی در آن ذکر کتبِ حدیث ست کہ غالباً در رسائل و مصنفات ازانہا نقل می آرند و بجہت عدم اطلاع بر آن کتب سامع متحیر می ماند و بالتبع برخی از احوال مصنفین آنہا نیز مذکور میشود کہ درحقیقت قدر تصنیف از قدر مصنفش پیدا است و گویا النسب کتاب است و نیز منظور اول ذکر متون ست و گاہی ذکر بعضے شروح مشہورہ بعضی از کتب متداولہ نیز در اثنا خواہد آمد زیرا کہ شروح مذکورہ را بجہتِ کثرت شہرت و تلقی و کثرت شہرتِ نقل و وثوق و اعتماد بر آنہا حکم متون حاصل شدہ ۔ واللہ تعالیٰ یعصمنا عن الخطاء والخطل ویثبت اقدامنا مواضع الزلل انہ المرجو فی الاولیٰ والاُخریٰ وعلیہ التوکل والاعتماد فی الدنیا والعقبیٰ

حمد و صلوٰۃ کے بعد (یہ عرض ہے) کہ اس رسالہ کا نام بُستان المحدثین ہے ۔ چونکہ اکثر رسالوں اور تصنیفوں میں ایسی کتابوں سے حدیثیں نقل کی جاتی ہیں جن پر اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے سننے والوں کو حیرانی پیش آتی ہے ۔ اس وجہ سے اصل مقصود تو ان ہی کتابوں کا ذکر ہے ، مگر تبعًا ان کے مصنفین کا بھی ذکر کیا جائے گا ، کیونکہ مصنّف سے اس کی تصنیف کی قدر معلوم ہوتی ہے ۔ نیز ہمارا مقصود فقط مُتون کا ذکر ہے ۔ مگر بعض شرحوں کا بھی اس وجہ سے ذکر کیا جائے گا کہ کثرت شہرت اور کثرتِ نقل اور زیادتیٔ اعتماد کی وجہ سے اگر ان کو متون کا حُکم دیا جائے تو کچھ بے جا نہ ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو خطا و لغزش سے محفوظ رکھنے کے ساتھ پھسلنے کے مقامات سے بچا کر ثابت قدم رکھے ۔ ہم کو دنیا و آخرت میں ہر امر کی اسی سے امید ہے اور فقط اسی پر اعتماد اور بھروسہ ہے ۔

مؤطّا امام مالکؒ

کتاب مؤطّا تصنیف حضرت امام مالک ست علیہ الرحمۃ کہ صاحبِ مذہب متبوع اند و تعریف و توصیف ایشان نظر بجمال شہرت فضائل و محاسن ایشان فضولی می نماید لیکن بقصدِ تبرک و تزین این رسالہ پارۂ از احوال کرامت اشتمال ایشان نگاشتہ می آید و بہمین نیت در باقی کتب مشہورہ و مصنفین آنہا عمل رفتہ و مع ہذا آنچہ مذکور میشود خالی از فائدۂ زائدہ نخواہد بود چنانچہ بر تاریخ داناں و احوال نویسیاں پوشیدہ نخواہد ماند۔ نسب مبارکش این ست مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بفتح العین بن الحارث بن غیمان بالغین معجمۃ مفتوحۃ بعدہا مثناۃ تحتیۃ ساکنۃ بن خثیل بخاء معجمۃ مضمومۃ و مثلثۃ مفتوحۃ بصیغۃ التصغیر کذا ضبطہ الحافظ ابن حجر فی الاصابۃ فی ذکر ابی عامر بن عمرو۔ و این ابو عامر را ذہبی در تجرید الصحابہ ذکر نمودہ و گفتہ لم ار من ذکرہ من الصحابۃ وقد کان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ولابنہ مالک روایۃ عن عثمان وغیرہ من الصحابۃ۔

یہ کتاب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جو صاحبِ مذہب اور لوگوں کے مقتدا ہیں، اور ان کے کمالات علمی و عملی کی شہرت کو پیش نظر رکھ کر ان کی تعریف و توصیف کرنا اگرچہ فضول امر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تبرکاً ان حالات میں سے جو از سرتاپا کرامتوں سے پُر ہیں۔ کچھ تھوڑا سا اس باعث لکھا جاتا ہے تاکہ اس رسالہ کیلئے زینت کا باعث ہو۔ اِسی طرح دوسری کتابوں کے مصنفین کا ذکر بھی اسی وجہ سے کیا جائے گا۔ باایں ہمہ فن تاریخ کے جاننے والوں اور واقعات و حالات زمانہ کے لکھنے والوں پر یہ امر مخفی نہ رہے کہ جو کچھ لکھا جاتا ہے کسی فائدۂ زائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ امام صاحب کا مبارک نسب یہ ہے:
مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو (عین کے زبر کے ساتھ) بن الحارث بن غیمان (غین معجمہ کا زبر اس کے بعد یار تحتانی ساکنہ) بن خثیل (خار معجمہ مضمومہ اور ثار مثلثہ مفتوحہ بصیغہ تصغیر) چنانچہ اصابہ میں حافظ ابن حجر نے ابی عامر بن عمرو کے ذکر میں ایسا ہی بیان کیا ہے۔ ذہبی بھی تجرید الصحابہ میں ابو عامر کا ذکر لائے ہیں اور کہا ہے کہ میں نے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں پایا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ضرور تھے۔ ان کے بیٹے مالک نے عثمان رضؓ اور دیگر صحابہ سے روایت کی ہے

Marfat.com

وحافظ ابن حجر در اصابہ برہمین قدر اکتفا نمودہ
اند. شیخ محمد بن ابراہیم بن خلیل در شرح
مختصر خلیل کہ رسالہ ایست مشہور در فقہ مالکی
ودر دیار مغرب رائج ومتداول ست چنین
گفتہ است۔

واما ابو عامر فہو جد ابی مالک صحابی شہد
المغازی کلہا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلا بدرًا
انتہی المخلصا من دیباج المواہب لابن فرحون

ونیز باید دانست کہ دارقطنی تام خثیل
راکہ جدِّ اعلیٰ امام مالک ست بجیم مضمومہ
بدل خائے معجمہ ضبط نمودہ وابن پسر عمرو بن
الحارث ست وحارث مشہور بذی اصبح ست
ولہذا امام مالک را اصبحی گویند۔

تولد امام مالک در ۹۳ھ نود وسہ از
ہجرت مقدسہ واقع شدہ چنانچہ یحییٰ بن بکیر کہ
از اجل تلامذۂ ایشانست نقل نمودہ ومدت
حمل ایشان ہم دراز شدہ بعضے دو سال و
بعضی سہ سال نوشتہ اند ووفات ایشان
در ۱۷۹ھ یک صد وہفتاد ونہ اتفاق فتادہ
تاریخ تولد ووفات ایشان را بزرگی درین
قطعہ نظم نمودہ ومدت عمر شریف ایشان نیز
ازہمین دو تاریخ ظاہر میشود۔ قطعہ

فَخْرُ الْاَئِمَّةِ مَالِكٌ   نِعْمَ الْاِمَامُ السَّالِكُ
مَوْلِدُهٗ نَجْمُ هُدًى   وَفَاتُهٗ فَازَ مَالِكٌ

شیخ محمد بن ابراہیم بن خلیل نے شرح مختصر خلیل
میں جو فقہ مالکی کا مشہور رسالہ ہے اور دیارِ مغرب
میں رائج اور بہت کارآمد ہے ایسا ہی بیان کیا ہے
لیکن ابو عامر ابو مالک کے دادا اور صحابی ہیں
سوائے بدر کے اور سب مغازی میں جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے ہیں۔

یہ عبارت دیباج المواہب[1] سے جو ابنِ فرحون
کی تصنیف ہے بطورِ خلاصہ نقل کی گئی ہے

خثیل کو جو امام مالکؒ کے جد اعلیٰ ہیں دارقطنی
نے خاء معجمہ کے بدلے جیم مضموم کے ساتھ ضبط کیا
ہے اور ابن خثیل عمرو بن الحارث کے بیٹے ہیں اور
حارث ذی اصبح کے ساتھ مشہور ہیں اسی وجہ سے
امام مالکؒ کو اصبحی کہتے ہیں۔

امام مالکؒ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے[2] چنانچہ
یحییٰ بن بکیر نے جو امام مالکؒ کے بڑے شاگردوں
میں سے ہیں یہی بیان کیا ہے۔ امام مالکؒ شکم
مادر میں معمول سے زیادہ رہے۔ یہ مدت بعض نے
دو سال بیان کی ہے اور بعض نے تین سال کہا
ہے آپ کی وفات ۱۷۹ھ میں ہوئی ہے۔ آپ
کی پیدائش اور انتقال کی تاریخ کو ایک بزرگ نے
اس قطعہ میں نظم کیا ہے اور اسی سے ان کی عمر کی
مدت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ ترجمہ

امام مالکؒ خدا کے راستہ کے چلنے والے بہت اچھے امام اور دینی پیشواؤں
کیلئے باعث فخر ہیں ان کی ولادت کا سال نجم کے اعداد سے اور سن رحلت
فاز مالک کے اعداد سے نکلتا ہے۔

[1] الدیباج المذہب فی علماء المذہب۔ کشف الظنون ۱۲ [2] بعض نے سن ولادت ۹۵ھ لکھا ہے۔ ۱۲

امام مالک رح کا حلیہ اور لباس

حلیہ مبارک ایشان چنین نوشتہ اند کہ ایشان دراز قد، فربہ اندام وسفید رنگ مائل بزردی، کشادہ چشم خوش صورت و بلند بینی بودند و در پیشانی ایشان موی سر کمی داشت و این قسم شخص را در لغت عرب اصلع گویند. جناب امیر المؤمنین عمر فاروق رض و جناب امیر المؤمنین علی مرتضی رض نیز اصلع بودند وریش دراز و انبوہ بود تا بہ سینہ ایشان می رسید و موی شارب را آنچہ برکنارہ لب می باشند می کتنند و حلق شوارب را مکروہ می داشتند و می فرمودند کہ این حلق از باب مثلہ است و بروت وافر داشتند درین باب نیز تمسک بفعل امیر المؤمنین فاروق رض می فرمودند. روی انہ رضی اللہ عنہ کان یفتل سبلتہ اذا اہمہ امر یعنی بروت خود را بار بار تاب میدادند وقتی کہ در مہمی مستغرق میشدند.

واقدی گفتہ است کہ امام مالک نود سال عمر یافت و سپیدی موی خود را خضاب نکردہ و گاہے در حمام داخل نہ شد و امام مالک رحمۃ اللہ بسیار خوش لباس می بود جامہائے عدن کہ شہریست در یمن و ثیاب آنجا بغایت نفیس وبیش قیمت میباشد می پوشید وجامہائے خراسان ومصر قسم اعلیٰ میپوشید وغالباً لباس ایشان سپیدی بود و اکثر اوقات عطر جید می مالید و می فرمود کہ دوست ندارم مرکسی را کہ حق تعالیٰ او را نعمت و ثروت دادہ باشد و

دراز قد، موٹا بدن، سفید رنگ مائل بہ زردی، کشادہ چشم، خوبصورت ناک بلند رکھتے تھے۔ ان کی پیشانی میں سر کے بال کم تھے ایسے شخص کو عربی میں اصلع کہتے ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی اصلع تھے، ڈاڑھی گنجان اور اس قدر لمبی تھی کہ سینہ تک پہنچتی تھی اور مونچھوں کے ان بالوں کو جو لبوں کے کنارے پر ہوتے تھے کترواتے تھے اور منڈوانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مونچھ کا منڈوانا مُثلہ[1] میں داخل ہے اور مونچھ بھی آپ کی وافر تھی اور اس میں بھی جناب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ (اِنَّہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یَفْتِلُ سَبْلَتَہٗ اِذَا اَھَمَّہٗ اَمْرٌ) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب کوئی امرِ عظیم پیش آتا تھا تو اپنی مونچھوں کو پیچ دیا کرتے تھے۔

واقدی کا قول ہے کہ امام مالک رح کی ۹۰ سال کی عمر ہوئی ہے لیکن آپ نے ڈاڑھی کا کبھی خضاب نہیں کیا اور نہ کبھی حمّام میں تشریف لے گئے۔ امام مالک رح خوش پوشاک عدن کے بنے ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔ عدن ملک یمن کا ایک شہر ہے اور وہاں کے کپڑے نہایت نفیس اور بیش قیمت ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں خراسان اور مصر کے اعلیٰ قسم کے کپڑے بھی پہنتے تھے۔ آپ کا لباس اکثر سفید ہوتا تھا اور اکثر اوقات عطر لگایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو حق تعالیٰ نے ثروت یعنی مال و دولت عطا کیا ہو اور

[1] اعضاء کا کاٹ دینا۔

Marfat.com

اثر آن برو ظاہر نباشد۔ زیراکہ کتمانِ نعمت او از کفرانِ نعمت ست۔

کاتب حروف گوید سلفِ صالح را در خواست ثیاب وضدِ آن نیت صالح بود کسیکہ نفاست[1] دوست بود برائ اظہار نعمت الٰہی می کوشید وخوش می پوشید۔ کسیکہ ثیاب دون اختیار می کرد بہ نیت تواضع وعدم شہرت می کرد پس ہر یکے از ایشان مُصیب است وہر کسی را از ثواب برطبق نیّت او نصیب

ع وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَذَاهِبُ

واشہب کہ شاگرد رشید امام ست گفتہ است کہ امام ہرگاہ کہ عمامہ بر سر بستی یک پلّہ ازان زیر ذقن آوردہ بپیچ می داد ونیز یک جانب اورا میان دوشالہ ارسال می کرد کہ در عرف این دیار آن را شملہ گویند و عرب عذبہ نامند ہرگہ بنا بر ضرورت سُرمہ می کشید در خانہ می نشست وبیرون نمی برآمد مکروہ می داشت سرمہ کشیدن را مگر بعلتی ومرضی وانگشتریٔ امام از سیم بود ونگین او سیاہ رنگ ور وی این آیت رانقش کردہ بود۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ مطرف کہ از شاگردان او ست روزے از سبب اختیار این نقش سوال

اس کا اثر اس پر ظاہر نہ ہو تو میں ایسے شخص کو اپنا دوست رکھنا پسند نہیں کرتا ہوں کیونکہ اس نے حق تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو چھپا کر کفرانِ نعمت کیا ہے۔

کاتبِ حروف کہتا ہے سلفِ صالحین عمدہ اور خراب کپڑے پہننے میں اچھی نیّت رکھتے تھے۔ جو شخص نفیس کپڑے پہنتا اور نفاست کو دوست رکھتا تھا اس میں اس کی یہ نیت ہوتی تھی کہ اچھی پوشاک استعمال کرکے خدا کی نعمتوں کو ظاہر کرنے کی کوشش کرے اور جو شخص موٹے کپڑوں کا استعمال کرتا تھا اس میں تواضع اور عجز و انکساری کی نیت ہوتی تھی، شہرت کو پسند نہیں کرتا تھا اس واسطے دونوں حق بجانب ہیں اور ہر ایک کو اُس کی نیت کے موافق حصّہ ملیگا۔ ع

وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَذَاهِبُ

(اور محبت کی راہ میں ہر عاشق کا مسلک جداگانہ ہے)

اشہب جو امام مالک کے شاگردِ رشید ہیں کہتے ہیں جس وقت امام صاحب ممدوح عمامہ باندھتے تھے تو اس کا ایک پلّہ ٹھوڑی کے نیچے کرکے سر پر باندھتے تھے اور اس کی ایک جانب کو (جس کو اس ملک کے رواج کے مطابق شملہ اور اہل عرب عذبہ کہتے ہیں) دونوں شانوں کے درمیان ڈالتے تھے۔ عُذر (مجبوری) اور بیماری کے سوا سرمہ لگانے کو بُرا خیال فرماتے تھے۔ آپ جب کبھی کسی ضرورت سے سرمہ لگاتے تھے تو باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ بلکہ گھر ہی میں بیٹھے رہتے تھے۔ امام صاحب کی

[1] چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گاہے قمیص مرقومہ می پوشید وگاہے جرہ پشمینہ۔

Marfat.com

کرد. فرمود کہ در کلام الٰہی شنیدہ ام در حق مؤمنین می فرماید. قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۔ پس خواستم کہ مضمون این کلمہ نصب العین ونقش ضمیر من باشد وبر دروازۂ امام این کلمہ مکتوب بود. مَاشَآءَ اللّٰهُ این نیز سوال کردند فرمود کہ خدا تعالیٰ فرمودہ است ، وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَآءَ اللّٰهُ وجنت خانۂ من ست ، پس خاستم کہ ہر بار کہ بخانہ در آیم ، این کلمہ بیاد من آید وبرزبان من جاری شود. وخانہ کہ دران امام می ماند در مدینۂ منورہ خانہ عبد اللہ بن مسعود بود کہ از کبار صحابہ است. و مکان نشست امام از مسجد نبوی مکان امیر المؤمنین عمر فاروق بود. وامام فرمودہ است کہ من در تمام عمر خود با سفیہے وسبک عقلی ہمنشینی نکردہ ام ، امام احمد بن حنبل رح می گوید کہ این امر لیست عظیم کہ ہرگز غیر از امام مالک رح میسر نیامدہ. ودر زمرۂ علماء فضیلتی بہتر ازین نمی باشد. زیرا کہ صحبت سفیہان نور علم را تیرہ می کند. ولابد تنزل از ذروہ تحقیق اتم بحضیض تقلید ہمنشینی اینہا ضرور

انگشتری چاندی کی تھی، اس میں سیاہ رنگ کا نگینہ جڑا ہوا تھا اور حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اس پر کندہ تھا۔ مطرف نے جو امام صاحب ممدوح کے شاگردوں میں سے ہیں انگشتری پر اس آیت کو کندہ کرانے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا میں نے سُنا ہے کہ حق تعالیٰ کلام مجید میں مؤمنین کے حق میں فرماتا ہے قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پس اس وجہ سے میرا دل یہ چاہتا ہے کہ آیت کا مضمون میرا نصب العین رہے اور ہر وقت میرے پیش نظر رہ کر میرے دل پر یہ منقش ہو جائے۔ امام صاحب کے دروازہ پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا مَاشَآءَ اللّٰهُ اس کا سبب بھی کسی سائل نے دریافت کیا تو یہ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَآءَ اللّٰهُ (اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ اپنے باغ میں داخل ہوتے ہوئے ماشاء اللہ کہتا) اور میری جنت میرا مکان ہے پس چاہتا ہوں کہ جب گھر میں آؤں تو یہ کلمہ مجھ کو یاد آکر میری زبان پر جاری ہو جائے۔ مدینہ منورہ میں جس مکان میں رہتے تھے وہ مکان حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تھا جو جلیل القدر صحابہ رضؓ میں سے تھے۔ مسجد نبوی میں امام کی نشست اس جگہ ہوتی تھی جہاں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھتے تھے۔ امام صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے تمام عمر میں کبھی کسی بیوقوف یا کوتاہ عقل والے کے ساتھ ہمنشینی نہیں کی۔ امام احمد بن حنبل رح فرماتے تھے کہ یہ ایک ایسی بڑی بات ہے کہ جو سوائے امام مالک کے اور کسی کو میسّر نہیں ہوئی۔ علماء کے زمرہ میں اس سے بہتر اور کوئی فضیلت نہیں ہوتی اس لئے کہ بیوقوفوں کی

Marfat.com

می افتد و این معنی در نفاست علم قدح می کند و امام مالک را کسے در خوردن و آشامیدن ندیدہ بود در خلوت می کرد باوصفِ این تمکین و وقار در حسنِ خُلق با اہل و اولاد و خدم و حشم بمرتبہ عظیم بود دریں باب اتباعِ سُنتِ سنیہ رسول اللہ و اصحابِ کرام می فرمودند۔

صحبت نور علم کو تاریک کر دیتی ہے۔ اور تحقیق کی بلند چوٹی سے گرا کر تقلید کی پستی میں ڈال دیتی ہے جس کی وجہ سے علم کی نفاست میں ایک گونہ خرابی اور نقص آجاتا ہے۔ چونکہ امام صاحب کھانا پینا خلوت میں رکھتے تھے اس وجہ سے کسی شخص نے آپ کو کھاتے پیتے نہیں دیکھا امام صاحب باوجود وقار اور خود داری کے اپنے اہل وعیال اور نوکر چاکر کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آتے تھے، اوراس معاملہ میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی پیروی فرماتے تھے۔

و در طلب علم حرصے وافر داشت در ابتداء زمان طلبِ علم کہ مایۂ ظاہری چنداں نداشت سقف خانہ خود بر کندیدی و چوب آنرا فروختہ در کار کتاب وغیرہ صرف فرمودی اما بعد ازاں دنیا بروے ہجوم آوردہ وفتوح عظیم داشت وحفظ بدرجۂ اتم می داشت می فرماید کہ چنیں نہ شدہ است کہ چیزے را در حافظہ خود جا دادہ باشم وباز اورا فراموش سازم وابتداء نشستن امام در مجلس افادۂ تعلیم در ہفدہ سالگی بود۔ گویند کہ دراں ایام زنے از عمدہ ہائے مدینہ قضا کردہ بود غسالہ بہم غسل قیام نمود و دست برفرج آن زن گزاشت گفت ایں فرج چہ زنا کار بود دست غسالہ

علم حاصل کرنے کی حرص اور خواہش بہت تھی زمانۂ طالب علمی میں آپ کے پاس ظاہری سرمایہ کچھ زیادہ نہ تھا، مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیوں کو فروخت کر کے کتب وغیرہ کے صرف میں خرچ فرمایا کرتے تھے، اس کے بعد دولت کا دروازہ ان پر کھل گیا اور کثرت سے بڑی بڑی فتوحات شروع ہو گئیں آپ کا حافظہ بہت اعلیٰ درجہ کا تھا۔ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جس چیز کو میں نے محفوظ کر لیا پھر اسے کبھی نہیں بھولا، سترہ سال کی عمر میں آپ نے مجلسِ افادۂ تعلیم کی ابتداء فرمائی تھی۔ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں مدینہ کی ایک نیک بی بی کی وفات ہوئی، جب غسل دینے والی عورت نے اس کو غسل دیا تو اس نیک بخت مردہ عورت کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا کہ یہ فرج کس قدر زنا کار تھی، فوراً اس کا ہاتھ

Marfat.com

برفرج چسپید هرچند تردد و تلاش نمودند دست از فرج جدا نمی شد آخر این مشکل را بعلما و فقها راجع ساختند و چاره کار جستند همه ها از چاره فروماندند امام پے بسر حقیقت برد و فرمود که این غساله را قذف بزنند همین که هشتاد دره زدند از فرج جدا شد وازان روز امامت و ریاست ایشان در اذهان مردم مستقر و راسخ گشت . امام فرموده است که بدست خود هزار حدیث نوشته ام .

فرج پر ایسا چسپاں ہوا کہ اسے جدا کرنے کی سب نے کوشش و تدبیر کی مگر فرج سے اس کا ہاتھ جدا نہ ہوا۔ انجام کار اس مشکل کو علماء اور فقہاء کی خدمت میں پیش کیا گیا اس کا علاج اور عمل دریافت کیا گیا سب کے سب اس سے عاجز ہوئے لیکن امام صاحبؒ نے اس راز کی حقیقت کو اپنے ذہن رسا اور کامل فہم سے دریافت کرکے یہ فرمایا کہ اس غسل دینے والی کو حدِ قذف (یعنی وہ سزا جو شریعت نے زنا کی تہمت لگانے والے کے لئے مقرر فرمائی ہے) لگائی جائے. آپ کے ارشاد کے مطابق جب اس کے اسّی درّے لگائے تو ہاتھ فرج سے فوراً جدا ہوگیا. سب لوگوں کے دلوں میں امام صاحبؒ کی امامت و ریاست اسی دن سے راسخ طور پر جاگزیں ہوگئی امام صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ہزار حدیثیں لکھی ہیں۔

روایة الاکابر عن الاصاغر

دارقطنی از اجلہ محدثین ست گفتہ کہ هیچ کس را این اتفاق نیفتادہ کہ امام مالک را افتادہ دو شخص از وے یک حدیث را روایت کردہ اند و مابین وفات این دو کس یک صد و سی سال یکی از انها محمد بن مسلم بن شهاب زهری ست کہ استاد امام مالک است و حدیث فریعہ بنت مالک بن سنان را در باب سکنی المعتدہ از امام مالک روایت کردہ و دیگر ابو حذافہ سهمی است از شاگردان امام مالک و

دارقطنی جو محدثین میں بڑے پایہ کے ہیں یہ فرماتے ہیں جو اتفاق امام مالکؒ کو پیش آیا ہے، ایسا کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ امام مالکؒ سے دو شخصوں نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے اور دونوں شخصوں کی وفات کے درمیان ۱۳۰ سال کی مدت ہے ایک ان میں سے محمد بن مسلم بن شہاب زہری ہیں جو امام مالکؒ کے استاد بھی ہیں انہوں نے فریعہ بنت مالک بن سنان کی حدیث جو معتدہ کے سکنیٰ کے بارے میں ہے امام مالکؒ سے روایت کی ہے اور زہری کی وفات ۱۲۵ھ میں ہوئی ہے۔ دوسرے ابو حذافہ سہمی ہیں

Marfat.com

صاحب نسخہ موطاست ہمین حدیث را از امام مالک روایت کردہ ووفات زہری در سنہ ۱۲۵ یک صد وبست و پنجست ووفات ابوحذافہ در سنہ ۲۵۰ دو صد وپنجاہ وکسر چند کاتب الحروف گوید روایت زہری از امام مالک رضی اللہ عنہ از باب روایۃ الاکابر عن الاصاغر ست کہ خالی از ندرت نیست ومحدثین را درین باب کتابہاست واینقدر تفاوت دو راوی از یک شیخ در وفات نیز خالی از غرابتی نیست واین را درعرف محدثین سابق ولاحق گویند وشیخ ابن حجر در شرح نخبہ نوشتہ است کہ اکثر ما وقفنا علیہ فی التفاوت مائۃ وخمسون سنۃ باز مثال آنرا نیز نوشتہ اند وغالباً اینقدر تفاوت در صورت روایت اکابر از اصاغر دست می دہد۔

ومجلس امام مالک مجلس ہیبت ووقار بود ہرگز شور وغوغا وآواز بلند درانجا گنجایش نداشت۔

جو امام مالکؒ کے شاگرد اور راوئ نسخۂ مؤطا ہیں انہوں نے بھی اس حدیث کو امام مالکؒ سے روایت کیا ہے اور ابوحذافہ کی وفات کچھ اوپر دوسو پچاس ہجری میں ہوئی ہے۔ کاتب الحروف کہتا ہے زہری کا امام مالک سے روایت کرنا روایۃ الاکابر عن الاصاغر میں داخل ہے۔ یعنی بڑوں کا چھوٹوں سے روایت کرنا ندرت سے خالی نہیں ہے۔ اس باب میں محدثین کی بہت سی کتابیں ہیں اور ایک شیخ سے دو راویوں کی وفات میں اس قدر فرق بھی ندرت سے خالی نہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں اس کو سابق اور لاحق کہتے ہیں۔ شیخ ابن حجرؒ نے نخبہ کی شرح میں لکھا ہے کہ مَاوَقَفْنَا عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ التَّفَاوُتِ مِائَةٌ وَّخَمْسُوْنَ سَنَةً یعنی زیادہ سے زیادہ تفاوت کی مثالیں ایک سو پچاس سال کی ہم کو ملی ہیں انہوں نے اس کو بھی روایۃ الاکابر عن الاصاغر میں داخل کیا اور چند مثالیں بھی لکھی ہیں۔ روایتِ اکابر از اصاغر میں اس قدر فرق اکثر ہو جاتا ہے۔

امام صاحبؒ کی مجلس ایسی ہیبت اور وقار کی ہوتی تھی کہ اس میں شور وشغب ہوتا تو درکنار، کسی شخص کو آواز بلند کرکے گفتگو کرنے کی مجال اور طاقت نہ ہوتی تھی۔

سند حدیث کے ۲ طریقے

وخود بر کسے نمی خواندند تلامذہ می خواندند وخود می شنیدند واین تقید بنا برآن بود کہ در زمان ایشان جماعہ از

استاد سے حدیث کی سند حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں اول یہ کہ استاد پڑھے اور شاگرد سنتا رہے دوسرا یہ کہ شاگرد پڑھے استاد سنتا رہے۔ امام مالکؒ

اہل عراق قراءة علی الشیخ را از وجوہ تحمل حدیث نمی شمردند وسماع از لفظ شیخ طلب می کردند برائے دفع وہم آن جماعۃ اکثر علمار مدینہ وحجاز این روش را اختیار فرمودند والا در قدیم نزد محدثین قراءة شیخ علی التلمیذ مروج ومعمول بود۔ واز شاگردانِ امام مالک یحیی بن بکیر را کہ یکی از اصحاب مؤطا ست اتفاق افتادہ کہ چہاردہ بار کتاب موطا را از امام مالک بقراءۃ ایشان شنیدہ۔ ابنِ حبیب کہ یکے از یاران گزیدہ امام مالک است می گوید کہ امام مالک در تمام مجلس افادہ واستماع حدیث یک طور می نشستند و زانو بدل نمی کردند بہ جہت کمال تادب بحدیث رسول علیہ السلام وایشان را درین امر نہایت احتیاط بود گویند کہ در تمام عمر در حد حرم مدینہ منورہ قضائے حاجت نہ نمودہ بیرونِ حرم میرفت مگر در حالت مرض وضرورت۔ وچون برائے استماع حدیث می نشست استعمال خوشبوی وعطر میفرمود وجامہای

کے یہاں یہی دوسرا طریقہ مروج تھا، اور اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ اہل عراق نے قرارت علی الشیخ کے طریق کو ترک کر دیا تھا اور حدیث حاصل کرنے کے طریق کو پہلی صورت میں منحصر خیال کرتے تھے اور شیخ ہی سے سماع طلب کرتے تھے۔ امام صاحبؒ اور نیز دوسرے مدینہ وحجاز کے عالموں نے اس وہم کو رفع کرنے کی غرض سے اسی طریق کو اختیار فرمایا تھا ورنہ قدیم محدثین کے یہاں بھی یہی طریق مروج تھا کہ شیخ اپنے شاگردوں کو خود پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔ اسی طریق کو محدثین کی اصطلاح میں قرارۃ الشیخ علی التلمیذ کہتے ہیں۔ یحیٰی بن بکیر نے جو امام صاحبؒ کے منجملہ شاگردوں کے ایک شاگرد ہیں اور اصحابِ مؤطا میں سے ایک یہ بھی ہیں، چودہ دفعہ کتاب مؤطا کو امام مالکؒ نے ان کی قرارت سے سنا ہے۔ ابن حبیب جو امام مالکؒ کے مخصوص اصحاب میں سے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ امام صاحبؒ حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت ادب فرماتے تھے اور کمالِ ادب کی وجہ سے اس قدر احتیاط تھی کہ بوقتِ افادۂ حدیث اس مجلس میں کبھی زانو کو بھی نہ بدلتے تھے، بلکہ جس ہیئت اور حالت کے ساتھ اول بیٹھتے تھے آخر تک وہی ایک حالت رہتی تھی۔ تمام عمر مدینہ کے حرم میں آپ نے قضائے حاجت نہیں کی بلکہ ہمیشہ حرم سے باہر تشریف لے جاتے تھے، البتہ حالت مرض میں مجبوری کی وجہ سے معذور تھے۔ جب حدیث شریف سنانے کے لئے بیٹھتے تھے تو آپ کے لئے ایک چوکی بچھائی جاتی تھی اور آپ عمدہ کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر حجرہ سے باہر نہایت

Marfat.com

نفیس می پوشید و مسندی برای ایشان می انداختند و از حجرۂ خود بکمال سکینہ و خشوع برآمدہ بوقار می نشستند و عود و مجمر حاضر می کردند و می افروختند تا وقت فراغ از ذکر حدیث بہمین وضع می بودند۔

عجز و انکسار کے ساتھ آکر اس پر بیٹھ کر سنتے تھے اور جب تک اس مجلس میں حدیث کا ذکر رہتا تھا مجمر یعنی انگیٹھی میں عود و لوبان ڈالتے رہتے تھے ۔

امام مالکؒ کی مجالسِ حدیث

عبداللہ بن المبارک کہ امام اعظم ست از ائمہ حدیث و فقہ و تفسیر و قرارت و از شاگردان امام مالک ست و شہرت او مستغنی است از تعریف و توصیف او نقل می کند کہ یک روز نزد امام حاضر بودم و امام روایت حدیث می فرمودند امام را کژدم نیش زدن آغاز کرد شاید دہ بار نیش زد و گونہ روی امام متغیر می شد و زرد می گشت و ہرگز روایت حدیث را قطع نہ فرمودہ و لغزشی در کلام او ظاہر نشد۔ چون مجلس منقضی شد و مردم متفرق شدند عرض کردم کہ امروز چہرۂ مبارک خیلی تغیر پیدا کردہ فرمودند آری و تمام ماجرا مفصل بیان کردند و گفتند کہ این قدر صبر من نہ برائے اظہار تجلد و شکیبائی خود ست بلکہ محض بنا بر تعظیم حدیث پیغمبر ست۔

عبداللہ بن المبارک جو امام مالکؒ کے شاگرد ہیں اور حدیث، فقہ، تفسیر اور قرارت کے بڑے امام ہیں اور علماء کے طبقہ میں ایسے مشہور ہیں کہ ان کی شہرت تعریف اور توصیف سے بالکل مستغنی کرتی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں امام صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ روایت حدیث فرما رہے تھے۔ ایک بچھو نے نیش زنی شروع کی تو شاید دس مرتبہ آپ کے کاٹا، اس تکلیف کے سبب امام صاحبؒ کا چہرہ کچھ متغیر ہو کر مائل بہ زردی ہو جاتا تھا۔ مگر امام صاحبؒ نے حدیث کو قطع نہیں فرمایا اور نہ کچھ لغزش آپ کے کلام میں ظاہر ہوئی۔ جب مجلسِ حدیث ختم ہوئی اور سب آدمی چلے گئے تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ آج آپ کے چہرہ پر کچھ تغیر محسوس ہوتا تھا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا بیشک تمہارا خیال صحیح ہے اور پھر تمام واقعہ ان سے بیان کر کے فرمایا کہ میرا اس قدر صبر کرنا، اپنی طاقت و شکیبائی کی بناء پر نہ تھا بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔

امام مالکؒ کی مدح میں امام سفیانؒ کے چند اشعار

سفیان ثوریؒ کہ شہرت ایشان کافی

سُفیان ثوریؒ جن کی شہرت تعریف و توصیف سے اُن کو

Marfat.com

ست از تعریف و توصیف ایشان روزے در مجلس امام مالک حاضر شد عظمت وجلال وابہت وشوکت آن مجلس ووفور انوار وبرکات آنرا مشاہدہ فرمودند واین قطعہ در مدح امام انشانمودند۔

قطعہ

يَأْبَى الْجَوَابَ فَلَا يُرَاجِعُ هَيْبَةً
وَالسَّائِلُوْنَ نَوَاكِسُ الْأَذْقَانِ
اَدَبُ الْوَقَارِ وَعِزُّ سُلْطَانِ التُّقٰى
فَهُوَ الْمُطَاعُ وَلَيْسَ ذَا سُلْطَانِ

بشر حافی کہ یکے از مشاہیر صوفیہ واہل اللہ است میفرماید کہ از جملہ زینت دنیا این نعمت ہم است کہ شخصے بگوید حَدَّثَنَا مَالِكٌ یعنی ابہت وشوکت امام مالک باین درجہ رسیدہ ست کہ شاگردی اورا از مفاخر دنیوی می شمردند باوصف آنکہ از وسائل آخرت وامور دین است وامام مالک این بیت را اکثر بر زبان مبارک میراند۔

شعر

وَخَيْرُ أُمُوْرِ الدِّيْنِ مَا كَانَ سُنَّةً
وَشَرُّ الْأُمُوْرِ الْمُحْدَثَاتُ الْبَدَائِعُ

واین شعر از باب حکمت ست کہ مضمون حدیث نبوی را نظم نمودہ است واز کلام ارشاد نظام امام است لَيْسَ الْعِلْمُ بِكَثْرَةِ الرِّوَايَةِ اِنَّمَا هُوَ نُوْرٌ يَضَعُهُ اللّٰهُ فِي الْقَلْبِ۔ این کلمہ ایشان تحقیقی دارد بس عمیق کما لا یخفی۔

مستغنی کرتی ہے۔ ایک روز امام مالک کی مجلس میں تشریف لائے تو مجلس کی عظمت وجلال اور اس کی شان وشوکت کے ساتھ انوار کی کثرت اور برکتوں کو دیکھ کر امام مالک صاحب کی مدح میں یہ قطعہ نظم فرمایا۔

(اگر امام مالکؒ) جواب دینا چھوڑ دیں تو سب سائل اپنا سر نیچا کیے بیٹھے رہیں اور آپ کی ہیبت سے دوبارہ نہ پوچھ سکیں وقار آپ کا ادب کرتا تھا اور آپ پرہیزگاری کی بادشاہت پر عزت کے ساتھ متمکن تھے، (عجیب بات یہ تھی کہ) آپ کی اطاعت کی جاتی تھی حالانکہ آپ بادشاہ نہ تھے۔

بشر حافی جو ایک مشہور صوفی اور باخدا آدمی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی نعمتوں اور زینتوں میں سے کسی شخص کا حَدَّثَنَا مَالِكٌ کہنا بھی ایک بڑی نعمت ہے یعنی امام مالک کی شان وشوکت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ شاگرد اس کو دنیاوی مفاخر سے شمار کرتا ہے۔ حالانکہ وہ آخرت کا وسیلہ اور امور دین کا ذریعہ ہے۔ امام صاحب اکثر اس شعر کو پڑھا کرتے تھے۔

دین کا بہتر کام وہ ہے جو طریقہ رسول کے مطابق ہو اور بدترین کام وہ ہیں جو سنت کے خلاف نئی نئی بدعتیں اپنی طرف سے تراش لی ہوں۔

یہ شعر حکمت سے پُر ہے کیوں کہ شاعر نے ایک حدیث نبوی کے مضمون کو نظم کیا ہے۔ منجملہ اور کلاموں کے امام صاحب کا ایک یہ کلام بھی ہدایت آمیز ہے "یعنی بکثرت روایت کرنے کا نام علم نہیں ہے وہ تو ایک نور ہے اللہ تعالیٰ جس کے دل میں چاہتا ہے اسے ڈال دیتا ہے"۔ یہ کلمہ ایک ایسی تحقیق رکھتا ہے جو نہایت گہری ہے چنانچہ اہل بصیرت اسے خوب جانتے ہیں

روزے از ایشان پرسیدند مَا تَقُوْلُ فِی طَلَبِ العِلْمِ ؟ فرمود ، حَسَنٌ جَمِیل لٰکِنِ انْظُر مَا یَلزَمُكَ مِن حِینَ تُصْبِحَ اِلیٰ اَنْ تُمْسِیَ فَالْزَمهُ درین کلام ایشان نیز غور باید کرد . ونیز فرموده ست لَا یَنبَغِی لِلعَالِمِ اَن یَتَکَلَّمَ بِالعِلْمِ عِندَ مَن لَا یُطِیقُهٗ فَاِنّه ذُلٌّ وَاِهَانَةٌ لِلعِلمِ . و گاهی در مدینہ سوار نمی شد ومیفرمود

اَنَا اَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ اَطَأَ تُرْبَةً فِیْهَا قَبْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِحَافِرِ دَابَّةٍ .

وچون مؤطا را تصنیف فرمود علمار مدینہ برروش موطاہا پرداختند . مردم عرض کردند کہ چرا این قدر محنت برخود می کشید کہ دیگران شریک این امر شده اند ومثل این تصنیف نموده اند . فرمود مرا بنمایید تصانیف دیگران را آوردند وامام دران نظر فرمودند و گفت شتاب ست خواہند دانست کہ کدام عمل لوجہ اللہ واقع شده وفی الواقع از تصانیف دیگران نام ونشانی پیدا نیست الا ماینذکر من موطا ابن ابی ذئب . وموطا امام

ایک روز آپ سے کسی نے یہ دریافت کیا کہ مَا تَقُوْلُ فِی طَلَبِ العِلْمِ[1] ؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا طلبِ علم اچھی چیز ہے مگر انسان کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ صبح سے شام تک جو امور اس پر واجب ہوں ان کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کرکے ادا کرے"۔ آپ کا یہ قول بھی گہری نظروں سے دیکھنے کے قابل ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "عالم کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ علمی مسائل ایسے شخص کے سامنے بیان کرے جو اس کا اہل نہیں ہے کیونکہ اس میں علم کی اہانت اور ذلّت ہے"۔ امام صاحبؒ مدینہ میں سوار ہو کر نہیں نکلتے تھے اور اس کا سبب یہ فرمایا کرتے تھے کہ "سواری کے سُم سے ایسی سرزمین کے روندنے میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہو مجھے اللہ سے شرم وحیا آتی ہے"۔

امام صاحبؒ نے مؤطا کو تالیف کرنا شروع فرمایا تو دوسرے لوگوں نے بھی اس طرز پر مؤطا کو لکھنا شروع کیا اس پر بعض لوگوں نے آپ سے یہ عرض کیا کہ آپ اس قدر کیوں تکلیف گوارا کرتے ہیں۔ دوسرے اشخاص بھی آپ کے شریک ہو کر اس طرح کی مؤطا تصنیف کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو دکھلاؤ۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کے موافق جب وہ تصانیف لائی گئیں تو آپ نے اُن کو ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ صرف خدا کے لئے کونسا امر واقع ہوتا ہے۔ اور در حقیقت اب ان کی تصنیفات کا سوائے مؤطا ابن ابی ذئب کے نام ونشان بھی معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں مؤطا امام مالکؒ قیامت تک مخلوقات

[1] علم طلب کرنا کیسا ہے ؟

Marfat.com

مالک مخدوم طوائف انام و مایۂ اجتہاد علمار
اسلام گشت والقبول بقدر حسن النیۃ. حافظ
ابی نعیم اصفہانی در کتاب حلیۃ الاولیار در
ذکر امام مالکؒ بسند صحیح آوردہ کہ سہل بن
مزاحم کہ یکے از عابدان وقت و از یاران
عبداللہ بن المبارک ساکن مرو بود گفت
من روزے جناب رسالت را بخواب دیدم
عرض کردم یارسول اللہ! حالا چون
زمان برکت نشان شما منقضی شدہ است
اگر مارا در امور دین شکی و شبہی بخاطر افتد
از کہ تحقیق نمائیم بما نشان بدہید فرمودند
ہرچہ شمارا مشکل شود از مالک بن انسؒ
بپرسید۔ و نیز در ہمان کتاب از مطرفؒ
روایت کردہ کہ ابو عبداللہ نام شخصے از
موالی لیثیین کہ خیلی بزرگ و متقی و خدا
پرست بود گفت من بزیارت حضرت
رسالت پناہ مشرف شدم دیدم کہ
آنجناب در مسجد نشستہ است و گرداگرد او
مردمان حلقہ زدہ اند و امام مالکؒ رُو
بروئے آنجناب ایستادہ است و پیش
آنحضرت قدری مشک نہادہ اند ازان
مشک قبضہ قبضہ بامام مالکؒ عنایت میفرمایند
و امام مالکؒ بطریق نثار بر مردمان می پاشد۔
و تعبیر این خواب بخاطر من چنان رسید
کہ علم نبوی اول در مالکؒ ظہور فرمود بعد ازان

کی مخدوم اور علمائے اسلام کا سرمایۂ اجتہاد رہے گی۔
حافظ ابو نعیم اصفہانی نے کتاب حلیۃ الاولیار میں امام
مالکؒ کا ذکر کرتے ہوئے سندِ صحیح کے ساتھ یہ نقل کیا
ہے کہ سہل بن مزاحم نے جو اپنے وقت کے عابدوں میں
اور عبداللہ بن المبارک جو مرو کے رہنے والے ہیں ان کے
دوستوں میں سے تھے، یہ بیان کیا ہے کہ میں نے ایک
روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا،
تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس وقت
آپ کا خیر و برکت والا زمانہ تو گذر گیا ہے اگر ہمارے
دل میں دینی کاموں میں کوئی شک وشبہ واقع ہو تو کس
شخص سے تحقیق کریں ہمیں اس کا پتہ ونشان بتلایئے۔
آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو جو کچھ مشکل پیش آئے اس
کو مالک بن انسؒ سے دریافت کرو۔ اور اسی کتاب میں
مطرفؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ لیثیین کے غلاموں میں سے
ایک شخص ابو عبداللہ نامی نے جو نہایت بزرگ، پرہیزگار
اور خدا پرست تھا یہ بیان کیا کہ میں جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا میں نے دیکھا کہ
آپ مسجد میں تشریف رکھتے ہیں اور ان کے گرداگرد آدمیوں
کا حلقہ بندھا ہوا ہے اور حضرت امام مالکؒ آپ کے سامنے
کھڑے ہیں اور آنحضرتؐ کے سامنے تھوڑا سا مشک رکھا
ہوا ہے حضورؐ اس میں سے لپ بھر بھر کر امام مالکؒ کو
مرحمت فرماتے ہیں اور امام مالکؒ بطریق نثار آدمیوں پر
چھڑکتے ہیں۔

اس خواب کی تعبیر میرے دل میں یہ آئی کہ علم نبوی
نے اول امام کے سینہ میں ظہور فرمایا اس کے بعد امام کے

Marfat.com

بمردم دیگر بواسطہ ہا در رسید۔

ونیز از محمد بن رمح تجیبی مصری کہ استاد مسلم صاحب صحیح مشہور ست آوردہ کہ روزی بزیارت آنجناب در خواب مشرف شدم وعرض کردم کہ با مردم در حق مالکؒ و لیث مختلف ایم کہ کدام یک ازین ہر دو عالم تر ست۔ آن جناب فرمودند مالک وارث تختِ منست۔ آن چنین فہمیدہ ام کہ مراد آن ست کہ وارث علم منست۔

واز یحیی بن خلف بن الربیع طرطوسی آوردہ واُو نیز از صلحا وعباد وقت بود کہ گفت من روزی نزد مالک بن انسؒ حاضر بودم ناگاہ شخصے آمد وگفت در قرآن چہ میفرمائی آیا مخلوق ست یا نہ امام فرمود، این زندیق را بکشید کہ از کلام او بسی فتنہ ہا خواہند زائید وبعد امام مالکؒ برین مسئلہ عجب فتنہ برپا شد وجماعۃ کثیر از اہل سنت مقتول وذلیل شدند۔

وہمچنین از جعفر بن عبداللہ آوردہ کہ گفت ما نزد امام مالک بودیم کہ شخصے از و پرسید کہ در تفسیر الرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی چہ میفرمائی استوای چگونہ بود؟ امام مالک ازین سوال بسیار اظہارِ ملال فرمود نظر بر زمین

واسطے سے دوسرے آدمیوں کو پہنچا۔

محمد بن رمح تجیبی مصری بھی جو امام مسلمؒ مؤلف صحیح مسلم کے استاذ ہیں یہ نقل کرتے ہیں کہ میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا تو میں نے عرض کیا کہ ہم تمام آدمی امام مالکؒ اور لیثؒ کے افضلیت میں جھگڑتے اور بحث کرتے ہیں اور ہر ایک ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مالکؒ میرے تخت کے وارث ہیں۔ میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ اس سے آپؐ کی مراد یہ ہے کہ مالکؒ میرے علم کا وارث ہے۔

یحیی بن خلف بن ربیع طرطوسی نے جو اپنے وقت کے صالحین اور عابدین کے زمرہ میں داخل تھے یہ فرمایا کہ میں ایک روز مالک بن انسؒ کی خدمت میں حاضر تھا، دفعۃً ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ قرآن کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں مخلوق ہے یا نہیں۔ امام نے فرمایا کہ اس زندیق کو قتل کر ڈالو اس کے کلام سے ہزاروں فتنے پیدا ہوں گے، چنانچہ امام مالکؒ کے بعد اس مسئلہ میں عجیب فتنہ برپا ہوا۔ اہل سنت کی ایک بڑی جماعت ذلیل اور مقتول ہوئی۔

اسی طرح جعفر بن عبداللہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم امام مالک صاحبؒ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ الرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی کی تفسیر میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ استوٰی کس کیفیت کے ساتھ ہوتا ہے؟ امام صاحب نے اس سوال سے بہت ملال کا اظہار فرمایا اور زمین کی طرف

Marfat.com

انداختہ تا دیر متفکر ماند بر جبین او عرق آمد بعد ازان فرمود۔

اَلْکَیْفُ مِنْهُ غَیْرُ مَعْقُوْلٍ وَ الْاِسْتِوَاءُ مِنْهُ غَیْرُ مَجْهُوْلٍ وَالْاِیْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ وَالسُّؤَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ ۔

بعد ازان فرمود کہ این کس را برانید کہ او صاحب بدعتست

نیز ابوعروہ کہ از اولاد حضرت زبیرؓ بود آوردہ کہ ما روزی نزد امام مالکؒ بودیم کہ شخصی پیدا شد و عیوب و نقائص صحابہؓ را ذکر کردن گرفت امام گفت بشنو۔ بعد ازان این آیت تلاوت فرمود۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ وتا باین جا رسید۔ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْکُفَّارَ ط

بعد ازان فرمود کہ ہر کہ باصحاب پیغمبر در باطن بد باشد و از ایشان ناخوش زیست نماید درین لفظ داخل ست این را بفہم۔ انتہی

دیکھنے لگے۔ اور حیران ہو گئے پیشانی پر پسینہ آگیا اس کے بعد فرمایا کہ۔

استواء تو معلوم ہے اور اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے مگر اس کی کیفیت سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ ایسے امور سے سوال کرنا بھی بدعت ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اس شخص کو نکالو یہ بدعتی ہے۔

ابوعروہ سے جو حضرت زبیرؓ کی اولاد میں سے ہیں یہ نقل ہے کہ ہم امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر تھے، دفعتہً ایک شخص نمودار ہوا اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے معائب اور نقائص ذکر کرنے لگا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ سنو۔ اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں وہ سخت ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں۔ تو اُن کو رکوع اور سجدے میں دیکھتا ہے۔ وہ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کو تلاش کرتے ہیں۔ سجدہ کے اثر سے ان کی نشانی ان کے چہروں پر ہے۔ تورات اور انجیل میں ان کی یہ صفت ہے کہ کھیتی نے اپنی سوئی اور پٹھا نکالا پھر اس کی کمر کو مضبوط کیا پھر موٹا ہوا پھر اپنی نال پر کھڑا ہوا۔ کھیتی کرنے والوں کو خوش اور بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سچے مسلمانوں کی وجہ سے کافروں کا دل جلاتا ہے۔"

اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی طرف سے دل میں بدظنی رکھتا ہو اور ان کی شکر رنجی کو بری طرح سے ظاہر کرتا ہو وہ اس لفظ کے حکم میں داخل ہے اس کو خوب سمجھ لو اور یاد رکھو۔

Marfat.com

مؤطّا کا تدریجی انتخاب

عتیق زہری گوید کہ امام اول مؤطّا را مشتمل بر دہ ہزار حدیث ساختہ بود و آہستہ آہستہ انتخاب میفرمود تا باین حد رسید وتا امام در قید حیات بود مؤطا مسودہ بود لہذا نسخ بسیار دارد و ہر نسخہ ترتیبی دیگر یافتہ شاگردان امام فراخور استعداد خود ترتیبی را اختیار کردہ رائج ساختند و در احادیث ہم فی الجملہ تفاوت قلیل ہست۔ ابوزرعہ رازی کہ رئیس محدثین است گفتہ است کہ اگر شخصے بطلاق زن خود سوگند خورد کہ انچہ در مؤطا ست بلاشک وشبہ صحیح ست حانث نہ شود۔ و این وثوق و اعتماد بر کتابی دیگر نیست۔

عتیق زہری کہتے ہیں کہ امام مالکؒ نے شروع میں اپنی مؤطا کو دس ہزار حدیث پر مشتمل فرمایا تھا اس میں آہستہ آہستہ انتخاب فرماتے رہے آخر اس حد تک پہنچا۔ اور جب تک امام مالکؒ زندہ رہے مؤطا کو مسودہ کرتے رہے، اس وجہ سے اس میں نسخے بہت ہوا ہے۔ اور ہر نسخہ کی ترتیب جدا ہے۔ امام صاحب کے شاگردوں نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق ترتیب دیکر رائج کیا ہے۔ اور حدیثوں میں بھی فی الجملہ تھوڑا سا تفاوت ہے۔ ابوزرعہ رازی نے جو محدثین کے رئیس رئیس ہیں یہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس طرح قسم کھا کر بیان کرے کہ (اگر میں جھوٹ بولوں تو میری زوجہ پر طلاق) جو کچھ مؤطا میں ہے وہ بلاشک وشبہ صحیح ہے تو وہ اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا یعنی اس کی عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی، اس قدر وثوق اور اعتماد کسی دوسری کتاب پر نہیں ہے۔

مؤطا کی مدح میں سعدون کے اشعار

وسعدون نام شاعری در مدح مؤطّا وترغیب بعلم امام مالکؒ ابیات انشا کردہ پارہ ازانہا نوشتہ می شود۔ **ابیات**

أَقُولُ لِمَنْ يَرْوِي الْحَدِيثَ وَيَكْتُبُ
وَيَسْلُكُ سُبُلَ الْفِقْهِ فِيهِ وَيَطْلُبُ
إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تُدْعَىٰ لَدَى الْحَقِّ عَالِمًا
فَلَا تَعْدُ مَا تَحْوِي مِنَ الْعِلْمِ يَثْرِبُ

سعدون نامی ایک شاعر نے مؤطا کی مدح میں امام مالکؒ کے علم کی طرف رغبت دلانے کے لئے اشعار تصنیف کئے تھے ان میں سے کچھ لکھے جاتے ہیں۔

میں اُس شخص سے جو حدیث کی روایت اور کتابت کرتا ہے اور فقہ کے راستوں کا رہبر اور اجتہاد کا طالب ہے یہ کہتا ہوں، اگر تجھے خدا کے نزدیک عالم بن کر پکارا جانا محبوب ہو تو مدینہ منورہ نے جو کچھ علم حدیث کو جمع کیا ہے اس سے تجاوز نہ کر۔

Marfat.com

اَتترُكُ دَارًا كَانَ بَيْنَ بُيُوتِهَا
يَرُوحُ وَيَغْدُوْ اجِبْرَئِيْلُ الْمُقرَّبُ
وَمَاتَ رَسُوْلُ اللهِ فِيْهَا وَبَعْدَهٗ
بِسُنَّتِهٖ اَصْحَابِهٖ قَدْ تَأدَّبُوْا
فَبَادِرْ مُوَطَّأ مَالِكٍ قَبْلَ فَوْتِهٖ
فَمَا بَعْدَهٗ اِنْ فَاتَ لِلْحَقِّ مَطْلَبُ
وَدَعْ لِلْمُوَطَّا كُلَّ عِلْمٍ تُرِيْدُهٗ
فَاِنَّ الْمُوَطَّا شَمْسُ الْعِلْمِ وَالْغَيْرُ كَوْكَبُ
وَمَنْ لَمْ يَكُنْ كُتُبَ الْمُوَطَّا بِبَيْتِهٖ
فَذَالِكَ مِنَ التَّوْفِيْقِ بَيْتٌ مُخَيَّبُ
جَزَى اللهُ عَنَّا فِي مُوَطَّاهُ مَالِكًا
بِاَفْضَلِ مَا يُجْزَى اللَّبِيْبُ الْمُهَذَّبُ
لَقَدْ فَاقَ اَهْلَ الْعِلْمِ حَيًّا وَمَيِّتًا
فَاَصْبَحَتْ بِهِ الْاَمْثَالُ فِي النَّاسِ تُضْرَبُ
فَلَا زَالَ يَسْقِيْ قَبْرَهٗ كُلُّ عَارِضٍ
بِمُنْثَبِقٍ ظَلَّتْ عَزَالِيْهِ تَسْكُبُ

تو اس دار الہجرت کو چھوڑتا ہے جس کے گھروں میں صبح وشام جبرائیل مقدس آتے تھے۔
جس میں رسول اکرم ؐ نے وفات پائی اور ان کے بعد آپ کی سنت سے آپ کے اصحاب ادب پذیر ہوئے۔
امام مالکؒ کی مؤطا کو اس کے فوت ہونے سے پہلے جلد حاصل کر ورنہ مؤطا کے بعد اگر وہ فوت ہوگیا تو تجھے صحیح مطلب حاصل نہ ہوگا۔
ہر علم کو جس کا تو طالب ہے چھوڑ کر مؤطا میں مشغول ہو، کیونکہ مؤطا کے مقابلے میں اور علم ستارے ہیں اور وہ بیشک آفتاب ہے۔
اور جس شخص نے مؤطا کو اپنے گھر میں نہیں لکھا، تو یہ گھر توفیق سے خالی ہے۔
جس قدر کوئی مہذب دانشمند جزا دیا جاتا ہو، اس سے بہتر اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے امام مالکؒ کو مؤطا کے بارے میں مرحمت کرے۔
زندہ اور مُردہ ہونے کی حالت میں اہل علم سے ایسے فائق ہوگئے کہ اب اگر کسی کے علم کی توصیف کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اپنے زمانے کا مالک ہے۔
ہر بادل برسنے والا ان کی قبر کو ہمیشہ ایسے کثیر اور بہنے والے پانی سے سیراب رکھے جس کا دہانہ ہمیشہ بہتا رہے۔

مؤطا کی مدح میں قاضی عیاض کے اشعار

وقاضی ابو الفضل عیاضؒ درین باب نظمی دارد بغایت راست و درست۔

قاضی ابو الفضل عیاضؒ نے بھی ایسی ہی ایک نظم لکھی ہے جو نہایت صحیح اور درست ہے۔

نظم

اِذَا ذُكِرَتْ كُتُبُ الْحَدِيْثِ فَحَيَّ
هَلْ بِكُتُبِ الْمُوَطَّا مِنْ مُصَنَّفِ مَالِكٍ
اَصَحَّ اَحَادِيْثًا وَاَثْبَتَ حُجَّةً
وَاَوْضَحَهَا فِي الْفِقْهِ نَهْجًا لِسَالِكٍ

جس وقت حدیثوں کی کتابوں کا ذکر کیا جائے تو امام مالکؒ صاحب کی تصنیف کردہ مؤطا کو لے کر آ۔
حدیثوں کے اعتبار سے صحیح تر اور باعتبار دلیل کے قوی تر ہے۔ اور فقہ حاصل کرنے والے کے لئے اس سے زیادہ کوئی واضح راستہ نہیں ہے۔

Marfat.com

عَلَيْهِ مَضَى الْإِجْمَاعُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ
ہر طبقہ کے لوگوں کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے۔

عَلٰى رَغْمِ خَيْشُوْمِ الْحَسُوْدِ الْمُمَاحِكِ
کینہ ور اشخاص اور حاسدوں کے خلاف مرضی

فَعَنْهُ خُذْ عِلْمَ الدِّيَانَةِ خَالِصًا
خالص علم دینیات کو مؤطا سے لو۔

وَمِنْهُ اكْتَسِبْ شَرْعَ النَّبِيِّ الْمُبَارَكِ
اور نبی مبارک ﷺ کی شرع اسی سے حاصل کرو۔

وَشُدَّ بِهٖ كَفَّ الْعِنَايَةِ تَهْتَدِيْ
قصد کی باگ کو اس کے ساتھ مضبوط ہاتھوں سے پکڑو تو ہدایت پاؤ گے

فَمَنْ حَادَ عَنْهُ هَالِكٌ فِي الْهَوَالِكِ
اور جو شخص اس سے پھر گیا تو وہ مہالک میں ہلاک ہونے والا ہے۔

امام مالکؒ سے مؤطا کی سماعت

باید دانست کہ مؤطا را از حضرت امام در زمان ایشان قریب ہزار کس شنیدہ و فرا گرفتہ و نسخ آن بسیار است و از طبقاتِ مردم فقہاء و محدثین و صوفیہ و امرا و خلفا بطریق تبرک ازاں امام عالی مقام آنرا سند کردہ اند و آنچہ از نسخ مؤطا امروز در دیارِ عرب یافتہ میشود۔ چند نسخہ است نسخۂ اولیٰ کہ اروج و اشہر است و مخدوم طوائف علماء ست۔ نسخہ یحیی بن یحیی مصمودی اندلسی ست کہ مؤطا عند الاطلاق بر ہمہ آن منطبق می شود و از لفظِ مؤطا بی تقیید متبادر می گردد۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت امام مالکؒ سے ان کے زمانہ کے تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے مؤطا کو سُن کر جمع کیا۔ چنانچہ اس کے نسخے بہت ہیں۔ اور لوگوں کے طبقہ سے فقہاء، محدثین اور صوفیاء اور امراء اور خلفاء نے تبرّکاً اس عالی مقام امام سے اس کی سند حاصل کی۔ آج کل ملک عرب میں ان کثیر نسخوں میں سے چند نسخے پائے جاتے ہیں۔ پہلا نسخہ جس کا سب سے زیادہ رواج اور جو سب سے زیادہ مشہور ہے اور طائفہ علماء کا مخدوم بھی یہی نسخہ ہے۔ وہ یحیی بن یحیی مصمودی اندلسی کا نسخہ ہے۔ چنانچہ جب مطلق یعنی بلا کسی قید کے 'مؤطا' کہا جاتا ہے تو فوراً اسی کی طرف ذہن پہنچتا ہے اور اسی پر منطبق و چسپاں ہوتا ہے۔

Marfat.com

مؤطا کا پہلا نسخہ

اوّلِ ایں نسخہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، وُوقت الصّلوٰۃ

یعنی اس نسخہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اس کے بعد وقوت الصلوٰۃ" عنوان قائم کیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس باب میں ہم ایسی حدیث بیان کریں گے جس سے نماز کے اوقت معلوم ہوں۔

مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَاَخْبَرَ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَ هُوَ بِالْكُوْفَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا مُغِيْرَةُ اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرَائِيْلَ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ يَا عُرْوَةُ اَوَ اَنَّ جِبْرَائِيْلَ هُوَ الَّذِيْ اَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتَ الصَّلٰوةِ قَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيُّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ

حضرت امام مالکؒ سے ابن شہاب نے یہ بیان کیا کہ ایک دن عمر بن عبد العزیز نے نماز کو مؤخر کر کے پڑھا تو عروہ بن زبیرؓ ان کے پاس تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ ایک دن حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے بھی کوفہ میں نماز کو مؤخر کر کے پڑھا تھا ان کے پاس حضرت ابو مسعود انصاریؓ آئے اور یہ فرمایا کہ اے مغیرہ کیا کرتے ہو۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور نماز کو ادا کیا ان کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز کو پڑھا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نماز کو ادا کیا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز کو ادا کیا۔ اور پھر اسی طرح پانچ مرتبہ نماز کو ادا کر کے جبرائیل علیہ السلام نے یہ عرض کیا کہ آپ اسی کا حکم کئے گئے ہیں (یعنی پانچوں نمازوں کا وقت معین کر کے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نمازوں کے لئے یہ اوقات مقرر فرمائے ہیں) اس کے بعد عمر بن عبد العزیز نے یہ کہا کہ اے عروہ ذرا سمجھو دیکھو کیا کہہ رہے ہو کیا جبرائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امام

Marfat.com

حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ۔

ہیں حضرت عروہؓ نے عرض کیا کہ مجھ کو تو بشیر بن ابو مسعود انصاری نے اپنے باپ کے حوالہ سے اسی طرح پر روایت کیا ہے۔ عروہ نے کہا حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ تھیں یہ روایت کی ہے کہ جناب سرور کائنات عصر کی نماز کو ایسے وقت میں ادا کرتے تھے کہ دھوپ دیواروں پر نہ چڑھتی تھی بلکہ حضرت عائشہ کی چار دیواری میں رہتی تھی۔

ف۔ مترجم کہتا ہے کہ خلیفہ عادل عمر بن عبد العزیز نے جو عروہ سے استعجاب کے ساتھ یہ کہا کہ اِعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عروہ نے بغیر سند کے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا تھا۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ اے عروہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بغیر سند کے بیان کرنا مناسب نہیں ہے، احتیاط کے خلاف ہے۔ حدیث کو سند کے ساتھ بیان کرو۔

علامہ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کا تذکرہ

پس حالا ضرورت افتاد کہ چیزے از احوال یحییٰ بن یحییٰ نیز بقلم آوردہ شود نسب او این ست۔

ابو محمد یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر بن وسلاس بفتح الواو وسکون السین المہملۃ وبعد اللام الف وسین مہملۃ ابن شملل بفتح الشین المعجمۃ وسکون المیم وفتح اللام الاولیٰ ابن منقایا بفتح المیم وسکون النون بعدہا قاف معقودۃ وبعد الالف مثناۃ تحتیۃ بعدہا الف ونسبت او مصمودی است وصادی نیز گویند بصادیکہ در وی بوی زای معجمہ باشد نسبت بصادکہ قبیلہ

یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی کا ذکر آیا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑا سا حال ان کا بھی تحریر کیا جائے۔ یحییٰ کا نسب یہ ہے۔

ابو محمد یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر بن وَسلاس[1] (واؤ کو فتحہ اور سین مہملہ کو کسرہ پڑھو اور لام والف کے بعد سین مہملہ ہے) ابن شملل[2] (شین معجمہ کو فتحہ اور میم کو ساکن اور اول لام کو بھی فتحہ) بن منقایا[3] (میم کو فتحہ اور نون ساکن اور نون کے بعد قاف معقودہ اور الف کے بعد یار مثناۃ تحتانیہ اور اس کے بعد الف) ان کی نسبت مُصمودی ہے اور صُادی بھی کہتے ہیں یعنی نسبت بسوئے صادجو مصمود بربر کا ایک قبیلہ ہے۔ ان کے اجداد میں سے منقایا پہلا

[1] ابن خلکان میں وِسلاس ہے [2] ابن خلکان میں ہے ابن شمال [3] ابن خلکان میں ابن منغایا ہے۔

Marfat.com

ایست از مصموده واز اجداد او منقایا اول کسی ست کہ اسلام آورد بردست یزید بن عامر لیثی پس نسبت او بولا اسلام لیثی ست۔

واز اولادِ منقایا اول کسیکہ باندلس درآمد وسکونت اختیار کرد کثیر ست و گویند یحیی بن وسلاس ست کہ درلشکر طارق برآمد وسلاس نیز بردست یزید بن عامر اسلام آوردہ وبعضی گویند اول کسیکہ از اجداد او بشرف اسلام مشرف شد ہمین وسلاس ست۔

باید دانست کہ یحیی بن یحیی را چند باب آخر از کتاب الاعتکاف بلا واسطہ از حضرت امام سماع نہ شدہ وخود یحیی بن یحیی گفتہ کہ مرا در اسماع این ابواب کہ باب خروج المعتکف للعید ست وباب قضاء الاعتکاف و باب النکاح فی الاعتکاف ست شک وشبہ ست لہذا این ابواب ثلثہ را از زیاد بن عبدالرحمن روایت میکند۔

ویحیی مؤطا را در بلاد خود قبل ازان کہ بزیارت واستفادہ ازان عالی مقام مستسعد شود از زیاد بن عبدالرحمن حاصل کردہ بود وتمام مؤطا را ازان بزرگ گرفتہ بود تفصیل حال برین منوال ست کہ یحیی بن یحیٰی از فرقہ بربرست و جد او مسلمان شد در قرطبہ از زیاد بن عبدالرحمن مؤطا را گرفت واتفاق نمود بعد ازان شوق طلب علم او را عنان کش شد وبست سالہ بود کہ بسمت مشرق رحلت نمود واز امام موطا را سماع نمود

وہ شخص ہے جو یزید بن عامر لیثی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا اور اسی وجہ سے ان کی نسبت ولاء اسلامی کے سبب سے "لیثی" ہے۔

منقایا کی اولاد میں پہلا وہ شخص جس نے اندلس میں آکر سکونت اختیار کی تھی، کثیر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یحیی بن وسلاس ہے جو طارق کے لشکر میں آیا تھا اور وسلاس بھی یزید بن عامر کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا بعض کہتے ہیں کہ ان کے اجداد میں سب سے پہلے وسلاس شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔

یہ بھی جاننا چاہیئے کہ یحیی بن یحیٰی نے حضرت امام مالکؒ سے کتاب الاعتکاف کے آخر کے چند ابواب کی بلا واسطہ سماعت نہیں فرمائی اور وہ باب یہ ہیں۔ بابُ خروجِ المعتکفِ للعیدِ، بابُ قضاءِ الاعتکاف، بابُ النکاحِ فی الاعتکافِ۔ چونکہ ان تینوں بابوں کی سماعت میں ان کو کچھ شک وشبہ ہے اسی وجہ سے ان تینوں کو زیاد بن عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں۔

یحیی بن یحیی نے امام عالی مقام کی زیارت اور ان کے افادہ سے سعادت حاصل کرنے سے قبل زیاد بن عبدالرحمن سے اپنے ہی شہر میں تمام مؤطا کی سند حاصل کی ہے۔ اس اجمالی حال کی تفصیل یہ ہے کہ یحیی بن یحیٰی بربر کے فرقہ میں سے ہیں۔ ان کے دادا مسلمان ہوئے، اور قرطبہ میں زیاد بن عبدالرحمن سے مؤطا کو حاصل کیا۔ اس کے بعد ان کو طلبِ علم کا شوق دامنگیر ہوا۔ چنانچہ بیس برس کی عمر میں مشرق کی طرف سفر اختیار کیا اور امام مالکؒ سے مؤطا کو سُنا۔ ۱۷۹ھ میں جو امامؒ کی

Marfat.com

وملاقات او باامام در سنہ یکصد و ہفتاد و نہ بود کہ سال وفات امام ست و در وقت وفات امام حاضر بود و بر تجہیز جنازہ او خاست کردہ و از عبداللہ بن وہب کہ اجل شاگردانِ امام ست نیز موطا او را و جامع او را روایت کردہ و جمعی کثیر را از اصحاب امام دریافتہ و از ایشان اخذ علم نمودہ است و او را دو رحلت برائے طلب علم از وطن خود اتفاق افتادہ ——

در یک رحلت از امام و از عبداللہ بن وہب و از لیث بن سعد مصری و سفیان بن عیینہ و نافع بن نعیم قاری اخذ علم نمودہ مراجعت نمودہ و در رحلت دوم محض بر استفادہ از خدمت ابن القاسم کہ صاحب مدونہ بود و یکی از اعیان شاگردان امام مالک ست اکتفا نمودہ و در رحلت اولیٰ روایت و نقل را استیفا کردہ بود و در رحلت دوم تفقہ و درایت را بکمال رسانید و جامعاً بین الروایۃ والدرایۃ معاودت کرد و در اندلس مشارالیہ گشت و رجوع استفتا آں دیار باو منحصر شد و قبل از رجوع فتاوٰی بعیسی بن دینار بود کہ او نیز از کبار تلامذۂ امام مالک ست و بسبب ہمین دو کس مذہب امام مالک در اندلس منتشر شد و قرار گرفت. گویند کہ یحییٰ را برعیسی بن دینار مزیت عقل بود۔ چنانچہ ابن لبابہ گفتہ است۔

شعر

وفات کا سال ہے ان کی ملاقات امام سے ہوئی امام کی وفات کے وقت یہ وہاں موجود تھے۔ امام کے جنازہ کی تجہیز و تکفین کی خدمت ان کو نصیب ہوئی اور عبداللہ بن وہب سے جو امام کے جلیل القدر شاگردوں میں سے ہیں ان کے مؤطا اور جامع کو روایت کیا ہے۔ اور امام کے اصحاب میں سے ایک کثیر جماعت کو پایا اور ان سے علم کو حاصل کیا۔ ان کو بھی دو دفعہ اپنے وطن سے طلب علم کے لئے سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔

ایک سفر میں امام مالکؒ اور عبداللہ بن وہب اور لیث بن سعد مصری اور سفیان بن عیینہ اور نافع بن نعیم قاری سے علم کو حاصل کیا۔ اور دوسرے سفر میں صرف ابن القاسم کی (جو امام کے جلیل القدر شاگرد اور صاحب مدونہ ہیں) خدمت سے فائدہ حاصل کرنے پر اکتفار کیا۔ پہلے سفر میں روایت و نقل کو پورا کیا اور دوسرے سفر میں فقہ و درایت کو درجہ کمال پر پہنچایا اور جامع روایت و درایت ہو کر واپس آئے۔ اندلس میں ہر شخص ان کو عزت کی نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ کمال علمی کے مشارٌالیہ ان کو ہی خیال کرتے تھے۔ استفتار کا انحصار ان پر سمجھا گیا تھا۔ ان سے پہلے اس دیار کے آدمی عیسی بن دینار سے فتوٰی دریافت کرتے تھے۔ یہ بھی امام کے بڑے شاگردوں میں سے تھے۔ انہیں دو شخصوں کے سبب سے امام مالکؒ کا مذہب اندلس میں پھیل گیا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یحییٰ کو عیسیٰ بن دینار پر عقل و دانش میں برتری حاصل تھی۔ چنانچہ ابن لبابہ نے یہ شعر کہا ہے ؎

Marfat.com

فَقِیْہُ الْاُنْدُلُسِ عِیْسٰی بْنُ دِیْنَارٍ
وَعَالِمُھَا ابْنُ حَبِیْبٍ وَّعَاقِلُھَا یَحْیٰی
وحضرت امام مالک او را عاقل
خطاب داده۔

یعنی اندلس کے فقیہ، عیسیٰ بن دینار تھے اور عالم، ابن حبیب اور عاقل، یحییٰ تھے۔
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو عاقل کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔

اہل عرب کا ہاتھی دیکھنے پر اظہار فخر

گویند روزے امام بحضور امام مشغول اخذ فیض بود و جماعۃ دیگر نیز حاضر بودند، ناگاه شور افتاد که فیلی می گذرد و در دیار حجاز فیل خیلی غرابت می دارد خصوصاً دران زمان و لهذا بعض عربان ساکنان حجاز را بدیدن فیل تفاخر کرده اند و مبارک باد خواستہ ابو الشمقمق گفتہ است شعر

چنانچہ منقول ہے کہ ایک دن یحییٰ بن یحییٰ امام کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوضات کا استفادہ فرما رہے تھے، ان کے علاوہ اور اشخاص بھی امام صاحبؒ کی خدمت فیض درجت میں بہرہ یاب ہو کر فیضیاب ہو رہے تھے کہ دفعتہً ہاتھی کے آنے کا شور و غل ہوا۔ چونکہ ملک عرب میں ہاتھی کو نہایت تعجب کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے بعض عرب کے رہنے والے ہاتھی کے دیکھنے کو فخریہ بیان کر کے مبارکبادی کے خواستگار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ابو الشمقمق کے ان دو شعروں سے ظاہر ہوتا ہے۔

یَا قَوْمِ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْفِیْلَ بَعْدَکُمْ
فَبَارَکَ اللّٰہُ لِیْ فِیْ رُؤْیَۃِ الْفِیْلِ
رَاَیْتُہٗ وَلَہٗ شَیْءٌ یُحَرِّکُہٗ
فَکِدْتُّ اَصْنَعُ شَیْئًا فِی السَّرَاوِیْلِ

اے میری قوم میں نے تمہارے بعد ہاتھی کو دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ہاتھی کے دیکھنے میں میرے لئے برکت دے۔
وہ اپنی کسی چیز (یعنی سونڈ) کو حرکت دے رہا تھا جب میں نے اس کو دیکھا تو ڈر گیا اور قریب تھا کہ میں اپنے پائجامہ میں کچھ کر دوں۔

اکثر جماعت حضار برائے تماشای فیل دویدند و صحبت امام را گذاشتند مگر یحیی بن یحییٰ که بدون انزعاج و اضطراب بر وضع خود نشستہ مشغول اخذ

اسی واسطے حاضرین کی جماعت کے اکثر افراد امام کی صحبت کو ترک کر کے ہاتھی کا تماشا دیکھنے کو دوڑ پڑے مگر یحییٰ بن یحییٰ اپنی اسی ہیئت و حالت کے ساتھ بیٹھے ہوئے فیض حاصل کرنے میں مشغول رہے اور نہ کسی قسم کا اضطراب پیش آیا۔ نہ کوئی حرکت بیساختہ ان سے

Marfat.com

فیض ماند۔

امام اورا ازان بار بعاقل مخاطب می فرمودند۔

یحیی بن یحییٰ را باوجود علم حدیث وفقہ ریاست ظاہر وتقرب نزد ملوک واغنیا، نیز دست دادہ وباوصف امانت وتدین وتورع نزد این گروہ خیلی معظم ومکرم بود، و ہیچ گاہ ولایت قضا و افتا و امثال ذالک کہ چندان باعنوان علم منافات نداشت قبول نکرد لیکن مرتبۂ او نزد ملوک وامرائے آن دیار زیادہ برمرتبہ این ارباب مناصب بود۔ وابن حزم درجائے نوشتہ است کہ این دو مذہب درعالم ازراہِ ریاست وسلطنت رواج وامتیاز گرفتہ اند۔ مذہب ابوحنیفہ ومذہب مالک زیرا کہ قاضی ابویوسف قضای کل ممالک بدست آوردہ ازطرف او قضاۃ میرفتند پس برہر قاضی شرط می کرد کہ عمل وحکم بمذہب ابوحنیفہ نماید ودر اندلس یحیی بن یحییٰ را نزد سلطانِ آن وقت بحدی مکنت وجاہ حاصل گشت کہ ہیچ قاضی وحاکم بی مشورۂ او منصوب نمی شد پس او غیر ازیاران وہمدمانِ خود را متولی نمیساخت۔ انتہی کلام ابن حزم۔

ظاہر ہوئی۔

امام صاحبؒ اسی وقت سے ان کو عاقل کے خطاب کے ساتھ مخاطب فرمایا کرتے تھے۔

یحییٰ بن یحییٰ کو علم حدیث وفقہ کی وجہ سے جو کچھ وجاہت تھی اس کے علاوہ ریاست ظاہری اور بادشاہوں کا تقرب اور امیروں کی نظروں میں بھی ان کو امتیاز و عزّت پوری طرح حاصل تھا، اگرچہ دینداری اور پرہیزگاری کے اعتبار سے بھی اس جماعت والے ان کو نہایت مکرّم اور معظم جانتے تھے۔ مگر بایں ہمہ کبھی عہدۂ قضاء اور ولایتِ افتاء وغیرہ کو جو عنوان علم سے چنداں منافات نہیں رکھتے، قبول نہیں کیا۔ لیکن اس زمانہ کے سلاطین اور اس وقت کے امراء کے نزدیک ان منصب والوں سے ان کا مرتبہ زیادہ تھا۔ ابن حزمؒ نے کسی موقعہ پر یہ لکھا ہے کہ "امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے مذہبوں کو ریاست وسلطنت کے سبب سے دنیا میں زیادہ رواج وعروج حاصل ہوا۔ چنانچہ قاضی ابو یوسفؒ جن کے ہاتھ میں تمام ملکوں کی قضاء تھی، جب کبھی کسی شخص کو قاضی بنا کر بھیجتے تھے تو ان سے یہ شرط کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کے مطابق حکم اور عمل کریں گے۔ علیٰ ہذا اندلس میں یحییٰ بن یحییٰ کو شاہانِ وقت کی بارگاہوں میں اس قدر جاہ ومرتبہ حاصل تھا کہ کوئی قاضی ان کے مشورہ کے بغیر مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے احباب اور دوستوں کے سوا اور کسی کو قاضی یا متولّی بنانا پسند ہی نہیں فرماتے تھے"۔ یہاں تک ابن حزمؒ کا کلام ختم ہو گیا ہے۔

امام مالک کے مسلک کا مغرب و اندلس میں رواج

راقم حروف گوید، سبب رواج مذہب امام مالک در دیار مغرب و اندلس نزد جمہور مورخین آنست کہ علمائے آن بلاد برائے حج و زیارت اکثر بحجاز رحلت کردند وچون باوطان خود معاودت نمودند فضل و بزرگی امام مالک و وسعت علم وجلالت قدر ایشان رامشاہدہ نمودہ دفتر دفتر از اوصاف کمال آن بزرگ دران بلاد بیان نمودند لہذا تعظیم امام مالک وتقلید ایشان در اذہان مردم آن رسوخ واستقرار پیدا کرد۔ والا قبل ازان ہمہ بر مذہب اوزاعی بودند وبالجملہ آنچہ حق تعالیٰ یحییٰ بن یحیی را در اندلس از عظمت وجلال وقبول قول واطاعت امر بخشید ہیچ کس را از علمائے اُندلس نہ بخشیدہ۔

اب راقم الحروف کہتا ہے کہ ملک مغرب و اندلس میں امام مالکؒ کے مذہب کو زیادہ رواج پانے کا سبب جمہور مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ اس شہر کے علماء زیارت و حج کے لئے اکثر حجاز کا سفر اختیار کرتے تھے اور جب اپنے وطنوں کو واپس آتے تھے، امام مالکؒ کی فضیلت، بزرگی اور وسعتِ علم کا گہرا نقش ان کے دلوں پر منقش ہوکر اپنا یہ اثر دکھاتا تھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اس جلالت قدر اور رفعتِ شان کو جس کا انہوں نے وہاں بچشم خود مشاہدہ اور معائنہ کیا تھا۔ اور ان کے ان کمالات علمی وعملی کے جن کے پرتو نے ان کے دلوں کو منوّر کردیا تھا۔ اپنے شہروں میں اپنے اپنے احباب کے جلسوں میں کثرت کے ساتھ تذکرے کرتے تھے۔ یہ وہ وجوہات تھے، جن کے باعث امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم و تکریم کا سکّہ ان کے دلوں میں ایسا راسخ وجاگزیں ہوگیا اور یہ سبب تھا جوان کے تقلید کے قلادہ کو ان شہر والوں کی گردنوں نے اپنے لئے باعثِ فخر ومباہات قرار دیا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے سب کے سب امام اوزاعی علیہ الرحمۃ کے پیرو تھے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حق تعالیٰ جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ نے جس قدر یحیی بن یحییٰ کو اُندلس میں عظمت شان اور قول کی قبولیت۔ حکم کی اطاعت عطا فرمائی تھی۔ علماء اُندلس کے کسی عالم کو ایسی نصیب نہیں فرمائی۔

Marfat.com

وَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

ابن بشکوال گفتہ است کہ یحییٰ بن یحییٰ مستجاب الدعوات بود و در وضع لباس ونشست وبرخاست و ہیئت ظاہری نیز متبع امام مالکؒ می نمود۔

وآنچہ از امام مالک شنیدہ بود بموجب آن فتوی میداد وہرگز بخلاف مذہب امام مالک راضی نمی شد حالانکہ درآن زمان تقیید بیک مذہب رائج نبود نہ درعوام ونہ درخواص۔ نوشتہ اند کہ یحییٰ بن یحییٰ در ہر مسئلہ اتباع اجتہاد امام مالک لازم گرفت مگر در چہار مسئلہ کہ مذہب لیث بن سعد مصری را اختیار می کردیکی آنکہ قنوت درصبح ودیگر صلوٰۃ جائز نمی داشت دوم آنکہ بایک شاہد بقسم مدعی اثبات حق درست نمی داشت سوم آنکہ درصورت نزاع زوجین تحکیم حکمین را واجب نمی نمود وچہارم آنکہ کرایہ گرفتن زمین زرعی بمحصول آن روا می داشت۔

ومردم آن دیار بہ سبب کمال اعتقاد حضرت امام مالک درین مخالفت قلیلہ ہم بروگرفت می کردند وانکار می نمودند۔ یحییٰ بن یحییٰ گفتہ است کہ مرض موت امام ممتد شد و وقت آخر رسید تمام فقہائے مدینہ

یہ تو اللہ کا فضل ہے، وہ بڑے فضل والا جسے چاہتا ہے اپنے فضل وکرم سے یہ فضیلت عنایت فرماتا ہے۔

ابن بشکوال نے یہ بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ مستجاب الدعوات تھے اور وضع، لباس اور ہیئت ظاہری اور نشست وبرخاست میں بھی حضرت امام مالکؒ کا اتباع فرماتے تھے۔

جو کچھ امام مالکؒ سے سُنا تھا اس کے مطابق فتوی دیتے تھے۔ اور ہرگز امام مالکؒ سے اختلاف پسند نہ فرماتے تھے حالانکہ اس وقت لوگوں میں ایک مذہب کی تقلید راسخ نہ ہوئی تھی۔ نہ عوام میں نہ خواص میں۔ لکھا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ نے ہر مسئلہ میں امام مالکؒ کے مذہب واتباع کو اختیار کیا ہے مگر چار مسئلوں میں لیث بن سعد مصری کے مذہب کو اختیار فرماتے ہیں، اوّل یہ کہ صبح کی نماز اور نیز دیگر نمازوں میں قنوت پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ دوسرے یہ کہ صرف ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنے کو رَوا نہیں رکھتے۔ تیسرے یہ کہ نزاعِ زوجین کی صورت میں حَکَم مقرر کرنے کو واجب نہیں سمجھتے۔ چوتھے یہ کہ کاشت کی زمین کا کرایہ اس کے محصول سے لینا جائز جانتے تھے۔

اس ملک کے لوگ امام مالکؒ کے ساتھ کمالِ عقیدت رکھنے کی وجہ سے اس قلیل مخالفت میں بھی ان پر گرفت کرتے تھے اور ان مسائل میں ان کے پیرو نہ تھے۔ یحییٰ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالکؒ کا مرض الموت طویل ہوا اور وقت آخر آپہنچا تو مدینہ

Marfat.com

وعلماء امصار دیگر کہ دران مقام برائے
زیارت خیر البشر مجتمع بودند برائے
تودیع امام وشنیدن وصایائے آن
مقتدی الانام درخانۂ فیض آشیانہ او
بحضور جمع شدند من شمار کردم یک صد
وسی نفر از اعیان علماء وفقہاء حاضر بودند
من نیز ازان جملہ بودم پس روبروئے امام
می رفتیم وسلام می کردیم وخود را درنظر آن
امام می آوردیم کہ شاید نگاہے درکار ما کند
وبہبود دنیا وآخرت ازان حاصل گردد در
ہمین حالت بود کہ امام چشم خود اکشاد بما متوجہ شدہ فرمود

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَضْحَکَ
وَ اَبْکٰی وَ اَمَاتَ وَ
اَحْیٰی ۔

بعد ازان فرمود کہ قضا رسید و
لقای او تعالیٰ نزدیک شد پس ہمہ ہا
نزدیک شدہ عرض کردیم کہ یا اباعبداللہ
این وقت باطن شما چہ حال دارد فرمود کہ
کمال خوش وقتے دارم بہ صحبت اولیاء اللہ ونزد
من اولیاء اہل علم اند وہیچ چیز نزد خدا عزیز تر
بعد از حضرات انبیاء از ایشان نیست ونیز خود را
مسرور وخوش دل می یابم باآن کہ عمر من مصروف
طلب علم وتعلیم آن شد وسعی خود را مشکور می بینم
زیرا کہ ہر علم کہ او را خدا تعالیٰ فرض ساختہ یا
پیغمبر او مسنون گردانید وہمہ از زبان پیغمبر

اور دیگر شہروں کے تمام فقہاء وعلماء امام صاحبؒ کے
مکان فیض نشان میں اس غرض سے جمع ہوئے کہ امام
صاحبؒ کی آخری ملاقات سے فیضیاب اور اس پیشواء
مخلوق کی وصیتوں سے بہرہ یاب ہوں۔ میں نے ان کو
شمار کیا تو ایک سو تیس علماء وفقہاء موجود تھے۔ میں بھی
ان میں تھا۔ میں امام کے پاس جاتا تھا، سلام کرتا تھا
اور سامنے کھڑا ہوتا تھا کہ شاید اس آخری وقت میں
امام صاحبؒ کی کوئی نظر مجھ پر پڑ جائے اور آخرت و
دنیا کی بہبودی حاصل ہو جائے۔ اسی حالت میں
تھا کہ امام نے آنکھیں کھولیں اور ہماری طرف متوجّہ
ہو کر یہ فرمایا:

جس اللہ نے ہمیں خوشی وغمی دکھلا کر کبھی ہنسایا کبھی
رُلایا اس کا شکر ہے اسی کے حکم سے زندہ رہے اور اسی کے حکم
پر جان دیتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ موت آگئی ہے خدا تعالیٰ سے
ملاقات کا وقت قریب ہے۔ سب نے آپ سے قریب
ہو کر یہ عرض کیا کہ اے ابو عبداللہ اس وقت آپ کے
باطن کا کیا حال ہے؟ فرمایا نہایت خوش ہوں صحبتِ
اولیاء اللہ کی وجہ سے، اور میں اہل علم کو اولیاء سمجھتا
ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد
علماء سے زیادہ کوئی شئے عزیز نہیں ہے۔ نیز میں مسرور
اور خوش دل ہوں کیوں کہ میری تمام عمر علم کی طلب اور
اس کی تعلیم میں بسر ہوئی اور اپنی سعی کو مشکور خیال کرتا
ہوں اس لئے کہ جو عمل حق تعالیٰ نے ہم پر فرض کئے یا
اس کے پیغمبر نے مسنون فرمائے وہ سب ہم کو پیغمبر کی

Marfat.com

بما رسیده و ثواب آنرا بارشاد او علیہ السلام دریافتیم مثلاً فرمودہ است کہ ہر کہ محافظت نماید نماز را او را چنین وچنان پیش آید و ہر کہ حج خانۂ کعبہ کند او را این ثواب ست و ہر کہ جہاد با کفار نماید او را نزد خدا این مرتبہ ست وعلیٰ ہذا القیاس، وغیر از طالب علم حدیث وعلم این معلومات را بوجہ صحت وتفصیل نمی تواند دانست پس این علم گویا میراث نبوت ست زیرا کہ علم دیگر را از ادبیات وعقلیات وریاضیات بغیر طریق نبوت نیز می توان شناخت بخلاف علم ثواب وعقاب وعلم شرائع وادیان کہ غیر از قندیل مشکوٰۃ نبوت اقتباس انوار آن محال ست پس کسی کہ طلب علم در سرا و افتاد و خود را در پے شوق او گذاشت عجب کرامتے وثوابے دارد کہ نمونہ کرامت وثواب انبیا باشد ولا یعلم کنہہٗ الا اللہ۔

بعد ازان فرمود کہ من نزد شما حدیثے از ربیعہ روایت می کنم کہ تا این وقت روایت نکردہ ام شنیدہ ام کہ ربیعہ میفرمود کہ قسم بخدائے عزوجل کہ اگر شخصے در نماز خود خطا کند ونداند کہ چہ قسم نماز ادا باید کرد و از من بپرسد ومن او را بفرائض وسُنن و آداب آن نشان دہم وطریق ثواب بیان نمایم نزد من بہتر ست کہ

زبان سے پہنچے، اور آپ کے ارشاد سے ان کا ثواب معلوم ہوا مثلاً حضور سرور کائنات ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کی محافظت کرے اس کو ایسا ایسا ثواب ملے گا۔ اور جو کوئی خانہ کعبہ کا حج کرے گا اس کا یہ ثواب ہے۔ اور جو کوئی شخص کفّار کے ساتھ جہاد کرے اس کا خدا کے نزدیک یہ رتبہ ہے اور ان معلومات کو علم حدیث کے طالب علم کے سوا اور کوئی شخص تفصیل اور صحت کے ساتھ معلوم نہیں کر سکتا پس یہ علم گویا نبوّت کی میراث ہے کیونکہ ادبیات وعقلیات و ریاضیات اور ایسے ہی دوسرے علم کو بغیر طریقہ نبوّت کے بھی معلوم کیا جا سکتا ہے بخلاف علم ثواب وعقاب اور علم شرائع و ادیان کے کیونکہ بغیر چراغ دان نبوت کے ان کے انوار کو حاصل کرنا محال ہے۔ پس جو شخص اس علم کی طلب میں پڑ گیا اور اسی شوق میں گرفتار رہا عجب کرامت اور ثواب دیکھتا ہے جو انبیاء کی کرامت اور ثواب کے مشابہ ہے اور جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ میں تم کو ربیعہ کی وہ حدیث سناتا ہوں جو اس وقت تک روایت نہیں کی میں نے سنا ہے کہ وہ خدائے بزرگ و برتر کی قسم کھا کر کہتے تھے اگر کوئی شخص اپنی نماز میں خطا کرے اور وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ کس طرح نماز ادا کرنی چاہیئے اور یہ شخص اس مسئلہ کو اگر مجھ سے دریافت کرے اور میں اس کو نماز کے فرائض اور سنتوں اور آداب کو بتلا دوں اور اس کے طریقہ ثواب کو بیان کروں تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ

Marfat.com

تمام دنیا بمن دہند و آن ہمہ را در راہ خدا صرف کنم ۔ و قسم بخدائے عزّ وجلّ کہ اگر مرا در خاطر شبہ در مسئلہ از علم یا در روایتے از روایات حدیث خطور کند خاطر خود بتفکّر و تذکر آن مصروف سازم و در حالت نوم گرفتن خوابگاہ مرا بیقرار دارد و تا صبح بسبب آن شبہ مکدّر بگذرانم باز وقتِ صبح نزد عالمی بروم و آن شبہ از خاطر من رفع و اطمینان حاصل گردد نزدِ من از صد حج مقبول بہتر ست ۔ و نیز فرمود کہ از ابن شہاب بارہا شنیدہ ام کہ می فرمود کہ قسم بخدائے عزّ وجلّ کہ اگر شخصے در مقدمہ از مقدمات دین خود با من مشورہ نماید و من آنچہ حق مشیر ست از تامل و تفکّر اختیار اصوب و اولیٰ نمودہ او را براہِ حق دلالت کنم تا دین او اصلاح پذیرد و رابطۂ او کہ فیما بینہٗ و بین اللہ ست زنگ کدورت نگیرد نزد من از صد غزوہ بہتر ست ۔ یحیٰی می گوید کہ این کلام آخر حرف ست کہ از حضرت امام شنیدم ۔

و وفات یحیٰی در ماہ رجب در سنہ دو صد و سی و چہار واقع شدہ و عمر او ہشتاد و دو سال بود قبر او در قرطبہ ست مردم در وقتِ

کوئی شخص مجھ کو تمام دنیا کی دولت دے اور میں اسے خدا کے راستہ میں صرف کروں ۔ خدائے بزرگ و برتر کی قسم اگر مجھ کو کسی علمی مسئلہ یا روایات حدیث میں سے کسی روایت میں کوئی شبہ پیش آئے اور میں اس کی دھن و تلاش میں اپنے قلب کو ایسا مصروف کروں کہ بیداری و خواب کی حالت کو اسی کے دھیان اور خیال میں اس طرح گزار دوں کہ نہ دن کو چین ملے نہ رات کو بستر پر آرام معلوم ہو اور تمام شب اس شبہ کے باعث میرا دل مکدّر رہے اور پھر صبح کے وقت کسی عالم کے پاس جا کر اسے حل کر کے اطمینان حاصل کروں ، تو میرے نزدیک ایک سو حج مقبول سے بہتر ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ابن شہاب یعنی زہری سے میں نے بارہا سُنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ خدائے بزرگ و برتر کی قسم اگر کوئی شخص اپنے دینی معاملات میں سے کسی معاملہ میں مجھ سے مشورہ کرے اور میں اس میں تاملّ و تفکّر کے بعد جیسا کہ مشیر کے ذمّہ ہے بہتر رائے قائم کر کے اس کو راہ حق بتلا دوں کہ اس کے دین کی اصلاح ہو جائے اور اس شخص کو اس رابطہ و تعلق میں جو اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے کوئی خلل پیش نہ آئے تو میرے نزدیک ایک سو غزوہ سے بہتر ہے ۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ یہ سب سے آخری کلام ہے جو میں نے حضرت امام سے سُنا ہے ۔

یحییٰ کی وفات ماہ رجب المرجب ۲۳۴ھ میں واقع ہوئی ، ان کی عمر بیاسی برس کی ہوئی ۔ قرطبہ میں ان کی قبر ہے ۔ خشک سالی میں ان کے طفیل سے لوگ

Marfat.com

قحط باوی استسقار میکنند وتبرک میخواہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ونیز باید دانست کہ چون در میان یحیی وامام مالکؒ واسطۂ روایت چند باب از موطا زیاد بن عبدالرحمٰن بن زیاد لخمی ست

بارش اور برکت طلب کرتے تھے۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ چونکہ موطا کے چند ابواب میں امام مالکؒ اور یحییٰ کے درمیان میں زیاد بن عبدالرحمٰن کا واسطۂ روایت ہے، اس وجہ سے ان کے حال سعادت مآل سے بھی تھوڑا سا لکھتا ہوں۔

علامہ زیاد بن عبدالرحمٰن کا تذکرہ

ولقب او کہ بدان معروف ست شطون ست واز اولادِ حاطب بن ابی بلتعہؓ اصحابی بدریست واول کسے کہ مذہب امام مالکؒ در اندلس آورد اوست ودو بار بقصد استفادہ بخدمت امام رحلت نمود۔ ودر زہد و تورّع مستثنیٰ وممتاز زمان بود۔ امیر ہشام رئیس قرطبہ اورا تکلیف قبول قضائے قرطبہ داد واو را بسیار تنگ کرد تا آنکہ گریخت۔ ہشام می گفت کہ کاش مردم مثل زیاد می شدند کہ رغبت دنیا از عالم بدر می رفت۔

بعد ازان زیاد را تسلی نامہ نوشت وامان داد کہ دیگر بار تکلیف این امر نخواہم کرد پس بخانہ خود رجوع کرد و

زیاد بن عبدالرحمٰن کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور ان کا نسب یہ ہے:۔ زیاد بن عبدالرحمٰن بن زیاد لخمی، اور شطون ان کا لقب ہے جس کے ساتھ وہ مشہور ہیں۔ اور حاطب بن ابی بلتعہؓ جو صحابی ہیں اور بدر کی لڑائی میں شریک تھے ان کی اولاد میں سے ہیں۔ زیاد بن عبدالرحمٰن پہلے وہ شخص ہیں جو امام مالکؒ کے مذہب کو اندلس میں لائے اور استفادہ کی غرض سے دو۲ مرتبہ سفر کرکے امام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ زہد وتقویٰ میں اپنے زمانہ کے ممتاز اور مستثنیٰ لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ جب امیر ہشام نے جو قرطبہ کا رئیس تھا زیاد بن عبدالرحمٰن کو قرطبہ کی قضا سے سرفراز کرنا چاہا اور اس عہدہ کے قبول کرنے پر انہیں مجبور کیا تو وہ تنگ دل ہو کر قرطبہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس وقت ہشام یہ کہتا تھا کہ کاش تمام لوگ اگر زیاد جیسے ہوتے تو عالم کے دل میں دنیا کی رغبت نہ رہتی۔

اس کے بعد ہشام نے ان کو امن دے کر یہ تسلی نامہ لکھا کہ میں پھر آپ کو اس امر کی تکلیف نہ دوں گا۔ زیاد یہ تسلی نامہ پڑھ کر پھر اپنے مکان پر واپس آگئے اور علم

Marfat.com

مشغول افادہ علم حدیث گشت۔

از عجائب قصص او آنست کہ روزے ہشام بر بعضے از مصاحبانِ خود در غضب شد زیرا کہ بیوقوف چیزے کہ بغایت مکروہ بود و در عرضی گزرانیدہ بود پس فرمود کہ دستِ او را ببرند۔ زیاد دران وقت بخانۂ ہشام حاضر شد و گفت کہ حق تعالیٰ توفیق صلاح و نیکی دہد امیر را من از مالک حدیثی شنیدم کہ فرمود۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَظَمَ غَیْظًا یَقْدِرُ عَلٰی اِنْفَاذِہٖ مَلَأَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ اَمْنًا وَّ اِیْمَانًا۔

بمجرد شنیدن این حدیث ثوران غضب ہشام فرو نشست و گفت قسم بخور کہ از مالک این حدیث شنیدم زیاد گفت واللہ کہ من این حدیث را از زبان مالک شنیدہ ام ہشام از سر آن مصاحب درگذشت و عفو نمود۔

ونیز از وے منقول ست کہ روزے یکی از بادشاہان آن دیار برائے او نامہ نوشت زیاد نیز در جواب او نامہ نوشت و سر بمہر کردہ فرستاد مردم حضار سوال کردند کہ این پادشاہ بشما چہ نوشتہ بود و شما در جواب چہ نوشتید

زیاد گفت کہ این پادشاہ درین نامہ سوال کردہ بود کہ ہر دو پلہ میزان قیامت

حدیث کے افادہ میں مشغول ہوئے۔

زیاد کے پرعجب واقعات میں سے ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ ایک روز ہشام اپنے بعض مصاحبوں پر اس وجہ سے غصّہ ہوا کہ ناوقت کسی ایسی چیز کی عرضی پیش کی تھی جو نہایت مکروہ تھی اور اس کی سزا میں اس مصاحب کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ زیاد اس وقت ہشام ہی کے گھر تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے یہ فرمایا کہ امیر کو اللہ تعالیٰ بھلائی اور نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ میں نے امام مالکؒ سے یہ حدیث سنی ہے۔

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا شخص جو ایسے غصّہ کو ضبط کرکے پی جائے جس کے انفاذ کی قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن و ایمان سے پُر فرما دیتا ہے۔

جب ہشام نے یہ حدیث سنی تو اس کا غصّہ فوراً ٹھنڈا پڑ گیا اور کہا کیا واقعۃً آپ نے یہ حدیث امام مالکؒ سے سُنی ہے، آپ اس کو حلفیہ کہہ سکتے ہیں، زیاد نے کہا اللہ کی قسم میں نے یہ حدیث امام مالکؒ کی زبان مبارک سے سنی ہے۔ ہشام نے فوراً اس مصاحب کا قصور معاف کر دیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ اس ملک کے کسی بادشاہ نے زیاد کو خط لکھا۔ جب زیاد نے اس خط کا جواب لکھ کر سر بمہر کر کے روانہ فرما دیا تو حاضرین خدمت نے عرض کیا کہ اس بادشاہ نے آپ کو کیا لکھا تھا اور آپ نے اس کا کیا جواب دیا؟

فرمایا کہ اس بادشاہ نے اس خط میں سوال کیا تھا کہ قیامت کے دن میزان عدل کے دونوں پلّے کس

Marfat.com

ازچہ چیز خواہند بود از زر یا از نقرہ۔ من جواب نوشتم۔

چیز کے ہوں گے چاندی کے یا سونے کے۔ میں نے جواب میں یہ حدیث تحریر کر دی۔

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيْهِ

جو بے فائدہ امور ہیں ان کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی عمدگی وخوبی پر دلالت کرتا ہے۔

وفات زیاد بن عبدالرحمٰن در سالے ست کہ وفات امام شافعی ہم درہمان سال ست وآن سال دوصد وچہارم ست رحمۃ اللہ علیہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا جو سال ہے وہی زیاد بن عبدالرحمٰن کی وفات کا ہے اور یہ سال دو سو چار (۲۰۴ھ) تھا۔ رحمۃ اللہ علیہما۔

مؤطا کا دوسرا نسخہ

نسخہ دوم از مؤطا نسخہ عبداللہ بن وہب ست کہ از امام مالک روایت نمودہ وفراہم آوردہ اول آن نسخہ۔

مؤطا کا دوسرا نسخہ وہ ہے جو عبداللہ بن وہب نے امام مالکؒ سے روایت کر کے جمع کیا ہے، اس کی اول حدیث یہ ہے۔

اخبرنا مالكٌ عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أُمِرتُ ان اقاتل الناس حتى يقولوا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فاذا قالوا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَنْفُسَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔

ہم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند کے ساتھ جس کے راوی ابو الزناد اور اعرج اور حضرت ابو ہریرہ ہیں یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتل وقتال کروں جب تک وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہیں اور جب وہ اس کلمہ کو پڑھ لیں تو انہوں نے اپنی جان ومال اور خون کو مجھ سے محفوظ کر لیا، البتہ اسلامی حقوق میں ان سے مواخذہ کیا جائے گا جس کا حساب اللہ پر ہے اور وہ خوب جانتا ہے۔

واین حدیث از متفردات ابن وہب ست کہ در مؤطا دیگر یافتہ نمی شود مگر مؤطا ابن قاسم کہ وے نیز این حدیث را روایت نمودہ۔

یہ حدیث ابن وہب کے منفردات میں سے ہے دوسری مؤطا میں نہیں پائی گئی ہے۔ البتہ ابن قاسم کی مؤطا میں ہے، کیونکہ انہوں نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

Marfat.com

علامہ عبداللہ بن وہب کا تذکرہ

وکنیت ابن وہب ابو محمد و نسب او

عبداللہ بن وہب بن مسلم الفہری ست کہ او از موالی بنی فہر بود و مولد و مسکن او مصر ست در ذیقعدہ سنہ یک صد و بست و پنج متولد شدہ و از چہار صد امام از ائمہ حدیث روایت دارد، از انجملہ ست حضرت امام مالک و لیث بن سعد و محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب و سفیانین و ابن جریج و یونس وغیرہم.

در حرمین و در مصر طلب علم کرد و از وی استاذ وی لیث بن سعد چند حدیث روایت کردہ و گویند کہ حضرت امام مالک نیز از وی چند حدیث اہل مصر روایت کردہ من ذلک حدیث ابن لہیعہ:

نَهَىٰ عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ

ابن وہب کی کنیت ابو محمد ہے اور ان کا نسب یہ ہے:

عبداللہ بن وہب بن مسلم الفہری۔ یہ بنو فہر کے موالی میں سے ہیں، ان کا مولد و مسکن اصلی مصر ہے۔ ماہ ذی قعدہ ۱۲۵ھ میں آپ پیدا ہوئے اور ائمہ حدیث کے چار سو ائمہ (اماموں) سے روایت کرتے ہیں۔ منجملہ ان کے حضرت امام مالکؒ، لیث بن سعد، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب، سفیانین[1]، ابن جریج اور یونس وغیرہم ہیں۔

مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور مصر میں آپ نے علم کو طلب کیا، لیث بن سعد نے جو ان کے استاد بھی ہیں چند حدیثیں خود ان سے ہی روایت کی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امام مالکؒ نے بھی اہل مصر کی چند احادیث کو ان سے روایت کیا ہے۔ منجملہ ان کے ابن لہیعہ کی یہ حدیث بھی ہے:۔

رسول اکرمؐ نے بیع عربان سے منع فرمایا ہے۔

ف۔ مترجم کہتا ہے "عُربان" کی تفسیر یہ ہے کہ خریدار کسی چیز کو خریدنا چاہے اور اس کے بیچنے والے کو مثلاً ایک روپیہ یا کم و زیادہ اس شرط پر دیدے کہ اگر میں نے اس چیز کو خرید لیا اور بیع تام ہوگئی تو اس کو قیمت یعنی مول میں مجرا دوں گا۔ اور اگر کسی وجہ سے میں پھر گیا اور بیع پوری نہ ہوئی تو یہ تیرے پاس رہے گا میں واپس نہ لوں گا۔ اردو میں اس کو بیعانہ اور سائی کہتے ہیں۔ شریعت میں یہ باطل ہے، مسئلہ فقہ کا یہ ہے کہ بیع ہوگئی تو بیچنے والے کا حق ہے کیونکہ مول میں مجرا ہوگا۔ ورنہ خریدار کا ہے، واپس کردے۔

---

[1] سُفیان ثوری اور سُفیان بن عُیینہ مراد ہیں۔

Marfat.com

وعبداللہ بن وہب در زمان خود حجت بود ومردم بر مرویات او کمال وثوق و اعتماد داشتند وتقلید ہیچ کس نمی کرد اما طریق اجتہاد وتفقہ از امام مالک ولیث بن سعد آموختہ بود واز شاگردان ابن شہاب زہری قریب بست کس را دریافتہ وعلم ابن شہاب راکہ اعلم اہل مدینہ بود از ایشان گرفتہ وبا حضرت امام مالک بست سال صحبت داشتہ گویند کہ امام مالک ہیچ کس را فقیہ ننوشتہ مگر عبداللہ بن وہب راکہ اورا باین طور می نوشت۔

الی فقیہ مصر ابی محمد التقی

وامام مالک رحمہ اللہ یاران وشاگردان خود را در آداب تعلیم وعظ ونصیحت اکثر زجر وتوبیخ میفرمودند مگر عبداللہ بن وہب را بکمال تعظیم ومحبت تعلیم میفرمودند۔ ودر کثرت احادیث دران زمان کہ ہنوز احادیث بلدان مجتمع نشدہ بود نادرہ روزگار بود بر زبان یک لکھ حدیث روایت کردہ ودر تصانیف او یک لکھ بست ہزار حدیث موجود ست کذا ذکر الذہبی۔

واز عجائب آنکہ ابن عدی گفتہ ست کہ باوصف این کثرت در تصانیف او ہیچ حدیث منکر یافتہ نمی شود چہ جائے موضوع وساقط از درجہ

عبداللہ بن وہب اپنے زمانہ میں حجت تھے، تمام لوگ ان کے مرویات پر کمال وثوق اور اعتماد رکھتے تھے۔ وہ کسی کی تقلید نہیں فرماتے تھے، البتہ اجتہاد اور تفقہ کا طریقہ امام مالکؒ اور لیث بن سعد سے حاصل کیا تھا۔ ابن شہاب زہری کے شاگردوں میں سے تقریباً بیس اشخاص کو پایا اور ابن شہاب کے علم کو جو مدینہ والوں میں سب سے زیادہ عالم تھے، ان سے حاصل کیا۔ بیس برس حضرت امام مالکؒ کی صحبت میں رہے، کہا جاتا ہے کہ امام مالکؒ نے عبداللہ بن وہب کے سوا اور کسی کو فقیہ نہیں لکھا۔ امام مالکؒ ان کو اس طرح پر لکھتے تھے۔

ابو محمد متقی فقیہ مصر کو لکھا جاتا ہے۔

امام مالکؒ اپنے دوستوں اور شاگردوں کو آدابِ تعلیم اور پند ونصیحت کے بارے میں اکثر زجر وتوبیخ فرمایا کرتے تھے۔ مگر عبداللہ بن وہب کو کمالِ تعظیم اور محبت وعنایت کے ساتھ تعلیم فرمایا کرتے تھے، جس زمانہ میں احادیث کا ذخیرہ کسی شہر میں جمع نہیں ہوا تھا، کثرتِ احادیث میں یہ اپنے زمانہ کے نادر اور یگانہ خیال کئے جاتے تھے۔ ایک لاکھ حدیث برزبان تھی اور ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں ایک لاکھ بیس ہزار حدیثیں موجود ہیں، جیسا کہ ذہبی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔

ابن عدی نے ان کے عجائبات سے یہ بات بیان کی ہے کہ عبداللہ بن وہب کی تصنیفات اگرچہ بہت کثرت کے ساتھ ہیں، مگر بایں ہمہ ان میں موضوع تو درکنار کوئی

Marfat.com

اعتبار. روزے نزد امام مالک مذکور ابن القاسم کہ صاحب مدونہ مشہورہ ست درمیان آمد فرمود ابن القاسم فقیہ. و ابن وہب عالم یعنی ابن القاسم مواد فقہ را استیفا نمودہ ست، و ابن وہب در مواد ہر علم مثل تفسیر و سِیَر و زہد و رقاق و فتن و مناقب وغیر ذلک استیفا نمودہ ست.

حدیث منکر تک بھی نہیں ہے۔ ایک روز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں ابن القاسم کا جو صاحب مدوّنہ مشہورہ ہیں ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ ابن القاسم فقیہ ہیں اور ابن وہب عالم، یعنی ابن القاسم نے صرف جزئیاتِ فقہ پر پورا عبور حاصل کیا ہے، اور ابن وہب نے تفسیر، سِیَر، زہد، رقاق، فتن اور مناقب، غرض یہ کہ ہر ہر علم کی جزئیات کا احاطہ کیا ہے۔

ابن یوسف گفتہ ست ابن وہب جامع سہ وصف بود فقہ و حدیث و عبادت. اوقات ہر سال خود را سہ حصہ کردہ بود. یک حصہ در مجاہدۂ کفار در رباط میگزرانید و یک حصہ در تعلیم مشغول می بود و یک حصہ را در سفر حج صرف می کرد.

ابن یوسف بیان کرتے ہیں کہ ابن وہب تین اوصاف کے جامع تھے، فقہ، تفسیر، عبادات۔ ہر سال کے اوقات کو تین حصّوں پر منقسم کیا تھا۔ سال کا ایک حصّہ کفار بدکردار کے ساتھ جہاد میں بسر کرتے تھے ایک حصّہ تعلیم کے مشغلہ میں مشغول رہتے تھے۔ ایک حصّہ کو بیت اللہ کے سفر میں صرف کرتے تھے۔

و احمد برادرزادہ ابن وہب گفتہ ست کہ عباد بن محمد رئیس آن دیار، ابن وہب را تکلیف قضا داد و ابن وہب فرار کرد و غیبت اختیار نمود عباد برآشفت و خانۂ مارا ہدم فرمودہ پس این خبر بعم من ابن وہب رسید و دعا کرد کہ عباد کور شود. یک جمعہ نگذشتہ کہ عباد کور شد.

احمد جو ابن وہب کے بھتیجے ہیں بیان کرتے ہیں کہ عباد بن محمد نے جو اس ملک کا رئیس تھا ایک مرتبہ ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ کو عہدۂ قضا کی خدمت سے سرفراز کرنا چاہا تو ابن وہب وہاں سے چلے گئے اور ایک عرصہ تک روپوش رہے۔ عباد نے غصّہ میں آکر ہمارے مکان کو مسمار کرا دیا۔ جب یہ خبر میرے چچا ابن وہب کو پہنچی تو انہوں نے عباد کے نابینا ہونے کے لئے بددعا فرمائی۔ چنانچہ ایک ہفتہ گزرنے نہ پایا تھا کہ عباد اندھا ہو گیا۔

ایک عجیب واقعہ

از عجائب حکایت او آنست کہ

ان کے عجیب واقعات میں سے ایک واقعہ یہ

Marfat.com

روزی در حلقہ درس خود نشستہ بود، گدای آمد وگفت یا ابامحمد آن درم کہ وے روز بمن دادہ بودی ناسرہ برآمد۔

ابن وہب گفت کہ اے عزیز دستہائے ما دستہائے عاریت ست چنانکہ بما مید ہند باشما مید ہیم۔

گدا برآشفت و ناسزا گفتن گرفت تا آنکہ گفت صلی اللہ علے محمد، این ہمان زمان است کہ می شنیدیم کہ در آن صدقات وخیرات را خدا یتعالیٰ بردست منافقان این امت خواہد نہاد۔ در حلقہ شخصے از اہل عراق حاضر بود بہ شنیدن این سوئے ادب از جاے رفت وبرخاست وبرروے سائل طپانچہ زد کہ بافتاد سائل فریاد برآورد کہ یا ابامحمد یا امام المسلمین در مجلس تو اینچہ حرکت می کنند ابن وہب برخاست وتفتیش می نمود کہ این حرکت ازکہ صادر شدہ مردم گفتند ازین جوان عراقی۔ آن جوان عراقی روبروے ابن وہب آمد وگفت اے استاد از تو حدیثی شنیدہ بودم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔

مَنْ حَمٰى لَحْمَ مُؤْمِنٍ مِنْ مُنَافِقٍ يَغْتَابُهٗ حَمَى اللّٰهُ

بھی ہے کہ ایک روز ابن وہب حلقۂ درس میں تشریف فرما تھے، ایک فقیر نے آکر عرض کیا، اے ابا محمد! کل جو درم آپ نے مجھ کو عطا فرمائے تھے وہ سب کھوٹے اور ناقص تھے۔

ابن وہب نے جواب دیا کہ اے عزیز ہمارے ہاتھ عاریت کے ہیں، جیسا کوئی شخص ہم کو دیتا ہے ویسا ہی ہم تم کو دے دیتے ہیں۔

فقیر کو غصہ آیا اور برا کہنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس نے یہ کہا، اللہ تعالیٰ کی رحمت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو۔ یہ وہی وقت ہے جس کی بابت ہم نے سنا تھا کہ خدا تعالیٰ اس وقت صدقات وخیرات کو اس امت کے منافقوں کے ہاتھ میں دے دے گا۔ عراق کا رہنے والا ایک شخص اس حلقہ میں موجود تھا، اس کو فقیر کی یہ بے ادبی دیکھ کر تاب نہ رہی۔ اس نے اٹھ کر فقیر کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ فقیر گر گیا اور اس طرح شور وفریاد کرنے لگا کہ یا ابا محمد یا ابا محمد، اے مسلمانوں کے امام! آپ کی مجلس میں لوگ یہ کیا حرکت کرتے ہیں۔ ابن وہب نے اٹھ کر تفتیش شروع کی کہ یہ نالائق حرکت کس سے صادر ہوئی لوگوں نے عرض کیا کہ اس عراقی جوان سے۔ ابن وہب کے سامنے عراقی آکر کہنے لگا کہ اے استاد میں نے آپ سے اس طرح حدیث سنی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"جو شخص مومن کے گوشت کی حفاظت کرے اس منافق سے جو اس کی غیبت کرتا ہے تو اللہ اُس

Marfat.com

لحمہ من النار۔

پچون برحمایت کسے کہ محض حق ایمان دارد این ثواب را متوقع فرمودہ اند برحمایت استاذ و مقتدائے خلائق کہ تو باشی چہ ثواب کہ نخواہند داد من برائے توقع ثواب موعود این حرکت کردم۔

ابن وہب گفت اگر باین نیت کردی خدا تعالیٰ ترا جزاے خیر دہد و این یک حدیث دیگر بشنو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔

سَیَکُوْنُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ مَسَاکِیْنُ یُقَالُ لَھُمُ الْغَنَاۃُ لَا یَتَوَضَّئُوْنَ لِصَلٰوۃٍ وَلَا یَغْتَسِلُوْنَ مِنْ جَنَابَۃٍ یَخْرُجُوْنَ النَّاسَ اِلٰی مَسَاجِدِھِمْ وَاَعْیَادِھِمْ یَسْئَلُوْنَ مِنَ اللّٰہِ فَضْلَھُمْ یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ یَرَوْنَ حُقُوْقَھُمْ عَلَی النَّاسِ وَلَا یَرَوْنَ لِلّٰہِ عَلَیْھِمْ حَقٌّ۔

گویند روزے ابن وہب درحمامی داخل شد شنید کہ شخصے این آیت می خواند وَاِذْ یَتَحَاجُّوْنَ فِی النَّارِ بیہوش شد و تا دیر بیہوش ماند۔

از نوادر امور او آنست کہ او بر خود التزام کردہ بود کہ ہر گاہ غیبت کسے از وے سرزند یک روزہ دارد او گفت کہ چون بسبب کثرت مشق این امر بر من سبک نمود

شخص کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔"

جب اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی حمایت میں جو محض حق ایمان رکھتا ہے اس قدر ثواب کا متوقع فرمایا ہے تو جو آپ جیسے استاد اور پیشوائے مخلوق کی حمایت کریگا تو اس کا ثواب کس قدر ہوگا، میں اس ثواب موعود کی امید پر ایسی حرکت کر بیٹھا۔

ابن وہب نے فرمایا کہ اگر تمہاری یہ نیت تھی تو اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اب ایک اور حدیث بھی سن لو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"آخر زمانہ میں ایسے مسکین ہوں گے، جنہیں لوگ مالدار کہتے ہوں گے، جو نماز کے لئے وضوء اور جنابت پر غسل نہ کریں گے، جو لوگوں کے پاس ان کی مسجدوں اور عیدگاہوں میں جاکر اپنے فضل اور بزرگی کا سوال کریں گے اور یہ خیال اور اعتقاد رکھتے ہوں گے کہ ہمارا حق لوگوں پر واجب ہے، اور اپنے اوپر اللہ کا کوئی حق نہ سمجھتے ہوں گے۔"

بیان کرتے ہیں کہ ابن وہب ایک روز حمام میں تشریف لے گئے، کسی شخص نے یہ آیت پڑھی، وَاِذْ یَتَحَاجُّوْنَ فِی النَّارِ تو آپ ایسے بیہوش ہوئے کہ بہت دیر کے بعد ہوش آیا۔

ان کے عجائبات امور میں سے ایک عجیب بات یہ ہے کہ ابن وہب نے اس امر کا التزام کر رکھا تھا کہ آپ سے جب کسی کی غیبت ہو جاتی تو ایک روزہ رکھتے تھے، ایک روز فرمایا کہ چونکہ روزہ رکھتے رکھتے مجھ کو ایسی عادت پڑ گئی

Marfat.com

چنان قرار دادم کہ ہرگاہ غیبت کسے کنم یک درم صدقہ بدہم این امر خیلی شاق آمد و غیبت از من موقوف شد۔

ہے کہ روزہ کا رکھنا اب سہل معلوم ہوتا ہے اور کچھ مشقت و تکلیف پیش نہیں آتی ہے تو اب یہ عہد کیا ہے کہ جب کسی کی غیبت کر بیٹھتا ہوں تو ایک درم خیرات کرتا ہوں درم کا خیرات کرنا مجھ پر ایسا شاق گزرا کہ مجھ سے غیبت چھوٹ گئی۔

و او را کتابیست مشہور بجامع ابن وہب روزے کتاب اہوال القیمۃ از ان کتاب شاگردان او پیش او میخواندند او را حالتی از خوف مستولی شد کہ بیہوش شد بخانہ برداشتہ بردند قدری بہوش آمد و باز لرزہ و رعب برو مے می افتاد بیہوش می شد درہمین حالت انتقال فرمود روز یک شنبہ بست و پنجم شعبان سنہ یکصد و نود و ہفت و عمر او ہفتاد و دو سال بود چون خبر وفات او بسفیان بن عیینہ رسید گفت انا للہ وانا الیہ راجعون این مصیبت تمام اہل اسلام ست و بعضے از صلحا او را در شب وفات خود بخواب دیدند کہ دستارخوان بر میدارند و می گویند کہ دستارخوان علم برداشتہ شد۔ عبداللہ بن وہب تصانیف بسیار مفید و نافع یادگار گذاشت از انجملہ است مسموعات او از امام مالک و آن سی کتابست در مقاصد مختلفہ و دو موطا جمع کرد یکی را اکبر و دوم را صغیر نام نہاد و جامع کبیر نیز دارد و کتاب الاہوال و کتاب تفسیر الموطا

ایک روز کسی شاگرد نے جامع ابن وہب میں سے جو ان کی مشہور کتاب ہے 'قیامت کے ہولناک حالات' ان کے سامنے پڑھے تو خوف کی وجہ سے ایک ایسی حالت ان پر طاری ہوئی جس کی وجہ سے ایسے بیہوش ہوئے کہ لوگ انہیں اٹھا کر ان کے مکان میں لے گئے۔ جب ہوش آتا تو لرزہ بدن پر آکر پھر وہی کیفیت ہو جاتی تھی یہاں تک کہ اسی حالت میں یک شنبہ کے روز ۲۵ شعبان ۱۹۷ھ کو بہتّر (۷۲) سال کی عمر میں اس عالم سے رحلت فرمائی۔ سفیان بن عیینہ کو جب آپ کی وفات کی خبر پہنچی تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر فرمایا کہ تمام اہل اسلام کے لئے یہ مصیبت ہے۔ وفات کی رات میں بعض صلحا نے خواب دیکھا کہ لوگ دسترخوانوں کو یہ کہتے ہوئے اٹھا رہے ہیں کہ اب دسترخوان علم اٹھا لیا گیا۔ عبداللہ بن وہب نے اپنی یادگار میں بہت سی مفید اور نافع تصنیفات چھوڑی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک مسموعات از امام مالک بھی ہے جس میں تیس باب مقاصد مختلفہ میں جمع کئے گئے ہیں اور خود ان کی جمع کردہ دو (۲) موطا ہیں، جن میں سے ایک کا صغیر اور دوسری کا نام کبیر ہے۔ اور جامع کبیر بھی ان ہی کی ہے۔ اور کتاب الاہوال، کتاب تفسیر الموطا، کتاب المناسک

وکتاب المغازی وکتاب القدر وغیر ذلک علیہ رحمۃ اللہ ورضوانہ کتاب المغازی، کتاب القدر وغیرہ وغیرہ ہیں۔

موطا کا تیسرا نسخہ

نسخہ سوم از موطا نسخۂ عبداللہ بن مسلمۃ القعنبی ست واز مفردات او کہ در موطا دیگر یافتہ نمی شد این حدیث ست۔

اخبرنا مالکؒ عن ابن شہابؒ عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ بن مسعودؓ عن ابن عباسؓ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال لَا تطرُونی کمَا اُطرِیَ عیسَی بنُ مریَمَ انّمَا اَنَا عَبدُ اللہِ۔ فقولوا عَبدُ اللہِ ورسولہٗ۔

یہ نسخہ عبداللہ بن مسلمہ قعنبی کا ہے۔ ان کے مفردات میں سے ذیل کی حدیث ہے جو کسی دوسری مؤطاؔ میں موجود نہیں ہے۔

عبداللہ بن مسلمہ قعنبی فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ حدیث جس کی سند کے راوی ابن شہاب، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام مالک نے سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میری ایسی تعریف مبالغہ کے ساتھ مت کرو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی کی گئی تھی۔ میں تو عبداللہ ہوں۔ پس اتنا کہنا کافی ہے۔ یوں کہو، عبداللہ ورسولہ۔

علّامہ قعنبی کا تذکرہ

کنیت او ابو عبدالرحمٰن ست و نسب او عبداللہ بن مسلمۃ بن قعنب الحارثی۔ و در اصل از مدینہ ست و در بصرہ ساکن شد باز بمکہ انتقال نمودہ تولد او بعد از یک صد و سی ست۔ شیوخ بسیار را دریافتہ ازان جملہ ست امام مالک ولیث بن سعد وابن ابی ذئب وحمادین وشعبہ وسلمۃ بن وردان یحیی بن

عبداللہ بن مسلمہ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ ان کا نسب یہ ہے عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب الحارثی۔ یہ دراصل مدینہ کے رہنے والے تھے لیکن بصرہ میں سکونت اختیار کرلی تھی اور پھر مکّہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ ان کی ولادت ۱۳۰ھ سال ہجری کے بعد ہے۔ بہت سے مشائخ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ منجملہ ان کے امام مالک، لیث بن سعد، ابن ابی ذئب، حمّادینؓ[1]، شعبہ، اور سلمہ بن وردان ہیں۔ یحییٰ بن معین آپ کی خلوص نیّت

---

[1] یعنی حماد بن سلمہ اور حماد بن زید۔

Marfat.com

معین از خلوص نیت او و درین علم خبر داده گفتہ است کہ ما رأینا من یحدّث للہ الّا وکیعًا والقعنبیؒ ونزد محدثین مقدم برہمہ اصحاب امام مالک او است۔

علی بن عبداللہ المدینی را پرسیدند کہ اَصْحَابُ مَالِكٍ مَعنٌ ثم القعنبیُّ؟ قَالَ لَا، القعنبیُّ ثم مَعْنٌ۔

اول کہ در خدمت امام مالک رسیدند قراءۃ ابن حبیب را سماع میکرد و قراءۃ او پسند خاطرش نیفتاد کہ کما ینبغی تحقیق و امعان نمی کرد پس خود موطا را بر امام رحمۃ اللہ علیہ گذرانید۔ و تا ہشت سال ملازمت امام رحمۃ اللہ علیہ نمود و حدیث او را اخذ کرد۔ یک بار از بصرہ بمدینہ منورہ آمد و امام مالک را خبر قدوم او رسانیدند۔ امام یاران خود را فرمود برخیزید تا نزد بہترین اہل زمین برویم و بروے سلام کنیم۔ و ہر گاہ بطواف خانہ کعبہ زادہا اللہ تعظیمًا و تشریفًا مشغول می شد می گفتند کہ ہیچ کس افضل از قعنبی طواف این خانہ متبرکہ نمی کند۔ و او نیز مستجاب الدعوات بود درین باب از وے قصہ ہائے عجیب بسیار نقل نمودہ اند۔ عبداللہ بن حکم گفتہ کہ من نزد عبدالرزاق کہ صاحب مصنف مشہور ست رفتم بارادہ طلب علم حدیث عبدالرزاق

کے بارے میں فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی رضامندی کے لئے تو وکیع اور قعنبی ہی حدیث کو بیان کرتے ہیں۔" محدثین امام مالک کے اصحاب میں سب سے مقدم قعنبی کو سمجھتے ہیں۔

علی بن عبداللہ مدینی سے کسی نے دریافت کیا کہ امام مالک کے شاگردوں میں اول تو معن ہیں پھر قعنبی؟ انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ اول قعنبی ہیں پھر معن۔

جب اول اول امام کی خدمت میں پہنچے تو حبیب کی قرارت کا سماع کرتے رہے مگر چونکہ حبیب جیسا کہ چاہیے اس طرح تحقیق اور گہری نظر نہیں کرتے تھے اس لئے ان کی قرارت ان کو پسند خاطر نہ ہوئی اور خود امام مالکؒ سے موطا کو شروع کر دیا۔ آٹھ سال تک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر ان سے حدیث حاصل کی ایک دفعہ بصرہ سے مدینہ منورہ آئے۔ جب امام مالک کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو امام صاحب نے اپنے احباب کو فرمایا کہ اٹھو ایک ایسے شخص کے پاس چل کر سلام کرتے ہیں جو تمام روئے زمین پر اس وقت بہترین انسانوں میں سے ہے۔ جب امام مالکؒ خانہ کعبہ زادہا اللہ تعظیماً و شرفاً کا طواف کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ خانہ کعبہ کا طواف قعنبی سے افضل اور بہتر کوئی شخص نہیں کرتا ہے۔ قعنبی مستجاب الدعوات تھے اور اس بارے میں بہت سے عجیب واقعات ان سے منقول ہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن حکم فرماتے ہیں کہ میں عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جن کی کتاب "مصنف" مشہور ہے، علم حدیث کو طلب کرنے کی غرض سے گیا تو وہ خشونت سے پیش

Marfat.com

با من خشونت کرد و منع کرد کہ از من منویس و من ترا نہ خواہم آموخت. شب ہنگام بسیار مغموم شدم و بخواب رفتم جناب رسالت را بخواب دیدم و این ماجرا را بحضور آن جناب عرض کردم. فرمودند از چہار کس علم حدیث من بنویس. من عرض کردم آن چہار کس کدام کدام شخص اند سر فہرستہ قعنبی را فرمودند و سہ کس دیگر را نیز نام بردند واکثر اہل زمان او را از ابدال مے دانستند و بزرگی و صلاح او مجمع علیہ اہل العصر او بودہ و وفات او در مکہ معظمہ ششم محرم سنہ دو صد و بست و یک واقع ست۔

آئے مجھ کو منع فرمایا اور یہ کہا کہ مجھ سے حدیث کو مت لکھ کہ میں تجھ کو حدیث نہ پڑھاؤں گا۔ اس جواب کو سن کر میں تمام رات مغموم رہا۔ اور جب نیند آئی تو میں نے جناب رسالت مآب ﷺ کو خواب میں دیکھا اور تمام قصّہ آپ کی جناب میں عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری حدیث کو چار شخصوں سے حاصل کر۔ میں نے عرض کیا کہ وہ چار آدمی کہاں ہیں اور ان کا کیا نام ہے؟ آپ نے تین آدمیوں کا نام بتلا کر فرمایا کہ سب کے رأس رئیس قعنبی ہیں۔

اس زمانہ میں انہیں اکثر لوگ 'ابدال' جانتے تھے۔

ان کی نیک بختی اور بزرگی پر جمیع اہل عصر کا اتفاق تھا۔

۶ محرم سنہ ۲۲۱ھ کو مکہ معظمہ میں ان کی وفات ہوئی۔

موطّا کا چوتھا نسخہ

نسخہ چہارم از موطا ابن القاسم ست کہ مشہور ترین فقہاء مذہب مالکی ست و اول مدون این مذہب او ست۔

و از متفردات این نسخہ این حدیث ست.

مَالِكٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مِنْ غَيْرِيْ فَهُوَ لَهٗ كُلُّهٗ، اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ۔

یہ نسخہ ابن القاسم کا ہے، جو مذہب مالکی کے مشہور ترین فقہاء میں سے ہیں۔ دراصل اس مذہب کے مدوّنِ اول وہی ہیں۔

اس نسخہ کے متفردات میں سے یہ حدیث ہے۔

مالکؒ، علاء بن عبد الرحمٰن، عبد الرحمٰن، ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اپنے کسی کام میں میرے ساتھ دوسرے کو بھی شریک کر دے تو میں اپنا حصّہ بھی اس شریک کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ کیوں کہ میں تمام شرکاء سے زیادہ شرکت سے بے نیاز ہوں۔

Marfat.com

ابو عمرو گفته است که این حدیث در مؤطا ابن عفیر نیز یافته شده و سوائے این دو[2] مؤطا در مؤطا دیگر نیست۔

ابو عمرو بیان کرتے ہیں کہ ابن عفیر کے مؤطا میں بھی یہ حدیث پائی جاتی ہے اور سوائے ان دو[2] مؤطا کے اور کسی مؤطا میں نہیں ہے۔

علامہ ابن القاسم کا تذکرہ

کنیت او ابو عبد اللہ و نام او عبد الرحمٰن بن القاسم بن خالد بن جنادۃ العتقی۔ و او از اہل مصر ست۔ و عتقی نسبت او بالولا ست لانہ کان مولیٰ زبید بن الحارث العتقی بضم العین المہملۃ و فتح الفاء الفوقیۃ و در تحقیق این نسبت اختلاف ست بعضی گویند کہ غلامان چند از اہل طائف در ایامیکہ آنجناب محاصرہ اش فرمودہ بودند گریختہ مشرف باسلام شدند آنحضرت فرمودند

هُمْ عُتَقَاءُ اللّٰهِ تَعَالیٰ۔

پس اولاد آن غلامان را عتقاء گویند۔ و ابن خلکان نوشتہ است کہ عتقاء از یک قبیلہ نیستند بلکہ از قبائل شتیٰ بعضے از حجر حمیر و بعضے از سعد العشیرۃ و بعضے از کنانہ مضر و اکثر آنہا متوطنان مضر اند و زبید بن الحارث از حجر حمیر بود و اصل قصہ آنہا اینست کہ جماعت در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متفق شدہ غارت گری و قطع طریق شیوہ خود ساختہ بودند خصوصًا

ابن القاسم کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور ان کا نام عبد الرحمٰن بن القاسم بن خالد بن جنادۃ العتقی تھا۔ مصر کے رہنے والے تھے۔ ان کی نسبت عتقی ولاء[1] کے باعث سے ہے۔ کیونکہ یہ زبید ابن الحارث عتقی کے غلاموں میں سے ہیں۔ اس نسبت کی تحقیق میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں جس زمانہ میں آنجناب ﷺ نے طائف کا محاصرہ فرمایا تھا، وہاں کے چند غلام بھاگ کر آئے اور مشرف بایمان ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی نسبت یہ فرمایا کہ

یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ عتقاء ایک قبیلہ کے غلام نہیں ہیں بلکہ مختلف قبیلوں کے غلام ہیں۔ بعض حجر حمیر سے ہیں اور بعض سعد العشیرہ سے۔ اور بعض کنانہ مضر سے اور اکثر مضر کے رہنے والے ہیں۔ زبید بن الحارث قبیلۂ حجر حمیر سے ہیں۔ ان کا اصل واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جماعت نے متفق ہو کر غارت گری اور لوٹ مار کو اپنا پیشہ بنا لیا۔ اور جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت یا

۱؎ ولاء عتاقہ اس کو کہتے ہیں کہ غلام آزاد کرنے والے کو دوسرے ورثاء نہ ہونے کی صورت میں اس کا ترکہ اسکو ملجائے۔

Marfat.com

ہر کہ بارادۂ اسلام وادراک شرف صحبت آن خیر الانام مسافر می شد او را در راہ می رنجانیدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسوئے ایشان فوجی فرستادند و آنہا را اسیر کردہ آوردند آن حضرت ہمہ را آزاد فرمود ازان باز آن جماعت را عتقا گویند ہر کہ از اولاد آنہا است عتقی ست۔

شرافت اسلام سے مشرف ہونے کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اسے خصوصیت کے ساتھ تکلیف دیتے تھے اور ہر طرح سے راہ میں ستانے کی کوشش کرتے تھے آنحضرتؐ نے ان کی گرفتاری کے لئے ایک فوج روانہ فرمائی جب وہ قیدی بن کر آئے تو آپ نے سب کو آزاد کر دیا۔ اسی وجہ سے اس جماعت کو عتقا کہنے لگے اور جو شخص ان کی اولاد میں ہوتا اس کو عتقی کہتے تھے۔

تولد ابن القاسم در سنہ یک صد و سی بودہ است واز شیوخ بسیار روایت دارد و مال بسیار در راہ طلب علم حدیث صرف کردہ و در زہد و تورّع از عجائب روزگار بود و در صحت حدیث وحسن روایت نادرہ وقت اکثر در دعائے خود می گفت اَللّٰھُمَّ اَمْنَعِ الدُّنیَا مِنِّیْ وَ اَمْنَعْنِیْ عَنْھَا۔

ابن القاسم ۱۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور بہت سے مشائخ سے روایت کرتے ہیں۔ علم حدیث کی راہ طلب میں بہت سا مال صرف کیا۔ پرہیزگاری اور تقوی میں عجائب روزگار تھے۔ صحت حدیث اور حسن روایت میں یگانہ آفاق اور نادر زمانہ تھے۔ آپ کی دعا کثرت سے یہ ہوتی تھی۔ اَللّٰھُمَّ اَمْنَعِ الدُّنیَا مِنِّیْ وَ اَمْنَعْنِیْ عَنْھَا۔

وعطایائے سلاطین و امرا ہرگز قبول نمی کرد۔

امیروں اور بادشاہوں کے ہدایا وعطایا کو ہرگز قبول نہیں فرماتے تھے۔

وعبد اللہ بن وہب کہ سابق حال او مذکور شد می گفت کہ ہر کہ رغبت بفقہ امام مالک داشتہ باشد باید کہ صحبت ابن القاسم را محکم بگیرد کہ ما بچیز ہائے دیگر مشغول شدیم و او متفرد بفقہ او ست۔

عبد اللہ بن وہب جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام مالکؒ کے فقہ کو مضبوطی سے اختیار کرنا چاہتا ہے اس کے لئے مناسب ہے کہ ابن القاسم کی صحبت کو اختیار کرے، کیونکہ ہم نے اپنا مشغلہ دوسرے علوم کے ساتھ بھی رکھا ہے اور وہ صرف فقہ ہی کی طرف متوجہ رہے ہیں۔

ولہذا فقہاء مذہب مالکی مسائل مدونہ او را بر جمیع روایات ترجیح می دہند واشہب را کہ یکے از اعیان مالکیہ است

یہی وجہ ہے کہ مذہب مالکی کے فقہاء ان کے جمع کردہ مسائل کو تمام روایتوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ کسی شخص نے اشہب سے جو مذہب مالکی کے بڑے لوگوں

Marfat.com

سوال کردند کہ فقاہت ابن القاسم بیشتر ست یا فقاہت ابن وہب وے گفت کہ اگر پائے چپ ابن القاسم را با تمام ابن وہب برابر کنند از وے افقہ باشد اما محققین مذہب مالکی نوشتہ اند کہ اشہب را در مسائل خراج و دیات دخل کلی بود وابن القاسم را در مسائل بیوع و معاملات وابن وہب را در مسائل حج و مناسک واللہ اعلم۔

وابن القاسم گفتہ است کہ ابتدائے شوق من بصحبت امام از ان ست کہ روزے در خواب بمن گفتند کہ اگر عزم طلب علم داری و علم حق را دوست داری پس ترا باید کہ بعالم آفاق رجوع آری گفتم کہ آن عالم آفاق کیست و نام او چیست گفتند امام مالک۔

وابن القاسم نیز اوقات سال را تقسیم کردہ بود۔ چہار ماہ در اسکندریہ میماند برائے جہاد کفار روم و بربر و زنگ وسہ ماہ در سفر حج و زیارت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صرف می کرد و پنج باقی در تعلیم علم مشغول می شد۔

روزے مذکور نزد امام مالک درمیان آمد فرمودند خدا ایش بعافیت

میں سے ہیں دریافت کیا کہ ابن القاسم کی فقاہت زیادہ ہے یا ابن وہب کی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر ابن وہب کو ابن القاسم کے بائیں پاؤں کے برابر کریں تو وہ پاؤں ابن وہب سے فقیہ تر ہوگا۔ لیکن مذہب مالکی کے محققین نے لکھا ہے کہ مسائل خراج اور دیات میں اشہب کو پوری مہارت تھی۔ خرید و فروخت اور معاملات کے مسائل میں ابن القاسم کو اور حج و مناسک کے مسئلوں میں ابن وہب کو ترجیح تھی۔ واللہ اعلم

ابن القاسم کہتے ہیں کہ مجھ کو ابتداء میں جو امام کی صحبت میں رہنے کا شوق دامن گیر ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ایک شخص کو خواب میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر علم حق کو دوست رکھتے ہو اور اسی کی طلب کا کامل ارادہ ہے تو تمہیں عالم آفاق کے پاس جانا چاہیئے۔ میں نے کہا عالم آفاق کون ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ امام مالکؒ۔

ابن القاسم نے ہر سال کے مہینوں کو اس طرح تقسیم کر رکھا تھا، چار ماہ اسکندریہ میں رہ کر روم، بربر اور زنگ کے کافروں کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرتے تھے اور تین مہینے سفر حج اور زیارت پیغمبر میں صرف فرماتے تھے اور پانچ مہینے تعلیم علم میں مشغول رہتے تھے۔

ایک روز امام مالکؒ کی مجلس میں ان کا ذکر آیا تو امام نے فرمایا کہ وہ تو مشک سے بھری ہوئی تھیلی

دارد او انبانیست پُر از مشک۔

وخرقی در شرح رسالہ در تحت این قول کہ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِیْ سَبْعٍ فَذٰلِكَ حَسَنٌ[ع۵] نوشتہ است کہ ابن القاسم در رمضان دو ختم قرآن می کرد۔

واسد بن القاسم الفرات گفتہ است کہ ابن القاسم در غیر رمضان نیز دو ختم قرآن می کرد چون من بخدمت او رسیدم و اورا ترغیب احیاء علم کردم یک ختم را موقوف داشت و یک ختم را تا آخر عمر مواظبت نمود۔

و نزد او از مسائل امام مالک کہ مردم ازان جناب پرسیدہ بودند و او جواب آں فرمودہ بود سہ صد جلد بود۔

وفات او در مصر است در سنہ یک صد و نود و یک۔ و اورا بعد از موت بخواب دیدند و پرسیدند کہ چہ چیز ترا درین عالم سود مند افتاد گفت چند رکعتی کہ در اسکندریہ گذاردہ بودم۔ پرسیدند کہ این مسائل فقہ کجا رفت۔ گفت ہیچ ندیدم و بدست خود اشارہ نمود کہ آنہمہ را ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا یافتم۔

ہے اللہ تعالیٰ اس کو عافیت کے ساتھ رکھے۔

خرقی نے اپنے کسی رسالہ کی شرح میں وَمَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِیْ سَبْعٍ فَذٰلِكَ حَسَنٌ[ع۵] کے تحت میں لکھا ہے کہ ابن القاسم ماہ رمضان میں دو کلام اللہ ختم کرتے تھے۔

اسد بن القاسم الفرات بیان کرتے ہیں کہ ابن القاسم علاوہ رمضان کے بھی دو قرآن مجید ختم فرمایا کرتے تھے جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو احیاء علم کی طرف توجہ دلائی تو ایک ختم کو موقوف کر دیا اور آخر عمر تک ایک ہی ختم پر مواظبت کرتے رہے۔

لوگوں نے مختلف اوقات میں امام مالکؒ سے جو مسائل دریافت کئے تھے اور آپ نے ان کو جو جواب دیئے تھے ان کی تین ۳۰۰ سو جلدیں ان کے پاس موجود تھیں۔

۱۹۱ھ میں آپ کی وفات مصر میں ہوئی۔ انتقال کے بعد کسی شخص نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اس عالم میں کونسی چیز نے تم کو فائدہ دیا؟ آپ نے جواب دیا کہ نماز کی چند رکعتوں نے جنہیں اسکندریہ میں ادا کیا تھا۔ پھر ان سے دریافت کیا کہ فقہ کے وہ مسائل کہاں گئے؟ تو جواب دیا کہ میں نے کچھ نہ دیکھا۔ اور دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان سب کو ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا نیست

ع۵ یعنی کلام پاک کا سات دن میں ختم کرنا اچھا ہے۔

Marfat.com

راقم حروف میگوید کہ ازینجا کسی را وہم راہ نزند کہ اشتغال بہ علم ہیچ نیست ہرچہ ہست اشتغال بہ عبادت ست زیرا کہ اشتغال بعلم نیز نوعی از عبادت بلکہ بہترین عبادت است وتحقیق آنست کہ نفوس انسانیہ در اشتغال خود مختلف اند بعضی را از یک شغل تاثیر عظیم در قوی نفسیہ حاصل میشود وبعضی را از شغل دیگر ودر عالم برزخ ظہور آن تاثیر عظیم واقع میشود وآن ہمہ اشغال فی نفسہا محمود اند وگاہی در شغل قلیلے سہلی نیت صالحہ دست میدہد ودر شغل دیگر اگرچہ کثیر وعمدہ باشد کہ آن قسم نیت صالحہ حاصل نمیگردد وان اللہ لاینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم قاعدہ مقرری ست فیفہم ذالک.

ونابود) پایا۔

راقم الحروف لکھتا ہے کہ اس جگہ یہ وہم نہ کرنا چاہئے کہ اشتغال علمی کوئی مفید کام نہیں ہے۔ تعلیم وتعلّم میں مشغول رہنا بھی ایک قسم کی عبادت بلکہ بہتر عبادت ہے اور تحقیق حق یہ ہے کہ نفوسِ انسانیہ اشغال میں مختلف ہیں۔ بعض کو کسی شغل سے تاثیر حاصل ہوتی ہے اور بعض کو کسی سے۔ اور عالم برزخ میں اس تاثیر کا ظہور عظیم واقع ہوتا ہے۔ لیکن شغل سب کے سب محمود ہیں۔ بعض دفعہ عمل قلیل ہوتا ہے مگر خلوصِ نیت کی وجہ سے وہ عمل ایسا عظیم الشان اور عمدہ سمجھا جاتا ہے کہ دوسرا عمل کثیر نیت صالحہ نہ ہونے کی وجہ سے عمدگی میں اس کے ہم پلّہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اِنَّ اللّٰہَ[1] لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ۔ حق تعالیٰ کی طرف سے قاعدہ کلیّہ مقرر ہے۔

مؤطّا کا پانچواں[۵] نسخہ

نسخہ پنجم از موطا روایت معن بن عیسیٰ ست واز مفردات او این حدیث ست کہ در موطا دیگر یافتہ نمی شود.

مَالِکٌ عَنْ سَالِمِ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

یہ معن بن عیسیٰ کا روایت کردہ ہے۔ وہ حدیث جوان کے مفردات میں سے ہے اور کسی دوسرے مؤطا میں نہیں پائی گئی، یہ ہے

مالک، سالم ابو النضر مولی عمر بن عبید اللہ، ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ

[1] اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَاِنْ كُنْتُ يَقْظَانَةً يُحَدِّثُ مَعِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات سے تہجد پڑھنے کے لئے اٹھا کرتے تھے، جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے، اگر میں بیدار ہوتی تو آپ مجھ سے باتیں کرنے لگتے تھے ورنہ آپ اس وقت تک استراحت فرماتے جب تک کہ مؤذن آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔

علامہ معن بن عیسیٰ کا تذکرہ

کنیت او ابویحییٰ است ونسب او معن بن عیسیٰ بن دینار المدنی القزاز۔

معن کی کنیت ابویحییٰ ہے اور نسب یہ ہے معن بن عیسیٰ بن دینار المدنی القزاز۔

بہر دو زائے معجمہ نسبت بقز فروشی وقز ریشم خام غیر منسوج را گویند۔

قزاز۔ دونوں زائے معجمہ ہیں۔ قز فروشی کی جانب نسبت ہے۔ قز خام ریشم کو کہتے ہیں۔

واو اشجعی ست بولاء یعنی از موالی بنی اشجع بود واز کبار اصحاب مالک ومفتیان ومحققان آن عصر بود گویند کہ وے ربیب امام مالک بود وچون ہارون رشید بادو پسر خود کہ امین و مامون بودند بشوق استماع موطا نزد امام مالک آمد قاری موطا ہمین معن بن عیسیٰ بود وہارون با ہر دو پسر خود استماع می کرد وخیلی ملازم صحبت امام بود۔

چونکہ یہ بنی اشجع کے غلاموں میں سے تھے اس وجہ سے ولاء کی نسبت سے ان کو اشجعی بھی کہتے ہیں امام مالکؒ کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں۔ اپنے زمانہ کے محقق اور مفتی تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ امام مالکؒ کے ربیب تھے۔ جس وقت ہارون رشید مؤطا سننے کے اشتیاق میں اپنے دونوں صاحبزادوں یعنی امین اور مامون کو لے کر امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت مؤطا کے قاری یہی معن بن عیسیٰ تھے۔ ہارون اور ان کے دونوں صاحبزادے کچھ دیر سنتے رہے۔

واکثر بر در حجرہ امام می ماند وہر چہ از زبان امام برمی آمد آنرا می شنید ومی نوشت۔

معن بن عیسیٰ اکثر حجرہ کے دروازہ پر رہتے تھے اور جو کچھ امام کی زبان فیض ترجمان سے نکلتا تھا اسے سن کر لکھ لیتے تھے۔

وچون امام مالک کلان سال شد

جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ایسے بوڑھے ہو گئے

Marfat.com

ومحتاج عصا گشت معن بن عیسیٰ بجائے عصائے او بود بر دوش او تکیہ کردہ تا مسجد نبوی برائے اقامت جماعت می رفت وبنابرین اورا عصائے مالک می گفتند۔

کہ لاٹھی رکھنے کی ضرورت پڑی تو بجائے لاٹھی کے معن بن عیسیٰ ہوتے تھے۔ امام مالکؒ ان کے دوش کے سہارے مسجد نبوی تک اقامت جماعت کے لئے تشریف لے جاتے تھے اسی وجہ سے لوگ انہیں عصائے مالک بھی کہتے تھے۔

روایات او در بخاری ومسلم و ترمذی ودیگر کتب معتبرہ بسیارست از امام مالک چہل ہزار مسئلہ سماع داشت در مدینہ منورہ در ماہ شوال ۱۹۸ھ برحمت الٰہی پیوست۔

بخاری، مسلم، ترمذی اور دوسری معتبر کتابوں میں ان کی بہت سی روایات ہیں۔ آپ نے امام مالکؒ سے چالیس ہزار مسائل سنے تھے۔ ماہ شوال ۱۹۸ھ میں بمقام مدینہ منورہ انتقال فرمایا۔

موطا کا چھٹا (۶) نسخہ

نسخہ ششم از موطا روایت عبداللہ بن یوسف تنیسی وتنیس شہریست در مغرب کہ عبداللہ بن یوسف آخرہا دران سکونت ورزید والا او در اصل دمشقی ست از منفردات او این حدیث ست۔

یہ عبداللہ بن یوسف تنیسی کا روایت کردہ ہے تنیس الجزائر (مغرب) میں ایک شہر ہے۔ آخر عمر میں عبداللہ بن یوسف نے وہاں کی سکونت اختیار کی تھی۔ ورنہ وہ دراصل دمشقی تھے۔ ذیل کی حدیث صرف ان ہی کی موطا میں ہے۔

مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَبِيبٍ مَوْلَى عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ قَالَ فَاَيُّ الْعِتَاقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْفَسُهَا قَالَ فَاِنْ لَّمْ اَجِدْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تَصْنَعُ لِصَانِعٍ اَوْ تُعِيْنُ اَخْرَقَ۔ قَالَ فَاِنْ لَّمْ اَسْتَطِعْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ

مالکؒ، ابن شہاب، حبیب مولیٰ عروہ۔ عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا کہ عمل کونسا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا۔ پھر اس نے عرض کیا کہ غلام کونسا آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو بیش قیمت ہو۔ پھر اس نے پوچھا کہ اگر مجھ میں اس کی بھی طاقت نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ کسی پیشہ ور کو سہارا دے دے یا کسی اپاہج کی مدد کرے

Marfat.com

تَدَعِ النَّاسَ مِنْ شَرِّكَ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَتَصَدَّقُ عَلٰى نَفْسِكَ.

پھر اس نے عرض کیا کہ اگر مجھ میں اس کی بھی طاقت نہ ہو تو آپ نے فرمایا کہ اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھ کیوں کہ یہ بھی ایک قسم کا ایسا صدقہ ہے جس کو تو اپنے نفس کے لئے کرتا ہے۔

ابوعمر و گفتہ است این حدیث را در مؤطا ابن وہب نیز یافتہ ام و در مؤطا دیگر نیست۔

ابوعمر و بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ابن وہب کی مؤطا میں بھی ہے البتہ کسی دوسرے مؤطا میں نہیں ہے۔

علامہ عبداللہ بن یوسف تنیسی کا تذکرہ

کنیت او ابومحمد و نسب و نسبت او عبداللہ بن یوسف الکلاعی الدمشقی ثم التنیسی ست۔ بخاری از وے بلاواسطہ روایات بسیار دارد و مرد متورع و خیرہ و بزرگ بود بخاری و ابوحاتم در توثیق و تعدیل او بسیار مبالغہ نمودند۔

عبداللہ بن یوسف کی کنیت ابومحمد ہے اور ان کا نسب و نسبت عبداللہ بن یوسف الکلاعی الدمشقی ثم التنیسی ہے۔ بخاریؒ نے ان سے بہت سی روایات بلاواسطہ روایت کی ہیں نہایت بزرگ و پرہیزگار اور خیر تھے۔ بخاری اور ابوحاتم نے ان کے ثقہ و عادل ہونے میں بہت مبالغہ کیا ہے۔

مؤطا کا ساتواں نسخہ

نسخہ ہفتم از مؤطا روایت یحییٰ بن بکیر واز متفردات او این حدیث ست کہ در مؤطا دیگر یافتہ نمی شود۔

یہ یحییٰ بن بکیر کا روایت کردہ ہے۔ جو حدیث ان کے مؤطا کے علاوہ اور کسی مؤطا میں نہیں وہ یہ ہے۔

مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرَئِيْلُ

مالک، عبداللہ بن ابی بکر، عمرہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام کی ہمیشہ مجھ پر تاکید رہی کہ پڑوسی کی خیر خواہی کرتے رہو۔ جس سے میں نے تو

اُحِبُّ الجَمَالَ وَ نَهَانَا اللّٰهُ اَنْ تَرْفَعَ اَصْوَاتَنَا فَوْقَ صَوْتِكَ وَاَنَا امْرُؤٌ جَهِيْرُ الصَّوْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ثَابِتُ اَمَا تَرْضَى اَنْ تَعِيْشَ حَمِيْدًا وَ تَمُوْتَ شَهِيْدًا وَ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ ۔ قَالَ مَالِكٌ قُتِلَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسُ بْنُ شَمَّاسٍ يَوْمَ الْيَمَامَةِ شَهِيْدًا ۔

ہوں نیز خدا کی ممانعت ہے کہ ہم اپنی آوازیں آپ کی آواز کے مقابلہ میں بلند کریں۔ مگر میں فطری طور پر بلند آواز واقع ہوا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اے ثابت کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ جب تک دنیا میں رہو نیکنامی کی زندگی بسر کرو اور مرو تو شہادت کی موت مرو اور جنّت میں بے کھٹکے جاؤ۔" امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس کی شہادت یمامہ کی لڑائی میں واقع ہوئی۔

علامہ سعید بن عفیر کا تذکرہ

سعید بن عفیر از مشاہیر علمار مصر ست. کنیت او ابو عثمان ونسب ونسبت او سعید بن کثیر بن عفیر بن مسلم انصاری بالولاست او نیز از شاگردان امام مالک ولیث بن سعد ست. بخاری ودیگر محدثین معتبر از وے روایت دارند واورا ورار علم حدیث علوم دیگر بکمال بود خصوصاً علم انساب و تواریخ و واقعات عرب واخبار گزشتہ آن مردم و درین باب احاطہ عجبی داشت و در فصاحت وعلوم ادبیہ نیز سرآمد ابنائے روزگار بو دخیلی خوش محاورہ نیک صحبت بود ہرگز از مجالسۂ او کسے ملول نمی شد وشعر خوب دارد ولادت او سال یکصد وچہل و شش واقع ست و وفات او در رمضان در سال دوصد وبست وشش بودہ۔

سعید بن عفیر مصر کے مشہور علمار میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابو عثمان ہے۔ ان کی نسبت ونسب ولاء کے اعتبار سے ہے۔ نسب یہ ہے: سعید بن کثیر بن عفیر بن مسلم انصاری۔ یہ بھی امام مالکؒ اور لیث بن سعد کے شاگرد ہیں۔ بخاری اور دیگر معتبر محدثین ان سے روایت کرتے ہیں۔ انہیں علم حدیث کے علاوہ دیگر علوم میں بھی کمال حاصل تھا۔ انساب، علم تاریخ اور واقعات عرب اور گزشتہ اخبار میں خصوصیت کے ساتھ دخل رکھتے تھے۔ فصاحت اور علوم ادبیہ میں بھی اپنے زمانہ کے سربرآوردہ علمار میں تھے۔ بہت زیادہ خوش کلام اور نیک صحبت تھے۔ ان کی مجالست سے کوئی ہرگز ملول نہ ہوتا تھا۔ اشعار بھی خوب یاد تھے۔ ۱۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ رمضان ۲۲۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

Marfat.com

موطا کا نواں نسخہ

نسخۂ نہم از موطا روایت ابومصعب زہریست واین حدیث را از متفردات او نوشتہ اند

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الرِّقَابِ اَيُّهَا الْاَفْضَلُ قَالَ اَغْلَاهَا ثَمَنًا وَ اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا۔

لیکن ابن عبدالبر گفتہ است کہ این حدیث در نسخۂ یحییٰ بن یحییٰ اندلسی نیز موجود است۔

یہ بروایت ابومصعب زہری ہے اور ان کے مفردات میں سے یہ حدیث ہے۔

مالکؒ، ہشام بن عروہ، عروہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے یہ سوال کیا کہ غلاموں میں سے کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جو بیش قیمت ہو اور مالک کے نزدیک زیادہ محبوب ہو۔

لیکن ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کے نسخہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

علامہ ابومصعب زہری کا تذکرہ

ونام و نسبت او ابومصعب احمد بن ابی بکر القاسم بن الحارث بن زرارة بن مصعب عبدالرحمٰن بن عوف زہریست و او را عوفی نیز گویند یکی از شیوخ اہل مدینہ ست و قاضی و مفتی آن بلدۂ منورہ بود در سنہ یکصد و پنجاہ متولد شد و ملازمت امام مالک اختیار نمودہ و تفقہ تام نصیب او شد و از ابراہیم بن سعد مدنی نیز روایت بسیار دارد و اصحاب صحاح ستہ از وے روایت دارند الا آنکہ نسائی بواسطہ روایت می کند۔ عمر او نود و دو سال شد و در موطا او و موطا ابوحذافہ سہمی بقدر صد حدیث زیادہ از موطا ہائے دیگر یافتہ

ان کا نسب، ابومصعب احمد بن ابی بکر القاسم بن الحارث بن زرارہ بن مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری ہے۔ انہیں عوفی بھی کہتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے مفتی و قاضی بھی تھے۔ شیوخ اہل مدینہ میں ان کا شمار تھا۔ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور امام مالکؒ کی صحبت اختیار کی۔ تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے تفقہ تام عطا فرمایا۔ ابراہیم بن سعد مدنی سے بہت زیادہ روایت کرتے تھے۔ تو اصحاب صحاح ستہ ان سے روایت کرتے ہیں البتہ نسائی نے ان سے بواسطہ روایت کی ہے۔ ۹۲ سال کی عمر پائی۔ ابوحذافہ سہمی اور ان کے موطا میں سو حدیثیں ایسی موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں ہیں

Marfat.com

یشود گویند که مؤطائے او نسخہ آخرین ست که بر امام مالک گزرانیده وہمچنین مؤطا ابوحذافہ پس زیادت آنها از قبیل مسودہ محوہ نیست واہل مدینہ را اعتماد چنین بود کہ تا وقتیکہ ابومصعب زہری درمیان ما زندہ است ما بر اہل عراق در علم حدیث و فقاہت غالبیم ۔ در خدمت قضا بود کہ قضائے او رسید و در رمضان سال چہل و دو بعد از مائتین وفات یافت ۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا مؤطا بھی مثل مؤطا ابوحذافہ ان پچھلے نسخوں میں سے ہے جو امام مالکؒ کو سنایا گیا تھا اسی وجہ سے یہ زیادتی اس مسودہ کی سی نہیں ہے جو قابل ردّ و بدل ہوتا ہے۔ اہل مدینہ کو آپ پر بہت اعتماد تھا چنانچہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب تک ابومصعب زہری ہم میں زندہ رہے، ہم حدیث کے علم اور فقاہت کے کے لحاظ سے عراق والوں پر غالب رہے۔ جب پیام قضا پہنچا تو عہدۂ قضا پر مامور تھے۔ ماہ رمضان المبارک ۲۴۲ھ میں وفات پائی۔

مؤطا کا دسواں نسخہ

بروایت مصعب بن عبداللہ زبیری

نسخۂ دہم از مؤطا روایت مصعب بن عبداللہ زبیریست و گویند کہ این حدیث از متفردات اوست لیکن ابن عبدالبر این حدیث را در نسخہ یحیی بن بکیر و سلیمان نیز یافتہ است ۔

مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَاِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَهُمْ ۔

یہ بروایت مصعب بن عبداللہ زبیری ہے۔ کہتے ہیں کہ ذیل کی حدیث ان کے منفردات میں سے ہے مگر ابن عبدالبر نے اس حدیث کو یحییٰ بن بکیر اور سلیمان کے نسخہ میں بھی پایا ہے۔

مالکؒ، عبداللہ بن دینار، ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے، یہ کھنڈر اصحابِ حجر کے ہیں۔ تو اے لوگو! ایک ایسی قوم معذب پر بغیر اس کے مت گزرو کہ تم خدا کے خوف کو یاد کر کے رونے والے ہو۔ اور اگر تمہیں رونا نہ آئے تو وہاں سے گزرنے کی ضرورت بھی نہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری بے اعتنائی کیوجہ سے تمہیں بھی وہ مصیبت پہنچ جائے جو انہیں پہنچی تھی۔

مؤطا کا گیارھواں نسخہ

بروایت محمد بن المبارک صوری

نسخۂ یازدہم از مؤطا روایت محمد بن مبارک صوری ست۔

یہ محمد بن مبارک صوری کی روایت سے ہے۔

مؤطا کا بارھواں نسخہ

بروایت سلیمان بن برد

نسخۂ دوازدہم از مؤطا روایت سلیمان بن برد ست وازین دو نسخہ واحادیث آنہا راقم الحروف را اطلاع حاصل نشدہ۔

یہ بروایت سلیمان بن برد ہے۔ راقم الحروف کو ان دونوں نسخوں کی احادیث پر اطلاع حاصل نہیں ہوئی۔

مُسندِ غافقی

مگر آنکہ غافقی کتابے نوشتہ است کہ او را مسند احادیث المؤطا من اثنتی عشرۃ روایۃ نام کردہ دوران کتاب از خود تا امام مالک سند برجال صحیح می آرد در جمیع احادیث این دوازدہ نسخہ آن کتاب را از شیخ خود راقم حروف نیز اخذ کردہ است ومطالعہ کردہ وغالباً غافقی را تا اصحاب این نسخہ دو واسطہ می باشد وتا امام مالک سہ واسطہ ودر آخر آن مسند نوشتہ است کہ مجموع احادیث مؤطا ازین نسخ دوازدہ گانہ ششصد وشصت

مگر غافقی نے جو کتاب لکھی ہے جو "مسند احادیث المؤطا من اثنتی عشرۃ" کے نام سے موسوم ہے اور اپنے سے امام مالک رحؒ تک اس کتاب میں صحیح رجال کے ساتھ سند بیان کی ہے۔ راقم الحروف نے بھی اس کتاب کی تمام احادیث کو اپنے شیخ سے حاصل کرکے مطالعہ کیا ہے۔ غالب یہ ہے کہ غافقی کے ان نسخوں کے اصحاب تک دو واسطے ہوتے ہیں اور امام مالک رحؒ تک تین واسطے۔ اس مسند کے آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ مؤطا کے ان بارہ نسخوں میں کل چھ سو چھیاسٹھ ٦٦٦ احادیث ہیں۔ ان میں سے ستانوے حدیثیں

Marfat.com

وشش حدیث ست ازان جملہ نود وہفت حدیث مختلف فیہ است کہ بعضے اہل نسخ دارند و بعضے ندارند و باقی متفق علیہ کہ در جمیع نسخ موجود ست ازان جملہ بست وہفت حدیث مرسل ست وپانزدہ حدیث موقوف وشیوخ امام مالک کہ بنام درین مسند مذکور شدہ اند ہفتاد وپنج کس اند ودوجا بی تعیین نام باین عبارت مذکور اند مالک عن الثقۃ عندہٗ وآنچہ امام مالک گفتہ بَلَغَنِی بے ذکر راوی آن پنج موضع ست وعدد جملہ رجال صحابہ کہ درین مسند مذکور اند ہشتاد وپنج ست واززنان صحابیہ بیست وسہ واز تابعین چہل وہشت کس اند۔

مختلف فیہ ہیں کہ بعض اہل نسخہ وہ حدیثیں رکھتے ہیں اور بعض نہیں رکھتے۔ اور باقی متفق علیہ ہیں کہ تمام نسخوں میں موجود ہیں اور منجملہ ان کے ستائیس۲۷ حدیثیں مرسل ہیں اور پندرہ۱۵ موقوف۔ امام مالکؒ کے شیوخ جن کے نام اس مسند میں مذکور ہیں تعداد میں پچھتر۷۵ ہیں۔ دو جگہ پر بغیر تعیینِ نام کے یہ عبارت مذکور ہے، مَالِكٌ عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَہٗ یعنی امام مالکؒ نے ایسے شخص سے روایت کی ہے جو ان کے نزدیک ثقہ ہیں امام مالکؒ نے لفظ بَلَغَنِیْ سے بغیر ذکر راوی کے پانچ موقعوں میں روایت کی ہے۔ جملہ رجال صحابہ کی تعداد جو اس مسند میں مذکور ہیں پچاسی۸۵ ہے اور صحابیات میں سے تیئیس۲۳ اور تابعین میں سے اڑتالیس۴۸ ہیں۔

علامہ ابو القاسم غافقی کا تذکرہ

راقم الحروف گوید چون این کلام منجر شد بذکر مسند غافقی لابد برخی از احوال او نیز نگاشتہ می آید او ابو القاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن محمد الغافقی الجوہری ست از شیوخ قسطاس ست۔

(قسطاس) شہریست مشہور در شام متصل دمشق شاگرد حسن بن رشیق وابن شبعان ودیگر محدثان عمدہ آن دیار ست ومرد فقیہ متورع بود ودرآمد ورفت برخود بند کردہ بود وہرگز خود را در فقہاء شمار نمی کرد۔ درخانہ خود منزوی و

راقم الحروف کہتا ہے کہ چونکہ کلام کا سلسلہ مسند غافقی تک پہنچ گیا ہے تو ان کا بھی کچھ حال ضرور لکھنا چاہیئے۔ ان کی کنیت ابو القاسم اور نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن محمد الغافقی الجوہری ہے۔ قسطاس کے مشائخ میں سے ہیں۔

قسطاس ملک شام میں ایک شہر ہے جو دمشق کے متصل ہے۔ ان دیار کے مشہور اور اعلیٰ درجہ کے محدث مثل حسن بن رشیق اور ابن شبعان وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ نہایت پرہیزگار اور فقیہ تھے باین ہمہ خود کو فقہاء کے زمرہ میں شمار نہ کرتے تھے۔ ایسے خلوت پسند تھے کہ کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیتے تھے۔

معتدل می گزرانید کم برمی آمد دو کتاب نفیس از تصانیف او یادگار مانده. یکے مسند موطا و دوم مسند مالیس فی الموطا و او در مذہب مالکی بود در سنہ سہ صد و ہشتاد و یک در ماہ رمضان وفات یافت و درینجا باید دانست کہ دو کس از امام مالک موطا را روایت کردہ اند و نام ہر دو یحییٰ بن یحییٰ ست یکی از انہا ہمان ست کہ در بیان نسخہ اولیٰ احوال او گذشت و او مشہور ترین نسخہ ہائے موطا ست لیکن در صحیحین بلکہ در صحاح ستہ اصلاً روایت او وارد نشدہ بجہت کثرت اوہام او این بزرگان او را ترک کردند دوم یحییٰ بن یحییٰ بن بکیر بن عبد الرحمٰن التمیمی الحنظلی النیشا پوری ست کہ در سنہ دو صد و بست و دو وفات یافتہ و روایت او در بخاری و مسلم موجود است کسانی را کہ وقوف تمام بر رجال حدیث نمی باشد درین ہر دو اشتباہ پیدا می کنند۔

اپنے ہی مکان میں عزلت گزین تھے، باہر کم نکلتے تھے دو عمدہ کتابیں ان کی یادگار ہیں۔ ایک مسند موطا۔ دوسری مسند مالیس فی الموطا۔ مذہباً مالکی تھے۔ ماہ رمضان المبارک ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔ فرق یہ بھی جاننا چاہیئے کہ دو شخصوں نے امام مالکؒ سے موطا کو روایت کیا ہے اور دونوں کا نام یحییٰ بن یحییٰ ہے۔ ایک ان میں سے وہی ہیں، جن کا حال نسخہ اولیٰ کے بیان میں گزر چکا۔ اور وہ موطا کے مشہور ترین نسخوں میں سے ہے۔ لیکن صحیحین بلکہ صحاح ستہ میں ان سے کوئی روایت نہیں ہے، چونکہ ان کو وہم زیادہ رہتا تھا اس لیئے ان بزرگوں نے ان کو ترک کر دیا۔ دوسرے یحییٰ بن یحییٰ بن بکیر بن عبد الرحمٰن تمیمی حنظلی نیشاپوری ہیں۔ ان کی وفات ۲۲۲ھ میں ہوئی۔ بخاری اور مسلم میں ان کی روایت موجود ہے۔ جو اشخاص رجالِ حدیث سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتے وہ دونوں میں اشتباہ پیدا کر دیتے ہیں۔

۱۳ موطا کا تیرھواں نسخہ

بروایتِ یحییٰ بن یحییٰ تمیمی

نسخہ سیزدہم از موطا روایت یحییٰ بن یحییٰ تمیمی ست در باب ماجاء فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم می گوید و این باب آخر ابواب موطا او ست کہ بدان تمام شدہ۔

یہ نسخہ بروایت یحییٰ بن یحییٰ تمیمی ہے۔ جو باب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں منعقد کیا ہے اور یہی ابواب موطا کا آخر باب ہے۔ اسی پر ان کے موطا کا اختتام ہے اس میں یہ حدیث ہے۔

Marfat.com

مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيُ الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ ۔

مالک، ابن شہاب، حضرت محمد بن جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں۔ محمد اور احمد۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے کفر کی جڑ کاٹی ہے اور نیز قیامت کے دن تمام آدمی میرے قدم بقدم چلیں گے اسی وجہ سے میرا نام ماحی اور حاشر ہے۔ اور میرا نام عاقب بھی ہے۔

موطا کا چودھواں[۱۴] نسخہ

بروایتِ ابو حذافہ سہمی

علامہ ابو حذافہ سہمی کا تذکرہ

نسخہ چہاردہم از موطا روایت ابو حذافہ سہمی ست ونام او احمد بن اسمٰعیل است و او آخر اصحاب امام مالک باعتبار وفات در بغداد مردہ است روز عید الفطر در سال دوصد وپنجاہ ونو لیکن در شرائط چندان معتبر نبود لہذا دارقطنی او را تضعیف می کرد و می گفت کہ بعضے مردم احادیث دیگر خارج از موطا را در موطا داخل کردہ بروے خواندند و او متنبہ نہ شد وخطیب گفتہ است کہ دانستہ دروغ نمی گفت لیکن بسبب سادگی وغفلت درین ورطہ می افتاد برقانی کہ شاگرد دارقطنی ست گفتہ است کہ من از دارقطنی پرسیدم کہ بخاطر من میرسد کہ کتابے کہ در وے فقط احادیث صحیحہ باشد

یہ بروایت ابو حذافہ سہمی ہے۔ ان کا نام احمد بن اسمٰعیل ہے۔ وفات کے اعتبار سے یہ امام مالکؒ کے آخری شاگردوں میں سے ہیں۔ بغداد میں عید الفطر کے روز ۲۵۹ھ میں وفات پائی۔ چونکہ شرائط کے لحاظ سے چنداں معتبر نہ تھے اس باعث سے دارقطنی ان کی تضعیف کرکے کہتے تھے کہ بعض اشخاص نے ایسی چند احادیث جو موطا سے خارج ہیں موطا میں داخل کرکے انہیں سنائیں اور وہ متنبہ نہیں ہوئے۔ خطیب فرماتے ہیں کہ دانستہ جھوٹ نہ بولتے تھے لیکن غفلت اور سادگی کی بنا پر اس بلا میں پڑ جاتے۔ برقانی جو دارقطنی کے شاگرد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے دارقطنی سے دریافت کیا تھا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی کتاب جس میں احادیث صحیحہ ہوں جمع کروں اس میں ابو حذافہ

جمع کنم روایت ابوحذافہ راہم درج نمایم گفت چہ باک ست اما ابن عدی گفتہ است کہ ابوحذافہ از امام مالک سخنان بے اصل و باطل روایت می کند اعتبار نباید کرد و غالباً سبب این قباحت آنست کہ او مرد مغفل بود مردم او را فریب می دادند و احادیث دیگر را کہ غیر معتبر بود در مؤطا درج کردہ پیش او می خواندند و او آنہمہ را باور میداشت نہ آنکہ خود دروغ بگوید چنانچہ دارقطنی درحال او باین معنی تصریح کردہ و او درزادہ قریشی بود از بنی سہم کہ یکے از شعبہائے قریش ست و در مدینہ ساکن بودہ آخرہا در بغداد سکونت اختیار نمودہ و قریب صد سال عمر یافتہ۔

کی روایت کو بھی درج کروں یا نہیں؟ فرمایا کچھ ڈر نہیں ہے۔ مگر ابن عدی نے بیان کیا کہ ابوحذافہ امام مالکؒ سے بے اصل اور باطل باتیں روایت کرتے ہیں ان کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ اور اس قباحت کا غالباً یہ سبب ہے کہ وہ مغفل تھے، لوگ ان کو فریب دیتے تھے۔ دوسرے اشخاص ان حدیثوں کو جو غیر معتبر تھیں مؤطا میں درج کر کے ان کے سامنے پڑھتے تھے اور وہ انہیں یاد کر لیتے تھے نہ یہ کہ وہ خود جھوٹ بولتے تھے چنانچہ دارقطنی نے فوراً اس کی تصدیق کی اور اس امر کو صراحت کے ساتھ بیان کیا۔ اصل میں یہ قریشی تھے، بنی سہم سے۔ جو قریش کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ ہے اول اول مدینہ منورہ میں رہا کرتے تھے آخر میں بغداد میں سکونت اختیار کی تھی۔ تقریباً ایک سو سال کی عمر پائی۔

۱۵
مؤطا کا پندرہواں نسخہ
بروایتِ سوید بن سعید

نسخہ پانزدہم از مؤطا روایت سوید بن سعید و از متفردات او این حدیث ست۔

مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ

یہ سوید بن سعید سے روایت ہے اور ان کے منفردات میں سے یہ حدیث ہے۔

مالک، ہشام بن عروہ، عروہ، عبداللہ بن عمرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس صورت میں نہ اٹھائے گا کہ آدمیوں کے سینے سے علم سلب کر لیا جائے گا بلکہ علماء اٹھا لئے جائیں گے اور جب ان کا کوئی جانشین عالم باقی نہ رہے گا تو مخلوق

Marfat.com

فَإِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا۔

جاہلوں کو اپنا سردار خیال کرے گی اور ان سے ہی اپنے مسائل دریافت کرے گی اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیکر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

علامہ سوید بن سعید کا تذکرہ

کنیت او ابو محمد سوید بن سعید الہروی ست و او را حدثانی نیز گویند مسلم و ابن ماجہ از وے روایت دارند و او را معتبر شمارند ابو القاسم بغوی گفتہ است کہ او از حفاظ بود اما امام احمد بن حنبل در بعضے امور بروے گرفت می کردند و محققین این فن گفتہ اند او چون از نوشتہ خود روایت می کرد باحتیاط مے کرد و چون از یاد خود املا می کرد خطائے نمود در آخرہا بسبب کبر سن و شیخوخت و ضعف بصارت و خلل حافظہ قابل اعتماد نماندہ بود و در احادیث او منکرات بسیار یافتہ اند اما امام مسلم آن مناکیر را دور کردہ و از اصول معتبرہ او فائدہ گرفتہ در شوال سنہ چہل بعد المائتین وفات او ست رحمہ اللہ۔

ان کی کنیت و نام ابو محمد سوید بن سعید الہروی ہے اور حدثانی بھی ان کو کہتے ہیں۔ مسلم اور ابن ماجہ نے ان سے روایت کی ہے اور وہ انہیں معتبر جانتے ہیں۔ ابو القاسم بغوی تو انہیں حفاظِ حدیث میں شمار کرتے تھے لیکن امام احمد بن حنبلؒ بعض امور میں ان پر گرفت فرمایا کرتے تھے۔ اس فن کے محققین کا یہ بیان ہے کہ جب وہ اپنے نوشتہ میں سے روایت کرتے تھے تو احتیاط مدنظر رکھتے تھے اور جب اپنی یاد سے لکھواتے تھے تو خطا کرتے تھے اور آخر عمر میں کبر سنی اور بڑھاپا اور ضعفِ بصارت و حافظہ میں خلل ہونے کے سبب سے قابلِ اعتماد نہیں رہے تھے۔ اگرچہ ان کی احادیث میں بہت سے منکرات ہیں لیکن امام مسلم نے ان منکرات کو اصول معتبرہ سے دفع کرکے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ماہ شوال ۲۴۰ھ میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ

۱۶

موطا کا سولہواں نسخہ
بروایت امام محمد بن الحسن شیبانیؒ

نسخہ شانزدہم از موطا روایت امام

یہ بروایت امام مجتہد محمد بن الحسن شیبانی ہے۔ امام

Marfat.com

مجتہد سبت بابی حنیفہ محمد بن الحسن الشیبانی ست وامام مذکور بجہت شہرت وکثرت احوال نویسان محتاج تعریف وتوصیف نیست مؤطا خود رابرین حدیث ختم نمود۔

محمد صاحب ایسے معروف ومشہور ہیں کہ کچھ تعریف و توصیف کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے اپنی مؤطا کو اس حدیث پر ختم کیا ہے۔

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَجَلَکُمْ فِیْمَا خَلَا مِنَ الْاُمَمِ کَمَا بَیْنَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُکُمْ وَمَثَلُ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی کَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّھَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْیَھُوْدُ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ نِصْفِ النَّھَارِ اِلَی الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰی عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِیْنَ تَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ قَالَ فَغَضِبَتِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی وَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ عَمَلًا وَّاَقَلُّ عَطَاءً قَالَ ھَلْ ظَلَمْتُکُمْ مِنْ حَقِّکُمْ شَیْئًا؟ قَالُوْا لَا! قَالَ فَاِنَّہٗ فَضْلِیْ اُوْتِیْہِ مَنْ اَشَاءُ۔

مالک، عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے مسلمانو! تمہاری مدت حیات وبقا دیگر گزشتہ امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے، جیسا کہ عصر کی نماز سے مغرب تک کا وقت۔ گویا تمہاری اور یہود ونصاریٰ کی مثال یوں بیان ہو سکتی ہے کہ ایک شخص نے کسی کام کے لئے چند مزدوروں کو رکھا اور کہا کہ تم میں سے کتنے ایسے ہیں کہ جو صبح سے دوپہر ڈھلنے تک کام کریں اور ایک ایک قیراط لیتے رہیں۔ چنانچہ یہود نے اس کی تعمیل کی۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا کہ اب تم میں ایسے کتنے آدمی ہیں جو دوپہر ڈھلنے سے عصر کے وقت تک اسی ایک ایک قیراط پر رضامند ہوں اس کو نصاریٰ نے منظور کرلیا۔ پھر اس نے کہا، اب کون ہے جو فقط عصر کی نماز سے مغرب تک کام کرے اور دو دو قیراط اجرت کے لے لے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) یاد رکھو یہ تم لوگ ہو کہ تم نے عصر سے مغرب تک کام کیا اور دو دو قیراط لے۔ یہود ونصاریٰ اس پر ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ ہمارا کام زیادہ اور مزدوری کم ہے اس نے جواب دیا کہ جو مزدوری تمہاری مقرر کی گئی تھی اس کے دینے میں تو کچھ کمی نہیں کی، انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر مالک نے جواب دیا تو پھر اس سے آگے

قَالَ مُحَمَّدٌ ھٰذَا الْحَدِیْثُ

يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ تَاخِيْرَ الْعَصْرِ اَفْضَلُ مِنْ تَعْجِيْلِهَا اَلَا تَرٰى اَنَّهٗ جَعَلَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ اِلَى الْعَصْرِ اَكْثَرَ مِمَّا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى الْمَغْرِبِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَمَنْ عَجَّلَ الْعَصْرَ كَانَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ اِلَى الْعَصْرِ اَقَلَّ مِمَّا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى الْمَغْرِبِ فَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى تَاخِيْرِ الْعَصْرِ وَتَاخِيْرُ الْعَصْرِ اَفْضَلُ مِنْ تَعْجِيْلِهَا مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً لَمْ يُخَالِطْهَا صُفْرَةٌ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى - انتھیٰ -

میرا فضل ہے اس میں سے جتنا چاہوں دوں۔

اس روایت کو نقل کر کے امام محمد نے اس پر استدلال کیا کہ عصر کو ذرا تاخیر سے پڑھنا جلدی پڑھنے سے افضل ہے۔ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بات بتلائی کہ ظہر اور عصر کا درمیانی وقت عصر اور مغرب کے درمیانی وقت سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ اب جو شخص عصر میں زیادہ عجلت کریگا تو اس کے مسلک پر ظہر اور عصر کی نمازوں کا درمیانی وقت عصر اور مغرب کی نمازوں کے درمیانی وقت سے کم ہوگا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ عصر میں تاخیر ہونی چاہیئے لیکن عصر کی تاخیر اس کی تعجیل سے اسی وقت تک بہتر ہے جبتک سورج سفید اور صاف ہو یعنی اس پر زردی بالکل نہ ہوئی ہو۔ چنانچہ یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ کا ہے۔

تاخیر عصر پر بحث

راقم الحروف گوید آنچہ امام محمد ازین حدیث استنباط کردہ صحیح ست و مدلول حدیث ہمین قدر ست کہ ما بین صلوٰۃ العصر الی مغرب الشمس کمتر از ما بین نصف النہار الی صلوٰۃ العصر بباید تا قلت عمل و کثرت عطا کہ مقصود از تشبیہ است درست گردد و این معنی بدون تاخیر از اول وقت آن متحقق نمی شود اما آنچہ از فقہاء منقول است کہ باین حدیث تمسک کردہ اند

راقم الحروف کہتا ہے امام محمد نے جو کچھ اس حدیث سے استنباط کیا ہے وہ صحیح ہے اور حدیث کا مدلول صرف اسی قدر ہے کہ صلوٰۃ عصر اور غروب آفتاب کا ما بین اس وقت سے کمتر ہونا چاہیئے جو زوال آفتاب سے صلوٰۃ عصر تک ہوتا ہے۔ تاکہ عمل کی کمی اور عطا کی زیادتی جو کہ تشبیہ سے مقصود ہے، درست ہو۔ اور یہ بات تا وقتیکہ عصر کو اس کے اول وقت سے مؤخر نہ کیا جائے، متحقق نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس حدیث سے یہ تمسک کرنا (جیسا کہ بعض فقہاء سے منقول ہے) کہ عصر کا وقت مثلین

Marfat.com

درآنکه وقت عصر از ما بعد المثلین شروع میشود
وقبل ازان وقت ظہر ست پس دلالت حدیث
بران ممنوع ست آری اگر لفظ مابین وقت
العصر الی الغروب میبود گنجائش این استدلال
میشد لفظ حدیث مابین صلوٰة العصر الی
مغرب الشمس ست وظاہر ست کہ صلوٰة
العصر در اول وقت متحقق نمی شود تا مدعا
حاصل گردد ومدار تشبیہ در مقابلہ مابین نماز
عصر ست بر وفق آنچہ معمول آن جناب بود
تا وقت غروب وآن کمتر از مابین ظہر وعصر
می باشد گو از ابتدائے وقت تا غروب
مساوی آن باشد۔

واگر کسے را بخاطر رسد کہ تشبیہ
برائے تفہیم ست و درین صورت تخیل
لازم آید زیرا کہ عصر را تعینے نیست
ہرکسی دو وقتے از اوقات متسعہ میخواند
بخلاف وقت عصر کہ فی نفسہٖ متعین
ست گوئیم تشبیہ برائے تفہیم
مخاطبین ست ومخاطبین وقت متعارف
نماز آن جناب را می شناختند پس
نسبت بایشان بوجہ احسن تفہیم
متحقق شد و دیگران را بسماع
ازیشان این معنیٰ واضح شد وتفہیم
متحقق شد نظیرش آنکہ حضرت عائشہ
درمیان وقت معمول نماز عصر آنجناب

سے شروع ہوتا ہے اور اس سے پہلے ظہر کا وقت ہے ، ٹھیک نہیں ۔ کیونکہ حدیث اس مطلب پر دلالت نہیں کرتی ۔ البتہ اگر الفاظِ حدیث یہ ہوتے مَا بَیْنَ وَقْتِ الْعَصْرِ اِلَی الْغُرُوْبِ تو اس امر کی گنجائش تھی ۔ اور اس حدیث سے بلاشک استدلال درست ہو جاتا ۔ چونکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں مَا بَیْنَ صَلوٰةِ الْعَصْرِ اِلیٰ مَغْرِبِ الشَّمْسِ ۔ اور ظاہر ہے کہ عصر کی نماز اول وقت میں متحقق نہیں ہوتی تھی تاکہ مدعا حاصل ہو ۔ اور جو مقابلہ اوقات کا آپ نے بیان فرمایا اس میں تشبیہ کا دار و مدار عصر سے غروب آفتاب کے اس درمیانی وقت پر ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کے موافق تھا ۔ اور اس وقت سے جب حضورؐ کی مسجد میں عادةً عصر کی نماز ہوتی تھی مغرب تک کا وقت ظہر اور عصر کے درمیانی وقت سے بیشک تھوڑا ہوتا تھا گو عصر کے ابتدائی وقت سے غروب آفتاب تک کا وقت ظہر اور عصر کے درمیانی وقت کے برابر ہو ۔

اگر کسی کے دل میں ہماری اس تقریر سے یہ شبہ ہو کہ تشبیہ کی غرض تفہیم یعنی سمجھانا ہے اور اس صورت میں ایک قسم کی خیال بندی لازم آتی ہے ۔ کیونکہ عصر کی نماز پڑھنے کا کوئی وقت متعیّن نہیں ہے ۔ ہر کوئی تمام وقت کے کسی نہ کسی حصّے میں نماز پڑھ لیتا ہے ، جس سے کسی وقت کی ابتدا معیّن کرنا دشوار ہے ، بخلاف عصر کے اصلی وقت کے کہ وہ خود فی حدّ ذاتہ متعین ہے تو اس خلجان کے جواب میں یہ کہوں گا کہ تشبیہ بیشک سمجھانے کے لئے ہے لیکن مخاطبین کلام کو سمجھانے کے

Marfat.com

فرمودہ است کان یصلی العصر و الشمس فی حجرتہا لم یظہر الفیٔ بعد و معلوم ست کہ این بیان و تفسیر غیر از کسانی را کہ آن حجرۂ مبارک را دیدہ باشند و بودن آفتاب را دران حجرہ و ظہور سایہ را دران مقایسہ کردہ باشند فائدہ نمی کند کذا ہذا۔ و نیز باید دانست کہ آنچہ در کلام امام واقع شدہ کہ و من عجل العصر کان ما بین الظہر الی العصر اقل مما بین العصر الی المغرب بظاہر مخدوش ست زیرا کہ موافق قواعد ظلال انقضاء مثل وقتی می شود کہ ربع النہار باقی می ماند در اکثر بلدان پس وقتین مساوی باشند نہ زیادہ و کم وے توان توجیہ کرد کہ مراد امام از ما بین الظہر ما بین وقت المتعارف للصلوٰۃ ست یعنی از ابتدائے وقت متاخر خصوصاً در ایام صیف کہ ابراد آن مستحب ست واللہ اعلم۔

لئے۔ اور جو لوگ اس وقت مخاطب تھے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا وقت اچھی طرح معلوم تھا۔ پس ان کی نسبت تو تفہیم میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا اور دوسرے لوگوں کو ان سے سن کر معنیٰ واضح ہو گئے اور تفہیم پائی گئی۔ دیکھو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی نماز عصر کا معمول اس طرح بیان فرمایا ہے:

"رسول اللہ ﷺ ایسے وقت میں عصر کی نماز پڑھتے تھے کہ دھوپ میرے حجرہ میں ہوتی تھی اور اس وقت تک سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔"

اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عائشہؓ کا یہ بیان ایسے لوگوں کے سوا کسی کو مفید نہیں ہو سکتا کہ جنہوں نے حجرہ مبارک کو دیکھا ہو اور آفتاب کا اس میں پایا جانا اور سایہ کے ظاہر ہونے کو اس پر قیاس کر لیا ہو۔ اسی طرح حدیث مذکور میں بھی سمجھنا چاہیئے اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ امام محمد کے کلام میں جو یہ عبارت واقع ہوئی ہے کہ وَمَنْ عَجَّلَ الْعَصْرَ كَانَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ أَقَلَّ مِمَّا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بظاہر مخدوش معلوم ہوتی ہے کیوں کہ قواعد ظلال کے موافق ایک مثل سایہ اکثر میں اس وقت گزرتا ہے جب کہ چوتھائی دن باقی رہ جائے۔ پس دونوں وقت اس حساب سے برابر ہونے چاہئیں نہ زیادہ نہ کم۔ لیکن امام کے کلام کی یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ امام کی مراد ما بین الظہر سے ما بین وقت المتعارف للصلوٰۃ ہے یعنی اس وقت کے شروع سے کہ جب آپ ظہر کی نماز ادا کرتے تھے اور خصوصاً گرمیوں کے دن میں کہ جن میں ابراد (نماز کو ٹھنڈا کرنا)

مستحب ہے۔ عصر تک کا وقت عصر اور مغرب کے درمیانی وقت سے بشرطیکہ عصر میں تعجیل کی جائے تھوڑا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

تفصیل شروح مؤطا

واین نسخہ مؤطارا ملا علی قاری از متاخرین شرح کردہ اند وہو مروج ومشہور فی ہذہ الدیار واز متعلقات مؤطا دیگر دو کتابست از تصانیف ابن عبدالبر نام کتاب التقصی لما فی المؤطا من الاحادیث ست درانجا احادیث مؤطارا استیفا نمودہ است۔ وتقصی بقاف بعد التاء الفوقیۃ بمعنی دور رفتن ست و مراد مبالغہ است درجمع احادیث مؤطا از نسخ آن و نام دوم کتاب الاستذکار لمذاہب علماء الامصار فیما تضمنہ المؤطا من معانی الرأی والآثار۔

ملا علی قاری نے جو متاخرین میں سے ہیں اسی نسخۂ مؤطا کی شرح کی ہے اور اس دیار میں یہی نسخہ مروّج اور مشہور ہے اور مؤطا کے متعلقات میں سے دو کتابیں اور ہیں۔ یہ دونوں کتابیں ابن عبدالبرؒ کی تصنیف ہیں۔ ایک کا نام 'کتاب التقصی لما فی المؤطا من الاحادیث' ہے چونکہ اس کتاب میں مؤطا کی حدیثوں کو تمام وکمال درج کیا ہے اسی وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا اور لغوی معنیٰ سے ان معنیٰ کو یہ مناسبت ہے کہ تقصی کے لغوی معنی دُور جانے کے ہیں۔ مؤلف کی مراد اس نام سے مبالغہ کرنا ہے یعنی مؤطا کی حدیثوں کو اس کے تمام نسخوں سے جمع کر دیا گیا ہے۔ اور دوسری کتاب کا نام 'کتابؔ الاستذکار لمذاہب علماء الامصار فیما تضمنہ المؤطا من معانی الرأی والآثار' ہے۔

ومقاصد این ہر دو کتاب از نامہائے ایشان ظاہر می شود حاجت بیان نیست واین کتاب اخیر بسیار رائج ومتعارف ست وکتاب اول نیز یافتہ میشود۔

چونکہ ان دونوں کتابوں کے مقاصد ان کے نام سے ہی ظاہر ہیں اس لئے ان کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے اور آخری کتاب بہت رائج اور مشہور ہے اور اول کتاب بھی دستیاب ہوتی ہے۔

لہ "الاستذکار لمذاہب الامصار فیما تضمنہ المؤطا من معانی الرأی والآثار"۔ ابن خلکان۔

Marfat.com

ومشارق قاضی عیاض شرح صحیحین وموطاست وامام بونی که نام او عبدالملک مروان بن علی ست نیز بر موطا شرح مسمّی بکشف المغطی دارد بسیار مفید ونافع در دیار مغرب مشهور ست واز متاخرین شیخ جلال الدین سیوطی نیز شرحے دارد مسمی بتنویر الحوالک فی شرح موطا مالک درین دیار بسیار یافته می شود وحضرت شیخنا و قدوتنا فی کل العلوم والامور شیخ ولی الله دہلوی قدس الله سرّه العزیز دو شرح نوشته اند بر احادیث وآثار موطا بروایت یحییٰ بن یحییٰ اللیثی و اقوال امام مالک وبعضے بلاغیات ایشان را حذف فرموده اول که خیلے دقیق ومجتہدانه است بزبان فارسی نام او مصفی فی احادیث الموطا ودوم که مختصر ست ودران اکتفا در بیان مذاہب فقہاء حنفیه وشافعیه فرموده اند وقدرے ضروری از شرح غریب وضبط مشکل داخل نموده مسمی بمسوی من احادیث الموطا وراقم الحروف این شرح از ایشان بضبط واتقان شنیده است۔

اور مشارق قاضی عیاض۔ صحیحین اور مؤطا دونوں کی شرح ہے۔ امام بونی نے بھی (جن کا نام عبدالملک مروان بن علی ہے) مؤطا کی شرح لکھی ہے۔ انہوں نے اس شرح کا نام کشف المغطی رکھا ہے یہ شرح دیارِ مغرب میں ملتی ہے بہت مفید اور نافع ہے۔ متاخرین میں سے شیخ جلال الدین سیوطی نے اس کی ایک شرح لکھی ہے اس کا نام 'تنویر الحوالک فی شرح مؤطا مالک' ہے یہ شرح بھی اس دیار میں ملتی ہے۔ اور حضرت شیخ المشائخ پیشوائے علماء راسخین جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی قدس سرہ العزیز نے بھی اس مؤطا کی جو بروایت یحییٰ بن یحییٰ لیثی ہے دو شرحیں لکھی ہیں۔ پہلی شرح کچھ دقیق اور مجتہدانہ فارسی زبان میں ہے 'مصفی فی احادیث المؤطا' اس کا نام ہے۔ اور دوسری شرح مختصر ہے، اس میں صرف فقہاء حنفیہ وشافعیہ کے مذاہب بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے اور کچھ ان ضروری اُمور کا بھی (جو مشکل تھے شرح غریب سے ضبط کر کے) بیان کیا ہے۔ اس کا نام 'مسوّی من احادیث المؤطا' ہے۔ راقم الحروف نے اس شرح کو ان سے ضبط واتقان کے ساتھ سنا ہے۔

فائده مهمه

باید دانست که از تصانیف ائمه اربعه رحمهم الله در علم حدیث امروز در دست مردم غیر از موطا موجود نیست ومسانید ائمه دیگر که در عالم مشهور ست خود ایشان به تصنیف

یہ جاننا چاہیئے کہ اس زمانہ میں چاروں اماموں کی تصنیف میں سے مؤطا کے سوا علم حدیث میں اور کوئی تصنیف موجود نہیں ہے۔ اور دوسرے اماموں کی مسانید جو عالم میں مشہور ہیں، وہ امام خود ان کی

Marfat.com

آن نپرداختہ اند بلکہ دیگران بعد از ایشان آمدہ مرویات ایشان را جمع نمودہ اند و مسند فلانی مسمی کردہ و بر ہر عاقل پوشیدہ نمی ماند کہ مرویات شخص از ہر رطب و یابس مجموع و مخلوط می باشد تا وقتیکہ خود آن شخص کہ اعتقاد بزرگی و فضیلت او داریم آن مخلوط را متمیز نکند و بار ہا بنظر امعان و تعمق مطالعہ نماید و شاگردان خود را تعلیم نکند محل اعتماد چہ قسم تواند بود۔

تصنیف میں مشغول نہیں ہوئے بلکہ دوسرے اشخاص نے جو اُن کے بعد میں آئے ہیں ان کے مرویات کو جمع کر کے مسند فلاں نام رکھ دیا۔ اور یہ امر ہر عقلمند جانتا ہے کہ کسی شخص کے مرویات اس وقت تک رطب و یابس یعنی صحیح وضعیف کا مجموعہ رہتی ہیں جب تک وہ شخص جس کی بزرگی و فضیلت کا ہم اعتقاد رکھتے ہیں خود اس مخلوط کو چند دفعہ گہری نظروں سے مطالعہ کر کے متمیز نہ کر دے۔ اور جب تک وہ اپنے شاگرد کو تعلیم نہ کرے کسی قسم کا اعتماد اور بھروسہ نہیں ہوسکتا۔

مسانید حضرت امام اعظم رحہ

وتفصیل این اجمال آن کہ مسند حضرت امام اعظم کہ بالفعل مشہور ست تالیف قاضی القضاۃ ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی ست کہ در سنہ ششصد و ہفتاد و چہار آنرا رائج ساختہ مسانید امام اعظم را کہ علماء سابق پرداختہ بودند درین مسند جمع کردہ بزعم خود ہیچ چیز را از مرویات امام اعظم ترک نکردہ وقبل از وے ہر چند مسانید بسیار برائے مرویات امام اعظم ساختہ بودند چنانچہ خودش در خطبۂ این مسند نام آنہا و مصنفین آنہا و سند خود بآن مصنفین بیان نمودہ اما بیشتر رائج و مشہور دو مسند بود و تا حال موجود و متداول ست اول مسند حافظ الحدیث محمد بن یعقوب الحارثی دوم مسند حافظ الوقت حسین بن محمد بن

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس وقت جو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسند مشہور ہے وہ قاضی القضاۃ ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کا تالیف کردہ ہے جو ۶۷۴ھ میں رائج ہوا ہے۔ حضرت امام اعظم رحہ کے ان مسانید کو جن کو علماء سابق نے تیار کیا تھا اس میں جمع کر دیا ہے اور اپنے خیال کے موافق کسی ایسی چیز کو جو امام صاحب کے مرویات سے تھی ترک نہیں کیا۔ چنانچہ قاضی القضاۃ نے خود اس مسند کے خطبہ میں ان مسندوں اور نیز ان کے مصنفین کا نام اور ان مصنفین تک اپنی سند کو مفصّل بیان کیا ہے۔ اس وقت تک کثرت سے دو مسند رائج اور مشہور ہیں۔ اول حافظ الحدیث محمد بن یعقوب حارثی کا مسند اور دوسرا حافظ الوقت حسین بن محمد بن خسرو کا مسند۔ چنانچہ راقم الحروف کو بھی ان تینوں مسندوں

Marfat.com

خسرو. چنانچہ اجازت این ہر سہ مسند براقم الحروف نیز از شیوخ خود رسیدہ پس این مسند را نسبت بحضرت امام اعظم کردن از ان باب ست کہ مسند ابی بکر را مثلاً از مسند امام احمد نسبت بحضرت ابوبکر صدیق نمائیم و از تصانیف ایشان انگاریم و آن مغلطہ بیش نیست۔

کی اجازت اپنے شیوخ سے پہنچی ہے۔ اس مسند کو حضرت امام اعظمؒ کی طرف نسبت کرنا ایسا ہی ہے، جیسا کہ ہم مسند ابوبکر کو جو حضرت امام احمدؒ کا ترتیب دادہ ہے، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف نسبت کریں اور اس میں زیادہ مغالطہ نہیں ہے۔

مسند حضرت امام شافعیؒ

مسند حضرت امام شافعی عبارت ست از احادیث مرفوعہ کہ امام شافعی آنرا بحضور شاگردان خود بسند بیان فرمود و روایت مینمود و آنچہ ازین احادیث در مسموعات ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم از ربیع بن سلیمان در ضمن کتاب الامّ و مبسوط واقع شدہ بود آنرا یک جا جمع نمودہ مسند امام شافعی نام کردہ و ربیع بن سلیمان بیواسطہ شاگرد امام شافعی ست و ہمہ احادیث را از امام شافعی شنیدہ مگر چہار حدیث از جزو اول کہ بواسطہ بویطی از امام شافعی روایت می کند و جامع و ملتقط آن احادیث شخصے از نیشاپور ست کہ او را ابوجعفر محمد بن مطر گویند و از ابواب امّ ومبسوط آن احادیث را التقاط کردہ جدا نوشتہ و چون این ہمہ بفرمودہ ابوالعباس اصم بود مولف مسند شافعی او را انگارند و بعضی گویند کہ خود ابوالعباس انتخاب آن حدیث کردہ است محمد بن مطر کاتب محض بود بہرحال آن

یہ ان احادیث مرفوعہ کا مجموعہ ہے جنہیں خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کے روبرو سند کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے اور روایت کیا کرتے تھے اور ان حدیثوں میں سے جو حدیثیں ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم نے ربیع بن سلیمان مرادی سے سن کر کتاب الاُمّ اور مبسوط کے ضمن میں جمع کی تھیں یہاں انہیں ایک جگہ پر جمع کر کے 'مسند امام شافعی' نام رکھ دیا ہے۔ اور ربیع بن سلیمان نے جو امام شافعیؒ کے بلاواسطہ شاگرد ہیں۔ تمام حدیثوں کو امام شافعیؒ سے سنا ہے۔ البتہ جزو اول کی چار حدیثوں کو امام شافعیؒ سے بواسطہ بویطی کے روایت کیا ہے۔ اور جامع وملتقط کی حدیثوں کو ایک شخص نے جو نیشاپور کے رہنے والے ہیں اور جن کا نام ابوجعفر محمد بن مطر ہے، ابواب امّ اور مبسوط سے انتخاب کر کے جدا لکھا۔ اور چونکہ یہ سب ابوالعباس اصم کا جمع کردہ تھا، اسی وجہ سے اسے مسند شافعی لکھتے ہیں۔ بعض کا یہ قول ہے کہ خود ابوالعباس نے ان احادیث کو انتخاب کیا ہے اور محمد بن مطر صرف کاتب تھے۔ بہرحال وہ مسند نہ مسانید

Marfat.com

مسند بہ مسانید ترتیب یافتہ است و نہ بر ابواب بلکہ کیف ما اتفق التقاط نمودہ جدا نوشتہ است و لہذا تکرار بسیار در اکثر مواضع در آن یافتہ می شود و اول آن مسند این حدیث ست۔

قَالَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ فِيمَا أَخْرَجَ مِنْ كِتَابِ الْوُضُوْءِ يَعْنِيْ مِنْ كِتَابِ الْأُمِّ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَلَمَةَ رَجُلٍ مِّنْ اٰلِ ابْنِ الْأَزْرَقِ أَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ أَبِيْ بُرْدَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ۔

ہی کی ترتیب پر ہے نہ ابواب کی بلکہ کیف ما اتفق انتخاب کر کے جدا لکھا گیا اور اسی وجہ سے اس کے اکثر موقعوں میں بہت تکرار واقع ہوئی ہے۔ اس مسند کے شروع میں یہ حدیث ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الام کے باب وضو کی روایت میں اس سند کے ساتھ بیان کیا ہے، مالک، صفوان بن سلیم، سعید بن سلمہ، مغیرہ بن ابی بردہ ابوہریرہ رضی فرماتے تھے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)، ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پینے کے لئے پانی رکھ لیتے ہیں۔ اب اگر اسی سے وضو کریں تو تشنہ رہیں۔ پس ان حالات کے ہوتے ہوئے کیا سمندر کے پانی کو ہم وضو کے کام میں لا سکتے ہیں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ اس میں شبہ ہی کیا ہے) سمندر کا پانی بالکل پاک ہے اور اس کا مُردار حلال وطیب ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ صحابہ رض نے سمندر کے پانی کی نسبت اس وجہ سے سوال کیا تھا کہ سمندر کا پانی جاری نہیں ہے بلکہ ٹھیرا ہوا ہے اور اس میں ہر طرح کے جانور وغیرہ مرتے ہیں اور یا اس وجہ سے کہ آپ کا ارشاد ہے کہ بحر کے نیچے نار ہے تو اس کی مُلابست کی وجہ سے شاید اس پانی کا استعمال عبادات کے لئے پسند نہ ہو۔ نیز ممکن ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی وجوہ ہوں۔

مُسند امام احمد بن حنبل رح

مسند حضرت امام احمد بن حنبل ہر چند تصنیف و تسوید خود آن امام عالیمقام ست لیکن دروی زیادات بسیار از پسر ایشان عبداللہ ست۔

مسند امام احمد بن حنبل اگرچہ خود امام عالی مقام کی تصنیف اور آپ ہی کی لکھی ہوئی ہے، لیکن اس میں بہت سے زیادات ان کے بیٹے عبداللہ کے ہیں۔

Marfat.com

و بعضے از زیادات از ابوبکر قطیعی کہ راوی آن کتاب از پسر ایشان ست نیز ست و آن کتاب مستطاب مشتمل ست بر ہژدہ مسند۔

اول مسند عشرۂ مبشرہ ست ومامعہ دوم مسند اہل بیت نبوی علیہم السلام سیوم مسند ابن مسعود چہارم مسند ابن عمر پنجم مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص و ابی رمثہ ششم مسند حضرت عباس و پسران بزرگواران ایشان ہفتم مسند عبداللہ بن عباس ہشتم مسند ابی ہریرۃ نہم مسند انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دہم مسند ابی سعید خدری یازدہم مسند جابر بن عبداللہ انصاری دوازدہم مسند مکیاں سیزدہم مسند مدنیاں چہاردہم مسند کوفیاں پانزدہم مسند بصریاں شانزدہم مسند شامیاں ہفدہم مسند انصار ہژدہم مسند عائشہ مع مسند النساء و تمام کتاب را بر یک صد و ہفتاد و دو جزو تقسیم نمودہ اند و صاحب این تجربہ حسن بن علی بن مذہب ست کہ از قطیعی روایت آن کتاب میکند و امام احمد این کتاب بہ طریق بیاض جمع میکرد و ترتیب و تہذیب او از ان امام بوقوع نیامدہ بلکہ بعد از وے پسر او عبداللہ بہ ترتیب آن پرداختہ لیکن دران جا خطاہای بسیار کردہ مدنیاں را در شامیاں درج کردہ و بالعکس چنانچہ حفاظ متقنین بران ترتیب کردہ اند و بعضی از محدثان اصفہان آن را بر ترتیب ابواب مرتب کردہ اند اما آن نسخہ دیدہ نشدہ و حافظ ناصر الدین بن زریق نیز آن را بر ابواب مرتب ساختہ بود لیکن آن نسخہ

اور بعض زیادات ابوبکر قطیعی کے بھی ہیں۔ جو اس میں ان کے بیٹے سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کتاب مستطاب اٹھارہ مسندوں پر مشتمل ہے۔

مسند[1] عشرۂ مبشرہ۔ مسند[2] اہل بیت نبوی۔ مسند[3] ابن مسعود۔ مسند[4] عبداللہ بن عمر۔ مسند[5] عبداللہ بن عمرو بن العاص و ابی رمثہ۔ مسند[6] حضرت عباس اور ان کے نامور صاحبزادوں کا۔ مسند[7] عبداللہ بن عباس۔ مسند[8] ابی ہریرہ۔ مسند[9] انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسند[10] ابی سعید خدری۔ مسند[11] جابر بن عبداللہ انصاری مسند[12] مکیاں۔ مسند[13] مدنیاں۔ مسند[14] کوفیاں۔ مسند[15] بصریاں مسند[16] شامیاں۔ مسند[17] انصار۔ مسند[18] عائشہ مع مسند النساء۔ اور تمام کتاب کو ایکسو بہتر اجزا پر تقسیم کیا ہے۔ یہ تقسیم حسن بن علی بن المذہب کی ہے جو قطیعی سے اس کتاب کو روایت کرتے ہیں۔ امام احمد اس کتاب کو بطریق بیاض جمع کرتے تھے۔ اس کی ترتیب و تہذیب خود امام سے واقع نہیں ہوئی بلکہ ان کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ اس کی ترتیب میں مشغول ہوئے مگر اس میں بہت سی خطائیں ان سے ظاہر ہوئیں۔ مدینہ والوں کو شامیوں میں اور شام والوں کو مدینہ والوں میں جمع کر دیا ہے چنانچہ بعض حفاظ متقنین نے اسی ترتیب پر رکھا ہے۔ اور اصفہان کے بعض محدثین نے اس کو بہ ترتیب ابواب مرتب کیا ہے۔ لیکن وہ نسخہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ حافظ ناصر الدین بن زریق نے بھی بہ ترتیب ابواب مرتب کیا تھا۔ لیکن یہ نسخہ تیمور کے اس حادثہ میں جو دمشق پر واقع ہوا تھا، مفقود ہو گیا۔

Marfat.com

هم در حادثۂ تیمور کہ بر دمشق واقع شدہ مفقود گشت و حافظ ابوبکر بن محب الدین آنرا بر حروف معجم ترتیب دادہ لیکن در اسمائے مقلین فقط و حافظ ابوالحسن ہیثمی احادیثے راکہ در مسندی امام احمد زاید بر احادیث صحاح ستہ است جدا کردہ بر ابواب مرتب ساختہ درینجا باید دانست کہ قطیعی بصیغۂ تصغیر نیست بلکہ بفتح قاف و کسر طاست و آن نسبت بقطیعہ است کہ نام ہفت محلّہ است در بغداد و در قاموس می گوید 'القطیعۃ کشریعۃ محال ببغداد اقطعہا المنصور اناساً من اعیان دولتہ لیعمروہا ویسکنوہا بعد ازان ہمہ آن محال را شمردہ می گوید' منہا قطیعۃ الدقیق و منہا احمد بن جعفر بن حمدان المحدث۔

راقم الحروف می گوید ہمین ست ابوبکر قطیعی و تفسیر قطیعہ در لغت ہندی کٹرہ است و امام احمد بن حنبل را ورا، این مسند کہ فرصت تبییض و ترتیب و تہذیب آن نیافتہ مصنفات دیگر ست ازان جملہ تفسیریست بسیار بلسوط۔ و کتاب الزہد و کتاب الناسخ والمنسوخ و کتاب المنسک الکبیر و کتاب المنسک الصغیر و کتاب حدیث شعبہ واو را تصنیفے ست در فضائل صحابہ رض واو را تصنیفے در فضائل ابوبکر و تصنیفے دیگر در فضائل

حافظ ابوبکر بن محب الدین نے اس کو حروف معجم پر ترتیب دیا۔ حافظ ابوالحسن ہیثمی نے ان احادیث کو جو امام احمد کی مسند میں صحاح ستہ کی حدیثوں سے زائد ہیں، جُدا کر کے مشتمل بر ابواب کیا ہے اس جگہ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ قطیعی تصغیر کا صیغہ نہیں ہے بلکہ قاف کے فتحہ اور طاء کے کسرہ سے ہے۔ یاء اس میں نسبت کی ہے۔ یعنی منسوب بہ قطیعہ۔ قطیعہ بغداد میں سات محلّوں کا نام ہے۔ قاموس میں ہے کہ قطیعہ بروزن شریعہ بغداد میں چند محلے ہیں جن کو خلیفہ منصور نے اعیان دولت کو آبادی وسکونت کے لئے عطا کئے تھے۔ قاموس میں ان محلوں کے نام شمار کر کے لکھا ہے کہ انہیں میں سے قطیعۃ الدقیق ہے اور احمد بن جعفر بن حمدان محدّث وہیں کے رہنے والے ہیں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ابوبکر قطیعی یہی ہیں۔ قطیعہ کو ہندی میں کٹرہ کہتے ہیں۔ امام احمد کی اس مسند کے علاوہ جس کا صرف مسودہ ہی تھا اور جسے انہوں نے اپنی حیات میں مرتب اور مہذب نہیں کیا تھا، اور بھی تصنیفات ہیں۔ منجملہ ان کے ایک تفسیر ہے جو بہت بلسوط ہے۔ اور کتاب الزھد۔ کتاب الناسخ والمنسوخ۔ کتاب المنسک الکبیر۔ کتاب المنسک الصغیر اور کتاب حدیث شعبہ ہے۔ فضائل صحابہ میں بھی ایک تصنیف ہے۔ اور حضرت ابوبکر و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل میں بھی ان کی

Marfat.com

حسنینؓ وکتابے ست در تاریخ وکتاب الاشربہ نیز از مصنفات اوست لیکن اینہمہ تصانیف او در اصول مذہب و ماخذ آن واقع شدہ نہ مثل مؤطا بلکہ از قبیل فوائد دینیہ است کہ سائر محدثین در آن باوی شرکت بلکہ تفوق دارند۔ واللہ اعلم

تصنیفات ہیں۔ اور ایک کتاب تاریخ میں ہے۔کتاب الاشربہ بھی ان کی ہی تصنیف ہے۔ لیکن ان کی یہ تمام تصنیفات اصول مذہب اور اس کے ماخذ کے بیان میں مؤطا کے مثل نہیں ہیں۔ بلکہ از قبیل فوائد دینی ہیں اور اس امر میں تمام محدثین ان کے شریک ہیں بلکہ ان سے سبقت رکھتے ہیں۔

تعدادِ احادیث

ومسند امام احمد مشہور آنست کہ در اصل سی ہزار حدیث ست و بازیادات پسر ایشان عبداللہ چہلہزار حدیث اما بعضے از محدثین از بعضے ثقات وشیوخ خود نقل کردہ اند کہ ہمگی سی ہزار حدیث ست۔ واللہ اعلم

وممکن ست تطبیق باسقاط مکرر وشمار آن پس ہر دو قول صحیح باشند درین جا باید دانست کہ نزد محدثین ہرگاہ کہ صحابی مختلف شد حدیث دیگر گشت گو الفاظ ومعنی وقصّہ متحد باشد برخلاف عرف فقہاء کہ نزد ایشان اعتبار معنی ست فقط تا وقتیکہ اصل معنی واحد ست حدیث واحد ست بلکہ خصوصیات زائدہ بر اصل معنی نیز نزد ایشان دخل ندارد وملحوظ فائدہ وماخذ حکم را می بینند

مشہور ہے کہ مسندِ امام احمد میں اصل میں تیس ہزار حدیثیں ہیں۔ اور اگر ان کے بیٹے عبداللہ کی زیادات کو ملالیا جائے تو چالیس ہزار احادیث ہوتی ہیں۔ لیکن بعض محدثین نے اپنے شیوخ اور بعض ثقات سے یہ نقل کیا ہے کہ کل تیس ہزار احادیث ہیں۔ واللہ اعلم

ان اقوال میں اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے کہ جن لوگوں نے مکرّر احادیث کو شمار کیا ہے انہوں نے چالیس ہزار کہہ دیا اور جس نے انہیں ساقط کر دیا وہ تیس ہزار کہتے ہیں۔ پس دونوں قول اس طرح صحیح ہوگئے۔ اس جگہ یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ محدثین کے نزدیک جس وقت حدیث کا راوی صحابی مختلف ہو جاتا ہے تو حدیث دوسری ہو جاتی ہے، گو الفاظ ومعنیٰ حدیث اور قصّہ متحد ہوں۔ البتہ فقہاء کی اصطلاح میں فقط معنی کا اعتبار ہے۔ جب تک اصل معنی واحد ہیں حدیث واحد ہی رہے گی بلکہ وہ ان خصوصیات کا بھی اعتبار نہیں کرتے جو اصل معنی پر زائد ہیں وہ صرف

Marfat.com

والحق نظر ایشان استنباط ست ہمین را
تقاضا می کند . وامام احمد چون
ازمسودۂ این مسند فارغ شد ہمہ
اولاد خود را جمع کردہ برایشان خواند
وگفت کہ این کتابیست کہ من آنرا
جمع کردہ ام وچیدہ ام این ہفت
لکھہ و پنجاہ ہزار حدیث یعنی طرق
ست پس اگر مسلمانان را اختلافی واقع
شود در حدیثے از احادیث پیغمبر علیہ السلام
باید کہ باین کتاب رجوع آرند پس اگر
درین کتاب اصل وے بیابند فبہا و
الاّ نامعتبر شناسند۔

راقم الحروف گوید مراد ایشان ہمان
احادیث ست کہ بدرجۂ شہرت یا تواتر
معنی نرسیدہ اند والا احادیث صحیحہ مشہورہ
بسیارست کہ در مسند ایشان نیست واول مسند
امام احمد مسند ابی بکر صدیق ست واول احادیث
آن حدیث ابی بکر صدیق ست کہ ایشان در
خلافتِ خود بالائی منبر آمدہ بعد از حمد وثنائے
الٰہی فرمودند کہ اے مردمان! شما این
آیت را می خوانید یا ایہا الذین آمنوا علیکم
انفسکم لایضرکم من ضل اذا اہتدیتم ومعنی این
راچنین می فہمید کہ اے مسلمانان شما فکر
جانہائے خود کنید اگر شما راہ یاب شدید از گمرہی
گمراہان شما را چہ ضررست پس امر بہ معروف و نہی

محط فائدہ اور ماخذ حکم پر نظر رکھتے ہیں۔ اور حقیقۃ الامر یہ
ہے کہ چونکہ فقہاء کی مدِّ نظر 'استنباط' ہوتا ہے اس وجہ
سے وہ اسی کا مقتضی ہے کہ جب تک اصل معنی واحد
ہیں حدیث کو واحد ہی شمار کیا جائے۔ امام احمد جب اس
مسند کے مسودہ سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے
اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اور انہیں یہ مسند سُنا کر فرمایا
کہ "یہ وہ کتاب ہے جسے میں نے جمع کیا ہے اور سات
لاکھ پچاس ہزار روایتوں سے انتخاب کیا ہے۔ اگر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں سے کسی حدیث میں
مسلمانوں کا اختلاف ہو تو وہ اپنا مرجع اور معیار اس
کتاب کو بنائیں۔ اگر اس کتاب میں اس کی اصل پائیں
تو فبہا، ورنہ اسے غیر معتبر خیال کریں"۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس سے مراد وہی احادیث
ہیں جو درجۂ شہرت یا تواتر معنی کو نہیں پہنچیں۔ ورنہ ایسی
احادیث مشہورہ بہت ہیں جو مسند میں نہیں ہیں۔ مسند
امام احمد میں سب سے اول مسند ابی بکر صدیق ہے۔
اور اس کی ابتدائی حدیثوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث ہے جسے انہوں نے اپنے
زمانہ خلافت میں منبر پر بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی حمد وثنا
کے بعد فرمایا تھا کہ اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے
ہو یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ
ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ اور تم اس آیت کا مطلب یہ سمجھتے
ہو کہ مسلمانوں کو اپنی جان کی فکر کرنی چاہیئے۔ اگر تم
راہ یاب ہو گئے تو گمراہوں کی گمراہی سے تم کو کچھ ضرر
نہیں پہنچ سکتا اور اس وجہ سے تم امر بالمعروف اور نہی

Marfat.com

از منکر ضرور نمی دانید حال آنکہ من از حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چنین شنیدہ ام کہ اگر مردم بر امر غیر مشروع سکوت نمایند و تغییر و تبدیل آن نکنند خوف آن ست کہ حق تعالیٰ بعقوبت گرفتار سازد ہم گنہ گار را و ہم سکوت کنندگان را زیرا کہ اینہا نیز بترک وعظ و نصیحت و تغییر نا مشروع گنہگار شدند۔

پس معنی آیت چنین ست کہ شما فکر جانہائے خود کنید یعنی آنچہ بر ذمہ شما ست از واجبات بجا آورید و منجملہ آن امر بمعروف و نہی عن المنکر نیز ست و بعد ازان شما کہ از طرف خود سعی کردید۔ و مردم باز نمانند دران صورت بری الذمہ شدید و شما را از معصیت آنہا ضررے نہ خواہد شد و در عقوبت گرفتار نخواہید گشت۔

عن المنکر کو ضروری خیال نہیں کرتے) حالانکہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اگر لوگ امر غیر مشروع پر سکوت کریں اور اس کے تغیر و تبدل کی فکر نہ کریں تو اس کا ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ گنہ گاروں کے ساتھ سکوت کرنے والوں کو بھی عذاب میں گرفتار فرمائے (کیونکہ یہ وعظ و نصیحت اور تغیر غیر مشروع کے ترک کرنے کی وجہ سے گنہ گار ہوئے)۔

پس آیت کے معنی اس طرح پر ہیں کہ تم اپنی جانوں کا فکر کرو۔ یعنی تمہارے ذمہ پر جو واجبات ہیں ان کو ادا کرو اور منجملہ ان کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہے۔ لیکن جب کہ تم نے اپنی طرف سے پوری سعی کی اور پھر بھی وہ لوگ باز نہ آئے تو اس صورت میں تم بری الذمہ ہو اور ان کی معصیت سے تمہیں کوئی ضرر نہ ہو گا اور عذاب میں مبتلا نہ ہو گے۔

مسند ابو داؤد الطیالسی

و اول مسند او مسند ابی بکر ست و اول آن این حدیث ست۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ رَبِيْعَةَ الْأَسَدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَسْمَاءَ اَوِ ابْنِ اَسْمَاءَ الْفَزَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كُنْتُ اِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا نَفَعَنِيَ اللّٰهُ

اس مسند کے ابتدا میں مسند ابو بکر ہے اور اس کے اوّل یہ حدیث ہے۔

شعبہ، عثمان بن المغیرہ، علی بن ربیعۃ الاسدی، اسماء یا ابن اسماء الفزاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنتا ہوں تو مجھ کو اللہ تعالیٰ اس چیز کے ساتھ نفع پہنچاتا ہے جس سے وہ چاہتا ہے۔ حضرت علی رضی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو بکر رض

Marfat.com

عَزَّ وَجَلَّ بِمَا شَاءَ اَنْ يَّنْفَعَنِيْ مِنْهُ قَالَ عَلِيٌّ وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَصَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ يُّذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ لَهٗ ثُمَّ تَلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الْاٰيَةَ وَالْاٰيَةَ الْاُخْرٰى وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ الْاٰيَةَ۔

نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے (اور ابوبکرؓ نے سچ کہا تھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ جو شخص کوئی گناہ کرکے (پشیمان ہو) پھر وضوء کرکے دو رکعت نماز ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ پھر اس کے استشہاد میں کلام مجید کی یہ آیت پڑھی۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً الخ اور نیز یہ دوسری آیت وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا الخ۔

نام او سلیمان بن داؤد بن الجارود طیالسی ست و در اصل از شہر فارس بود و در آخر سکونت بصرہ اختیار نمود از محدثان آنجا مثل شعبہ و ہشام دستوائی و ابن عون وغیرہم روایات بسیار دارد و احادیث طویلہ را نیک محفوظ می داشت و درین صنعت اہل زمان خود معروف و مشہور بود از ہزار شیخ اخذ علم حدیث نمودہ و مردم بسیار از وی روایت کردند و منتفع شدند۔ وگویند آنچہ از وے نوشتہ اند در شمار چہل ہزار حدیث رسیدہ یعنی طرق حدیث و آثار موقوفات۔

ان کا نام سلیمان بن داؤد بن الجارود طیالسی ہے یہ دراصل شہر فارس کے رہنے والے ہیں اور آخر میں بصرہ کی سکونت اختیار فرمائی تھی اور وہاں کے محدثین میں سے مثل شعبہ وہشام دستوائی وابن عون وغیرہم سے کثرت کے ساتھ روایت رکھتے ہیں۔ اور احادیث طویلہ کو خوب محفوظ رکھتے تھے اور اپنے زمانہ میں اسی کمال کے ساتھ مشہور ومعروف تھے۔ انہوں نے ایک ہزار شیوخ سے علم حدیث کو حاصل کیا تھا۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی اور نفع حاصل کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو کچھ ان سے لکھا گیا ہے اس کا شمار چالیس ہزار احادیث کے بقدر پہنچتا ہے یعنی طرق حدیث وآثار موقوفات۔

در سنہ دوصد و چہار وفات یافت و ہشتاد سال عمر داشت یحیی بن معین و ابن المدینی و فلاس و وکیع و دیگر علماء رجال اورا

آپ کی اسّی سال کی عمر[1] ہوئی اور ۲۰۴ھ میں انتقال فرمایا۔ یحیی بن معین، ابن المدینی، فلاس، وکیع، اور دوسرے علماء فن رجال نے ان کی بے حد تعدیل

۱؎ بعض کے نزدیک ان کی عمر ۷۱ سال کی ہوئی۔

Marfat.com

تعدیل و توثیق مفرط نموده اند والحق ہمین قسم مردے بود و این ابوداؤد نہ آن ابوداؤد ست کہ سنن او یکے از صحاح ستہ است بلکہ این مقدم ست بروے بزمان بسیار۔ چنانچہ از تاریخ وفات او ظاہر گشت اصحاب صحاح ست غالباً از وے بیک واسطہ روایت میکنند۔

و توثیق فرمائی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ وہ اسی قسم کے آدمی تھے۔ یہ ابوداؤد وہ ابوداؤد نہیں ہیں جن کی سنن صحاح ستّہ میں داخل ہے بلکہ یہ ان سے بہت زمانہ پہلے ہیں جیساکہ ان کی تاریخ وفات سے ظاہر ہوتا ہے جو صاحب صحاح ہیں غالباً ان سے ایک واسطہ سے روایت کرتے ہیں (اور بعض اوقات دو واسطے ہوتے ہیں)۔

مُسند عبد بن حُمَید بن نصر کَشّی

اول آن نیز مسند ابوبکر ست و اول مُسند ابی بکر این حدیث ست۔

اس کے اول بھی مسند ابی بکر ہے جس کی پہلی حدیث یہ ہے۔

اخبرنا یزیدُ بنُ ھارونَ قالَ اخبرنا اسمٰعیلُ بنُ ابی خالدٍ عن قیسِ بنِ ابی حازمٍ عن ابی بکرِ الصدیق قال انکم تقرءُون ھٰذہِ الآیۃ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ قال سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الناس اذا رأوا الظالم فلم یاخذوا علیٰ یدیہ اوشك ان یعمّھم اللہ بعقاب۔

یزید بن ہارون، اسمعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم ابوبکر صدیقؓ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ قرآن شریف کی یہ آیت پڑھتے رہتے ہو (مگر اس کا مطلب سمجھنے کے وقت یہ ضرور ملحوظ رہے) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ کو نہ روکیں تو کچھ بعید نہیں کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ کا عذاب عام گھیر لے۔

در قاموس می گوید در باب شین معجمہ۔ الکش بالفتح قریۃ بجرجان و در سین مہملہ می گوید الکس بالکسر و الفتح بلد قریب سمرقند ولا یقال بالشین المعجمۃ فانہا سنذکر۔

الکش بفتح کاف وشین معجمہ، جرجان میں ایک قریہ ہے۔ اور الکس بالکسر و بالفتح سمرقند کے قریب ایک شہر ہے اور اس کو شین معجمہ کے ساتھ نہ پڑھنا چاہیئے۔ چنانچہ عنقریب ہم اس کا ذکر کریں گے۔ دیکھو قاموس، باب الشین والسین۔

کنیت ابو محمد و نام او عبدالحمید بن حمید بن نصر ست مردم تخفیف کردند و بر عبد

ان کی کنیت ابو محمد اور نام عبدالحمید بن حُمَید بن نصر ہے۔ تخفیف کی وجہ سے لوگوں نے صرف عبد

اکتفا نمودند عبد بن حمید مشہور شد از سر دو صد سال ہجری از وطن خود رحلت نمود وشوق طلب علم حدیث اور ادر جوانی پیدا گشت از یزید بن ہارون وعبدالرزاق و محمد بن بشیر و دیگر ائمہ فن حدیث استفادہ نمودہ مسلم رحمہ اللہ صاحب صحیح و ترمذی رحمہ اللہ و دیگر محدثین از وے روایات بسیار دارند و بخاری رحمہ اللہ بطریق تعلیق از وے در دلائل النبوۃ از صحیح خود روایت دارد نام او عبدالحمید گفتہ از ائمہ این فن بود وخیلی ثقہ ومعتبر در سنہ دو صد وچہل وسہ رحلت اوست واز تصانیف او یکی این مسند ست کہ اورا مسند کبیر گویند بجہۃ آنکہ ازین مسند انتخابی کردہ مسند صغیر درست کردہ اند ودوم تفسیریست کہ متداول ست ومشہور در دیار عرب و دیگر تصانیف نیز دارد۔

پر اکتفا کیا اور عبد بن حمید کے نام سے مشہور ہوئے دوسری صدی ہجری کے شروع میں اپنے وطن سے رحلت کی۔ انہیں جوانی میں علم حدیث کا شوق پیدا ہوا۔ یزید بن ہارون بن عبدالرزاق اور محمد بشیر اور دیگر ائمہ فن حدیث سے حدیث کا استفادہ کیا۔ امام مسلمؒ جو صاحبِ صحیح ہیں اور امام ترمذیؒ اور دوسرے محدثین ان سے بکثرت روایت کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ بھی دلائل النبوۃ میں بطریق تعلیق ان سے روایت لائے ہیں اور ان کا نام عبدالحمید بیان کیا ہے۔ الغرض اس فن کے اماموں میں شمار ہوتے ہیں اور بہت ثقہ اور معتبر خیال کئے جاتے ہیں۔ ۲۴۳ھ ہجری ان کا سال وفات ہے۔ منجملہ ان کی اور تصنیفوں کے ایک یہ مسند ہے اس کو مسند کبیر اس سبب سے کہتے ہیں کہ اس سے ایک اور مسند انتخاب کر کے مسند صغیر تیار کی ہے۔ دوسری تصنیف ایک تفسیر ہے جو دیارِ عرب میں مشہور اور متداول ہے۔ اس کے علاوہ دیگر تصنیفات بھی ہیں۔

مسند حارث بن ابی اسامہ

باید دانست کہ در اصطلاح محدثین اگر کتابے را مرتب بر ابواب فقہ نمایند از ایمان وطہارت وصلوٰۃ وصوم الی الآخر آنرا سُنن نامند واگر بہ صحابہ ترتیب دہند مثلاً روایاتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جدا نویسند وروایات عمر بن الخطاب جدا علی ہذا القیاس

یہ جاننا چاہئے کہ اگر کسی کتاب کو مرتب بہ ابواب فقہ کرتے ہیں مثلاً ایمان و طہارت و صلوٰۃ و صوم الخ اس کو اصطلاح محدثین میں سُنن کہتے ہیں۔ اور اگر صحابہ کے نام پر اس کی ترتیب ہوتی ہے مثلاً ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایات کو جدا لکھا جائے اور عمرؓ کی روایات کو علیحدہ وعلیٰ ہٰذا تو اسے مسند کہتے ہیں۔ اور اپنے

Marfat.com

آنرا مسند نامند ۔ واگر بر شیوخ خود ترتیب دہند مثلاً احادیثے کہ از احمد نام شنیدہ باشد جدا نویسند واز محمد نام جدا وعلی ہذا القیاس آنرا معجم خوانند اما بعضے کتب برخلاف این اصطلاح مسند مشہور شدہ چنانچہ مسند دارمی و این مسند یعنی مسند حارث بن اسامہ زیرا کہ مسند دارمی بر ابواب مرتب ہست چنانچہ اول مسند او مسند یزید بن ہارون ست می گوید ۔ اخبرنا یزید بن ہارون حدثنا زکریا بن ابی زائدة عن الشعبی عبداللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کسے ست کہ مسلمان دیگر از دست و زبان او سالم مانند یعنی کسے را بدست وزبان ایذا نرساند و بدنگوید۔

وکنیت او نیز ابو محمد ست و ابن ابی اسامہ اورا نسبت بجد گویند و ونام پدر او محمد ست ونام او ابو اسامہ دائر ست واز قبیلہ بنی تمیم ست از ساکنان بغداد ست۔

از یزید بن ہارون و روح بن عبادہ وعلی بن عاصم و واقدی و دیگر علماء

شیوخ کے ناموں پر اگر مرتب کیا جائے مثلاً جو حدیثیں احمد نامی شخص سے سنی ہیں ان کو جدا اور جو محمد نامی سے سنی ہیں انہیں جدا علی ہذا القیاس تو اس کو معجم کہتے ہیں ۔ لیکن بعض کتابیں اس اصطلاح کے برخلاف بھی مسند کے نام سے مشہور ہیں ۔ چنانچہ مسند دارمی اور یہ مسند یعنی مسند حارث بن ابی اسامہ ۔ اس لئے کہ مسند دارمی مرتب بہ ابواب ہے اور یہ مسند مرتب بشیوخ ۔ چنانچہ اس مسند کی ابتدا مسند یزید بن ہارون سے ہے وہ لکھتے ہیں ۔

أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(یعنی اس سند کے ساتھ ایک حدیث بیان کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے)

مسلمان وہ شخص ہے کہ دوسرے مسلمان اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہیں ۔

یعنی کسی کو اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے تکلیف نہ پہنچائے اور برا نہ کہے ۔

ان کی کنیت ابو محمد ہے اور دادا کی طرف نسبت کرکے ان کو ابن ابی اسامہ کہتے ہیں ۔ ان کے باپ کا نام محمد ہے اور ان کے دادا کا نام ابو اسامہ مشہور ہے ۔ یہ بغداد کے رہنے والے اور بنی تمیم کے قبیلہ سے ہیں ۔

یزید بن ہارون ، روح بن عبادہ ، علی بن عاصم ، واقدی اور دوسرے علماء حدیث سے اس علم کو حاصل

Marfat.com

حدیث اخذ این علم کردہ۔

کیا ہے۔

ابن ابی اسامہ کا روایت حدیث پر اجرت لینے کا سبب

مردم معتبر را در استفادہ از وے و تلمذ از وے تردد بود زیرا کہ وے بر روایت حدیث زر می گرفت واجرت می خواست اما ابو حاتم و ابن حبان و ابراہیم جبرتی و دار قطنی و دیگر محققین این شان یعنی احوال رجال او را توثیق نمودہ اند و صدوق دانستہ وزر گرفتن او بر روایت حدیث ازان بود کہ مرد فقیر و عیالدار بود و دختران بے شوہر درخانہ داشت می گفت کہ من شش دختر دارم کہ کلان تر آنہا ہفتاد و ہفت سالہ و خورد ترین آنہا شصت و سہ سالہ است و ہیچ یک را کد خدا نکردہ ام کہ اسباب تزویج میسر نیامد و روا نداشتم کہ باغیار ازدواج دہم و اگر خواستگارے آمد فقیر بود نخواستم کہ بہ سبب آمدن آن داماد عیال بس زیادہ شود و بار او را بر دارم و بجہت کمال فقر و ہم برائے آنکہ موت نصب العین باشد کفن خود را درست ساختہ بر میخی کہ در دیوار مسکن او بود معلق میداشت۔

و برقانی چون از دار قطنی پرسید کہ احادیث او را در صحاح داخل کنم فرمود البتہ داخل کن نود و ہفت سال عمر یافت و در سال دو صد

بیان کیا جاتا ہے کہ معتبر اشخاص کو ان سے فائدہ حاصل کرنے اور ان کی شاگردی میں اس سبب سے تردّد تھا کہ وہ روایت کرنے پر طالب زر ہوتے تھے اور اجرت مانگتے تھے۔ لیکن ابو حاتم، ابن حبان، ابراہیم جبرتی، دار قطنی ودیگر محققین فن رجال نے ان کی توثیق کی ہے اور ان کو صدوق جانا ہے۔ روایت حدیث پر اجرت لینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ محتاج اور عیالدار تھے اور دختران بے شوہر رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میری چھ ۶ لڑکیاں ہیں ان میں سب سے بڑی کی عمر ۷۷ سال اور سب سے چھوٹی کی ۶۳ سال ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی شادی اس وجہ سے نہیں کی ہے کہ سامان جہیز مجھ کو میسّر نہیں ہے۔ میرا قصد تونگر کے ساتھ نکاح کرنے کا تھا۔ اور اگر کوئی خواستگار آیا بھی تو وہ فقیر تھا۔ میں نے نہ چاہا کہ ایسے داماد کے آنے کی وجہ سے کنبہ بڑھالوں اور اس کا بوجھ بھی اپنے سر رکھوں۔ انتہائی فقر کے باعث نیز اس وجہ سے کہ موت ہر وقت پیش نظر رہے، اپنے کفن کو درست کرکے اپنے گھر کی کھونٹی پر لٹکا رکھا تھا۔

برقانی نے جب دار قطنی سے دریافت کیا کہ میں ان کی احادیث کو صحاح میں داخل کردوں؟ تو یہ فرمایا کہ ضرور داخل کرو۔ ان کی عمر ۹۷ سال کی ہوئی ۲۸۲ھ

Marfat.com

وہشتاد و دو ہجری رحلت نمودہ روز وفات او روز عرفہ بود ۔

میں رحلت فرمائی ۔ جس روز وفات پائی وہ عرفہ کا دن تھا ۔

مسند بزار

وآن را مسند کبیر نیز گویند اول آن مسند ابی بکر ست واول مسند ابی بکر رضی اللہ عنہ ماروا ہ عمر رضی اللہ عنہ عن ابی بکر رضی اللہ عنہ اول آن این حدیث ست ۔

اس کو مسند کبیر بھی کہتے ہیں ۔ اس کے شروع میں مسند ابوبکر ہے اور مسند ابوبکر میں بھی ابتدا میں وہ احادیث ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ان میں بھی سب سے پہلی یہ حدیث ہے ۔

قصہ تزویج اُم المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا

حدّثنا سلمۃُ بن شبیب قال حدثنا عبدُ الرزاقِ قال اخبرَنا معمرٌ عن الزھری عن سالمٍ عن عبد اللہِ بن عمرَ عن عمرَ ح وحدّثنا الحکمُ بنُ نافع ابوالیمان قال حدثنا شعیبُ بن ابی حمزۃَ عن الزّھری قال حدثنی سالمٌ بنُ عبد اللہِ انہ سَمِعَ اباہ عبدَ اللہِ بنَ عمرَ اَنّ عمرَ بن الخطابِ رضی اللہ عنہ قال لمّا تایّمتْ حفصۃُ من خنیسِ بنِ حذافۃَ السھمیّ وکان من اصحابِ النبیّ صلیّ اللہ علیہ وسلّم قد شھِدَ بدرًا فتوفی بالمدینۃِ قال عمرُ فلقیتُ عثمانَ بنَ عفّانَ فعرضتُ علیہ حفصۃَ اِن شئتَ انکحتُکَ حفصۃَ بنتِ عمرَ فقال سأنظرُ فی

سلمہ بن شبیب ، عبد الرزاق ، معمر ، زہری ، سالم عبد اللہ بن عمر، عمر ح حکم بن نافع شعیب بن ابی حمزہ ، زہری سالم ، عبد اللہ بن عمرؓ ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میری لڑکی حفصہؓ جو خنیسؓ بن حذافۃ السہمی کے نکاح میں تھیں بیوہ ہوگئیں ۔ اور یہ خنیسؓ وہی ہیں ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور جنگ بدر میں شریک تھے اور بعد میں مدینہ طیبہ میں ان کا انتقال ہوگیا تھا ۔ تو میں عثمانؓ بن عفان سے ملا اور ان سے حفصہؓ کا معاملہ پیش کر کے کہا کہ اگر تم چاہو تو حفصہؓ کا نکاح تم سے کر دوں ۔ اس پر حضرت عثمانؓ کہنے لگے کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا ۔ چنانچہ کئی دن گزرنے کے بعد وہ پھر مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آج کل میرا نکاح کا ارادہ نہیں ہے ۔ میں ابوبکرؓ سے ملا اور کہا کہ اگر تم چاہو تو حفصہؓ کا نکاح تم سے ہوجائے ۔ ابوبکرؓ نے

أمری فلبثتُ لیالی ثمّ لقینی فقال إنّی لا اریدُ انْ اتزوّج فی یومی هٰذا فلقیتُ ابا بکرٍ فقلتُ ان شئتَ انکحتُکَ حفصۃَ بنتَ عُمر فصمتَ ابو بکرٍ فلم یَرجعْ الیَّ شیئاً فکنتُ اوجدَ علیہ منّی علی عثمانَ فلبثتُ لیالی ثُمّ خطبھا الیّ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، فانکحتُھا ایّاہُ فلقینی ابو بکرٍ فقال لعلّکَ وجدتَ علیَّ حین عرضتَ علیَّ حفصۃَ فلم ارجعْ الیکَ شیئاً قلتُ نعم قالَ فانّہ لم یَمنعنی ان ارجعَ الیکَ مِمّا عرضتَ علیَّ إلّا انّی قد کنتُ علمتُ انَّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد ذکرَ حفصۃَ فلم اکُنْ لِاُفشی سِرَّ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو ترکھا قبلتُھا او نکحتُھا۔

کنیت او ابوبکر و نام او احمد بن عمرو بن عبد الخالق ست و بزار بتقدیم زائے معجمہ بر رائے مہملہ کسی راگویند کہ تخم فروشی کند و آن کس را در لغت ہندی پنساری نامند و او از اہل بصرہ است و این مسند کبیر او معلل ست یعنی اسباب خفیہ قادحہ در صحت حدیث نیز بیان می کند و این قسم کتاب را در عرف معلل گویند۔

مثلاً بعد از روایت حدیث حضرت علی از حضرت ابوبکر می گوید و اسماء بن الحکم مجہول لم یحدث بغیر ہذا الحدیث یعنی حدیث علیؓ عن ابی بکرٍ ما من مسلمٍ یتوضّأ

سن کر چپ ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا مجھے حضرت عثمانؓ سے زیادہ ابو بکرؓ کی بات پر غصہ آیا چند ہی راتیں گزری تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا پیام حفصہؓ کی نسبت میرے پاس بھیجا اور میں نے فوراً آپ سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد ابو بکرؓ سے ملاقات ہوئی وہ فرمانے لگے کہ شاید تم مجھ پر اس وقت بہت خفا ہوئے ہو گے جب کہ تم نے حفصہؓ کے لئے مجھ سے ذکر کیا تھا اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے کہا بیشک فرمایا مجھے اس وقت جواب دینے سے صرف یہ شے مانع تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہؓ کا ذکر فرمایا ہے۔ تو میں نہیں چاہتا تھا کہ آپؐ کے راز کا افشا ہو۔ ہاں اگر آپؐ چھوڑ دیتے تو میں یقیناً نکاح کر لیتا۔

ان کی کنیت ابو بکر اور ان کا نام احمد بن عمرو بن عبد الخالق ہے۔ بزّار میں پہلے زائے معجمہ ہے اس کے بعد رائے مہملہ۔ اس آدمی کو کہتے ہیں کہ تخم فروشی کرتا ہے اور اس آدمی کو لغت ہندی میں 'پنساری' کہتے ہیں۔ یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں اور ان کی یہ مسند کبیر معلل ہے۔ یعنی ایسے اسباب جو صحت حدیث میں قادح ہیں انہیں بھی بیان کرتے جاتے ہیں عرف میں اس قسم کی کتاب کو معلل کہتے ہیں۔

مثلاً اس روایت کے بعد جو حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے واسطے سے بیان کی، کہتے ہیں اسماء بن الحکم مجہول ہیں اس حدیث کے سوا کوئی حدیث روایت نہیں کرتے یعنی یہ حدیث علیؓ عن ابی بکرٍ ما

Marfat.com

فیحسن الوضوء۔ الحدیث وعلیٰ ہذا القیاس۔
از ہدبۃ بن خالد کہ شیخ بخاری و مسلم ست
وہمچنین از عبدالاعلی بن حماد و حسن بن علی
بن راشد و عبداللہ بن معاویہ جمحی اخذ علم
حدیث نمودہ۔ ابوالشیخ وطبرانی وعبدالباقی
بن قانع و دیگر محدثین عمدہ شاگردان اویند
و در آخر عمر خود رحلت نمودہ است برائے
تعلم علم ونشر احادیثے کہ نزد خودش
بود برعکس آنچہ متعارف بود کہ در ایام
شباب وتحصیل برائے استفادہ وتعلم
رحلت میکردند ودر اصبہان ودر شام
مدتہا باین نیتِ صالحہ اقامت نمود وخلقی
کثیر را فیض علم حدیث داد دارقطنی ذکر
او کردہ وثنائے او بیان نمودہ بعد
ازان میگوید کہ در روایت خطاہم دارد
وبیشتر اعتماد برحفظ و یاد خود میکرد
ونسخہ صحیحہ را نمی دید باین جہت اکثر
خطاہائے واقع میشد ودر شام در بلدۂ
رملہ وفات یافتہ در سال دوصد ونود ودو۔

مِنْ مُسْلِمٍ یَتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ الْوُضُوْءَ الحدیث وعلیٰ
ہذا القیاس۔ انہوں نے ہدبۃ بن خالد سے جو بخاری
اور مسلم کے شیخ ہیں اور ایسے ہی عبدالاعلی بن حماد اور
حسن بن علی بن راشد اور عبداللہ بن معاویہ جمحی سے
علم حدیث کو حاصل کیا۔ اور ابوالشیخ وطبرانی اور عبدالباقی
بن قانع ودیگر عمدہ محدثین ان کے اچھے شاگرد ہیں۔ عام
رواج یہ ہے کہ جوانی کے زمانہ میں تعلیم اور فائدہ حاصل
کرنے کی غرض سے سفر کرتے ہیں۔ انہوں نے برعکس یہ
کیا کہ آخر عمر میں ان حدیثوں کی اشاعت کے لئے جن
کے وہ عالم تھے اور مزید علم حاصل کرنے کی غرض سے
سفر اختیار فرمایا۔ مدتوں اصبہان اور شام میں اسی
نیت صالحہ پر مقیم رہے۔ اور مخلوق کثیر کو علم حدیث کے
فیض سے مستفیض فرمایا۔ دارقطنی نے اول ان کا ذکر
کیا ہے اور ان کی تعریف وتوصیف کے بعد کہتے ہیں
کہ چونکہ ان کو اپنے حفظ ویاد پر وثوق زیادہ تھا اور
نسخہ صحیحہ کو دیکھے بغیر روایت کرتے تھے۔ اس وجہ سے
روایت میں خطا ہوتی تھی اور اکثر خطا واقع ہونے
کا سبب یہی ہے۔ ملکِ شام کے شہر رملہ میں ۲۹۲ھ
میں ان کی وفات ہوئی۔

مسند ابویعلیٰ موصلی

وآن جامع ست در ترتیب ابواب
وصحابہ اول او کتاب الایمان ست و
می گوید فے احادیث الایمان من مسند
ابی بکر۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ وتمام آن

اس کی ترتیب ابواب واسماء صحابہ ہر دو[۲] پر رکھی
گئی ہے۔ اس کے اول میں کتاب الایمان ہے اور
اس طرح بیان کرتے ہیں، فِیْ اَحَادِیْثِ الْاِیْمَانِ
مِنْ مُسْنَدِ اَبِیْ بَکْرٍ۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ یعنی اس میں

Marfat.com

مسند راسی و شش جزو کردہ اند.
قال فی اول المسند۔

ایمان کے متعلق جو روایت مسندات ابی بکر سے ہیں وہ بیان کی جائیں گی، دیگر امور کو اسی پر قیاس کیا جائے۔ اس پوری مسند کے چھتیس جزو ہیں اول مسند میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا كَوْثَرُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا نَجَاةُ هٰذَا الْأَمْرِ الَّذِي نَحْنُ فِيهِ قَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَهُوَ لَهُ نَجَاةٌ۔

سلمۃ بن شبیب، ہشیم، کوثر بن حکیم، نافع۔ ابن عمرؓ صدیق اکبرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جس دین میں ہم اس وقت موجود ہیں اس میں نجات کا اصلی مدار کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جس نے لآ الٰہ الاّ اللہ کی شہادت دی۔ بس یہی اس کے لئے نجات ہے۔

وابویعلیٰ معجمی ہم دارد برترتیب شیوخ خود۔ وقاعدہ محدثین ست کہ مسمیٰ باحمد و محمد را مقدم می کنند وبعد ازان برترتیب حروف ذکر اسمار شیوخ وروایات ایشان می نمایند چنانچہ ابویعلیٰ در اول معجم مے گوید۔

ابویعلیٰ کی ایک معجم بھی ہے جسے انہوں نے اپنے شیوخ کے اسماء پر مرتّب کیا ہے۔ محدثین کا قاعدہ یہ ہے کہ مسمی باحمد و محمد کو مقدم کرتے تھے اور اس کے بعد اپنے شیوخ کے اسمار گرامی کے حروف کے موافق ترتیب وار ذکر کرتے ہوئے روایت کرتے تھے۔ چنانچہ معجم کے شروع میں ابویعلیٰ اس طرح پر بیان کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ جُدْعَانَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ قَالَتْ كَانَ يَنْحَرُ الْكَوْمَاءَ وَيُكْرِمُ الْجَارَ وَيَقْرِي

محمد بن منہال، یزید بن زریع، عمارۃ بن ابی حفصہ عکرمہ۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو ابن عمر بن جدعان کے ساتھ جو کچھ معاملہ خُدا کے یہاں ہوا ہو اس سے مطلع فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس کا کیا حال تھا۔ عرض کیا کہ بڑی بڑی اونٹنیوں کی قربانی کرتا تھا۔ اپنے ہمسایوں کی خبر گیری کرتا تھا۔ مہمان نوازی اس کی عادت تھی۔

Marfat.com

الضیف وَیَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَیُوْفِیْ بِالذِّمَّةِ وَیَصِلُ الرَّحْمَ وَیَفُكُّ الْعَانِیَ وَیُطْعِمُ الطَّعَامَ وَیُؤَدِّی الْاَمَانَةَ قَالَ هَلْ قَالَ یَوْمًا وَاحِدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قُلْتُ لَا وَمَا كَانَ یَدْرِیْ وَمَا جَهَنَّمُ قَالَ فَلَا اِذًا ۔

وابویعلیٰ از محدثان جزیره است نام او احمد بن علی بن المثنی بن یحییٰ بن عیسی بن ہلال تمیمی موصلی ست شاگرد علی بن الجعد و یحییٰ بن معین و دیگر محدثین عمده است و ابن حبان و ابوحاتم و ابوبکر اسمٰعیلی شاگردان اویند مردم را در صدق و دیانت و امانت و حلم و تقویٰ و دیگر صفات محموده در و اعتقاد عظیم بود در روزے که وفات یافت بازارهائے موصل بند شدند و مردم گریان و سوزان بر جنازه او جمع آمدند و در تصنیف و ترویج علم نیت صالحه داشت ۔ محض حسبةً للّٰه مشغول تعلیم علم حدیث می بود و او را ثلاثیات نیز ہست که درمیان او و آن سرور سه واسطه می باشد ۔ حبان در ثقات ذکر کرده وحافظ اسمٰعیل بن محمد بن الفضل گفته است که من مسانید بسیار خوانده ام مثل مسند عدنی و مسند ابن منیع وغیر ذلک لیکن ہمه مسانید را مثل انہار یافتم و مسند

بات سچی کہتا تھا ۔ عہد کو پورا کرتا تھا ۔ کھانا تقسیم کرتا تھا ۔ امانت میں خیانت نہ کرتا تھا ۔ آپ نے فرمایا کہ کسی دِن اس نے یہ بھی کہا کہ اے اللہ ! دوزخ کی آگ سے مجھے پناہ میں رکھئے ۔ میں نے عرض کیا نہیں ، اُسے تو یہ خبر بھی نہ تھی کہ دوزخ کیا چیز ہے ۔ آپ نے فرمایا تو اب (خدا تعالیٰ کے یہاں) اس کے لئے کچھ نہیں ہے ۔

ابویعلیٰ جزیرہ کے محدثین میں سے تھے ۔ ان کا نام احمد بن علی بن المثنی بن یحیی بن عیسی بن ہلال تمیمی موصلی ہے ۔ علی بن الجعد اور یحیی بن معین اور دیگر عمدہ محدثین کے شاگرد ہیں ۔ ابن حبان ، ابوحاتم ، اور ابوبکر اسمٰعیلی ان کے شاگرد ہیں ۔ مخلوق کو ان کے صدق دیانت اور امانت اور حلم وتقویٰ اور دیگر صفات محمودہ پر بڑا اعتقاد تھا ۔ جس روز ان کا انتقال ہوا ہے موصل کے تمام بازار بند ہو گئے تھے اور تمام لوگ گریاں اور سوزاں ان کے جنازہ کے ساتھ ساتھ تھے ۔ اپنی تصنیف و ترویجِ علم میں نیّت صالحہ رکھتے تھے ۔ محض حسبةً للّٰہ علمِ حدیث کے تعلم میں مشغول رہتے تھے ۔ ان کے ثلاثیات بھی ہیں ۔ محدثین کی اصطلاح میں ثلاثیات ان روایتوں کو کہتے ہیں جن میں ان محدث اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطہ ہوں ۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے ۔ حافظ اسمٰعیل بن محمد بن الفضل (تمیمی) کہتے تھے کہ میں نے مسند عدنی اور مسند ابن المنیع اور ان کے علاوہ بہت سی مسندات پڑھی ہیں ۔ لیکن تمام مسندات ایسی معلوم

Marfat.com

ابویعلیٰ را مثل دریائے ذخّار در سال دو صد وبست متولد شد وپانزدہ سالہ بود کہ بشوق طلب علم حدیث ارتحال کرد۔ وعمر طویل یافت ودر سنہ سی صد وہفت وفات اوست۔

ہوتی ہیں جیسے نہریں اور ابویعلیٰ کا مسند دریا ناپیدا کنار کی طرح ہے۔ سنہ ۲۲۰ھ میں آپ پیدا ہوئے، پندرہ سال کی عمر میں علم حدیث کی طلب اور اس کے شوق میں سفر اختیار کیا۔ ان کی عمر بہت ہوئی۔ سنہ ۳۰۷ھ میں اس عالم سے رحلت فرمائی۔

صحیح ابوعوانہ

وآن مستخرج ست بر صحیح مسلم ومستخرج در اصطلاح محدثین عبارت از کتابے ست کہ برائے اثبات احادیث کتاب دیگر نویسند وترتیب ومتون وطرق اسناد ہمان کتاب را ملحوظ دارند وسند خود را بوجہے کہ مصنف آن کتاب درمیان نماند تا شیخ آن مصنف یا شیخ الشیخ وہلم جرّا بیان نمایند وچون از طریق دیگر نیز مثل آن ثابت شود وثوق واعتماد بر روایت آن مصنف قوت گیرد لیکن این مستخرج را صحیح ازان نامند کہ طرق دیگر در اسانید زائدہ کردہ ورار طرق واسانید مسلم وقدرے قلیل از متون نیز زائد کردہ پس گویا کتاب مستقل شد۔ وذہبی ازان صحیح کتابے چیدہ جدا ساختہ مشہور کردہ است بمنتقی الذہبی وآن دو صد وسی حدیث ست۔ دراول صحیح ابوعوانہ این خطبہ واقع شدہ است۔

یہ صحیح مسلم پر مستخرج ہے۔ اصطلاح محدثین میں مستخرج اس کو کہتے ہیں جو کسی دوسری کتاب کی حدیثوں سے ثابت کیا جائے اور ترتیب اور متون اور طرق اسناد میں اسی کتاب کے طریق کو ملحوظ رکھا جائے۔ اور اپنی سند کو اسی طریق سے بیان کرے کہ اس کتاب کا مصنف درمیان میں نہ رہے جس پر یہ مستخرج ہے بلکہ اپنے واسطہ کو اس کتاب کے مصنف کے یا شیخ یا شیخ الشیخ یا شیخ شیخ الشیخ یا اور اوپر تک بیان کرے اور جب اس طرح پر دوسرے طریق سے بھی یہ روایت ثابت ہوگئی تو اس کتاب کے مصنف کی روایت پر زیادہ وثوق اور اعتبار ہوجاتا ہے۔ لیکن اس مستخرج کو صحیح اس سبب سے کہتے ہیں کہ مسلم کے طرق واسانید کے علاوہ اور طرق اسانید کا بھی اس میں اضافہ کردیا ہے۔ بلکہ قدرے قلیل متون میں بھی زیادتی کی ہے۔ پس گویا یہ ایک کتاب مستقل ہوگئی۔ ذہبی نے اس صحیح سے ایک کتاب علیحدہ انتخاب کی ہے، جو منتقی الذہبی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دو سو تیس احادیث پر مشتمل ہے۔ صحیح ابوعوانہ کے شروع میں یہ خطبہ ہے۔

Marfat.com

قَالَ الحافظُ ابو عوانةَ الحمدُ للهِ قبلَ كلِّ مقالٍ وامامَ كلِّ رغبةٍ وسُوالٍ بعدُ فانَّ يوسفَ بنَ سعيدِ بنِ مسلمٍ المصيصيَّ ومحمدَ بنَ ابراهيمَ الطرطوسيَّ وابا العباسِ العنزيَّ والعباسَ بنَ محمدٍ حدَّثُونا قالوا حدَّثنا عبيدُ اللهِ بنُ موسٰى قال اخبرنا الاوزاعيُّ عن مرّةَ بن عبدِ الرحمٰن عن الزهري عن ابى سلمةَ عن ابى هريرةَ رضى الله عنه انَّ رسولَ اللهِ صلّى اللهُ عليه وسلم قَالَ كُلُّ اَمرٍ ذِى بَالٍ لَم يُبدَأ فيه بِالحمدِ فهو اَقطعُ حدثنى يزيدُ بن عبد الصمد الدمشقى وسعدُ بنُ محمّدٍ قال حدثنا هشامُ بن عمّارٍ قال حدثنا عبد الحميد عن الاوزاعى باسنادہ مثلہ۔

حافظ ابوعوانہ نے فرمایا ہے کہ ہر قسم کی گفتگو سے پہلے اور ہر ایک مطلوب اور مرغوب چیز سے اوّل خُدا کی حمد کرتا ہوں ۔ اس کے بعد یہ ہے کہ مجھ سے یوسف بن سعید بن مسلم مصیصی ، محمد بن ابراہیم طرسوسی ، ابوالعباس عنزی اور عباس بن محمد نے کہا کہ ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے یہ کہا کہ ہم کو اوزاعی نے خبر دی ہے اور وہ مرۃ بن عبدالرحمٰن سے اور وہ زُہری سے اور وہ ابی سلمہ سے اور وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ جس قابلِ اہتمام کام کا آغاز بغیر حمد و ثنا کے کیا جاتا ہے اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی بلکہ ادھورا اور نکمّا رہتا ہے ۔ اور پھر اسی حدیث کی دوسری سند فرمائی جس کے راوی یہ ہیں ۔ یزید بن عبدالصمد دمشقی اور سعد بن محمد ان نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی ہشام بن عمّار نے انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی عبدالحمید نے اور انہوں نے اوزاعی سے ۔

وسمعتُ بعضَ اصحابنا يبدل هذا التحميدِ۔

اور میں نے بعض احباب سے اس تحمید کے بجائے یہ خطبہ سنا ہے ۔

فقال الحمد لله الذى ابتدأ الخلق بنعمائہ وتغمّدهم بحسن بلائہ فوقف كل امر مهتم فى حِبائہ على طلبِ مايحتاج اليہ من غذائہ وسخرله من يكلائہ الى استغنائہ ثم احتج على من بَلَغَ منهم بآلائہ واعذر اليهم بانبيائہ فشرحَ صدرَ

اس اللہ کے لئے حمد و ثنا ہے جس نے اپنے فضل سے مخلوق کو پیدا کیا اور جس نے بہتر آزمائش کے ساتھ ان کی پردہ پوشی فرمائی ۔ جس نے امورِ مہتم بالشان کی طلب کو (جو اس کے خزینہ میں مدفون ہیں) ان کے وسائل اور ذرائع پر موقوف رکھا ۔ جس نے اس کے لئے ایسے لوگوں کو مسخر کیا جو اس کی حفاظت اس وقت تک کریں جب تک اس کی ضرورت پوری

من احبّ من اولیائہ ، وطبع علی قلب من لم یرد ارشادہٗ من اعدائہ ، الذی لم یزل بصفاتہ واسمائہ ، الذی لایشتمل علیہ زمان ولا یحیطُ بہ مکان فخلق الاماکن والازمان ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْهًا قَالَتَا اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ فقدرھا احسن تقدیر واخترعہا من غیر نظیر لم یرفعہا بعمد ولم یستعن علیہا باحد زیّنہا للناظرین وجعل فیہا رجومًا للشیاطین فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ وتعالیٰ ان یطلبوا فی وصفہ اٰراء المتکلمین وان یحکم فی دینہ اھواء المتقلّدین فجعل القراٰن اماماً للمتقین وھدًی للمؤمنین، وملجأً للمتنازعین وحاکماً بین المختلفین ودعا اولیائہ المؤمنین الی اتباع تنزیلہ وامر عبادہ عند التنازع فی تاویلہ بالرّجوع الی قول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بذلك نطق محکم کتابہ اذیقول جلّ ثناؤہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ

ہوجائے۔ اور جس نے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے جن کو اپنی نعمتوں اور احسانات کی تبلیغ فرمائی۔ انبیار کو بھیج کر حجّت کو پورا اور ان کے غدروں کو زائل کردیا۔ جس نے اپنے اولیار میں سے جس کے لئے چاہا شرح صدر فرمایا۔ جس نے ان قلوب پر مُہر لگادی جن کی ہدایت منظور نہ تھی اور جو اس کے دشمن تھے۔ وہ اللہ جو ازل سے اَبد تک اپنے اسمار کے ساتھ موسوم اور اپنی صفات کے ساتھ متصف رہا۔ وہ اللہ جسے نہ زمانہ مشتمل ہے نہ مکان محیط ہے۔ وہ اللہ جس نے مکانوں اور زمانوں کو پیدا فرمایا اور پھر آسمانوں پر تجلّی فگن ہوا درانحالیکہ وہ ایک دھُواں تھا۔ اور آسمان وزمین کو جب حکم فرمایا کہ تم بطیب خاطر یا بجبر (جس طرح ممکن ہو) آؤ تو انہوں نے کہا ہم خوشی (فرماں برداری) سے حاضر ہیں۔ وہ اللہ جس نے آسمان کا بھلا اندازہ کیا۔ جس نے اس کو بلنظیر پیدا کیا۔ جس نے بغیر ستون کے اس کو قائم کیا۔ جس نے ان کے بنانے میں کسی سے مدد نہیں لی اور ستاروں سے اس کو رونق دی اور شیاطین کے لئے اس میں رجم کا سامان پیدا کیا پس بابرکت ہے وہ اللہ جو بہترین خالق ہے جو ایسا بالا و برتر ہے کہ متکلین کی عقلیں اس کی حقیقت کو طلب نہیں کرسکتیں۔ اور متقلدین کی خواہشیں اس کے دین میں حکم نہیں لگاسکتیں۔ اس نے قرآن کو ایماندار بندوں کے لئے ہدایت اور ڈرنے والوں کے لئے پیشوا جھگڑا کرنے والوں کے لئے جائے پناہ اور اختلاف کرنے والوں کے لئے فیصلہ کُن بنایا۔ جس نے اولیار مؤمنین کو قرآن کے اتباع کی طرف بلایا اور اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ اگر

Marfat.com

تاویلاً احمدہٗ حمدًا ابلغ رضاہ۔ اس کی تاویل اور صحیح معنی میں کوئی جھگڑا پیش آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی طرف رجوع کریں اور اسے اپنا حَکَم بنائیں۔ اور اس کی راسخ کتاب نے بھی اس کی شہادت دی۔ چنانچہ فرماتا ہے، اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اور ان اختیار والے حاکموں کی جو تم میں سے ہیں، اطاعت کرو۔ پھر اگر کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اللہ اور اس کے رسول کے قول کی طرف رجوع کرو۔ بشرطیکہ تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔ یہ تحقیق کرنا بہتر اور خوب ہے۔

ف۔ مترجم کہتا ہے، اولوالامر سے بادشاہ، قاضی، حاکم اور جو کسی کام پر مامور ہوں، سب مراد ہیں، جب تک یہ خلاف خدا اور خلافِ رسول حکم نہ فرمائیں ان کا حکم ماننا بھی ضروری ہے۔ اور کوئی ان میں سے اگر اللہ اور رسول کے خلاف حکم کرے تو اس کو نہ مانے۔ اگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہوا، ایک نے کہا چلو شرع کی طرف رجوع کرکے جو فیصلہ ہو اس پر عمل درآمد کریں اور اس کے جواب میں دوسرے نے یہ کہا کہ میں شرع کو نہیں سمجھتا یا مجھے شرع سے کچھ کام نہیں تو وہ شخص اسلام سے خارج ہے۔ (عیاذاً باللہ)

نام ابوعَوَانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید ست واو از مردم اسفرائن ست و آخرہا سکونت بہ نیشاپور اختیار نمودہ و در خراسان و عراق و یمن و حجاز و شام و جزیرہ و فارس و اصفہان و مصر و ثغور گردید و از علماء ہر دیار جمع حدیث کردہ در مذہب شافعی بود و مذہب شافعی را اول کسے کہ در اسفرائن آورد و رواج داد اوست در فقہ شاگرد مزنی و ربیع بود کہ از اجل اصحاب شافعی اند و در حدیث شاگرد مسلم بن حجاج و یونس بن عبدالاعلیٰ و محمد بن یحییٰ ذہلی ست و طبرانی و اسمٰعیلی و ابو علی نیشاپوری و دیگر محدثین عمدہ شاگردان اویند۔ حاکم در حق او گفتہ کَانَ اَبُوْعَوَانَۃَ

ابوعَوَانہ کا نام یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید ہے وہ اسفرائن کے رہنے والے ہیں بعد میں نیشاپور میں سکونت اختیار فرمائی تھی۔ خراسان، عراق یمن، حجاز، شام، جزیرہ، فارس، اصفہان، مصر اور ثغور میں گشت کرکے ہر دیار کے علماء سے احادیث کو جمع کیا۔ شافعی المذہب تھے۔ اسفرائن میں مذہب شافعی کی ابتدا انہیں سے ہوئی اور انہوں نے ہی اس کا رواج دیا۔ فقہ میں مزنی اور ربیع کے شاگرد تھے جو امام شافعی کے افضل اور اعلیٰ شاگردوں میں سے ہیں۔ حدیث میں مسلم بن الحجاج اور یونس بن عبدالاعلیٰ اور محمد بن یحییٰ ذہلی کے شاگرد ہیں۔ طبرانی وابوبکر اسمٰعیلی وابوعلی نیشاپوری اور دیگر محدثین ان کے اعلیٰ شاگردوں میں سے ہیں۔ حاکم نے ان کے بارے

Marfat.com

من علماءِ الحدیثِ واثباتِهم سمعتُ ابنهٗ محمّدًا یقولُ اِنّهٗ توفّی سنة ست عشرة وثلث مائة ۔

میں یہ کہا ہے۔ "ابو عوانہ علمائے حدیث کے افضل علماء میں سے تھے اور میں نے ان کے بیٹے محمد سے یہ سنا ہے کہ ابو عوانہ کی وفات ۳۱۶ھ میں ہوئی۔"

صحیح اسمٰعیلی

وآن مستخرج ست بر صحیح بخاری رحمة اللہ علیہ وشیخ السنة ابوالفضل بن حجر از وی انتخابی کردہ تعلیقات بخاری را کہ اسمٰعیلی وصل آن نمودہ جدا نوشتہ اند وآن را منتقیٰ ابن حجر گویند واز عوالی اسمٰعیلی در مستخرج این حدیث ست وعوالی در اصطلاح محدثین آن احادیث را گویند کہ صاحب کتاب را نسبت بصاحب کتاب دیگر یا نسبت بسائر مرویات خودش علو سند دران واقع شود و وسائط فیما بینہٗ وبین الرسول کمتر شوند واین علو مطلق ست واگر نسبت بیکی از شیوخ وائمہ قلت وسائط حاصل شود علو نسبی نامند۔

یہ مستخرج بر صحیح بخاری ہے۔ شیخ السنۃ ابوالفضل بن حجر نے تعلیقات بخاری کو جسے اسمٰعیلی نے ملا دیا تھا اس سے انتخاب کر کے جدا لکھا ہے اور اس کو منتقیٰ ابن حجر کہتے ہیں۔ عوالی اسمٰعیلی سے یہ حدیث ہے۔ اصطلاحِ محدثین میں عوالی ان احادیث کو کہتے ہیں جن کی سندوں میں ایک صاحبِ کتاب کو دوسری کتاب والوں کے اعتبار سے یا بہ نسبت اپنی باقی مرویات کے علوّ واقع ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خود ان کے درمیان کے واسطے بہت کم ہو جائیں اس کو علوّ مطلق کہتے ہیں اور اگر شیوخ وائمہ حدیث میں سے کسی ایک شیخ یا امام کی نسبت واسطوں کی کمی ہو تو اس کو علو نسبتی کہتے ہیں۔

قالَ الاسمٰعیلی فی حدیثِ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ اخبرنا ابوخلیفة قال حدّثنا عبدالوارث عن عبدالعزیز بن حبیب عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ قال ما منعنی ان احدّثکم حدیثًا کثیرًا الّا انّی سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ مَنْ تَعَمَّدَ الکذبَ عَلَیَّ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

ابوخلیفہ، عبدالوارث، عبدالعزیز بن حبیب، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے سوائے اس کے اور کوئی امر مانع نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص عمداً میری طرف جھوٹ لگائے اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تجویز کر رکھے۔

وچون بخاری را در احادیث انس رضی

چونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو چار واسطوں سے

Marfat.com

غالباً چہار واسطہ می باشد۔ وچون اسمٰعیلی بسیار متاخر است از بخاری واو را نیز این معنی درین حدیث حاصل شد پس نہایت علو بہم رسید۔

وکنیت اسمٰعیلی ابوبکر ست ونام احمد بن ابراہیم بن اسمٰعیل بن العباس الاسمٰعیلی ست در شہر جرجان امام وقت بود در فقہ ودر حدیث مردم او را مقتدای شمردند در سنہ دو صد ہفتاد و ہفت بعد از وفات بخاری بہ بست ویک سال متولد شدہ ودر اوائل او را شوق طلب علم حدیث دامنگیر شدہ اما اہل واقارب او برحلت دسفر او رضا نمیدادند واو را بچاپلوسی وحیلہ ہائے ازین کار باز می داشتند تا آنکہ خبر موت محمد بن ایوب رازی کہ یکے از محدثان عمدہ آن وقت بود باو رسید بمجرد شنیدن این خبر حالت او متغیر شد ودر خانہ خود در آمد و جامہائی خود بدرید وفریاد وفغان آغاز کرد خاک بر سر می پاشید تمام اقارب واہل خانہ او مجتمع آمدند واز سبب این پرسیدند گفت شما مرا رفتن ندادید تا آنکہ ہمچو کس ازین عالم انتقال کرد ومن از علم او محروم ماندم اقارب چون حال او برین منوال دیدند او را تسلی دادند وگفت حالا نیز علماء بسیار در قید حیات اند ہر طرف کہ خواہی سفر کن واز ایشان فیض حدیث بگیر وخال او راہمراہ او کردہ دادند واو از وطن خود ارتحال نمودہ اول در شہر نسا'

یہ حدیث پہنچی ہے اور اسمٰعیلی کو بھی باوجود بخاری سے متاخر ہونے کے چار ہی واسطوں سے پہنچی ہے۔ اس واسطے اسماعیلی کو علو اسناد حاصل ہوگیا۔

اسماعیلی کی کنیت ابوبکر ہے۔ اور احمد بن ابراہیم بن اسمٰعیل بن العباس الاسماعیلی نام ہے۔ شہر جرجان میں اپنے وقت کے امام تھے۔ فقہ اور حدیث میں لوگ ان کو مقتدا سمجھتے تھے۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے اکیس سال بعد ۲۷۷ھ میں پیدا ہوئے اور ابتدا ہی سے علم حدیث کی طلب کا شوق دامنگیر ہوا۔ مگر ان کے رشتہ دار اور عزیز واقارب ان کو سفر کرنے کی خوشی سے اجازت نہیں دیتے تھے اور طرح طرح کے حیلہ بہانہ اور نہایت چاپلوسی کے ساتھ انہیں اس ارادہ سے روکتے رہے یہاں تک کہ جب محمد بن یعقوب رازی کا (جو اپنے وقت کے عمدہ محدث تھے) انتقال ہوگیا تو ان کی حالت ایسی غیر ہوئی کہ اپنے گھر میں آ کر تمام کپڑے پھاڑ ڈالے اور آہ وبکا شروع کردی۔ تمام رشتہ دار انہیں خاک بر سر دیکھ کر مجتمع ہوگئے اور جب انہوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ دیکھو کیسے زبردست عالم کا اس عالم سے انتقال ہوگیا ہے۔ تم لوگوں نے مجھے ان کے پاس جانے کی اجازت نہیں دی۔ مجھے سب سے زیادہ صدمہ اس بات کا ہے کہ میں ان سے مستفید نہ ہوا اور ان کی دولت علمی سے محروم ہوگیا۔ جب ان کے رشتہ دار نے ان کے حال کو ایسا متغیر پایا تو اس طرح پر ان کو تسلی دی کہ اب بھی بہت سے عالم زندہ ہیں، تمہارا جس طرف دل چاہے سفر کرو۔ جس محدث کی خدمت میں چاہو

Marfat.com

نزد ابوالحسن بن سفیان رسید و ازانجا به بغداد و کوفه و اهواز و بصره و انبار و موصل و جزیره و دیگر بلاد اسلام سفر گزید و از ابویعلی و عبدان و ابوخلیفه جمحی و محمد بن عثمان بن ابی شیبه و شیخ زاهد محمد بن عثمان مقابری و ابراہیم بن زہیر حلوانی و فریابی و دیگر محدثین عمده استفاده کرد و جامع شد درمیان فقه و حدیث و ریاست دین و دنیا۔

تا آنکه بعضے از محدثین عمده گفته اند که اورا لایق بود که در کتابے مستقل در سنن تصنیف میکرد زیراکه او بدرجۂ اجتهاد رسیده بود و کتب بسیار یاد می داشت و علم وافر و ذہن سلیم اورا نصیب شده بود نه آنکه تابع بخاری باشد و اسانید و مرویات وے فقط بیان می نماید۔

و راقم الحروف گوید ورا این مستخرج اورا تصانیف دیگر ہم ہست معجمی دارد و مسند کبیر بسیار کلان قریب سو جلد اما آن مسند مشہور نگشته وفات او غره صفر سال سه صد و ہفتاد و یک بوده است۔

رہ کر ان سے فیضِ حدیث حاصل کرو۔ تمہارے ماموں تمہارے ساتھ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے وطن سے سفر اختیار کیا اور اول شہر نسا (نسی) میں حسن بن سفیان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر وہاں سے بغداد، کوفہ اہواز، بصرہ، انبار، موصل، جزیرہ اور دوسرے بلادِ اسلام میں پھرتے رہے۔ ابویعلی، عبدان، ابوخلیفہ جمحی، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، شیخ زاہد محمد بن مقابری، ابراہیم بن زہیر حلوانی، فریابی اور دوسرے اعلیٰ محدثین سے علمِ حدیث حاصل کیا اور فقہ و حدیث کے جامع اور دین و دنیا کی ریاست کے مالک ہوئے۔

بعض فاضل محدثوں نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ چونکہ اسمٰعیلی کو درجۂ اجتہاد حاصل تھا اور انہیں کتابیں بہت یاد تھیں، حق تعالیٰ نے ذہنِ سلیم اور علمِ وافر بھی ان کو عطا فرمایا تھا اس واسطے ان کو مناسب تھا کہ سنن میں کوئی کتابِ مستقل تصنیف فرماتے نہ کہ بخاری کے تابع ہو کر صرف ان کے مرویات اور اسانید بیان کرنے پر اکتفا کرتے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس مستخرج کے علاوہ اسمٰعیلی کی اور بھی تصانیف ہیں۔ چنانچہ مسند کبیر جو نہایت ضخیم قریب ایک سو جلد کے ہے، اور ایک معجم بھی، انہیں کی تصنیف کردہ ہیں۔ البتہ یہ مُسند مشہور نہیں ہوا آغاز ماہ صفر ۳۷۱ھ میں اس دارِ فانی سے انتقال فرمایا۔

صحیح ابن حبّان

که اورا التقاسیم والانواع نیز نامند و ترتیب

اس کو تقاسیم والانواع بھی کہتے ہیں۔ اس کی ترتیب

Marfat.com

آن ترتیب مخترع ست کہ نہ برابواب ست و نہ برمسانید صحابہ و نہ برمعاجم شیوخ۔ اول اقسام ذکر کردہ است و دران اقسام انواع مے آرد مثلاً می گوید النوع السادس والاربعون من القسم الثانی فی النواہی و علیٰ ہذا القیاس و درین کتاب خطبۂ دراز نوشتہ بعضے فقرات آن بدل چسپ حمد وثنای آن خطبہ نقل کردہ می شود۔ می گوید۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ المستحقّ الحمد لِآلائِہ المتوحّد بعزّہ وکبریائہ القریب من خلقہ فی اعلیٰ علوّہ البعید منہم فی ادنی دُنوّہ العلیم بکنین النجویٰ والمطلع علی افکار السرّ واخفیٰ وما استجنّ تحتَ عناصر الثریٰ وما جَالَ فی خواطر الوریٰ الذی ابتدع الاشیاء بقدرتہ وذرا الانام بمشیتہ من غیر اصل علیہ افتعل ولا رسم مرسوم امتثل ثمّ جعل العقول مسلکا لذوی الحجا وملجأ فی مسالک اولی النُّھیٰ وجَعَل اَسبَابَ الوصول الیٰ کیفیۃ العقول وماشقّ لھم من الاسماع والابصار والتکلّف للبحث والاعتبار فاحکم لطیف ما دبّر واتقن جمیع ما قدّر ثم فصّل بانواع الخطاب اھل التمیز والالباب ثم

نئی طرح کی ہے۔ نہ مبوب بہ ابواب ہی ہے اور نہ مثل مسانید صحابہ و معاجم شیوخ ہے۔ اول اقسام کو ذکر کرتے ہیں اور ان اقسام میں انواع بیان کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں اَلنَّوْعُ السَّادِسُ وَالْاَرْبَعُوْنَ مِنَ الْقِسْمِ الثَّانِیْ فِی النَّوَاھِی یعنی دوسری قسم کی چھیالیسویں نوع نواہی کے بیان میں ہے۔ علیٰ ہذا سب اقسام اسی طرح پر ہیں۔ اس کتاب میں خطبہ طویل لکھا ہے اور اس کے بعض فقرات نہایت دلچسپ ہیں۔ چنانچہ اس خطبہ کی حمد وثنا نقل کی جاتی ہے۔

تمام محامد اس خدا کے لئے ہیں۔ جو اپنے احسانات کی وجہ سے حمد کا مستحق ہے۔ جو اپنی عزت اور کبریائی میں یگانہ ہے اور جو باوجود ہر قسم کی بلندی اور برتری کے اپنی مخلوق سے بہت زیادہ نزدیک ہے اور جو باوجود زیادہ سے زیادہ نزدیک ہونے کے پھر ان سے دور ہے اور جو پوشیدہ سرگوشیوں پر مطلع ہے اور جو ہر قسم کے اسرار اور چھپے ہوئے افکار سے آگاہ ہے۔ وہ چیزیں بھی اس کے سامنے حاضر ہیں جو تحت الثریٰ میں چھپی ہوئی ہیں اور وہ بھی جو لوگوں کے دلوں میں گزرتی رہتی ہیں۔ وہ ایسا خُدا ہے جس نے تمام اشیاء کو محض اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا کیا اور ساری کائنات کو محض اپنی مشیت سے پھیلا دیا بغیر کسی ایسے نمونہ کے کہ جس پر یہ عمارت بنائی جائے اور بغیر کسی ایسے نقشہ کے کہ جو تیار شدہ ہوتا۔ پھر اس خُدا نے دانشمندوں کے لئے راستہ بنایا۔ اور عقلمندوں کے راستوں کی جائے پناہ۔ اور اس خدا نے ایسے اسباب پیدا کئے، جن کے ذریعہ سے عقول کی کیفیات تک ہم پہنچ سکیں اور

Marfat.com

اختار طائفة لصفوته وهداهم لزوم طاعته من اتباع سبيل الابرار في لزوم السُنن والآثار فزيّن قُلوبهُم بالايمان وانطق السنتهم بالبيان من كشف اعلام دينه و اتباع سُنن نبيّه صلّى الله عليه وسلّم بالذوب بالترحّل والاسفار وفراق الاهل والاوطار في جميع السُنن و رفض الاهواء والتفقّه فيها بترك الآراء فتجرّد القومُ للحديث وطلبوه ورحلوه فيه وكتبوه وسألوا عنه و احكموه وذاكروا فيه ونشرُوه و تفقّهُوا فيه واصلوه وفرعوا عليه وما بدّلوه وبيّنُوا المرسَل من المتّصل والموقوف من المنفصل والنّاسخ و المنسُوخ والمفسّر من المجمل والمستعمل من المهمل والمختصر من المتقضى والملزوق من المتقصّى والعموم والخصوص والدليل عن المنصوص والمباح

اسی خدا نے بشرہ انسانی کو شق کر کے کان اور آنکھیں پیدا اور بحث اور اعتبار کا متحمل بنایا۔ پھر اپنی تدبیرات لطیفہ کو محکم کیا اور جملہ ان چیزوں کو جو مقدور تھیں مضبوطی کے ساتھ قائم رکھا بعدہٗ ہوشمندوں اور عاقلوں کو خاص طرح کے خطابات کے ساتھ ممتاز فرمایا۔ پھر ان میں سے بھی ایک برگزیدہ جماعت کو چن لیا اور ان کو اپنی طاعت پر پابند رہنے کی ہدایت کی یعنی یہ کہ وہ نیک بندوں کے راستہ کا اتباع کریں اور سُنن[1] و آثار[2] کو لازم سمجھیں پس خدا نے ہی ان کے قلوب کو ایمان سے مزین فرمایا اور ان کی زبانوں کو بیانات کے ساتھ گویا کیا تاکہ وہ دین کے نشانات کو ظاہر کر سکیں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا اتباع کریں۔ احادیث کے جمع کرنے اور خواہشات کے چھوڑنے اور آراء کو ترک کر کے فقیہ بننے کے لئے اپنے اہل و عیال اور جملہ حاجات سے علیحدہ ہو کر سفر اور راہ پیمائی میں اپنے کو گھلا دیں تو ایک قوم خاص حدیث کے لئے علیحدہ ہوئی۔ اس کے حدیث کو تلاش کیا اس کے لئے سفر کئے کتابیں لکھیں لوگوں سے معلومات کیں اس فن کو مضبوط کیا اس میں مذاکرے جاری رہے اسے پھیلایا فقیہ بنے اس کے اصول و فروع کو قائم کیا اور ذرا سی بھی اس میں تبدیلی نہیں کی۔ مرسل[3] اور متصل[4] موقوف[5] اور منفصل[6]

[1] اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [2] اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم [3] وہ حدیث ہے جو تابعی آنحضرت سے روایت کرے کہ آپ نے ایسا فرمایا یا ایسا کیا یعنی صحابی کا ذکر نہ کرے [4] وہ حدیث ہے جسکی سند برابر ملی ہوئی ہو کوئی راوی چھوٹا نہ ہو [5] وہ قول و فعل ہے جو کسی صحابی سے روایت کیا جائے خواہ مسند متصل ہو خواہ کوئی راوی چھوٹ گیا ہو [6] مراد حدیث منقطع ہے یعنی جس کے اسناد برابر نہ ہو شروع میں سے خواہ بیچ میں سے خواہ اوپر سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو مگر اکثر اس حدیث کو کہتے ہیں جو تبع تابعی صحابی سے روایت کرے۔

Marfat.com

من المزجور والغريب من المشهور والفرض من الارشاد والحتم من الايعاد والعدول من المجروحين والضعفاء من المتروكين وكيفية المعلول والكشف عن المجهول و ما حرف عن المجدول اوقلب من المنخول من مخامل التدليس وما فيه من التلبيس حتى حفظ الله بهم الدين على المسلمين وصانه عن ثلب القادحين وجعلهم عند التنازع ائمة الهدى وفى النوازل مصابيح الدجى فهم ورثة الانبياء و مانس الاصفياء وملجا الاتقياء ومركز الاولياء فله الحمد على قدرته وقضائه وتفضله

ناسخ اور منسوخ۔ مفسر اور مجمل۔ مستعمل اور مہمل۔ مختصر اور متقصی[۱] ملزوق[۱] اور متقصی[۲]۔ عموم اور خصوص۔ دلیل[۳] اور منصوص[۴]۔ مباح اور منہی۔ غریب[۵] اور مشہور[۶]۔ فرض اور ارشاد۔ حتم[۷] اور ایعاد کو الگ الگ کیا۔ اور رواۃ وثقات کو مجروحین سے اور ضعفار کو متروکین سے جدا کیا۔ معلول کی کیفیت بیان کی۔ مجہول کی جہالت سے پردہ اٹھایا۔ اور مجدول و منخول[۸] کی تدلیس[۹] و تلبیس[۱۰] کے مواقع بتائے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دین کی حفاظت ان کے ذریعہ سے کرائی۔ اور رخنہ ڈالنے والوں کے رخنہ سے بچایا۔ اور جھگڑوں کے وقت ان لوگوں کو ہدایت کا امام مقرر کیا اور پیش آنے والی باتوں میں ان سے چراغِ ہدایت کا کام لیا تو حقیقت میں یہی لوگ انبیار کے وارث اور اتقیار کی جائے پناہ اور اصفیار کے اُنس کا سبب اور اولیار کے مرکز ہیں۔ پس اسی خدا کے لئے ہے حمد اس کی قضا و قدر پر اس کے انعام پر اس کی عطا و ن

---

[۱] لغوی معنی تو چمٹائے ہوئے کے ہیں۔ مراد یہاں پر بنائی ہوئی حدیث [۲] لغوی معنی چھوٹنے والے کے ہیں۔ مراد یہاں پر یگانہ [۳] مفہوم مخالفت [۴] منطوق [۵] وہ حدیث صحیح ہے جس کا راوی روایت میں کسی جگہ اکیلا ہو۔ اور اگر ہر زمانے میں ایک ہو تو وہ فرد ہے [۶] وہ حدیث ہے کہ خاص اہل حدیث کے نزدیک شائع ہو یعنی اس کو بہت سے راویوں نے ہر زمانہ میں روایت کیا ہو [۷] واجب۔

[۸] منقح [۹] حدیث میں اس فعل کو کہتے ہیں کہ راوی جس شخص سے روایت کرے اس سے ملاقات کی ہو یا وہ ان کا ہم عصر ہو مگر اس سے اس روایت کو نہ سنا ہو اور ایسے لفظوں سے بیان کرے جس سے یہ وہم ہو کہ سنا ہوا کہتا ہے۔

[۱۰] ملمع سازی۔

Marfat.com

بعطائِهٖ وبرّه ونعمائِهٖ وَمَنِّهٖ وَالآئِهٖ ۔

پر اس کے حسن سلوک پر اس کی نعمتوں پر اس کے تمام احسانات اور بخششوں پر۔

کنیت او ابوحاتم و نام او محمد بن حبان بن احمد بن حبان معاذ بن معبد ست و نسب او بزید بن مناة بن تمیم میرسد پس او تمیمی ست و بستی نیز گویند زیراکه در شهر بست که در سیستان ست ساکن بود شاگرد نسائی ست و از ابویعلی موصلی و حسن بن سفیان و ابوبکر بن خزیمه صاحب الصحیح نیز تلمذ نموده از خراسان تا مصر سیر کرده و از ہر عالم فیض گرفته سوائے علم حدیث علوم دیگر داشت فقه و لغت و طب و نجوم را نیک میدانست حاکم از وے اخذ کرده و شاگردی نموده و خود ابن حبّان در ہمین کتاب الانواع گفته است که لَعَلَّنَا کَتَبْنَا عَنْ اَلْفَیْ شَیْخٍ ۔

ان کی کنیت ابوحاتم ہے۔ اور نام محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد ہے۔ نسب ان کا زید مناۃ بن تمیم تک پہنچتا ہے، اس وجہ سے وہ تمیمی ہیں اور بُستی بھی کہلاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیستان میں جو شہر بُست ہے اس کے رہنے ہیں ہیں۔ نسائی کے شاگرد ہیں۔ ابویعلی موصلی، حسن بن سفیان ابور ابوبکر بن خزیمہ سے بھی جو صاحب صحیح ہیں تلمذ حاصل کیا۔ اور خراسان سے مصر تک سفر کرکے ہر عالم کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ علم حدیث کے علاوہ دوسرے علوم بھی جانتے تھے۔ فقہ، لغت، طب اور نجوم میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ حاکم نے بھی ان کی شاگردی اختیار کرکے ان سے علم حاصل کیا ہے۔ خود ابن حبّان نے اسی کتاب الانواع میں یہ بیان کیا ہے کہ لَعَلَّنَا کَتَبْنَا عَنْ اَلْفَیْ شَیْخٍ یعنی خیال ہوتا ہے کہ ہم نے دوہزار شیوخ سے احادیث تحریر کی ہیں۔

علامہ ابن حبّان کے قول "النبوۃ العلم والعمل" پر بحث

فائدہ

باید دانست که ابن حبان را ابتلائے پیش آمد که وے در بعضے کتب خود گفته النبوة العلم والعمل مردم برین حرف او انکار کردند و نسبت بزندقه نمودند و از وے روایت حدیث و

جاننا چاہیئے کہ چونکہ ابن حبان نے اپنی بعض کتابوں میں بیان کیا ہے کہ اَلنُّبُوَّۃُ اَلْعِلْمُ وَالْعَمَلُ یعنی نبوت علم وعمل کا نام ہے۔ اس وجہ سے وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ اس زمانہ کے آدمیوں نے اس کا انکار کیا اور انہیں زندیق بتلایا۔ ان سے روایت

Marfat.com

ملاقات ترک کردہ و بخلیفۂ وقت این ماجرا
رسانیدند و خلیفہ بی تحقیق حکم بقتل او نمود
تا آنکہ از بعضے محدثین ثقات نیز در حق
او گفتہ اند و ذلک نفس فلسفی لیکن
انصاف آنست کہ این کلام او چندان
دور از عقائد حقہ نیست چہ مراد او آن
نیست کہ نبوت کسبی ست بریاضت در
علم و عمل حاصل توان کرد چنانچہ مذہب
فلاسفہ ہست بلکہ غرض او آنست کہ نبوت
را لازم ست کہ نفس ناطقہ انسان در علم و
عمل زیادتی بیّن داشتہ باشد بعد ازان
بطریق موہبت او را نبوت عطا می شود
چنانچہ در قرآن مجید اشارہ بآن معنی میفرماید
جائیکہ فرمودہ است اَللّٰہُ اعلمُ حیثُ یجعلُ
رسالتہ۔ و اعتقاد آنکہ انبیاء را ہیچ مرتبہ
در قوت علمیہ و عملیہ بر سائر افراد نمی باید کہ
باشد و بطریق تحکم محض یکے را از میان افراد
متساویہ بہ نبوت سرافراز می فرمایند اصلاً
از شریعت و دین ثابت نمی شود یا مراد اش
آنست کہ انبیا را بعد از بخشش نبوت
تفوق در ہر دو جانب علم و عمل می گردد و
لہذا معصوم میباشند از خطا و گناہ و
این معنی مجمع علیہ جمیع اہل اسلام ست
و ذہبی در تذکرہ گفتہ است۔
ھٰذا اللہ محملٌ حسنٌ ولَم یُرِد

حدیث اور ملاقات ترک کردی۔ خلیفۂ وقت تک بھی
قصّہ پہنچایا گیا اور خلیفہ نے بغیر تحقیق کے ان کے قتل کا
حکم دے دیا۔ نوبت بایں جا رسید کہ بعض ثقات
محدثین بھی ان کے حق میں کہنے لگے کہ ذٰلِکَ نَفسٌ فَلسَفِیٌّ
یہ فلسفی ہے۔ لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ ان کا یہ
کلام عقائد حقہ سے چنداں دور نہیں ہے۔ کیونکہ ان
کی مراد یہ نہیں تھی کہ نبوّت ایک کسبی چیز ہے اس کو علم
و عمل کی ریاضت سے حاصل کر سکتے ہیں جیسا کہ فلاسفہ
کہتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبوّت کے لئے
ایسا نفس ناطقہ چاہئے جو علم و عمل میں بیّن زیادتی رکھتا
ہو۔ اس کے بعد وہبی طریق سے اس کو نبوت عطا
ہوتی ہے۔ چنانچہ کلام مجید کی اس آیت میں بھی اسی
طرف اشارہ ہے، اَللّٰہُ یَعلَمُ حَیثُ یَجعَلُ رِسَالَتَہٗ
یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رسالت اور پیغمبری جس کو دیتا ہے
اس کو خوب جانتا ہے، ورنہ یہ اعتقاد کس کا ہو سکتا
ہے کہ انبیاء قوت علمیہ و عملیہ میں سب افراد کے برابر
ہوتے ہیں اور ان افراد متساویہ میں سے کسی ایک کو
زبردستی کے سبب نبوّت سے سرفراز کر دیا جاتا ہے۔ یہ
بات ہرگز شریعت اور دین سے ثابت نہیں ہوتی۔
اور یا اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کو نبوت ملنے
کے بعد علم و عمل کے ہر دونوں جانب میں تفوق حاصل
ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے وہ خطا اور گناہ سے محفوظ
رہتے ہیں۔ اور جمیع اہل اسلام کا ان معنی پر اتفاق ہے
چنانچہ ذہبی نے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔
اس کلام کا یہ عمدہ محمل ہے کیونکہ ان کا یہ خیال

حصرُ المبتدأ فی الخبر ومثلهٗ الحجُّ عرفةٌ فمعلوم انّ الرجل لا یصیرُ حاجًّا بمجرّد الوقوف بعرفة وانّما ذکر مُهِمّ الحجّ۔

وفات او در سال سی صد وپنجاه و چهار وبست ودوم شوال روز جمعه بوده است وازوے تصانیف بسیار مشهور و یادگار ست از انجمله کتاب تاریخ الثقات که متداول ست وازوے نقل می آرند وکتاب الضعفاء نیز متداول ست۔

وعلل کتاب الزہری وعلل حدیث مالک وما انفرد به اہل المدینة من الشامیین وما انفرد به المکیون وما انفرد به اہل العراق وما انفرد به اہل خراسان واو را معجمی بر ترتیب مدن وکتابے در مناقب مالک وکتابے در مناقب شافعی وکتابے ست مسمی بانواع العلوم و اوصافها سه جلد دارد وکتابیست مسمی بالہدایة الی علم السنن وورا این نیز تصانیف دارد۔

نہیں ہے کہ مبتدا کا خبر میں حصر ہو رہا ہے۔ بلکہ یہ قول تو "الحجّ عرفۃٌ" کی طرح ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مجرد وقوف عرفہ سے کوئی شخص حاجی نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے مہتم بالشّان ہونے کو بیان کیا گیا ہے [1]

آپ کی وفات ۲۲ شوال ۳۵۴ھ کو جمعہ کے روز ہوئی، بہت سی تصانیف ان کی یادگار مشہور ہیں۔ منجملہ ان کے کتاب تاریخ الثقات ہے جو رائج ہے اور کثرت سے ملتی ہے اور اس کے حوالے بھی نقل کر لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کتاب الضعفاء بھی متداول ہے۔

ازاں جملہ علل حدیث الزہری، علل حدیث مالک، ما انفرد بہ اہل المدینۃ من الشامیین، ما انفرد بہ المکیون ما انفرد بہ اہل العراق، ما انفرد بہ اہل خراسان۔ اور ایک معجم ہے جو شہروں کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے اور ایک کتاب مناقب امام مالک میں اور ایک مناقب امام شافعی میں۔ اور ایک کتاب ہے جو انواع العلوم واوصافہا کے نام سے موسوم ہے اور اس کی تین جلدیں ہیں۔ اور ایک کتاب ہے جو الہدایۃ الی علم السنن کے نام سے موسوم ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔

---

[1] اس قول کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اصل میں نبوت علم وہبی کا نام ہے جو اس کے بغیر ممکن نہیں اور نبوت کے بعد نبی چونکہ دوسروں کا مقتدا ہوتا ہے اس لئے وہ سراپا عمل بھی ہوتا ہے تو گویا نبوت کے لئے علم وعمل دو لازمی اجزاء ہوئے کیونکہ بغیر علم وہبی کے نبوّت کا وجود نہیں ہوتا اور فاسق وفاجر کو نبوت عطا نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

صحیح (مُستدرک) حاکم

اورا مستدرک حاکم نیز گویند مشہور ومعروف ست درخطبہ اش سبب تالیف این کتاب چنین میگوید۔

وقد نبغ فی عصرنا ھذا جماعۃ من المبتدعۃ یشمتون برواۃ الآثار بان جمیع ما یصحّ عندکم من الحدیث لا یبلغ عشرۃ آلاف حدیثٍ وھذہ الاسانیدُ المجموعۃُ المشتملۃُ علی الفِ جزء او اقلّ او اکثر منہ کلُّھا سقیمۃٌ غیرُ صحیحۃٍ۔

(وقد) سألنی جماعۃ من اعیان اھل العلم بھذہ المدینۃ وغیرھا ان اجمع کتابا یشتمل علی الاحادیث المرویۃ باسانید یحتجّ محمدُ بن اسمٰعیل ومسلم بن الحجاج بمثلھا۔ اذ لا سبیل الی اخراج مالا علۃ لہ فانھما رحمھما اللہ لم یدّعیا ذلک لانفسھما (وقد خرج) جماعۃ من علماء عصرھما ومن بعدھما علیھما احادیث قد اخرجھا وھی معلولۃ وقد جھدت فی الذب عنھما فی المدخل الی الصحیح بما رضیہ اھل الصنعۃ و انا استعین اللہ تعالیٰ اخراج احادیث رواتھا ثقات قد احتج بمثلھا الشیخان رضی اللہ عنھما او احدُھما وھذا شرط

اسے مستدرک حاکم بھی کہتے ہیں۔ یہ کتاب مشہور ومعروف ہے۔ اس کتاب کے خطبہ میں اس کی تالیف کا سبب اس طرح بیان کیا ہے۔

ہمارے اس زمانے میں مبتدعین کی ایک جماعت پیدا ہوئی ہے جو حدیث کے راویوں پر یہ کہہ کر سبّ و شتم کرتی ہے کہ کل وہ حدیثیں جو تمہارے نزدیک صحّت کو پہنچ چکی ہیں وہ دس ہزار سے زیادہ نہیں ہیں اور یہ اسانید جو جمع کی گئی ہیں اور ہزاروں جزو یا کم و بیش پر مشتمل ہیں وہ سب سقیم اور غیر صحیح ہیں۔

اور مجھ سے اس شہر کے عالموں کی ایک ممتاز جماعت نے یہ خواہش کی کہ میں ایک ایسی جامع کتاب لکھوں کہ جس میں وہ حدیثیں جمع کی جائیں جن کی سندوں سے امام بخاری اور امام مسلم نے استدلال کیا ہو۔ اس وجہ سے کہ جو سند علت قادحہ سے خالی ہو اس کے نکال ڈالنے کی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ ان دونوں بزرگوں نے اپنے متعلق یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ ادھر ان دونوں کے مُعاصرین اور ان کے بعد آنے والے علماء کی ایک جماعت نے چند ایسی احادیث کی تخریج کی تھی جن کا اخراج ان دونوں نے کیا تھا، اس وجہ سے وہ حدیثیں معلول تھیں تو میں نے ایسی احادیث کی جانب سے مدافعت کرنے میں اپنی کتاب کے اندر جس کا نام المدخل الی الصحیح بما رضیہ اہل الصنعۃ ہے پوری کوشش کی اور میں اللہ سے ایسی احادیث کے اخراج پر جن کے رواۃ ایسے ثقہ ہوں جن

الصحیح عند کافۃ فقہاء اہل الاسلام ان الزیادۃ فی الاسانید والمتون من الثقات مقبولۃ واللہ المعین علی ما قصدتہٗ وھو حسبی ونعم الوکیل۔

سے شیخین بھی استدلال کر سکتے ہوں امداد کا طالب ہوں اور تمام فقہائے اسلام کے نزدیک اسانید ومتون میں ثقات کی زیادتی مقبول ہے اور اللہ ہی اس چیز پر مددگار ہے جس کا میں نے قصد کیا ہے۔ اور وہ کافی ہے اور اچھا وکیل ہے۔

بعد ازاں کتاب الایمان تا آخر ابواب حدیث بسند خود آوردہ لیکن خطیب بغدادی در حال او نوشتہ است کان الحاکم ثقۃً وکان یمیل الی التشیع و بعضے از علماء گفتہ اند کہ معنی تشیع او آنست کہ قائل بود بہ تفضیل حضرت علی بر حضرت عثمان کہ مذہب جمعی از اسلاف ہم بود واللہ اعلم۔

اس کے بعد کتاب الایمان سے آخری ابواب تک حدیث کو اپنی سند سے بیان کیا ہے لیکن خطیب بغدادی نے ان کے حال میں لکھا ہے کہ حاکم ثقہ تھے، اور تشیع کی جانب میلان رکھتے تھے۔ اور بعض علماء نے ان کے تشیع کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فضیلت دیتے تھے۔ اور اسلاف میں سے بھی ایک جماعت کا یہ مذہب تھا۔

مستدرک میں احادیث موضوعہ کا اندراج

و در بسیاری از احادیث مستدرک کہ او حکم بصحت آنہا نمودہ مثل احادیث صحیحین انگشتہ علمای اجلہ او را تخطیہ کردہ اند و بروے انکار نمودہ از ان جملہ است حدیث الطیر کہ در مناقب حضرت علی مرتضیٰ مشہور و معروف ست و لہذا ذہبی گفتہ است کہ حلال نیست کسی را کہ بر تصحیح حاکم غرہ شود تا وقتیکہ تعقبات و تلخیصات مرا

مستدرک کی بہت سی حدیثیں ایسی بھی ہیں جسے انہوں نے ایسا صحیح بتایا ہے جیسا صحیحین کی حدیثیں مگر بڑے بڑے عالموں نے ان کا تخطیہ کر کے اس کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ منجملہ ان کے حدیث[1] الطیر ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب میں مشہور ومعروف ہے اور اسی واسطے ذہبی نے فرمایا ہے کہ جب تک میری تعقیبات وتلخیصات کو نہ دیکھے اس وقت تک کسی کو جائز نہیں کہ حاکم کی تصحیح پر مغرور ہو جائے اور یہ بھی

۱؎ المستدرک جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ - ۱۲۲

Marfat.com

نہ بیند ونیز گفتہ است احادیث بسیار ست در مستدرک کہ بر شرط صحت نیست بلکہ بعضے از احادیث موضوعہ نیز ہست کہ تمام مستدرک بآنہا معیوب گشتہ اما حدیث طیر را طریق بسیار ست کہ ذہبی در رسالہ جداگانہ جمع نمودہ از مجموع آن طرق این قدر ثابت میشود کہ حدیث را فی الجملہ اصلی ہست۔

گویند کہ در زمان حاکم چہار کس در مملکت اسلام سرآمد محدثین بود دارقطنی در بغداد و حاکم در نیشاپور و ابن مندہ در اصفہان و عبدالغنی در مصر و در میان این چہار کس محققین اہل حدیث چنین حکم کردہ اند دارقطنی در معرفت علل حدیث ممتاز و مستثنی بود و حاکم را در فن تصنیف و ترتیب دخل تمام بود و ابن مندہ در کثرت احادیث و معرفت واسعہ تفوق داشت و عبدالغنی را در معرفت اسباب تبحّر زاید بود و حاکم را تصانیف بسیار ست قریب بہزار جزو میرسد از ان جملہ 'معرفۃ علوم الحدیث' کہ بسیار نافع و مفید ست و دران کتاب در نوع عالی کہ اول انواع ست میگوید

واقرب مایصح لاقراننا من الاسانید بعدد الرجال ما حدثونا عن احمد بن شیبان الرملی وغیرہ قالوا حدثنا سفیان بن عیینہ عن عمرو بن دینار عن ابن عمرؓ وعن الزہری عن انس

فرمایا کہ مستدرک میں بہت سی حدیثیں ایسی بھی ہیں جو شرط صحت پر نہیں ہیں۔ بلکہ بعض احادیث موضوعہ بھی درج ہیں جن کی وجہ سے تمام مستدرک معیوب ہو گئی۔ البتہ حدیث الطیر کے بہت طرق ہیں، جنہیں ذہبی نے ایک جدا رسالہ میں جمع کیا ہے۔ ان تمام طرق سے اس قدر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ فی الجملہ حدیث کی کچھ اصلیت ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کے زمانے میں چار شخص مملکتِ اسلام میں چوٹی کے محدثین شمار ہوتے تھے، دارقطنی بغداد میں، حاکم نیشاپور میں، ابوعبداللہ بن مندہ اصفہان میں اور عبدالغنی مصر میں۔ محققین اہل حدیث نے ان چاروں میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ دارقطنی معرفت علل حدیث میں ممتاز اور مستثنیٰ تھے۔ حاکم کو فن تصنیف اور ترتیب میں دخل تام حاصل تھا۔ ابن مندہ کثرت حدیث اور معرفت واسعہ میں فضیلت رکھتے تھے اور عبدالغنی کو اسباب کی معرفت میں تبحّر حاصل تھا۔ حاکم کی تصانیف اس قدر زیادہ ہیں کہ تقریباً ہزار جزو تک پہنچتی ہیں۔ ان سب میں عمدہ 'معرفۃ علوم الحدیث' ہے یہ کتاب نافع اور مفید ہے۔ اور اس کتاب کی نوع عالی میں جو سب سے اول نوع ہے یہ بیان کیا ہے۔

ہمارے ہم عصروں کی جو سندیں رجال کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب ہیں وہ یہ ہیں۔ احمد بن شیبان رملی وغیرہ سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں۔(۱) اور وہ عمرو بن دینار سے اور وہ حضرت ابن عمرؓ سے۔

(۲) سفیان بن عیینہ زہری سے اور وہ حضرت انس بن

Marfat.com

بن مالك، وعن عبيد الله بن ابى يزيد عن ابن عباس وعن عبد الله بن دينار عن ابن عمر وعن زياد بن علاقة عن جرير. فهذه الاسانيد لابن عيينة صحيحة ومن رسول الله صلى الله عليه وسلم قريبة.

وازان جمله تاریخ نیشاپورست وازانجمله کتاب مزکی الاخبار وکتاب المدخل الی علم الصحیح وکتاب الاکلیل بسیار مفیدست ومفسر راز وے چاره نیست وکتابیست در فضائل شافعی. در تاریخ ابن خلکان مذکورست که تصانیف او بیک هزار و پانصد جزو رسیده واورا درعلوم دیگر هم مهارت بود لیکن چون شغل حدیث بر وے غالب آمد بهمین فن مشهور گشت.

کنیت او عبدالله است ونام ونسب او محمد بن عبدالله بن محمد بن حمدویه بن نعیم الضبی ست واورا طهمانی نیز گویند نسبت بیکے از اجداد او که طهمان نام داشت واو نیشاپوریست ودران وقت معروف بود بابن البیع.

بفتح بار موحده وکسر یار تحتیه مشدد یکے از آبا واجداد او بیع بود وبیع را در لغت هندی بیوپاری نامند. تولد او در ۳۲۱ سنه سه صد وبست ویک ماه ربیع الثانی ست.

مالک رضؓ سے (۳) سفیان بن عیینہ عبید اللہ بن ابی یزید سے اور وہ حضرت ابن عباس رضؓ سے (۴) سفیان بن عیینہ عبد اللہ بن دینار سے اور وہ حضرت ابن عمر رضؓ سے (۵) سفیان بن عیینہ زیاد بن علاقہ سے اور وہ حضرت جریر بجلی رضؓ سے۔ سفیان بن عیینہ کی یہ سب سندیں صحیح ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں۔

ان کی تصانیف میں سے تاریخ نیشاپور، کتاب مزکی الاخبار اور کتاب المدخل الی علم الصحیح ہیں۔ ایک کتاب الاکلیل ہے۔ یہ کتاب بھی بہت مفید ہے اور مفسر کو اس کی سخت ضرورت ہے۔ ان کی ایک کتاب امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل میں بھی ہے۔ تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ ان کی تصانیف ایک ہزار پانچ سو جزو کے قریب پہنچتی ہے۔ وہ اگرچہ دوسرے علوم میں بھی مہارتِ تامہ رکھتے تھے مگر علم حدیث میں زیادہ مشغلہ رکھنے کی وجہ سے اسی فن میں زیادہ مشہور ہوئے۔

ان کی کینت ابوعبداللہ ہے اور نام ونسب یہ ہے۔ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم الضبی۔ اور ان کو طہمانی بھی کہتے تھے۔ یہ نسبت جدی ہے یعنی اجداد میں سے کسی کا نام طہمان تھا اس کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ یہ نیشاپور کے رہنے والے ہیں۔ اپنے زمانہ میں ابن البیّع کے ساتھ مشہور تھے۔

لفظ بیّع بار کے زبر اور یار مشدّدہ کے زیر سے ہے۔ ہندی لغت میں بیّع بیوپاری کو کہتے ہیں۔

ان کی پیدائش ۳۲۱ھ ماہ ربیع الثانی میں ہوئی۔

Marfat.com

ودر صغر سن طلب علم حدیث نموده وپدر و مادر او برین کار اورا اہتمام و ترغیب و تقیید می کردند۔

و در خراسان و ماوراء النہر و دیگر بلاد اسلام گشتہ واز دو ہزار شیخ روایت حدیث نموده پدر او مسلم را دیده بود واو از پدر خود روایت دارد۔ واز ابو العباس اصم و ابو عبداللہ الاخرم وابو العباس بن محبوب وابو عمرو بن السماک وابو علی نیشاپوری حافظ عصر خود و دیگر علماء اجلہ این فن تحصیل نموده ودار قطنی وابو ذر ہروی صاحب روایت بخاری وابو یعلی خلیلی وابو القاسم قشیری وبیہقی و دیگر استادان این صنعت از وے روایت نموده اند واو را حاکم ازان لقب کرده اند کہ قاضی شده بود۔

ووفات او عجب طور واقع شده کہ روزے در حمام در آمد وغسل برآورد چون ازان جا برآمد آہے کشید وجان داد ہنوز لنگ بستہ بود وجامہائے نپوشیده بود واین واقعہ در صفر سال چہار صد وپنج روداد۔ واو را بعد از وفات بخواب دیدند می گفت نجات یافتم بیننده پرسید در چہ چیز گفت در نوشتن حدیث۔ ذہبی در تاریخ گفتہ است

اِن کے باپ اور ماموں کی تاکید بھی اس فن کی تحصیل کے لئے زیادہ تھی اور وہ اہتمام کے ساتھ اس فن کی طرف انہیں ترغیب دیتے تھے۔

چنانچہ انہوں نے خراسان اور ماوراء النہر اور دیگر بلادِ اسلام میں گشت کر کے دو ہزار شیوخ سے حدیث کو حاصل کیا۔ ان کے والد امام مسلم کے دیکھنے والوں میں تھے۔ اور وہ خود اپنے باپ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ابو العباس محمد بن یعقوب اصم، ابو عبداللہ بن یعقوب بن الاخرم، ابو العباس بن محبوب، ابو عمر عثمان بن سماک اور ابو علی حافظ نیشاپوری جو اپنے زمانہ کے حافظ حدیث تھے اور ان کے ماسوا اس فن کے بڑے بڑے عالموں سے اس فن کو حاصل کیا دار قطنی و ابو ذر ہروی (جو بخاری کے راویوں میں ہیں) ابو یعلیٰ خلیلی، ابو القاسم قشیری اور بیہقی اور اس صفت کے ساتھ جو دوسرے استاد متصف ہیں ان سے روایت کرتے ہیں۔ چونکہ وہ عہدۂ قضا پر مامور تھے اس وجہ سے ان کا لقب حاکم پڑ گیا تھا۔

ان کی وفات عجیب طور پہ واقع ہوئی، ایک روز حمام میں غسل کی غرض سے تشریف لے گئے، فراغت کے بعد وہاں سے نکلے تو ایک آہ کھینچی اور جاں بحق ہو گئے تہ بند بندھا ہوا تھا کپڑے بھی پہنے ہوئے نہیں تھے۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۴۰۵ھ میں ہوا۔ انتقال کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا تو یہ فرما رہے تھے کہ میں نے نجات پائی، دیکھنے والے نے دریافت کیا کہ کس سبب سے؟ تو جواب دیا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

که ابوسعید مالینی درحق کتاب او خیلی اسراف کرد گفت من مستدرک را از اول تا آخر مطالعه کردم یک حدیث هم بر شرط بخاری و مسلم نه یافتم وانصاف آن ست که در مستدرک قدرے بسیاری بر شرط این هر دو بزرگ یافته می شود یا بشرط یکے ازینها بلکه ظن غالب آن ست که بقدر نصف کتاب ازین قبیل باشد و بقدر ربع کتاب ازان جنس ست که بظاهر اسناد او صحیح ست لیکن بر شرط این هر دو نیست و بقدر ربع باقی واہیات و مناکیر بلکه بعضے موضوعات نیز ست چنانچه من اختصار آن کتاب که مشہور بتلخیص ذہبی ست خبردار کرده ام انتہی۔

ولہذا علمائے حدیث قرار داده اند که بر مستدرک حاکم اعتماد نه باید کرد مگر بعد از دیدن تلخیص ذہبی۔

کی تحریر سے۔ ذہبی نے تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ابوسعید مالینی نے ان کی کتاب کے بارے میں حد سے تجاوز کرکے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے مستدرک اول سے آخر تک دیکھا ہے مگر ایک حدیث بھی بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق نہ پائی۔ مگر انصاف یہ ہے کہ بہت سی حدیثیں ان دونوں بزرگوں یا دونوں میں سے ایک کی شرط کے مطابق پائی جاتی ہیں بلکہ غالب گمان یہ ہے کہ بقدر نصف کتاب کے اس قسم سے ہو۔ اور چوتھائی کے بقدر ایسی ہو کہ بظاہر اس کا اسناد درست ہے۔ لیکن ان دونوں کی شرط کے مطابق نہیں ہے۔ اور باقی ربع کے بقدر واہیات اور منکرات بلکہ محض موضوعات سے پُر ہے۔ چنانچہ میں نے تلخیص ذہبی میں جو اس کتاب کے اختصار میں ہے لوگوں کو اس پر مطلع کردیا ہے۔

اسی وجہ سے علمائے حدیث نے بیان کردیا ہے کہ حاکم کی مستدرک پر تلخیص ذہبی کے دیکھے بغیر اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔

مستخرج علی صحیح مسلم لابی نعیم الاصبہانی

اولش کتاب الایمان ست و اول آن حدیث جبرئیل ست می گوید۔

حدثنا احمد بن یوسف خلاد قال حدثنا الحارث بن ابی اسامة قال حدثنا

اس کے شروع میں کتاب الایمان ہے اور اول میں یہ حدیث جبرئیل ہے۔

احمد بن یوسف خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابوعبدالرحمٰن بن یزید المقرئ ح ابوعلی بن الصواف

Marfat.com

ابوعبد الرحمٰن بن یزید المقرئ وحدثنا ابوعلی بن الصواف قال حدثنا بشر بن موسیٰ قال حدثنا ابوعبد الرحمٰن المقرئ قال حدثنا کھمس بن الحسن عن عبداللہ بن بریدۃ الاسلمی عن یحیی بن یعمر القرشی کان من اوّل مَن قال بالقدر معبد الجہنی بالبصرۃ فانطلقت انا وحمید بن عبدالرحمٰن الحمیری حاجا الی آخر الحدیث المذکور فی اوائل صحیح مسلم۔

ونام ونسب او احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحٰق بن موسیٰ بن وائل بن مہران اصبہانی صوفیست در سال شش صد وسی وشش متولد شدہ وشش سالہ بود کہ او را بطریق تبرک مشائخ عمدہ حدیث اجازت دادند کہ از جملہ آنہا ابوالعباس اصم وخیثمہ بن سلیمان طرابلسی وجعفر خالدی وشیخ معمر عبداللہ بن عمر بن شوذب ست واو باین خصوصیت متفرد ست بعد از انکہ چونکہ جوان شد سماع کثیر از اجلہ مشائخ حدیث حاصل کرد وتخمی کہ در زمین استعداد او از طفلی افشاندہ بود بار آورد۔ از طبرانی واز ابوالشیخ واز جعابی وابوعلی بن صواف وابوبکر اجری وابن خلاد نصیبی وفاروق بن عبدالکریم خطابی، استفادہ تامہ نمودہ بعد ازان چون بمرتبہ شیخوخت وافادہ رسید حفاظ فن حدیث بسوی او تضرع آوردند وبر در او ہجوم نمودند واستفادہا کردند بجہت علو اسانید ووفور علم وحفظ او رغبت این

بشر بن موسیٰ، کھمس بن الحسن، عبداللہ بن بریدہ اسلمی بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن یعمر القرشی نے یہ بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے مقام بصرہ میں معبد جہنی نے قدر کے بارے میں اعتراضات کیے۔ اسے سن کر میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری حجاج کے پاس گئے۔ اس کے بعد وہ حدیث پوری نقل کی جو صحیح مسلم کے شروع میں ہے۔

ان کا نام ونسب یہ ہے، احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحٰق بن موسیٰ بن (وائل بن) مہران اصبہانی صوفی۔

یہ ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں مشائخ عمدہ نے بطریق تبرک ان کو حدیث کی اجازت دے دی۔ جن مشائخ نے ان کو اجازت دی تھی ان میں سے ابوالعباس اصم، خیثمہ بن سلیمان طرابلسی، جعفر خالدی اور شیخ عبداللہ بن عمر بن شوذب بھی ہیں اور یہ ابونعیم اس خصوصیت کے ساتھ متفرد ہیں۔ اس کے بعد جب وہ جوان ہو گئے تو بڑے بڑے مشائخ سے سماع کیا۔ اور جو تخم ان کی زمین استعداد میں لڑکپن سے ڈالا گیا تھا وہ جم کر بار آور ہوا۔ نیز طبرانی، ابوالشیخ، جعابی، ابوعلی بن صواف، ابوبکر اجری، ابن خلاد نصیبی اور فاروق بن عبدالکریم خطابی سے استفادۂ تامہ کیا۔ اس کے بعد شیخوخت اور افادہ کے مرتبہ کو پہنچے تو فن حدیث کے حفاظ عجز ونیاز کے ساتھ در دولت پر حاضر ہو کر فائدہ حاصل کر کے مرتبۂ علیا پر پہنچ گئے۔ ان کے اسانید بلند ہونے اور وفور حفظ اور فضیلت علم کی وجہ سے ان لوگوں کی رغبت ایک

Marfat.com

مردم بجناب او زیاده از اقران بود خطیب بغدادی از اخص تلامذهٔ اوست وابوسعید مالینی وابوصالح مؤذن وابوعلی حسن بن احمد حداد وابوسعید محمد بن محمد بن المطرز وابومنصور محمد بن عبداللہ شروطی و دیگر محدثین بسیار شاگردان اویند واز نوادر کتب او کتاب حلیة الاولیاء ست که نظیر آن در اسلام تصنیف نه شده واز صبح تا وقت ظهر بحضور او قرارت حدیث می کردند وچون از مجلس برمی خاست وبخانه می رفت در راه نیز بقدر یک جزو مردم بروے می خواندند او هرگز ملول وتنگ دل نمی شد ونوبت او در اشتغال بعلم حدیث بحدی رسیده بود که او را غذائے غیر از اسماع حدیث و تصنیف آن نه بود۔

وکتاب حلیة الاولیاء در حضور او آن قدر شهرت ورواج پیدا کرد که در نیشاپور بچهارصد دینار خریده شد۔

اول کسے که از اجداد او بشرف اسلام مشرف شده مهران ست واو مولای عبداللہ بن معاویة بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب بود۔ واصفهان واصبهان معرب سپاهان ست که بعضے از ملوک عجم برائے سکونت لشکر خود آماده ساخته وشهر سپاهان نام گفته بود بالفعل از بلاد مشهوره عراق وعجم و

ایک عرصہ تک ان کی جناب میں رہی، خطیب بغدادی ان کے خاص الخاص شاگردوں میں سے ہیں ابوسعید مالینی، ابوصالح مؤذن، ابوعلی حسن بن احمد حداد، ابوسعید محمد بن محمد بن المطرز، ابومنصور محمد بن عبداللہ شروطی اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے محدثین کو ان کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔ ان کی نادر وعجیب کتابوں میں سے کتاب حلیة الاولیاء ایسی نادر کتاب ہے جس کی نظیر اسلام میں نصیب نہیں ہوئی۔ اگرچہ صبح سے ظہر تک ان کے یہاں حدیث کا درس ہوتا تھا لیکن جب مجلسِ افادہ سے اٹھ کر مکان میں تشریف لے جاتے تھے تو راہ میں بھی بقدر ایک جزو کے آدمی ان سے پڑھ لیا کرتے تھے۔ بایں ہمہ ہرگز ملول اور تنگ دل نہ ہوتے تھے۔ علم حدیث میں مشغولی کی نوبت اس درجہ پر پہنچ گئی تھی کہ گویا کتابوں کا تصنیف کرنا اور حدیث کا پڑھانا ان کی غذا میں داخل ہو گیا۔

کتاب حلیة الاولیاء نے ان کی زندگی میں ہی اس قدر شہرت اور رواج حاصل کر لیا تھا کہ نیشاپور میں اس کا ایک نسخہ چار سو دینار میں خریدا گیا تھا۔

اول وہ شخص جو ان کے اجداد میں سے شرفِ اسلام سے مشرف ہوئے مہران تھے۔ اور وہ عبداللہ بن معاویة بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے غلام تھے۔ اصفہان واصبہان کو جو سپاہان کا معرب ہے عجم کے بعض بادشاہوں نے اپنے لشکر کے لئے تیار کر کے شہر اسپاہان کے نام سے موسوم کیا تھا اور بالفعل وہ عراق کا دار السلطنت اور اس کے مشہور شہروں میں ہے۔ ابونعیم کی تصانیف

Marfat.com

دار السلطنت آنجاست و ابونعیم را تصنیف بسیار ست از ان جملہ است کتاب معرفۃ الصحابہ وکتاب دلائل النبوۃ در دو جلد وکتاب المستخرج علی البخاری وکتاب المستخرج علی مسلم وکتاب تاریخ اصفہان وکتاب صفۃ الجنۃ وکتاب الطب و کتاب فضائل الصحابہ وکتاب المعتقد ورسائل مختصرہ دیگر ہم دارد در سنہ ۴۳۰ چہارصد وسی ہشتم محرم رحلت دار آخرت کرد ہفتاد و چہار سال عمر داشت و در ہمین سال عبد الملک بن بشر بغدادی کہ مستند و محدث عراق بود قضا کرد ومفسر مشہور ابوعبد الرحمٰن اسمٰعیل بن احمد الحیری نیز در ہمین سال وفات یافت خطیب از وے نیز اخذ کردہ چنانچہ صحیح بخاری را تمامہ در سہ مجلس بروے خواندہ وآن از جملہ غرائب ست و ابو عمران فارسی محدث دیار مغرب نیز در ہمین سال وفات یافت۔

بہت ہیں۔ منجملہ ان کے کتاب معرفۃ الصحابہ دو جلدوں میں۔ کتاب دلائل النبوۃ، کتاب المستخرج علی البخاری کتاب المستخرج علی مسلم، کتاب تاریخ اصفہان، کتاب صفۃ الجنۃ، کتاب الطب، کتاب فضائل الصحابہ اور کتاب المعتقد ہیں۔ ان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے بہت سے رسالے ان کی تصنیفات میں سے ہیں۔ بیس محرم ۴۳۰ھ میں اس دار فانی سے دار آخرت کی طرف رحلت فرمائی۔ کل چورانوے سال کی عمر ہوئی۔ اسی سال عبد الملک بن بشر بغدادی نے جو عراق کے مستند محدث تھے، انتقال فرمایا۔ اور مشہور مفسر ابوعبد الرحمٰن اسماعیل بن احمد الحیری نے بھی اسی سال وفات پائی۔ ابوبکر خطیب نے بھی ان سے علم حاصل کیا تھا، چنانچہ صحیح بخاری کو تمامہ تین مجلسوں میں ان کے سامنے پڑھا۔ ابو عمران فاسی محدث دیار مغرب بھی اسی سال واصل بحق ہوئے۔
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

مُسند دارمی

برخلاف اصطلاح مشہور بہ مسند گشتہ اول ثلاثیات آن مسند در باب البول فی المسجد این حدیث ست۔

اخبرنا جعفر بن عون قال اخبرنا یحیی بن سعید عن انس قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما قام بال فی ناحیۃ المسجد قال فصاح بہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ اصطلاح کے خلاف مسند کے ساتھ مشہور ہو گئی اس مسند کی ثلاثیات میں سب سے پہلے باب البول فی المسجد میں یہ حدیث ہے۔

جعفر بن عون، یحیی بن سعید۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص دیہات کا رہنے والا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب وہ کھڑا ہوا تو مسجد کی ایک جانب میں پیشاب کرنے لگا۔ انس رضی فرماتے ہیں کہ اس کی یہ حرکت

Marfat.com

فکفّهم عنه ثم دعا بدلوٍ من ماء فصبّہ علی بوْلِہٖ۔

نام ونسب این بزرگ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہرام بن عبدالصمد التمیمی الدارمی السمرقندی ست صاحب رحلت واسفار ست اکثر بلاد اسلام را گشتہ وعلم حدیث را از بلدان بعیدہ جمع کردہ۔ مسلم بن الحجاج صاحب صحیح وابو داؤد وترمذی وعبداللہ پسر امام احمد بن حنبل ومحمد بن یحیی ذہلی ازوے روایت می کنند۔

عبداللہ پسر امام احمد از پدر بزرگوار خود نقل کردہ کہ حافظانِ علم حدیث در خراسان چہار کس اند ابوزرعہ رازی ومحمد بن اسمٰعیل بخاری وعبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی سمرقندی وحسن بن شجاع بلخی بوقتی کہ خبر وفات او بمحمد بن اسمٰعیل رسید سرنگون کرد وانا للہ وانا الیہ راجعون خواند واشک جاری گشت باز این بیت بر زبان راند وحالانکہ گاہے شعر نمی خواند مگر آنچہ در حدیث وارد شدہ بنابر ضرورت روایت کہ بزبان او میگذشت شعر

اِنْ تَبْقَ تُفْجَعْ بِالْاَحِبَّۃِ کُلِّھَا
وَفَنَاءُ نَفْسِکَ لَا اَبَالَکَ اَفْجَعُ

ناگوار خلافِ آداب مسجد دیکھ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شور وشغب مچانا شروع کر دیا اور اس پر لے دے کرنے لگے۔ حضور سرور کائنات ؐ نے صحابہ کو برا بھلا کہنے سے روک دیا اور پانی کا ڈول اس پر ڈلوا کر مسجد کو پاک کروا دیا۔

ان بزرگ کا نام ونسب عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہرام بن عبدالصمد تمیمی دارمی سمرقندی ہے۔ (ان کی کنیت ابو محمد ہے) کثرت سے سفر کیا کرتے تھے۔ اکثر بلاد اسلام کا سفر کیا اور دور دراز شہروں میں گشت کر کے علم حدیث کو جمع کیا۔ مسلم بن حجاج قشیری صاحب صحیح مسلم، ابو داؤد، ترمذی، عبداللہ امام احمد بن حنبل کے بیٹے اور محمد بن یحییٰ ذہلی ان سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ پسر امام احمد بن حنبل اپنے بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ خراسان میں علم حدیث کے حافظ چار شخص تھے، ابو زرعہ رازی، محمد بن اسمٰعیل بخاری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی سمرقندی اور حسن بن شجاع بلخی۔

جس وقت دارمی کی وفات کی خبر محمد بن اسمٰعیل بخاری کو پہنچی تو انتہائی صدمہ سے سر جھکا لیا اور اشک جاری کرتے ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنے لگے اور بے ساختہ آپ کی زبان سے یہ حسرت آمیز شعر نکل گیا۔ حالانکہ بجز ان اشعار کے جو حدیث میں روایت کئے گئے ہیں آپ کبھی کوئی شعر نہیں پڑھتے تھے۔

اگر تو زندہ رہیگا تو تمام دوستوں کی مفارقت کا درد تجھ ہی کو اٹھانا پڑیگا
مگر تیری موت کا سانحہ ان سب سے دردناک ہے۔

Marfat.com

تولد دارمی در سنہ وفات عبداللہ بن المبارک ست وآن سال یک صد وہشتاد ویک ست از ہجرت ووفات او روز عرفہ کہ پنجشنبہ بود دفن او روز جمعہ اتفاق افتاد کہ یوم النحر بود در سال دو صد و پنجاہ و پنج ۔ آنچہ در نسخہ ابو الوقت از مسند دارمی موجود ست سہ ہزار و پانصد و پنجاہ و ہفت حدیث ست کہ در یک ہزار و چہار صد و ہشت باب بتفریق آوردہ ۔ واللہ اعلم ۔

دارمی کی ولادت ۱۸۱ھ میں اور وفات پنجشنبہ کو عرفہ کے روز ۲۵۵ھ میں ہوئی۔ جمعہ کے روز جو یوم النحر واقع ہوا تھا دفن کئے گئے۔ اور یہی سال عبداللہ بن المبارک کی وفات کا ہے۔ موجودہ نسخہ مسند دارمی میں تین ہزار پانچسو ستاون حدیثیں مندرج ہیں۔ یہ حدیثیں ایک ہزار چار سو آٹھ باب میں متفرق طور پر جمع کی گئی ہیں۔

سنن دار قطنی

اعلای سند او خماسی ست و این کتاب چند نسخہ است روایت بشران از دار قطنی و روایت ابو طاہر کاتب از وے و روایت توقانی و در میان ہر سہ نسخہ تفاوت و اختلاف واقع ست اما در تقدیم و تاخیر و زیادت و نقصان در نسب و نسبت بعضی رواۃ و در الفاظ نیز اما در اصل احادیث ہیچ اختلاف نیست احادیث در ہر نسخہ ازین نسخ سہ گانہ بالاستیفاء مذکورند مگر کتاب السبق کہ در روایت ابن عبد الرحیم موجود نیست و در اول سنن او حدیث قلتین ست و در تکثیر طرق اسانید این حدیث مبالغہ تمام نمودہ است پنجاہ و چہار سند برائے این حدیث ذکر کردہ از ان جملہ در نہ مسند باین لفظ آوردہ اذا کان الماء اربعین قلۃً اول این از جابر بن عبد اللہ است

ان کی مسند کو بلند کرنے والی سند خماسی ہے۔ اس کتاب کے چند نسخے ہیں۔ بروایت ابن بشران از دار قطنی اور بروایت ابو طاہر کاتب از دار قطنی اور بروایت توقانی اور ان تینوں نسخوں میں بھی اختلاف اور تفاوت موجود ہے۔ لیکن یہ اختلاف صرف بعض راویوں کے نسب اور نسبت کی کمی اور زیادتی میں ہے اور بعض جگہ بعض الفاظ بھی مختلف ہیں۔ اصل حدیث میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔ ہر نسخہ میں حدیثیں بالاستیعاب مذکور ہیں۔ البتہ کتاب السبق بین الخیل ابن عبد الرحیم کے روایت کردہ نسخہ میں موجود نہیں ہے۔ اور اس کے اول سنن میں حدیث قلتین موجود ہے۔ اس کی حدیثوں کے طریقوں کو کثرت اور بعید مبالغہ سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس حدیث کی چوّن سندات ذکر کی ہیں۔ ازاں جملہ نو سندوں میں ان الفاظ سے منقول ہے اِذا کانَ الماءُ اربعینَ قُلّۃً اور ان میں سے اول جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے

و آنرا تضعیف نموده باقی از ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ در بعض آن لم ینجس واقع ست و در بعض دیگر لم ینجسہ شیٔ و چہل و پنج طریق دیگر یکے از انہا از ابو ہریرہ است باین لفظ ما بلغ من الماء قلتین فما فوق ذلک لم ینجسہ شیٔ و دوم ابن عباس باین طریق اذا کان الماء قلتین فصاعدا لم ینجسہ شیٔ و باقی از ابن عمر و در بعض آن روایات عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و در بعضے دیگر عن ابن عمر عن ابیہ بلفظ اذا کان الماء قلتین بالجملہ این ہمہ دلالت بر قوت حافظہ و استیفاء او دارد۔

نام و نسب او علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ ست و کنیت او ابو الحسن در مذہب شافعی ست و در مسکن بغدادی دار قطنی ست و دار قطن بضم قاف معجمہ محلہ کلان ست در بغداد و در سال سہ صد و شش متولد شدہ. و از ابو القاسم بغوی و ابو بکر بن ابی داؤد بن صاعد و حسین بن محاملی و دیگر علمائے بسیار سماع حدیث حاصل کردہ و در بغداد و کوفہ و بصرہ و شام و واسط و مصر و دیگر بلدان اسلام گردیدہ و حاکم و عبد الغنی و منذری

اور ان سندات کی تضعیف بھی کی ہے۔ باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ اور ان میں بھی بعض روایت میں تو لَمْ یَنْجَسْ واقع ہے اور بعض میں لَمْ یُنَجِّسْہُ شَیْءٌ آیا ہے۔ رہے دوسرے بعض ۴۵ طریق جن میں ایک ابو ہریرہ بھی ہیں۔ وہ اس حدیث کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں ما بلغ من الماء قلّتین فما فوقَ ذلك لم ینجسه شیٔ۔ اور دوسرا ابن عباس سے مروی ہے یہ اس حدیث ان الفاظ سے ذکر کرتے ہیں اذا کان الماء قلتین فصاعدا لم ینجّسه شیٔ اور باقی ابن عمر سے مروی ہیں جن میں بعض روایت میں تو اس طرح پر ہے عن ابن عمر عن النبی صلّی اللہ علیہ وسلم اور بعض میں عن ابن عمر عن ابیہ اور دونوں میں یہی لفظ ہیں اذا کان الماء قلتین۔

حاصل یہ ہے کہ یہ سب امور ان کی قوت حافظہ اور استیفاء پر دلالت کرتے ہیں۔

دار قطنی کا نام و نسب یہ ہے۔ علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ۔ اور کنیت ابو الحسن ہے۔ شافعی المذہب تھے اور بغداد میں جو دار قطن ہے وہاں رہتے تھے۔ یہ قاف کے ضمّہ سے ہے۔ اور بغداد کے ایک بڑے محلے کا نام ہے۔ آپ ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ابو القاسم بغوی، ابو بکر بن ابی داؤد بن صاعد، حسین بن محاملی اور نیز دوسرے بہت سے عالموں سے حدیث کی سماعت کی اور علاوہ بغداد کے کوفہ، بصرہ، شام، واسط، مصر اور دوسرے اسلامی شہروں کی سیر و سیاحت کی۔ حاکم، عبد الغنی،

Marfat.com

صاحب ترغیب و ترہیب و تمام رازی صاحب فوائد مشہورہ و ابو نعیم اصفہانی صاحب حلیۃ الاولیاء از وی تلمذ و شاگردی کردہ اند و در علم قرارت و نحو نیز دستگاہ تمام داشت و در فن معرفت علل حدیث و اسماء الرجال بے نظیر وقت و یگانہ عصر خود بود چنانچہ خطیب و حاکم و دیگر ائمہ این صنعت بتفوق او گواہی دادہ اند و مذاہب فقہاء و علم ادب و شعر را نیز نیکو ورزیدہ بود گویند دواوین جماعت شعراء یاد داشت و در نوجوانی در مجلس اسماعیل صفار می نشست روزی از املاء صفار مذکور جزوی می نوشت و صفار املا می کرد صفار باو می گفت کہ سماع تو صحیح نیست زیرا کہ در نوشتن مشغولی و فہم حدیث خوب نمی کنی۔ دار قطنی گفت۔ حضرت را یاد ہست کہ چند حدیث املاء فرمودہ اند صفار گفت نہ۔ دار قطنی گفت تا حالہ ہژدہ حدیث املاء فرمودہ اند۔ حدیث اول از فلان شیخ و او از فلان تا آخر سند و متنہ کذا و حدیث ثانی از فلان شیخ تا آخر سند و متنہ کذا و علی ہذا القیاس تمام آن احادیث را مع الطرق و الاسانید از یاد از بر خواند تمام اہل مجلس را از قوت حافظہ او تعجب روداد۔

منذری صاحب ترغیب و ترہیب، تمام رازی صاحب فوائد مشہورہ اور ابو نعیم اصفہانی صاحب حلیۃ الاولیاء۔ یہ سب محدثین ان کے شاگرد ہیں۔ علم نحو و فن تجوید میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے۔ فن معرفت علل حدیث و اسماء الرجال میں بے نظیر اور اپنے وقت کے یگانہ تھے۔ چنانچہ خطیب اور حاکم اور اس فن کے دوسرے اماموں نے ان کی فضیلت کی شہادت دی ہے۔ نیز مذاہب فقہاء سے بھی باخبر تھے۔ علم ادب و شعر سے بھی خوب باخبر تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سے شاعروں کے دیوان ازبر یاد تھے۔ جوانی کے زمانہ میں اسماعیل صفار کی مجلس میں نشست رہا کرتی تھی، ایک دن صفار مذکور ان کو حدیثیں لکھوا رہے تھے، جب ایک جزو کے قریب لکھ چکے تو صفار نے یہ کہا کہ تمہارا سماع صحیح نہیں ہے، کیونکہ تم لکھنے میں ایسے مشغول رہتے ہو کہ حدیث کو اچھی طرح نہیں سمجھتے۔ دار قطنی نے ان کے جواب میں عرض کیا کہ جناب کو یاد ہے کہ اس وقت تک مجھ کو کتنی حدیثیں لکھوائی ہیں۔ صفار نے کہا مجھے تو یاد نہیں۔ دار قطنی نے عرض کیا کہ اس وقت تک اٹھارہ حدیثیں لکھوائی ہیں۔ اول حدیث فلاں از فلاں تا آخر سند علی ہذا ثانی حدیث از فلاں از فلاں۔ اسی طرح سب حدیثوں کی سندوں کے راویوں کے نام اول سے آخر تک مع متن حدیث انہیں حفظ پڑھ کر سنائے۔ تمام اہل مجلس کو ان کی قوت حافظہ پر تعجب ہوا۔

Marfat.com

علامہ دار قطنی سے متعلق لطائف وظرائف

روزے از وے پرسیدند کہ مانند خود دیگرے را دیدہ، ہیچ جواب نگفت واین آیت برخواند فَلَا تُزَكُّوٓا أَنفُسَكُمْ۔

ایک روز دار قطنی سے دریافت کیا گیا کہ تم نے اپنے جیسا بھی کوئی دوسرا شخص دیکھا ہے؟ تو خاموش ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا، صرف یہ آیت پڑھی فَلَا تُزَكُّوٓا أَنفُسَكُمْ۔

واز لطائف وظرائف او آنست کہ روزے ابوالحسن بیضاوی مردے را کہ از دور برائے طلب حدیث آمدہ بود بحضوِ او آورد وگفت کہ این مرد غریب ست از دور آمدہ باید کہ چند حدیث بروے املا فرمائی دار قطنی تعلل نمود وگفت من فراغت وفرصت ندارم تا آنکہ ابوالحسن بیضاوی برجد شد دار قطنی بروے زیادہ بربست سند املا کرد ومتن آن ہمہ ہمین حدیث بود نعم الشئ الهدية امام الحاجة آن مرد غریب روز دیگر ہدیہ مناسب آورد پس اورا نزدیک خود نشانید وبروی ہفدہ سند املا نمود متن آنہمہ این حدیث بود اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه۔

دار قطنی کے لطائف وظرائف میں سے یہ واقعہ ہے کہ ایک دن ابوالحسن بیضاوی کسی ایسے شخص کو جو دور دراز سے حدیث کی طلب میں آیا تھا ان کے پاس لائے اور یہ کہا کہ یہ شخص غریب دور دراز سے سفر کر کے آیا ہے آپ اس کو کچھ حدیثیں لکھوا دیجئے۔ تو آپ نے لطائف الحیل سے ٹالنے کے لئے جواب دیا کہ مجھے فرصت نہیں۔ جب ابوالحسن بیضاوی نے بہت اصرار کیا تو اسے بیس۲۰ سندیں ایسی لکھوائیں جن کا متن یہ تھا کہ نِعْمَ الشَّيْءُ الْهَدِيَّةُ أَمَامَ الْحَاجَةِ[1]۔ دوسرے دن وہ مرد غریب کوئی مناسب ھدیہ لیکر حاضر ہوا تو اسے سترہ۱۷ سندیں لکھوائیں اور ان سب کا متن یہ تھا إِذَا أَتَاكُمْ[2] كَرِيمُ قَوْمٍ فَاكْرِمُوهُ۔

ونیز از لطائف او آنست کہ روزی نوافل می خواند شخصے متصل او نشستہ نسخہ حدیث می خواند ودران نسخہ در اسمار بعضے رُواۃ

منجملہ اور لطائف کے ان کا یہ لطیفہ بھی مشہور ہے کہ ایک روز نوافل ادا کر رہے تھے اور ایک دوسرا شخص ان کے متصل بیٹھا ہوا کسی حدیث کا کوئی نسخہ پڑھ رہا تھا۔ اس نسخہ کے راویوں کے ناموں میں ایک

---

[1] اپنی حاجت ظاہر کرنے سے قبل کچھ ہدیہ پیش کرنا بہت اچھا طریقہ ہے۔

[2] جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کا احترام کیا کرو۔

Marfat.com

نُسیر واقع شدہ بود بنون وسین مصغر آن خوانندہ بشیر خواند بباء موحدہ وشین معجمہ دارقطنی در نماز گفت سبحان اللہ خوانندہ یسیر خواند بضم یاء تحتیہ چون دارقطنی دید کہ وے بلفظ صحیح متنبہ نشد ویسیر خواند باز دارقطنی سبحان اللہ گفت خوانندہ سکوت کرد او بآواز بلند خواند نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۔

نام نُسیر آیا ۔ جو نون اور سین مہملہ اور یاء تصغیر سے ہے۔ اس پڑھنے والے نے بشیر باء موحدہ اور شین معجمہ سے پڑھا تو دارقطنی نے اسے اس غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے نماز ہی میں سبحان اللہ کہا۔ پڑھنے والے نے دوسری مرتبہ یسیر بضم یاء تحتانی پڑھا۔ جب دارقطنی نے خیال کیا کہ صحیح لفظ پر متنبہ نہیں ہوا۔ پھر دارقطنی نے سبحان اللہ کہا مگر وہ نہ سمجھا تو آپ نے یہ آیت پڑھی نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ تاکہ وہ سمجھ جائے کہ اس راوی کا نام نون کے ساتھ ہے۔

ف۔ نماز میں اس طرح پر تلقین کرنا شوافع کے یہاں جائز ہے مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست نہیں۔ مترجم

ونیز روزے در نوافل بود خوانندہ حدیث عمرو بن شعیب را عمرو بن سعید خواند دارقطنی سبحان اللہ گفت خوانندہ اعادۂ سند نمودہ درین لفظ متوقف شد دارقطنی این آیت تلاوت نمود یَاشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ ۔

اسی طرح ایک دن پھر نفل ادا کر رہے تھے ایک پڑھنے والے نے حدیث عمرو بن شعیب کو عمرو بن سعید پڑھا تو دارقطنی نے سبحان اللہ کہا۔ پڑھنے والے نے پھر سند کا اعادہ کیا اور اس نام پر رک گیا تو دارقطنی نے یہ آیت تلاوت کی یَاشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ وہ سمجھ گئے اور بجائے سعید کے شعیب پڑھنے لگے۔

وفات او روز پنجشنبہ ہشتم ذیقعدہ سال ہشتاد و پنج بعد از سہ صد ست ابونصر بن ماکولا گفتہ است کہ من در خواب دیدم کہ گویا از فرشتگان حال دارقطنی می پرسم کہ در آخرت چون شد مرا گفتند کہ اورا در جنت امام می گویند۔

دارقطنی کی وفات آٹھویں ذی قعدہ ۳۸۵ھ میں جمعرات کے روز ہوئی، حافظ ابونصر بن ماکولا کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ گویا دارقطنی کا حال فرشتوں سے دریافت کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ آخرت میں دارقطنی کے ساتھ کیا معاملہ گزرا تو فرشتوں نے یہ جواب دیا کہ جنت میں انکا لقب امام ہے۔

سنن ابی مسلم الکشی

ثلاثیات بسیار دارد واورا کشی

اس کتاب میں ثلاثیات بہت ہیں۔ ان کو

Marfat.com

بفتح کاف عجمی وکجی نیز گویند. اول ثلاثیات اواین حدیث ست فی باب فضل الصدقة.

حدثنا عمرو بن محمد العثمانی قال حدثنا عبداللہ بن نافع الانصاری انّہٗ اُخبر عن جابر بن عبداللہ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من احییٰ ارضًا میتة فلہ منھا اجرٌ وما اکلت العافیة منھا فھو لہ صدقة.

کنیت او ابو مسلم ونام او ابراہیم بن عبداللہ البصری ست وہمین کتاب سنن او مشہور ست چون این سنن را جمع کرد از اسماع او فارغ گشت ونزد محدثین روایت نمودہ ہزار درم شکرانہ این نعمت تصدق نمود برفقرا، وجماعت کثیر را از مشتغلان بعلم حدیث ودیگر اعیان دعوت نمود وطعام عام بتکلف پخت گویند ہزار دینار درین دعوت صرف کرد. وروزے کہ در بغداد آمد مردم برائے روایت حدیث از وے ہجوم آوردند در رحبۂ غسان کہ فراخ ترین مکانات بغداد بود جلوس نمود ومردم گرداگرد او ایستادہ شدند وہفت کس برائے ابلاغ آواز او متعین شدند کہ یکے بہ دیگرے برساناد تا مردم دور دست بشنوند بعد از فراغ ازین مجلس مردم شمار کردند یک ہزار وچہل وچند صاحب دوات وقلم

کشی بفتح کاف عجمی اور گجّی بھی کہتے ہیں۔ ان کی ثلاثیات کی پہلی حدیث باب فضل الصدقہ میں یہ ہے۔

عمرو بن محمد العثمانی، عبداللہ بن نافع الانصاری، جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو خراب زمین کو آباد کرے گا تو اس کے لئے اس میں سے اجر ہے اور اس میں سے جو کچھ جانوروں نے کھایا ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

ان کی کنیت ابو مسلم ہے اور نام ابراہیم ہے عبداللہ کے بیٹے ہیں اور بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ ان کی یہی کتاب مشہور ہے۔ ابو مسلم کشی نے جب اس سُنن کے جمع کرنے، استاد کو سنانے اور محدثین کو دکھلانے سے فراغت فرمائی تو اس نعمت کے شکرانہ میں ہزار درہم مفلسوں کو صدقہ کئے اور جو علم حدیث کا مشغلہ رکھنے والے تھے ان میں سے ایک کثیر التعداد جماعت اور دیگر امرار ملک کی دعوت کرکے پُرتکلف کھانے پکوا کر کھلائے۔ غرض ہزار دینار اس دعوت میں صَرف کئے۔ جس روز مسلم کشی بغداد میں آئے تو بہت سے آدمی ان سے سند حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ رحبۂ غسان جو بغداد کے فراخ ترین مکانوں میں سے تھا، مکانِ جلوس قرار پایا۔ چونکہ چاروں طرف کثرت سے آدمیوں کا ہجوم تھا اس لئے سات آدمی ان کی آواز کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے متعین ہوئے تاکہ دُور دراز کے آدمیوں کو بھی نفع حاصل ہو۔ فارغ ہونے کے بعد جب اس مجلس کے آدمیوں کو شمار کیا گیا تو

Marfat.com

دران مجلس حاضر بود کہ مے نوشت سوائے نظارگیان وشنوندگان چنانچہ خطیب درتاریخ بغداد این حکایت را آوردہ وفات او در ۲۶۲ھ دوصد وشصت و دو بودہ است۔

دیگر سامعین وناظرین کے علاوہ تقریباً ایک ہزار چالیس آدمی صاحب دوات وقلم وہاں موجود تھے جو ان کے فرمودہ کو لکھ رہے تھے۔ خطیب بغدادی نے بھی اس واقعہ کو تاریخ بغداد میں نقل کیا ہے۔ ۲۶۲ھ میں[1] ان کا انتقال ہوا۔

سُنن سعید بن منصور

این کتاب ہم ثلاثیات بسیار دارد چنانچہ دراول سنن کہ باب اول ست می گوید۔

اس کتاب میں بھی ثلاثیات بہت ہیں۔ چنانچہ ابتدائے سنن کے باب الاذان میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

اذان کی ابتداء

حدثنا هشيم بن بشير قال حدثنا حصين بن عبد الرحمٰن قال اخبرنا عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم اهتم للصلوٰة کیف یجمع الناس لها قال لقد هممت ان ابعث رجالا فیقوم کل رجل منهم علی اطم من اطام المدینة فیؤذن کل رجل منهم من یلیه فلم یعجبه ذٰلك فذکروا الناقوس فلم یعجبه ذلك فانصرف عبد الله بن زید مهتماً لهمّ رسول الله

ہشیم بن بشیر، حصین بن عبدالرحمٰن۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے متفکر ہوئے (یعنی آپ کو یہ فکر ہوا کہ) نماز کے لئے لوگوں کو کس طرح پر جمع کیا جائے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اس امر کا قصد کیا تھا کہ چند لوگوں کو بھیج دوں اور ان میں سے ہر ایک شخص مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر کھڑا ہو جائے اور ہر آدمی اس کو مطلع کر دیا کرے جو اس کے قریب ہے۔ مگر آپ نے اسے پسند نہ کیا تو لوگوں نے ناقوس بجانے کی رائے پیش کی آپ نے اسے بھی ناپسند کیا۔ عبداللہ بن زید واپس ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فکر کی وجہ سے خود بھی فکرمند تھے۔ اللہ تعالیٰ نے

---

[1] بعض نے ان کی وفات کا سال ۲۹۲ھ لکھا ہے۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم فَأُرِیَ الأَذانَ فی منامہ فلما اصبح غدا فقال یارسول اللہ رأیت رجلا علی سقف المسجد علیہ ثوبان اخضران ینادی بالاذان فزعم انہ اذّن مثنی مثنی الاذان کلہ فلما فرغ قعد قعدۃ ثم دعا فقال مثل قولہ الاول فلما بلغ حیّ علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح قال قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ اللہ اکبرُ اللہ اکبرُ لا الٰہ الا اللہ فقام عمر بن الخطاب فقال یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنَا قد طاف بی اللیلۃ مثل الذی اطاف بہ فقال ما منعك ان تخبرنا فقال سبقنی عبد اللہ بن زید فاستحییتُ فاعجب بذلك المسلمون فکانت سنۃ بعد وامر بلال فاذّن۔

اذان کا طریقہ اور کیفیت ان کو خواب میں دکھلائی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ایک شخص کو مسجد کی چھت پر دیکھا وہ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا اور اذان کہہ رہا تھا اور یہ بھی کہا کہ اس نے اذان کے کل کلموں کو دو دو مرتبہ کہا اور جب فارغ ہو گیا تو بیٹھ گیا اور دعا مانگی۔ پھر اول کی طرح انہیں کلمات کو کہا اور جب حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہا تو اس کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلوٰۃ قَدْ قَامَتِ الصَّلوٰۃ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا کہ انہوں نے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو کیا چیز مانع ہوئی جو تم نے ہمیں خبر نہ کی؟ تو عرض کیا کہ عبد اللہ بن زید جب مجھ سے سابق ہوئے تو مجھ کو شرم دامن گیر ہوئی۔ تمام مسلمان اس سے خوش ہوئے اس کے بعد سے یہ طریقہ جاری ہو گیا اور بلال رض اذان دینے کے لئے مامور ہوئے۔

کنیت او ابو عثمان و نام او سعید بن منصور بن شعبہ ست مروزی ست و گویند در اصل طالقانیست و آخرہا در بلخ سکونت ورزید و چون عمر او بآخر رسید در مکہ معظمہ مجاورت اختیار نمود وہمانجا وفات یافت در رمضان سنہ دوصد و بست ونہ وعمر او مابین ہشتاد و نود بود۔

ان کی کنیت ابو عثمان ہے اور نام سعید بن منصور بن شعبہ مروزی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ در اصل طالقانی ہیں مگر بلخ رہنے لگے تھے اور آخر عمر میں مکہ معظمہ کو اپنا مسکن بنا لیا تھا۔ اور اسی جگہ ماہ رمضان المبارک ۲۲۹ھ میں انتقال ہوا۔ تقریباً اسّی نوے سال کے درمیان عمر پائی۔

از امام مالک سماع موطا و دیگر احادیث حاصل نمود و از لیث بن سعد و ابو عوانہ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے موطا اور دوسری حدیثوں کی سماعت حاصل کی۔ علاوہ ازیں لیث بن سعید، ابو عوانہ

و فلیح بن سلیمان و دیگر محدثین آن طبقہ استفادہ کردہ۔ و از امام احمد و مسلم و ابوداؤد خلایق بسیار روایت کردہ امام احمد او را بسیار تعظیم میفرمود و ثنا و تعریف می کرد ابو حاتم او را توثیق و تعدیل واجبی نمود او قوی الحفظ بود و قریب دہ ہزار حدیث از یاد می نویسایند۔

فلیح بن سلیمان اور اس طبقہ کے دوسرے محدثین سے بھی استفادہ فرمایا۔ ان سے امام احمد، مسلم اور ابوداؤد وغیرہ بہت سے علماء روایت کرتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ان کی بہت تعظیم اور بے حد تعریف و توصیف کیا کرتے تھے۔ قوی الحفظ تھے۔ اپنی یاد سے دس ہزار احادیث کے قریب لکھوایا کرتے تھے۔ ابوحاتم نے بھی ان کی توثیق و تعدیل کی ہے۔

مُصَنَّفِ عبدالرزاق

اکثرش ثلاثی ست و طرفہ این ست کہ مصنف خود را ختم کردہ ست بشمائل و شمائل را ختم بر ذکر موئے آنحضرت تمام کردہ می گوید

حدثنا معمر عن ثابت عن انسؓ قال کان شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی انصاف اُذنیہ۔

کنیت او ابوبکر و نام و نسب او عبدالرزاق بن نافع حمیری ست بالولاء ساکن صنعاء ست کہ دار الملک یمن ست از عبید اللہ بن عمر عمری روایت قلیل دارد و از ابن جریج و اوزاعی و ثوری استفادہ بسیار نمودہ امام احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ یحیی بن معین از وے استفادہ حدیث کردہ اند و از اجل تلامذۂ معمر ست تا ہفت سال در صحبت او بودہ است و

اس کی اکثر حدیثیں ثلاثی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے مصنف کو شمائل پر ختم کیا ہے اور شمائل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے ذکر پر تمام کیا۔ چنانچہ اس کے آخر میں یہ حدیث ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک آپ کے کانوں کے نصف حصے تک پہنچتے تھے۔

ان کی کنیت ابوبکر ہے اور نام و نسب یہ ہے۔ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع۔ اور ولاء کے اعتبار سے حمیری ہیں۔ صَنْعَا کے رہنے والے ہیں جو یمن کا دار السلطنت ہے۔ عبید اللہ بن عمر (ابن حفص) عمری سے بہت کم اور ابن جریج، اوزاعی اور ثوری سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ بن معین ان کے شاگرد ہیں۔ آپ مَعْمَر کے ممتاز اور بڑے شاگردوں میں سے ہیں۔ سات سال تک ان کی صحبت میں رہے اور اسی وجہ سے مَعْمَر کی

لہذا در حفظ حدیث معمر مشہور و ممتاز ست و روایت او در صحاح ستہ واقع ست.

حدیثوں کو یاد رکھنے میں مشہور اور ممتاز ہیں۔ صحاح ستہ میں بھی ان کی روایات موجود ہیں۔

حافظ عبدالرزاق اور تشیع

و در وے ہیچ عیب نیافتہ مگر آنکہ فی الجملہ تشیع داشت اما غالی نبود و با وصف این تشیع می گفت کہ جرأت بر تفضیل امیر المؤمنین علی بر امیر المؤمنین ابوبکر و عمر نمی توانم کرد و دل من باین یاری نمی دہد زیرا کہ از امیر المؤمنین علی آن قدر متواتر شدہ کہ مرا بمین ہر دو تفضیل ندہید کہ بسر حد یقین انجامیدہ و کار شیعی نیست کہ از فرمودہ امیر المؤمنین علی تجاوز کند در نصف شوال سال دو صد و یازدہ وفات اوست و عمر طویل یافت ہشتاد و پنج زیست.

کسی نے ان میں کوئی عیب بیان نہیں کیا مگر فی الجملہ تشیع[1] تھا۔ البتہ زیادہ غلو نہ تھا۔ اور باوجود اس وصف تشیع کے یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو یہ جرأت نہیں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امیر المؤمنین حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر ترجیح دوں اور میرا دل یاری نہیں کرتا کہ ان کے تفاضل کو ثابت کروں کیونکہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ بتواتر ثابت ہے اور یقین کی حد تک پہنچ گیا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو ان دونوں حضرات پر فضیلت نہ دو۔ پس امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمودہ سے تجاوز کرنا کار شیعی نہیں ہے۔ نصف ماہ شوال ۲۱۱ھ میں رحلت فرمائی۔ عمر طویل پائی یعنی پچاسی سال زندہ رہے۔

مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ

اولش کتاب الطہارت ست و اول باب مایقول الرجل اذا دخل الخلاء می گوید.

اس کے شروع میں کتاب الطہارۃ ہے اور اس کے اول یہ ہے۔ باب مایقول الرجل اذا دخل الخلاء (جب کوئی شخص پاخانہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو کونسی دعا پڑھے) اور اس باب میں یہ حدیث بیان

---

[1] متقدمین میں میلان الی التشیع کا مقصد یہ تھا کہ حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت دی جائے یا اصحاب ثلثہ کی بہ نسبت حضرت علی سے زیادہ محبت ہو۔

Marfat.com

حدثنا ھشیم بن بشیر عن عبدالعزیز بن صھیب عن انس بن مالك قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الخلاء قال اعوذ باللہ من الخبث والخبائث۔

کنیت او ابوبکر ونام او عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراھیم بن عثمان العبسی ست یعنی از موالی ابن عبس بباء موحدہ ساکنہ بعد العین المھملہ دریں جا سہ صورت مشتبہ در کتب حدیث وارد می شود وعلامت فارقہ درمیان ہر سہ صورت آنست کہ اگر آں شخص کہ در نسبت او ایں صورت باشد از اہل کوفہ است پس عبسی ست بباء موحدہ وسین مہملہ واگر از اہل بصرہ است پس عیشی ست بیاء تحتیہ وشین معجمہ واگر از اہل شام ست پس عنسی ست بنون وسین مہملہ وابوبکر از اہل کوفہ است واورا سوائے ایں مصنف مسندیست دیگر وبعضے تصانیف ہم دارد واز شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ و ابوالاحوص وعبداللہ بن المبارک وسفیان بن عیینہ وجریر بن عبدالحمید واقران ایشاں استفادہ علم حدیث کردہ واز وی ابوزرعہ وبخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ وخلائق بسیار استفادہ ایں علم کردہ اند از ائمہ ایں فن ست۔

کی ہے۔

ہشیم بن بشیر، عبدالعزیز بن ابی صھیب۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ میں داخل ہوتے تو فرماتے تھے " اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے۔

ان کی کنیت ابوبکر ہے اور نام ونسب یہ ہے۔ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی۔ یعنی ابن عبس کے موالی میں سے ہیں۔ اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حدیث کی کتابوں میں اس طرح کی تین صورتیں باہم ملتبس ومشتبہ ہیں۔ ان تینوں میں امتیازی علامت یہ ہے کہ اگر وہ ساکن بصرہ ہیں تو عیشی یاء تحتانی اور شین معجمہ سے۔ اور کوفہ کے رہنے والے ہیں تو عَبسی باء موحدہ اور سین مہملہ سے۔ اور اگر شام کے باشندے ہیں تو عنسی نون اور سین مہملہ سے پڑھنا چاہیئے۔ ابوبکر کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ اس مصنف کے علاوہ ان کا ایک مُسند اور بعض تصانیف اور بھی ہیں۔ انہوں نے شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ، ابوالاحوص، عبداللہ بن المبارک، سفیان بن عُیینہ، جریر بن عبدالحمید اور ان کے ہمعصروں سے علم حدیث حاصل کیا ہے۔ ابوزرعہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دیگر بہت سے محدثین نے ابوبکر سے استفادہ کیا ہے۔ ابوبکر فن حدیث کے امام ہیں۔

فن حدیث کی چار ممتاز ہستیاں

ابوزرعہ رازی گفتہ کہ در زمان ما علم حدیث

ابوزرعہ رازی کہتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں چار

Marfat.com

منتهی شده بود بچهار کس ابوبکر بن ابی شیبہ کہ در سرد حدیث یکتا بود واحمد بن حنبل در فقه حدیث وفهم آن مستثنیٰ وابن معین در جمع وتکثیر حدیث ممتاز وعلی بن المدینی در علم مخرج حدیث وعلل آن یگانہ و بے ہمتا اما در وقت مذاکرہ ابوبکر بن ابی شیبہ احفظ ترین ہمہ اہل عصر بود ودر ترتیب وتہذیب کتاب نیز اورا از اقران خود امتیاز حاصل ست در محرم سال دوصد وسی وپنج رحلت بدار القرار نمود.

شخصوں پر نظر پڑتی تھی اور علم کا منتہا انہی کو تصور کیا جاتا تھا۔ اول ابوبکر بن ابی شیبہ، جو حدیث کے بیان کرنے میں یکتا تھے۔ دوسرے احمد بن حنبل، جو فقہ اور حدیث کے سمجھنے میں یگانہ خیال کئے جاتے تھے تیسرے ابن معین، جو جمع وتکثیر حدیث میں ممتاز تھے۔ چوتھے علی بن المدینی، جو مخرج حدیث اور اس کے علل کے علم میں یگانہ اور بے نظیر تھے۔ لیکن مذاکرہ کے وقت ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے ہمعصروں میں حافظ ترین بتائے جاتے تھے۔ ترتیب اور تہذیب کے اعتبار سے بھی یہ کتاب ان کے ہمعصروں سے امتیاز تام رکھتی ہے۔ ماہ محرم ۲۳۵ھ میں اس خاکدان عالم سے دار القرار کو رحلت فرمائی۔

کتابُ الاشراف فی مسائل الخلاف لابن المنذر

کتابے ست بغایت نفیس در وے اختلاف علمای مع الدلائل ذکر کردہ واحادیث را بوجہی سرد نمود کہ اجتہاد و استنباط آسان گشتہ اول آن کتاب این ست.

ذکر فرض الطهارة اوجب اللّٰه تعالیٰ الطهارة للصلوٰة فی کتابه فقال جل ثناءه یا ایها الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوهکم وایدیکم

یہ کتاب نہایت نفیس ہے۔ اس میں علما کا اختلاف مع دلائل ذکر کیا گیا ہے۔ اور احادیث کو بھی اس طرز سے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ اجتہاد و استنباط آسان ہو جائے۔ اس کتاب کی ابتدا یوں کی ہے۔

طہارت یعنی وضو کی فرضیت کا ذکر۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کے لئے طہارت کو واجب کیا۔ (چنانچہ ایک جگہ اس طرح فرمایا) کہ اے ایمان والو! جب تم نماز کے ادا کرنے کا ارادہ کرو تو اپنے تمام منہ اور ہاتھوں

Marfat.com

الی المرافق وامسحوا برؤسکم و ارجلکم الی الکعبین وقال یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون ولا جُنبًا الّا عابری سبیل حتی تغتسلوا ودلت الاخبار الثابتۃ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی وجوب فرض الطھارۃ للصلوٰۃ واتفق علماء الامۃ علی أنّ الصلوٰۃ لایجوز الّا بھا اذا وجد السبیل الیھا۔

کو کہنیوں سمیت اور پیروں کو ٹخنوں سمیت دھولو اور اپنے سر کا مسح کرو (اور ایک مقام پر یہ ارشاد فرمایا) کہ اے ایمان والو جب تم کو نشہ ہو تو نماز کے نزدیک (بھی) نہ ہو۔ یہاں تک کہ تم جو کہتے ہو اس کو سمجھنے لگو۔ اور نہ اس وقت تک کہ جب جنابت کی حالت ہو یہاں تک کہ غسل کر لو۔ البتہ راہ چلنے کی حالت میں (سو وہ مجبوری ہے)۔ علیٰ ہذا احادیث مرفوعہ بھی اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز کے لئے وضو فرض ہے۔ اور علما رامت کا اس پر اتفاق ہے کہ جب تک آدمی وضو کر سکتا ہے اور کوئی عذر اور مانع موجود نہ ہو تو بغیر وضو کے نماز جائز نہ ہوگی۔

حدثنا ربیع بن سلیمان قال حدثنا عبد اللّٰہ بن وھب قال اخبرنا سلیمان قال حدثنی کثیر بن زید عن الولید بن رباح عن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لایقبل اللّٰہ صلوٰۃ بغیر طھور ولا صدقۃ من غلول۔

ربیع بن سلیمان، عبداللہ بن وہب، سلیمان، کثیر بن زید، ولید بن رباح۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر وضو کے نماز قبول نہیں فرماتا۔ اور مال غنیمت سے خیانت کر کے جو صدقہ ادا کیا جاتا ہے اسے بھی حق تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

کنیت او ابوبکر و نام ونسب او محمد بن ابراہیم بن المنذر ست نیشاپوری ست و اورا شیخ الحرم نیز گویند بجہت مجاورت حرم واشتغال بہ تعلیم علم حدیث دران بقعہ متبرکہ وکتابہائے او نادرۂ وقت بود کہ قبل از وے در اسلام مثل آنہا مصنف نہ شدہ ازان جملہ این کتاب ست وازان جملہ کتاب المبسوط در فقہ وازان جملہ است

ان کی کنیت ابوبکر ہے اور نام محمد ہے۔ ابراہیم بن المنذر نیشاپوری کے بیٹے ہیں۔ چونکہ ابوبکر کو حرم محترم کی مجاورت حاصل تھی اور اسی متبرک زمین میں رہ کر تعلیم علم حدیث میں مشغول رہے اسی سبب سے انہیں شیخ الحرم بھی کہتے ہیں۔ اور چونکہ ان سے پہلے اسلام میں ان کے مثل کوئی مصنف نہیں گزرا اس وجہ سے ان کی کتابیں نادر الوقت سمجھی جاتی تھیں منجملہ اور کتابوں کے ایک کتاب تو یہی ہے۔ اس کے علاوہ

Marfat.com

کتاب الاجماع وکتاب السنن وغیر اینہا بالجملہ تصانیف او مایۂ اجتہاد و تحقیق ست در علم فقہ و در معرفۂ اختلافات علماء وشناختن ماخذ و دلیل ہر یکے خیلی ماہر بود خود مجتہد بود تقلید کسے لازم نمی گرفت لیکن شیخ ابواسحاق اورا در طبقات خود در زمرۂ فقہاء شافعیہ نوشتہ بنابر کثرت توارد اجتہاد او باجتہاد شافعی وشیخ ابواسحاق گفتہ است کہ بتصانیف او ہمہ را احتیاج ست خواہ موافق مذہب او وخواہ مخالف مذہب اوزیرا کہ آئین استنباط وطریق اجتہاد را می آموزد و در علم حدیث شاگرد محمد بن میمون و ربیع بن سلیمان و محمد بن اسمٰعیل صائغ و محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم و دیگر اجلہ محدثین ست۔ دمیاطی محمد بن یحیی بن عمار وابوبکر بن المقری و دیگر محدثان عمدہ شاگرد اویند و در سال سہ صد و ہژدہ وفات یافت۔

کتاب المبسوط فقہ میں، کتاب الاجماع، کتاب التفسیر اور کتاب السنن وغیرہ بھی ان کی نادر کتابوں میں سے ہیں۔ ان کی سب تصنیفات مایۂ اجتہاد و تحقیق ہیں۔ علم فقہ اور معرفت اختلافات علماء اور ان کے ماخذ و دلیل کے شناخت کرنے میں بہت ماہر تھے۔ اگرچہ شیخ ابواسحاق نے اپنے طبقات میں ان کو زمرۂ فقہائے شافعیہ میں لکھا ہے جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ امام شافعی اور ان کے اجتہاد میں کثرت سے توارد تھا۔ نیز ان کا قیاس اکثر امام شافعی کے قیاس کے مطابق ہوتا تھا لیکن درحقیقت وہ کسی کے مقلد نہ تھے۔ شیخ ابواسحاق نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمام علماء کو خواہ وہ ان کے مذہب کے موافق ہوں یا مخالف ابن المنذر کی تصنیفوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ کیونکہ وہ آئین استنباط اور طریق اجتہاد کو بتاتے اور سکھاتے ہیں۔ علم حدیث میں محمد بن میمون، ربیع بن سلیمان، محمد بن اسمٰعیل صائغ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم، ان کے علاوہ اور بزرگ و افضل ترین محدثین کے شاگرد ہیں۔ اور محمد بن یحیی بن عمار دمیاطی اور ابوبکر بن المقری اور دیگر محدثین خود ان کے اعلیٰ اور عمدہ شاگردوں میں سے ہیں۔ ۳۱۸ھ میں وفات پائی۔

سُنن کبریٰ

تصنیف بیہقی وآنرا برترتیب مختصر مزنی مرتب کردہ و دو صد و دو جزو گردانیدہ است و در آخر متن او این باب ست۔

یہ کتاب بیہقی کی تصنیف ہے جو مختصر مزنی کی ترتیب کے مطابق مرتب کی گئی ہے۔ اس کتاب کے دوسو دو جزو ہیں۔ اس کے آخر میں یہ باب ہے۔

Marfat.com

باب عدۃ ام الولد اذا توفی عنھا سیدھا اخبرنا ابو عبد اللہ قال اخبرنا ابوالولید قال حدثنا محمد بن احمد بن زھیر قال حدثنا عبد اللہ ھو ابن ھاشم عن وکیع عن مسعر وسفیان عن عبد الکریم عن مجاھد قال ثلثۃ اشھر (وعن وکیع) عن سعید عن الحکم عن ابراہیم قال ثلثۃ اشھر (ورُوِینا) عن عطاء وطاؤس وعمر بن عبد العزیز وابی قلابۃ رحمھم اللہ تعالیٰ۔

کتاب معرفۃ السنن والآثار

نیز تصنیف بیہقی ست وگفتہ اند کہ معنی این نام آن ست معرفۃ الشافعی للسنن والآثار ولہذا تاج الدین سبکی گفتہ است کہ فقیہ شافعی را چارہ نیست ازین کتاب وآن چہار جلدست وکتاب سنن کبریٰ دہ جلدست درین کتاب یعنی معرفۃ السنن والآثار می گوید۔

یہ کتاب بھی بیہقی کی تصنیف ہے۔ علماء نے بیان کیا ہے کہ اس نام کے معنی ہیں 'معرفۃ الشافعی بالسنن والآثار'۔ اسی لئے تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ شافعی فقیہ کو اس کتاب کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ بغیر اس کتاب کے اس کو چارہ نہیں ہے۔ اس کتاب کی چار جلدیں ہیں۔ اور سنن کبریٰ دس جلدوں میں مجلد ہے اس کتاب یعنی معرفۃ السنن میں یہ حدیث ہے۔

اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ قال اخبرنا الزبیر بن عبد الواحد الحافظ قال حدثنی حمزۃ بن علی العطار بمصر قال حدثنی الربیع بن سلیمان قال سُئِلَ الشافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ عن القدر فانشأ یقول ؎

امام شافعی اور مسئلہ تقدیر

یعنی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے تقدیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے یہ اشعار پڑھے ؎

اِذَا شِئْتَ کَانَ وَاِنْ لَّمْ اَشَاءُ ۔۔۔ وَمَا شِئْتَ اِنْ لَّمْ تَشَاءُ لَمْ تَکُنْ

اے اللہ جس چیز کو تو چاہتا ہے وہ ہو جاتی ہے اگرچہ میری خواہش نہ ہو۔ اور جس چیز کو آپ نہیں چاہتے وہ نہیں ہوتی گو میری خواہش ہو۔

خَلَقْتَ الْعِبَادَ عَلٰی مَا عَلِمْتَ ۔۔۔ فَفِی الْعِلْمِ یَجْرِی الْفَتٰی وَالْمُسِنّ

Marfat.com

آپ نے اپنے علم کے موافق بندوں کو پیدا کیا۔ اس کے علم کے موافق ہی غنی اور احسانات جاری ہوتے ہیں۔

عَلٰی ذَا مَنَنْتَ وَھٰذَا ذَلَلْتَ وَھٰذَا اَعَنْتَ وَ ذَا لَمْ تُعِنْ

اس پر آپ نے احسان کیا اور اس کو ذلیل اس کی امداد کی اور اس کی نہ کی۔

فَمِنْھُمْ شَقِیٌّ وَمِنْھُمْ سَعِیْدٌ وَمِنْھُمْ قَبِیْحٌ وَمِنْھُمْ حَسَنٌ

پس ان میں سے بعض بدبخت ہیں اور بعض نیک بخت۔ بعض بدصورت ہیں اور بعض خوبصورت۔

کنیت او ابوبکر و نام او احمد بن الحسین و بیہقی نسبت بہ بیہق ست کہ نام چند دیہہ است متصل ہم دربست گروہے نیشاپور کہ مجموع آن دیہات را بیہق گویند مثل بارہہ و ہریانہ در نواح دہلی وکلان ترین آن دیہات خسروجرد ست بکسر جیم ست کہ مدفن بیہقی ست تولد او در شعبان سال سہ صد و ہشتاد و چہار ست از حاکم و ابوطاہر و ابن فورک متکلم اصولی و ابوعلی رودباری صوفی و ابو عبدالرحمٰن سلمی صوفی استفادہ نمودہ و علوم حاصل کردہ در بغداد و خراسان و کوفہ و حجاز و دیگر معمورہائے اسلام گشتہ

ان کی کنیت ابوبکر ہے اور نام احمد بن الحسین ہے۔ (احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ) بیہقی کی نسبت بَیْہَق کی طرف ہے۔ اور بیہق چند گاؤں کا نام ہے جو باہم متصل ہیں اور نیشاپور سے تیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہیں اور یہ ایسا ہے جیسا نواحِ دہلی میں بارہہ اور ہریانہ۔ ان دیہات میں سب سے بڑا گاؤں خسروجرد ہے۔ جیم کے کسرہ کے ساتھ۔ جہاں بیہقی کی قبر ہے۔ ماہ شعبان ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔ حاکم، ابوطاہر، ابن فورک متکلم اصولی، ابوعلی روزباری صوفی اور عبدالرحمٰن سلمی صوفی سے علوم کو حاصل کیا اور بغداد، خراسان، کوفہ، حجاز اور دوسری اسلامی آبادیوں میں گشت کیا۔

امام بیہقی کو صحاح ستہ میں سے بعض پر اطلاع نہ تھی

وباوصف این تبحر و علو اسناد کہ دارد سنن نسائی و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ نزد او نبود و بر احادیث این ہر سہ کتاب کما ینبغی اطلاع نہ دارد و در علم او حق تعالیٰ برکت

باوجود اس تبحر علمی و علو اسناد کے جو ان کو حاصل تھا، سنن نسائی، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ ان کے پاس موجود نہ تھے اور تینوں کتابوں کی حدیثوں پر کما ینبغی ان کو اطلاع بھی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عظیم داد وقوت فہم بکمال عطا فرمود و
از وے تصانیف عجیبہ یادگار ماند مثل
آن تصانیف از سابقین رو نداده از
جملہ تصانیف برگزید نافعہ وی کتاب
الاسماء والصفات دو جلدست وسبکی
گفتہ است کہ لا اعرف لہ نظیرًا و
دلائل النبوت سہ جلد وکتاب مناقب
الشافعی یک جلد کتاب دعوات الکبیر
یک جلد سبکی گفتہ است کہ من قسم
می خورم برآنکہ این پنج کتاب در عالم
نظیری نیست وسنن صغیر دو جلد و
کتاب الزہد یک جلد وکتاب البعث
یک جلد وترغیب وترہیب ہم یک جلد
وکتاب الخلافیات دو جلد واربعین کبری
واربعین صغری وکتاب الاسرار و دیگر
تصانیف بسیار دارد ومجموع تالیفات او
بہزار جزو رسید وبر سیرت علماء ربانیین
بود در زہد و تورّع ۔

نے ان کے علم میں بڑی برکت اور فہم میں کامل قوت
عطا فرمائی تھی۔ ان کی یادگاریں ایسی عجیب عجیب
تصانیف موجود ہیں جو ان سے پہلے لوگوں سے ظاہر
نہیں ہوئیں۔ ان کی چیدہ اور نافع تصانیف میں
سے کتاب الاسماء والصفات ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں
میں مجلد ہے۔ سبکی کہتے ہیں کہ مجھے اس کتاب کی نظیر
نہیں ملتی۔ علی ہذا دلائل النبوۃ تین جلدوں میں
مجلد ہے۔ مناقب الشافعی اور کتاب دعوات الکبیر
کی صرف ایک ایک جلد ہے۔ سبکی کہتے ہیں کہ میں
قسم کھا کر بیان کرسکتا ہوں کہ دنیا میں یہ پانچوں کتابیں
بے مثل ہیں۔ ان کی نظیر عالم میں موجود نہیں۔ کتاب
الزہد، کتاب البعث والنشور اور ترغیب وترہیب
کی بھی ایک ایک جلد ہے۔ ہاں کتاب الخلافیات
بھی دو جلدوں میں ہے۔ اربعین کبرٰی، اربعین
صغرٰی، کتاب الاسرار، ان کے علاوہ اور بہت سی
تصانیف بھی ہیں۔ ان کی تمام تالیفات ہزار جزو کے
قریب ہوں گی۔ تورّع اور زہد میں وہی خصائل
رکھتے تھے جو علماء ربانیین میں ہونی چاہئے۔

امام بیہقی کا امام شافعی پر احسان

امام الحرمین در حق او گفتہ است کہ
ہیچ شافعی در عالم نیست مگر امام شافعی
را بروی منت واحسان ست الا ابوبکر
بیہقی کہ منت واحسان او بر شافعی زیرا
کہ در تصانیف خود نصرت مذہب اونموده

امام الحرمین نے ان کے بارے میں یہ فرمایا ہے
کہ دنیا میں سوا بیہقی کے اور کسی شافعی کا احسان امام
شافعی کی گردن پر نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ بیہقی
نے اپنی تمام تصانیف میں امام شافعی کے مذہب
کی نصرت وتائید کی ہے اور اسی وجہ سے اس مذہب

Marfat.com

وبتائید ونصرت او رواج این مذہب دوبالا گشتہ واو جامع بود در فن حدیث وعلل احادیث وفقہ آن ووجہ جمع درمیان احادیث مختلفہ خوب می دانست و چون در تصنیف کتاب معرفۃ السنن والآثار شروع کردیکے از راستان وصلحا بخواب دید کہ امام شافعی درجائے ہستند ودر دست ایشان چند جزو ازین کتاب ہست و می فرمایند کہ امروز از کتاب فقیہ احمد ہفت جزو نوشتیم ویاد خواندیم وفقیہی دیگر نیز امام شافعی را بخواب دید کہ در مسجد جامع بر تختے نشستہ اند ومی فرمایند کہ امروز از کتاب فقیہ احمد یعنی بیہقی فلان فلان حدیث استفادہ کردیم۔ محمد بن عبد العزیز مروزی فقیہ گفتہ کہ مشہور ست کہ روزے بخواب می بینم کہ یک صندوق از زمین بآسمان پریدہ میرود وگرداگرد آن صندوق نوریست نہایت درخشندہ کہ چشم را خیرہ میکند میپرسم کہ این چہ چیز است، فرشتگان میگویند کہ این صندوق تصانیف بیہقی ست کہ در بارگاہ کبریا مقبول شدند۔

وفات او دہم جمادی الاولیٰ درسنہ چہارصد وپنجاہ وہشت ست انتقال او در شہر نیشاپور واقع شدا ما او را در تابوتے نہادہ در بیہق آوردند ودر خسرو جرد مدفون ساختند گاہے بشعر ہم میل کرد از نظم او این چند بیت ست۔

کا رواج دوبالا ہوگیا۔ امام شافعی کے فقہ اور فن حدیث اور علل حدیث میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو احادیث مختلفہ کے جمع کرنے کا اچھا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ جب کتاب معرفۃ السنن کی تصنیف شروع کی ہے تو صلحاء و راستبازوں میں سے کسی نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا کہ وہ کسی مقام پر موجود ہیں اور اس کتاب کے چند جزو اُن کے ہاتھ میں ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ آج فقیہ احمد کی کتاب سے میں نے سات جزو پڑھے ہیں۔ ایک دوسرے فقیہ نے امام شافعی کو دیکھا کہ جامع مسجد میں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے فرماتے ہیں کہ آج میں نے کتاب فقیہ احمد یعنی بیہقی سے فلاں فلاں حدیث کا استفادہ کیا ہے۔ محمد بن عبد العزیز مروزی جو مشہور فقیہ ہیں فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صندوق زمین سے آسمان کی طرف اڑا جا رہا ہے اور اس کے گردا گرد ایک ایسا چمکتا ہوا نور ہے جو آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے تو فرشتوں نے جواب دیا کہ بیہقی کی تصنیفات کا صندوق ہے جو بارگاہ کبریا میں مقبول ہوگیا ہے۔

دسویں جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ کو شہر نیشاپور میں بیہقی کا انتقال ہوا۔ ان کو تابوت رکھ کر بیہق لائے اور خسرو جرد میں دفن کیا۔ کبھی کبھی شعر و اشعار کی طرف بھی طبیعت کا میلان ہوتا تھا۔ چنانچہ یہ چند بیت بھی انہیں کے ہیں ؎

Marfat.com

امام بیہقی کے چند اشعار

مَنِ اعْتَزَّ بِالْمَوْلٰی فَذَاكَ جَلِیْلٌ وَمَنْ رَامَ عِزًّا عَنْ سِوَاہُ ذَلِیْلٌ

جس شخص کو خدا تعالیٰ نے عزت دی تو وہ بزرگ ہے اور خدا کے سوا اگر کسی دوسرے سے عزت کا طالب ہوا تو وہ ذلیل ہے۔

وَلَوْاَنَّ نَفْسِیْ مُذْ بَدَاھَا مَلِیْکُھَا مَضٰی عُمْرُھَا فِیْ سَجْدَۃٍ لَقَلِیْلٌ

میرے نفس کی جب سے اس کو اس کے مالک نے پیدا کیا ہے اگر تمام عمر سجدہ (عبادت) میں گزر جائے تو نہایت قلیل ہے۔

اُحِبُّ مُنَاجَاۃَ الْحَبِیْبِ بِاَوْجُہٍ وَلٰکِنْ لِسَانُ الْمُذْنِبِیْنَ کَلِیْلٌ

میں اپنے حبیب کی مناجات کو عمدہ طریقہ سے پسند کرتا ہوں لیکن گنہ گاروں کی زبان گونگی ہے۔

شرح السُّنۃ للبغوی

اول آن کتاب حدیث انما الاعمال بالنیات واقع ست بروایت حضرت عمرؓ غالباً بدہ واسطہ بآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرسد وگاہے بہ نہ و ہشت نیز۔

اس کتاب کے شروع میں یہ حدیث ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اس روایت کے راوی حضرت عمرؓ ہیں۔ اور غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس واسطوں سے اور کبھی آٹھ اور نو واسطوں سے بھی بغوی تک پہنچی ہے۔

کنیت او ابو محمد و نام او حسین بن مسعود ست و او را فرار و ابن الفرار نیز گویند زیرا کہ یکے از آبائے او پوستین میدوخت و مے فروخت و پوستین را در لغت عرب فروہ گویند و نسبت بوطن او بغویست واصل این مقام بغشور ست معرب باغ کور کہ درمیان مرو و ہرات

ان کی کنیت ابو محمد اور نام حسین بن مسعود ہے انہیں فراء وابن الفراء بھی کہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد میں سے کوئی پوستین سی کر فروخت کرتا تھا۔ لغتِ عرب میں پوستین کو فرو کہتے ہیں۔ بغو جو ان کا وطن ہے اس کی طرف نسبت ہے بغو کی اصل بغشُور ہے جو باغ کور کا معرب ہے۔ اور یہ ایک معمور و آباد شہر جو ہرات اور مَرو کے درمیان

واقع ست وشہرت معمور وآباد ودر وقت
نسبت شور را حذف کردند بسوئے بغ نسبت نمودند بغوی
شد زیرا کہ بغ ثنائی ست بزیادت واو ثلاثی گشت۔

وے جامع ست درسہ فن وہر یک
را بکمال رسانیدہ محدث بے نظیر ومفسر
بے عدیل ست وفقیہ شافعی صاحب فقہ
است وتمام عمر در تصنیف ودرس حدیث
وتفسیر وفقہ مشغول ماند ودرس بے طہارت
نمی گفت در فقہ شاگرد حسین صاحب تعلیقہ
ست کہ یکے از اجلہ شافعیہ است ودر حدیث
شاگرد ابوالحسن داؤدی ست کہ نام او عبدالرحمن
بن محمد واز سائر محدثین ست واز یعقوب
بن احمد صیرفی وعلی بن یوسف جوینی ودیگر
محدثان نیز فوائد حاصل کردہ وصاحب تعبد
وقنوت بود وبقناعت وزہد می گزرانید بر
یک پارچہ نان خشک در وقت افطار اکتفا
می کرد چون مردم بسیار بجد شدند وگفتند
کہ نان خشک موجب خشکی دماغ خواہد شد
نانخورش آن زیت مقرر کرد وفات او در
شہر مرو واقع شدہ در سنہ پانصد وشانزدہ
ودر مقبرۂ استاد خود شیخ حسین مدفون گشت۔

واقع ہے۔ شور کو حذف کر کے بغ کی طرف نسبت
کی تو بغوی ہو گیا۔ یہ لفظ ثنائی ہے مگر زیادت واؤ
کی وجہ سے ثلاثی ہو گیا ہے۔

انہیں تین فنون میں مہارت تامہ حاصل تھی
اور ہر ایک فن کو معراج کمال پر پہنچایا ہے۔ بے نظیر
محدث اور بے عدیل مفسر تھے۔ فقیہ بھی تھے۔ شافعی مذہب
رکھتے تھے۔ تمام عمر تصنیف اور حدیث وتفسیر وفقہ کے
کے درس میں مشغول رہے۔ ہمیشہ باوضو درس دیتے
تھے۔ فقہ میں قاضی حسین (ابن محمد) کے شاگرد ہیں، جو
صاحب تعلیقہ اور اجل شوافع میں سے ہیں۔ اور حدیث
میں ابوالحسن داؤدی کے شاگرد ہیں۔ جن کا نام عبدالرحمن
بن محمد ہے جو زمرۂ محدثین میں داخل ہیں۔ اور یعقوب
بن احمد صیرفی، علی بن یوسف جوینی، اور نیز دیگر محدثین
سے بے شمار فوائد حاصل کئے۔ قائم اللیل اور صائم
النہار تھے۔ زہد وقناعت میں زندگی گزارتے تھے
افطار کے وقت خشک روٹی کے ٹکڑے پر اکتفا فرماتے
تھے۔ جب لوگوں نے بے حد اصرار کے ساتھ عرض کیا
کہ خشک روٹی کھانے سے دماغ میں خشکی ہو جائے
گی۔ تو بطور نانخورش (سالن) کے، روغن زیتون مقرر کیا
۵۱۶ھ میں بمقام شہر مرو ورّوذ انتقال ہوا اور
اپنے استاد قاضی حسین کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

معاجم ثلاثہ طبرانی

کہ کبیر واوسط وصغیر ست باید دانست
کہ معجم کبیر او مسند ست بر ترتیب مرویات

ان معاجم میں سے ایک کبیر، دوسرا اوسط اور
تیسرا صغیر ہے۔ جاننا چاہئے کہ مسند معجم کبیر کو مرویات

Marfat.com

صحابہ مکرمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ از مرویات او ہیچ نیاوردہ و منظور داشت کہ مسند ابوہریرہ را جداگانہ تصنیف نماید اما میسر نہ شد یا میسر شد و مشہور نہ گشت و معجم اوسط او در شش جلد ست و ہر جلد کتاب کلانیست و آن بر ترتیب شیوخ ست و از ہر شیخ خود کہ قریب ہزار کس باشند آنچہ از غرائب و عجائب شنیدہ است می آرد و این کتاب او نظیر کتاب الافراد دارقطنی ست و افراد و غرائب در اصطلاح محدثین عبارت از احادیثے ست کہ نزدیک شیخ باشند و نزدیک دیگرے نباشند و ہمین کتاب را یعنی معجم اوسط را می گفت کہ جان من ست و فی الواقع فضیلت او در علم حدیث و وسعت روایت او ازین معلوم می شود اما محققین اہل حدیث گفتہ اند کہ درو منکرات بسیار ست و منشائش آنست کہ غرابت مقتضی ہمین ست و تفرد ثقہ کہ آنرا غریب صحیح گویند یک باب ست و معجم صغیر او نیز بر ترتیب شیوخ ست اما دران کتاب بیان شیوخ را ذکر کردہ کہ از انہا یک یک حدیث استفادہ نمودہ در آخر معجم کبیر نیز گویا فی حدیث حلب العنز۔

حدثنا عبید بن غنام قال حدثنا

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے چونکہ یہ مدنظر تھا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مسندات کو جدا مرتب کریں اس وجہ سے ان کی مرویات میں سے کسی روایت کو اس میں بیان نہیں کیا گیا ہے لیکن انہیں اس کا موقع نہ مل سکا یا اگر موقع ملا تو اس کو شہرت نصیب نہیں ہوئی۔ معجم اوسط کی چھ جلدیں ہیں ہر ایک جلد ایک ضخیم کتاب ہے اور یہ ترتیب اسمار شیوخ مرتب ہے۔ ان کے شیوخ کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے اپنے ہر شیخ سے جو عجائب و غرائب سنے تھے ان کو اس میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب دارقطنی کی کتاب الافراد کی مانند ہے۔ اصطلاح محدثین میں افراد وغرائب ان حدیثوں کو کہتے ہیں جو اپنے شیخ کے سوا اور کسی کے پاس نہ ہوں۔ طبرانی اس کتاب کی نسبت یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ میری جان ہے۔ اور فی الواقع علم حدیث میں ان کی فضیلت علمی اور وسعت روایت کا پتہ اسی سے چلتا ہے۔ لیکن محققین اہل حدیث نے فرمایا ہے کہ اس میں منکرات بہت ہیں۔ اس کا منشا یہ ہے کہ غرابت اسی کو مقتضی ہے اور تفرد ثقہ کا جس کو اصطلاح میں غریب صحیح بھی کہتے ہیں، ایک باب ہے۔ معجم صغیر بھی شیوخ ہی کی ترتیب پر مرتب ہے۔ اور اس کتاب میں ان شیوخ کا بھی ذکر کیا ہے جن سے صرف ایک ایک حدیث کا استفادہ کیا۔ معجم کبیر کے آخر میں حدیث حلب العنز کے سلسلہ میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

عبید بن غنام، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، اسحاق

Marfat.com

ابو بکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا وکیع عن الاعمش عن ابی اسحاق عن عبد عن عبد الرحمٰن بن زید الفائشی عن بنت خباب قالت خرج ابی فی غزاۃ فی عھد النبی صلّی اللہ علیہ وسلم و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتعاھدنا فیحلب عنزًا لنا وکان یحلبھا فی جفنۃ فلما قدم خباب کان یحلبھا فعاد حلابھا الاول

و در آخر معجم صغیر در فضائل نساء می گوید۔

حدثنا سمانۃ بنت محمد بن موسی بن بنت الوضاح بن حسان الانباریۃ بالانبار قالت حدثنا ابی محمد بن موسی قال حدثنا محمد بن عقبۃ السدوسی قال حدثنا محمد بن حمران قال حدثنا عطیۃ الدعاء عن الحکم بن الحارث السلمی رضی اللہ تعالی عنھم قال سمعتُ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم یقول من اخذ من طریق المسلمین شبرا طوقہ اللہ یوم القیٰمۃ من سبع ارضین وسمعت صلیحۃ بنت ابی نعیم الفضل بن دکین تقول سمعت ابی یقول القرآن کلام اللہ تعالی غیر مخلوق۔

کنیت طبرانی ابو القاسم و نام او سلیمان بن احمد بن ایوب مطیر لخمی طبرانی ست و در شہر عکاء از بلاد شام متولد شدہ در سنہ دو

عبدالرحمٰن بن زید الفائشی۔ بنت خباب فرماتی ہیں کہ میرے والد حضور کی حیات میں ایک جہاد میں تشریف لے گئے۔ ان کی غیر موجودگی میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور ہماری بکری کا دودھ نکالا کرتے تھے۔ اس کو کٹیرے (لکڑی کا بڑا برتن) میں دوہتے تھے تو وہ بھر جاتا تھا۔ پھر جب خباب آئے اور وہ دوہنے لگے تو دودھ پھر اپنی اصلی مقدار پر لوٹ آیا (یعنی وہ برکت زائل ہو گئی)

معجم صغیر کے آخر میں فضیلت نساء کے بارے میں یہ حدیث منقول ہے۔

سمانہ بنت محمد بن موسیٰ، محمد بن موسیٰ، محمد بن عقبہ السدوسی، محمد بن حمران، عطیۃ الدعاء۔ حکم بن حارث سلمی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے جو شخص مسلمانوں کے راستے میں سے ایک بالشت زمین کو بھی دبا لے گا تو قیامت کے روز ساتوں زمینوں سے اسی قدر لے کر طوق بنا کر اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ اور صلیحہ بنت فضل بن دکین فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سُنا ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ مخلوق (حادث) نہیں ہے۔

طبرانی کی کنیت ابو القاسم ہے اور نام سلیمان ہے احمد بن ایوب بن مطیر لخمی طبرانی کے بیٹے ہیں۔ ملک شام کے شہر عکہ میں بماہ صفر ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے،

Marfat.com

صد و شصت در ماہ صفر و در سنہ ہفتاد و سہ
طلب علم شروع کرد و در اکثر شہرہائے در
حرمین و یمن و مصر و بغداد و کوفہ و بصرہ
و اصفہان و جزیرہ و دیگر معمورہائے
اسلام گردید و علی بن عبد العزیز بغوی و بشر
بن موسیٰ و ادریس عطائ و ابوزرعہ دمشقی
و اقران ایشان سماع دارد و پدر او تحریص
و تاکید بر طلب علم حدیث می نمود و او را
گرفتہ بہ شہرہائے می گشت و بحضور اساتذہ
و سانید تصانیف بسیار دارد و
این سہ معجم کہ حال آن مذکور
شد۔

اور ۲۷۳ھ میں آپ نے طالب علمی شروع کی، ملک
شام کے اکثر شہروں حرمین شریفین، یمن، مصر،
بغداد، کوفہ، بصرہ، اصفہان، جزیرہ اور اسلام
کی دیگر آباد بستیوں میں سیر و سیاحت کی۔ علی بن
عبد العزیز بغوی، بشر بن موسیٰ، ادریس عطار، ابوزرعہ
دمشقی اور ان کے ہمعصروں سے حدیث شریف کی
سماعت حاصل کی۔ طبرانی کے والد بزرگوار ان کو علم
حدیث طلب کرنے کی بے حد ترغیب دیا کرتے تھے
اور خود انہیں اپنے ہمراہ لے کر شہر بہ شہر پھرتے
ہوئے استادوں کی خدمت میں پہنچاتے تھے۔ ان
تینوں معجموں کے علاوہ جن کا ابھی ذکر ہوا ہے، ان
کی اور بھی بہت سی تصانیف موجود ہیں۔

کتابُ الدّعاء للطبرانی

و کتاب الدعاء للطبرانی کہ صاحب
حصن حصین ازان نقل می کند در
اولش می گوید۔

قال الحافظ ابوالقاسم هذا کتاب
الّفتُه جامعا لادعیة رسول الله صلی
الله علیه وسلم جرّانی علیه انی رأیتُ
کثیرا من الناس قد تمسکوا بادعیة
سجع وادعیة وُضعت علی عدد الایام
مما الّفها الورّاقون لا یروی عن رسول
الله صلی الله علیه وسلم ولا عن احد

اس کے شروع میں ذیل کی حدیث نقل کی
ہے اور اسی کتاب سے صاحب حصن حصین نے
بھی نقل کیا ہے۔

حافظ ابوالقاسم نے فرمایا اس کتاب میں، میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب دعاؤں کو
جمع کیا ہے (چونکہ) میں نے بہت سے آدمیوں کو
دیکھا کہ انہوں نے ایسی دعاؤں سے تمسک کیا ہے
جو مقفا ہیں۔ (نیز) ایسی دعائیں جو ہر دن کے لئے
وضع کی گئی ہیں۔ اور جنہیں وراقوں یعنی واعظین
وغیرہم نے بلاتحقیق جمع کر دیا ہے حالانکہ وہ نہ جناب

Marfat.com

من اصحابه رضی اللہ تعالیٰ عنھم ولا عن احد من التابعین لھم باحسان مع ما رُوی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من الکراھۃ للسجع فی الدعاء و التعدّی فیہ فالّفتُ ھذا الکتاب بالاسانید المأثورۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبدأتُ بفضائل الدعاء و آدابہ ثم رتّبتُ ابوابہٗ علی الاحوال التی کان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم یدعوا فیھا فجعلتُ کلّ دعاء فی موضعہ یستعملہ السّامع لہ ومن بلغہ علی ما رتّبنا ہ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور نہ صحابہ رض اور نہ ان لوگوں سے جو احسان کے ساتھ ان کے پیرو ہیں یعنی تابعین سے ۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ منقول ہے کہ دعائیں قافیہ بندی اور تعدی نہ کرو۔ لہذا مجھ کو ان امور نے ایک ایسی کتاب کے جمع کرنے کی جرأت دلائی کہ جس میں وہ اسانید ہوں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ میں نے اس کتاب کی ابتدا فضائل دُعا اور اس کے آداب سے کی ہے اور جس حال میں جو دُعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اس کے لئے علیحدہ علیحدہ باب کر کے اس کتاب کو مرتب کیا اور ہر ایک دُعا کو اس کے موقع پر لکھ دیا تاکہ وہ لوگ جو اس کو سنیں یا جن کو یہ پہنچے اس کی ترتیب کے موافق خدا کی توفیق سے استعمال کریں، جس طرح ہم نے مرتب کیا ہے۔

باب تاویل قول اللہ تعالیٰ

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔

(اس کے بعد ایک باب قائم کیا جس میں اس آیت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کی تفسیر فرمائی اور اس میں ایک حدیث اس کے مناسب بیان کی جس کا ترجمہ یہ ہے)

حدثنا عبد اللہ محمد بن سعید بن مریم قال حدثنا محمد بن یوسف الفریابیؔ ح وحدثنا علی بن عبد العزیز قال حدثنا ابوحذیفۃ قال حدثنا سفیان عن منصور عن ذر بن عبد اللہ الھمدانی المرھبی عن یسیع الحضرمی عن النعمان

عبد اللہ بن محمد بن سعید بن مریم محمد بن یوسف فریابی ح علی بن عبد العزیز ۔ ابو حذیفہ ۔ سفیان منصور ، ذر بن عبد اللہ ، یسیع الحضرمی ۔ نعمان بن بشیر رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عبادت دعا ہی ہے پھر آپ نے اس کے استشہاد میں وہی آیت پڑھی جس کا ترجمہ

بن بشیر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العبادۃ ھی الدعاء ثم قرأ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (الی آخر الآیۃ)

و این کتاب ہم جلد کلان ست و از تصانیف او کتاب المناسک و کتاب عشرۃ النساء و کتاب النوادر و کتاب دلائل النبوۃ و او را تفسیر یست بسیار کلان و دیگر تصانیف بسیار ست کہ بالفعل یافتہ نمی شود و حافظ یحیٰی بن مندہ آن ہمہ را مذکور کردہ۔ و در طلب علم حدیث محنت و مشقت بسیار نمودہ تا سی سال بر بوریا خفتہ و راحت و آرام بر خود روا نداشتہ از استاذ ابن العمید کہ وزیر مشہور ست و در علم عربیت و شعر و لغت سر آمد وقت خود بود و در دولت دیالمہ وزیری باین قابلیت نگذشتہ و صاحب بن عباد کہ وزیر آن دولت بود شاگرد و تربیت یافتہ او بود۔

الباب منعقد کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا اور جو لوگ میری عبادت (دعا) سے تکبّر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلّت و خواری کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔

یہ کتاب بھی بہت ضخیم ہے۔ کتاب المسالک کتاب عشرۃ النساء اور کتاب دلائل النبوۃ۔ یہ سب کتابیں انہیں کی تصنیف کردہ ہیں۔ تفسیر میں بھی ایک بہت بڑی کتاب تالیف فرمائی ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی ایسی تصنیفات جو اس زمانہ میں نہیں پائی جاتیں۔ چنانچہ حافظ ابن مندہ نے ان سب کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی نے علم حدیث کی طلب میں بہت محنت اور مشقت اٹھائی ہے۔ اپنی راحت و آرام کو بالائے طاق رکھ کر تیس برس تک بوریہ پر سوتے رہے۔ استاذ ابن العمید جو مشہور و معروف وزیر اور علم عربیت و اشعار و لغت میں اپنے وقت کے سرخیل ہیں اور دولت دیالمہ میں کوئی وزیر اس قابلیت اور لیاقت کا نہیں گزرا ہے۔ اور صاحب بن عبّاد جو منجملہ وزیران دولت دیالمہ کے ایک وزیر ہیں۔ طبرانی کے شاگرد اور انہی سے تربیت یافتہ ہیں۔

طبرانی اور جعابی کے درمیان مذاکرۂ حدیث

منقول ست کہ مرا چنین گمان بود کہ مثل وزارت در عالم منصبے و مرتبہ نمی باشد و در دنیا در چیزے از لذائذ آن قدر حلاوت نیافتم کہ درین

ابن العمید سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں، میرا خیال تھا کہ دنیا میں کوئی مرتبہ اور کوئی منصب وزارت کے برابر نہیں ہے اور مجھ کو جو لذّت اور ذائقہ اس مرتبہ میں حاصل ہوا وہ دُنیا کی لذیذ

Marfat.com

منصب می یافتم زیرا کہ مرجع طبقات مردم گوناگون خلائق بودم تا آنکہ روزے بحضور من درمیان ابوبکر جعابی کہ از محدثین مشہورین ست و ابوالقاسم طبرانی مذاکرۂ حدیث واقع شد طبرانی را دیدم کہ بکثرت محفوظاتِ خود غلبہ می کرد و جعابی را یافتم کہ بفطنت وذکاء سبقت می نمود واین برد وبات تا دیر کشید و از طرفین آوازہا بلند شد وجوش وخروش ظاہر گشت درین اثناء ابوبکر جعابی گفت کہ حدثنا ابو خلیفۃ قال حدثنا سلیمان بن ایوب۔ ابو القاسم طبرانی گفت کہ سلیمان بن ایوب منم وابوخلیفہ شاگرد من ست و از من روایت حدیث نمودہ پس چرا از من این حدیث را روایت نمی کنی کہ ترا علوّ اسناد حاصل شود دران وقت دیدم کہ ابوبکر جعابی خجالتی کشید کہ در دنیا مثل آن متصور نیست ومن در دل خود گفتم کہ کاش من طبرانی می بودم وفرحتی وغلبہ کہ نصیب طبرانی شد مرا حاصل می شد ومن وزیر نمی بودم کہ ازین قسم تحصیل فضائل واسباب جاہ محروم ماندم۔ راقم حروف گوید این تمنا وآرزوی ہم

چیزوں میں سے کسی چیز میں بھی نہیں پایا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ میں اس وقت مرجع خلائق تھا اور طرح طرح کے آدمی مجھ کو اپنا ملجا و ماوی سمجھے تھے۔ میں اسی گمان اور خیال میں مست رہتا تھا۔ ایک دن میرے روبرو مشہور محدث ابوبکر جعابی اور ابو القاسم طبرانی کے مابین مذاکرۂ حدیث واقع ہوا۔ کبھی طبرانی اپنی کثرت محفوظات کے باعث ان پر غالب آتے تھے اور کبھی ابوبکر اپنی فطانت اور ذکاوت کے سبب سے ان پر سبقت لے جاتے تھے۔ یہی قصّہ دیر تک ہوتا رہا۔ نوبت بایں جا رسید کہ طرفین سے آوازیں بلند ہوئیں اور جوش وخروش پھیل گیا۔ ابوبکر جعابی نے کہا حدّثنا ابوخلیفۃ قال حدّثنا سلیمانُ بن ایوبَ۔ ابوالقاسم طبرانی نے اسی وقت کہا کہ میں ہی سلیمان بن ایوب ہوں اور ابوخلیفہ میرا ہی شاگرد ہے اور وہ مجھ سے ہی حدیث کی روایت کرتا ہے۔ پس تم کو مناسب ہے کہ خود مجھ سے اس حدیث کی سند حاصل کرو تاکہ تم کو علوِّ اسناد حاصل ہو۔ ابن العمید کہتے ہیں کہ اس وقت ابوبکر جعابی شرم سے پانی پانی ہوگئے اور جو شرمندگی انہیں اس وقت حاصل ہوئی دُنیا میں کسی کو نہ ہُوئی ہوگی۔ میں اپنے دل میں یہ کہتا تھا کہ کاش میں طبرانی ہوتا اور جو فرحت وغلبہ طبرانی کو حاصل ہوا ہے وہ مجھ کو ہوتا۔ میں وزیر ہو کر اس قسم کے تحصیل فضائل اور اسباب جاہ سے محروم ہوں۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ ابن العمید کی اِس تمنّا کا

Marfat.com

از بقائی وزارت و ریاست او بود والّا علماء ربانییّن را بسبب این غلبه ہائے تغیری نمی شود و نفس ایشان بحرکت نمی آید ولکن المرء یقیس علی نفسه۔ بالجمله طبرانی در توسع علم حدیث وکثرت روایت آن ممتاز و مستثنی بود وابو العباس احمد بن منصور شیرازی گفته است که من از طبرانی سہ لکھ حدیث نوشته ام واو را در آخر عمر زنادقه یعنی فرقه قرامطه از اسمٰعیلیه که دران زمان اعدائے اہل سنت بودند بجہت آنکه مذاہب ایشان باحادیث رد می کرد سحر کردند و ہر دو چشم از بصارت ظاہری عاری گشت بست ہشتم ذیقعده سال سنه سی صد و شصت وفات او ست وحافظ ابو نعیم اصبہانی صاحب حلیة الاولیاء بروی نماز جنازه گزارد و صد سال و دو ماه عمر او ست۔

سبب اس کی ریاست اور وزارت تھی۔ ورنہ علماء ربانیین کو ایسے غلبوں کے سبب سے نہ کوئی تغیر پیش آتا ہے اور نہ ان کے نفوس کو کسی قسم کی کوئی جنبش ہوتی ہے۔ لیکن اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ[1]۔ غرض یہ ہے کہ طبرانی علم حدیث میں کامل وسعت رکھتے تھے اور کثرت روایت میں مستثنیٰ اور ممتاز تھے۔ ابو العباس احمد بن منصور شیرازی فرماتے ہیں کہ میں نے طبرانی سے تین لاکھ احادیث لکھی ہیں۔ زنادقہ یعنی فرقہ قرامطہ اسماعیلیہ نے جو اس زمانہ میں اہل سنت کے دشمن تھے طبرانی پر ان کی آخر عمر میں اس وجہ سے سحر کرا دیا تھا کہ وہ احادیث سے ان کے مذہب کا ردّ کیا کرتے تھے جس سے ان کی بصارتِ ظاہری جاتی رہی تھی۔ آپ نے ماہ ذیقعدہ ۳۶۰ھ میں وفات پائی۔ جنازہ کی نماز حافظ ابو نعیم اصبہانی صاحبِ حلیۃ الاولیاء نے پڑھائی۔ دو ماہ اور ایک سو سال کی عمر ہوئی۔

معجم اسماعیلی

سابق ذکر صحیح اسمٰعیلی که مستخرج بر بخاری ست احوال او مفصل مرقوم گشته حالا از ابتداء معجم چند فقره نقل کرده شود تا حال این کتاب او روشن شود می گوید۔

صحیح اسمٰعیلی میں جو مستخرج بر بخاری ہے ان کا احوال مفصّل لکھا گیا ہے۔ اب ان کے معجم کے ابتدائی چند فقرے لکھے جاتے ہیں تاکہ ان کی اس کتاب کا بھی حال روشن ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں۔

[1] انسان اپنے نفس پر دوسروں کو بھی قیاس کرتا ہے۔

Marfat.com

الحمد للہ حمداً کما ینبغی لکرم وجهه وعزّ جلاله وکما یقتضیه تتابع نِعَمه وافضاله و صلّی اللہ علیٰ نبیّه محمد نبیّ الرحمة و والرسالة وعلیٰ آله وسلّم کثیرًا امّا بعدُ فانی استخرتُ اللہ تعالیٰ فی حصر اسامی شیوخی الذین سمعتُ عنهم و کتبتُ عنهم وقرأت علیهم الحدیث و تخریجها علی الحروف المعجمة لیسهل علی الطالب تناوله ولیرجع الیه فی اسم ان التبس او اشکل والاقتصار منهم لکل واحد علی حدیث واحد یستغرب، او یستفاد او یستحسن له و حکایة لیتضاف الی ما اردت من (ذلك) جمع احادیث تکون فوائد فی نفسها وابین حال من ذممت طریقه فی الحدیث بظهور کذبه او اتّهامه به اوخروجه عن جملة اهل الحدیث للجهل به والذهاب عنه فمن کان عندی منهم ظاهر الحال لم اخرجه فیما صنّفت من حدیثی واثبت اسامی من کتبتُ عنه فی صغری املاه بخطّی سنة ثلاث و ثمانین ومأتین وانا یومئذ ابن ستّ سنین فضبطته ضبط مثلی من یدرکه المتامّل له من خطّی ذلك علی

اللہ تعالیٰ کے لئے ہر قسم کی تمام ایسی تعریفیں ہیں، جو اس بزرگ ذات اور عزت و جلال کے لائق ہیں اور جس کا اس کی مسلسل نعمتیں اور مہربانیاں تقاضا کرتی ہیں، اس نبی رحمت و رسالت پر جن کا نام محمدؐ ہے اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرمائے (نیز) ان کی اولاد پر اللہ کی رحمت وسلام کثرت سے نازل ہوتے رہے اس کے بعد (یہ عرض ہے) کہ میں نے اللہ پاک سے اپنے ان شیوخ کے ناموں اور ان کے تخریج کے احاطہ کرنے میں استخارہ کیا جن سے میں نے کسی حدیث کو سُنا اور لکھا اور سنایا تھا۔ اوران کی ترتیب حروفِ تہجّی کے مطابق اس وجہ سے دی گئی کہ طالبین کو اس کے حاصل کرنے میں آسانی ہو اور اگر کسی نام میں کوئی التباس یا اشکال واقع ہو تو اس کی طرف رجوع کر کے اپنا اطمینان کرلیں میں نے ہر ایک شخص سے فقط ایک ایک حدیث ایسی لے لی ہے جو غریب سمجھی جاتی ہو یا جس سے جدید فائدہ حاصل ہوتا ہو یا اچھی سمجھی گئی اور اس کی کوئی حکایت یا قصہ بھی درج کیا تاکہ میں نے جو اپنے شیوخ کے ناموں کے احاطہ کرنے کا ارادہ کیا ہے اس کے ساتھ ایسی احادیث بھی جمع ہو جائیں جن میں فی نفسہا کوئی فائدہ ہے اور میں نے اس کا حال بھی بیان کر دیا ہے جس کے طریق فی الحدیث کو میں نے ناپسند کیا خواہ اس کے کذب کے ظہور کی وجہ سے خواہ اس کے متّہم ہونے کے سبب یا محدثین کے زمرہ میں سے نکل جانے کی وجہ سے وہ جہالت

Marfat.com

انی لم اخرج من ھذہ البابۃ شیئًا فیما صنّفتُ من السُّنن و احادیث الشیوخ واللّٰہ اسال التوفیق لاستتمامہ فی خیر وعافیۃ و ان ینفعنی بہ وغیری وافتتحت ذلک باحمد لیکون مفتحہ باسم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم تیمّنًا بہ ولیصحّ لی بہ الابتداء بالالف من الحروف المعجمۃ واذا کان محمد واحمد یرجعان الی اسم واحد فانّ اللّٰہ عزّ وجلّ قال فی کتابہ فی بشارۃ عیسٰی وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ کما قال مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ. وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم انّ لی اسماء انا محمّد وانا احمدُ وقد کان ابو محمد عبد اللّٰہ بن محمد بن ناجیۃ یقول حدثنا احمد بن الولید بن السریّ فاقول محمد ایُّھا الشیخ فیقول محمد و احمد واحدٌ وابتدأتُ بھذا الجمع فی الجمادی الاولٰی من سنۃ احدی وستین وثلث

فی الحدیث کے باعث ہو، یا ذہول ہوجانے کے سبب سے، اور جو ان میں سے میرے نزدیک ظاہر الحال تھے، ان کی حدیث کی تخریج میں نے اپنی تصنیف میں نہیں کی۔ ۲۸۳ھ میں جب کہ میری صغر سنی کی حالت تھی اور میری عمر چھ سال کی تھی، جن لوگوں سے میں نے بطور املاء کے اپنے ہاتھ سے حدیث لکھی تھی، ان کے نام بھی لکھ دیتا ہوں۔ اور میں ان لوگوں کے نام کو یاد رکھتا ہوں جیساکہ مجھ جیسا صغیر السن یاد رکھ سکتا ہے اور وہ لوگ وہ ہیں جن کو غور کرنے والا میرے اس خط سے پہچان سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جو کتابیں سنن اور احادیث شیوخ سے میں نے تالیف کی ہیں، ان میں سے کسی شئے کو میں نے اس باب سے نہیں لکھا۔ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ خیر و عافیت سے اس کتاب کی تکمیل کی توفیق عنایت فرمائے اور مجھے اور دوسروں کو اس سے نفع پہنچائے۔ میں نے تین وجہ سے اس کتاب کو احمد کے نام سے شروع کیا ہے۔ اول تو یہ کہ کتاب کا افتتاح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ہوکر موجب برکت ہو۔ دوسرے یہ کہ حروف معجمہ میں سے 'الف' کے ساتھ میرا شروع کرنا صحیح ہوجائے۔ تیسرے یہ کہ محمد اور احمد کا مآل ایک ہی نام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جیسے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ فرمایا ہے، ایسے ہی حضرت عیسٰی کی بشارت میں وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ اور (اسی طرح) جناب رسول اللہ

مائۃ عصمنا اللہ من الزَّلَلِ فی القول والعمل.

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے چند نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں - ابو محمد عبداللہ بن محمد بن ناجیہ فرمایا کرتے تھے حدثنا احمد بن الولید بن السری ، میں کہتا تھا اے شیخ ! محمد (کہو) تو وہ کہتے تھے کہ محمد اور احمد ایک ہی ہیں ۔ میں نے اس کتاب کو جمع کرنے کی ابتداء جمادی الاول ۳۶۱ھ سے کی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو قول وعمل میں لغزشوں سے بچائے ۔ (آمین)

و در باب محدثین در ترجمۂ ابوبکر محمد بن صالح بن شعیب نماز می گوید واین سند از عوالی اوست بنا بران مرقوم گشتہ.

باب محدثین میں ترجمہ ابوبکر محمد بن صالح بن شعیب نماز کے تحت میں یہ بیان کرتے ہیں ، چونکہ یہ سند جو ذیل میں درج ہے ، ان کے اعلیٰ اسنادوں میں سے ہے ۔ اسی وجہ سے اس کو اس موقعہ پر لکھا جاتا ہے ۔

حدثنا ابن صالح بن شعیب املاء بالبصرۃ حدثنا نصر بن علی عن یزید بن ہارون عن عاصم الاحول قال دخلنا علی انس بن مالک رضی اللہ عنہ نعزیہ علی ابن لہ فقلنا یا اباحمزۃ انا لنرجو لہ النعیم قال واکثر من ذلک سمعت رَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ اَلموتُ کفّارۃ لکلِّ مُؤمنٍ.

ابن صالح بن شعیب ، نصر بن علی ، یزید بن ہارون ۔ عاصم احول فرماتے ہیں کہ ہم انس بن مالک رضی کے پاس ان کے فرزند کی تعزیت کی غرض سے گئے اور ہم نے کہا کہ اے اباحمزہ ، ہم اس کے لئے جنّت کی امید کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اس سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن چکا ہوں (یعنی آپؐ یہ فرماتے تھے) کہ موت ہر مؤمن کے گناہ کا کفّارہ ہوتی ہے ۔

کِتابُ الزہد والرقایق

لابن المبارک

تصنیف عبداللہ بن المبارک بالفعل

یہ کتاب عبداللہ بن المبارک کی تصنیف ہے،

Marfat.com

رائج ومشہور انتخاب اوست کہ حافظ ضیاء الدین ابوعبداللہ بن محمد بن عثمان بن سلیمان صوفی زراری نمودہ و ومقبول عوام وخواص گشتہ ودراصل این کتاب بروایت حسین بن مروزی رائج ومشہور گشتہ وازوے شاگردوے ابومحمد بن یحییٰ محمد بن صاعد روایت نمودہ زیادات بسیار واقع ست بعضے ازانہا زیادات مروزی ست از غیر ابن المبارک وبعضے از زیادات ابن صاعد از شیوخ خود بہرحال بالفعل منتخب اوکہ در اجازات وسماعات بکار بردہ می شود اولش این حدیث ست۔

قالَ الامامُ الجلیلُ الحافظُ ابوعبدالرحمٰن عبدُاللہ بنُ المبارکِ الحنظلی المروزی اخبرنا یونسُ عن الزہری قال اخبرنا السائبُ بن یزیدَ اَنّ شُریحا الحضرمی ذُکرَ عند رسولِ اللہ صلی اللہُ علیہ وسلم فقال ذٰلک رجل لایتوسّدُ القراٰن۔

راقم حروف می گوید در معنیٰ این کلمہ علماء حدیث را اختلاف بسیار ست و آنچہ از شیخ خود یاد دارم آنست کہ معنیٔ توسّد تکیہ کردن ست درخواب وغرض آنست کہ چون قوت حافظہ در سر ست و قرآن محفوظ بمنزلہ تکیہ است کہ زیر سر باشد نباید

جو کتاب اس وقت اس نام سے رائج ومشہور ہے وہ اس کا انتخاب ہے جس کو حافظ ضیاء الدین ابو عبداللہ بن محمد بن عثمان بن سلیمان صوفی زراری نے کیا تھا، جو عوام وخواص کی نظروں میں مقبول ہے۔

دراصل یہ کتاب بروایت حسین بن مروزی رائج اور مشہور ہے اور ان سے ان کے شاگرد ابومحمد بن یحییٰ محمد بن صاعد نے روایت کیا ہے۔ اس میں بہت سے زیادات واقع ہیں، ان میں سے بعض زیادات وہ ہیں جن کو مروزی نے ابن مبارک کے علاوہ اوروں سے روایت کیا ہے اور بعض وہ ہیں جنہیں ابن صاعد نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے، بہرحال اس وقت کتاب الزہد والرقائق کا منتخب شدہ نسخہ ہے جو اجازت وسماعات میں کارآمد ہے، اس کی پہلی حدیث یہ ہے۔

عبداللہ بن المبارک الحنظلی، یونس، زہری۔

حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ شریح حضرمی کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جو قرآن کو تکیہ نہیں لگاتا۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس کلمہ کے معنوں میں علماء حدیث کا کافی اختلاف ہے۔ میں نے اپنے شیخ سے جو کچھ سنا اور جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ توسّد کے معنی ہیں نیند میں تکیہ لگانا۔ غرض اس سے یہ ہے کہ چونکہ قوت حافظہ سر میں ہوتی ہے اور قرآن محفوظ بمنزلہ تکیہ کے ہے جو زیر سر رہتا ہے پس انسان

Marfat.com

که شخص ترک تہجد نماید و قرآن را بجائے تکیہ گذاشتہ بخواب رود واللہ اعلم۔

کو مناسب نہیں ہے کہ تہجد کو ترک کرے اور قرآن کو گویا تکیہ بنا کر سو جائے۔ واللہ اعلم

ہر چند رتبہ ابن المبارک برتر ست ازان کہ درین مختصر تعریف و توصیف آن کردہ شود مثل امام مالک و امام اعظم و امام شافعی و امام احمد بن حنبل ولہذا از اطالت در مذکورات این بزرگان کنارہ کردہ شد و در حقیقت محتاج الیہ نیست اما چون این بزرگ باوصف جلالتی کہ دارد مذہب او متبوع نیست تا مردم براحوال او کماینبغی مطلع شود بنابران برخی از احوال ایشان نگاشتہ می آید۔

اگرچہ ابن المبارک اس تعریف سے جو اس مختصر میں ان کی کی جائے مثل ائمہ اربعہ برتر ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں کے احوال ذکر کرنے سے کنارہ کیا گیا ہے، مگر چونکہ ابن المبارک کے مذہب کا ان کی جلالت و فضیلت کے باوجود رواج نہیں ہے اور نہ ان کے تابع و مقلد موجود ہیں کہ لوگ ان کے احوال پر مطلع ہوتے۔ اس وجہ سے ان کے حالات کا کچھ حصہ لکھا جاتا ہے۔

کنیت ایشان ابوعبدالرحمٰن و نام ایشان عبداللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی ست بالولاء مسکن ایشان مرو ست و نسبت بآن ایشان را مروزی گویند

ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ نام عبداللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی باعتبار ولاء کے، مَرْو کے رہنے والے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو مروزی کہتے ہیں۔

امام ابن المبارک کے والد کی دیانت و امانت

و پدر ایشان مبارک غلام ترک بود مملوک تاجر از تاجران حران و آن تاجر از بنی حنظلہ بود کہ قبیلہ ایست از بنی تمیم و در تاریخ عامری مذکور ست کہ پدر ایشان مبارک خیلی متورع و متقی بود۔ مالکش او را داروغہ باغ خود کردہ بود روزے فرمود کہ اے مبارک یک انار ترش از باغ بیار مبارک رفت و یک انار آورد آن انار شیرین برآمد مالک گفت کہ من نگفتہ بودم کہ انار ترش بیار،

ان کے والد بزرگوار شہر حران کے ایک ترک تاجر کے غلام اور مملوک تھے اور وہ تاجر بنی حنظلہ میں سے تھا جو بنی تمیم کا ایک قبیلہ ہے۔ تاریخ عامری میں مذکور ہے کہ ان کے والد، مبارک بہت متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان کے مالک نے انہیں اپنے باغ کا داروغہ مقرر کیا تھا۔ ایک دن اس نے یہ کہا کہ اے مبارک! باغ سے ایک ترش انار لے آؤ، وہ گئے اور ایک انار لائے جو شیریں نکلا۔ مالک نے کہا میں نے تم کو ترش انار لانے کے لئے کہا تھا۔

Marfat.com

مبارک گفت کہ من چہ قسم توانم شناخت
کہ انار ترش کدام درخت می دہد و انار شیرین
کدام ہر کہ بچشد این را بشناسد گفت تا حال
نچشیدہ ای گفت پروانگی چشیدن بمن
ندادہ احتیاط و پاسداری لازم خدمت من
ست بجامی آرم مالکش ازین دیانت و
امانت او بسیار راضی شد و گفت کہ تو قابل
آنی کہ در مجلس من باشی و باغبانی بدیگرے
سپرد تا آنکہ روزے در مقدمہ کدخدائی
دختر خود کہ بحد جوانی رسیدہ بود ازو
مشورہ پرسید مبارک گفت کہ عربانِ
جاہلیت برائے نسب وحسب دخترانِ
خود می دادند ویہودان برائے مال و
نصاریٰ برائے جمال و در اسلام
دین را اعتبار ست ازین ہر چہار راہ
ہر چہ پسند خاطر باشد باید فرمود عقل
او بسیار خوش آمد مالکش بخانہ خود رفت
و بوالدۂ آن دختر این مشورہ بیان نمود
وگفت می خواہم کہ این دختر را بمبارک
دہم کہ در ورع وتقویٰ ودینداری سرآمد
زمانہ است گو غلام ست مادرش نیز
راضی شد دختر را باو دادند ازان دختر
عبداللہ بن المبارک بوجود آمد و مالِ
بسیار ازان تاجر بوراثت یافتند
و تولد ایشان در ۱۱۸ سنہ ہژدہ و یا

مبارک نے جواب دیا کہ میں کس طرح معلوم کر سکتا
ہوں کہ کون سے درخت سے انار شیریں اترتے ہیں
اور کونسے درخت سے تُرش۔ جس کسی نے ان درختوں
سے کھایا ہے وہ جانتا ہے۔ مالک نے کہا کہ تم نے اب
تک کوئی انار نہیں کھایا؟ مبارک نے کہا کہ آپ نے
میرے ذمہ اس باغ کی حفاظت اور نگہبانی لازم
کی ہے، کھانے اور چکھنے کی اجازت نہیں دی، میرے
ذمہ جو خدمت لازم ہے اسے بجالاتا ہوں۔ مالک
ان کی اس دیانت اور امانت سے بہت خوش ہوا،
اور کہا کہ تم اس قابل ہو کہ میری مجلس میں رہو، اور
باغبانی کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دی، ایک
روز مالک نے اپنی نوجوان دختر کے نکاح کے بارے
میں ان سے مشورہ کیا تو مبارک نے کہا کہ جاہلیت
کے عرب تو اپنی لڑکی کا نکاح حسب ونسب کے اعتبار
سے کرتے تھے، یہود مال کے عاشق ہیں۔ نصاریٰ
جمال پر فریفتہ ہوتے ہیں۔ مگر اسلام میں دین کا اعتبار
ہے۔ ان چاروں میں سے جو پسند خاطر ہو اس پر
عمل کرنا چاہیئے۔ مالک کو ان کی یہ عاقلانہ بات بہت
پسند آئی۔ گھر جا کر اس مشورہ کو اپنی بیوی سے بیان
کیا اور کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی لڑکی کا نکاح
مبارک سے کر دوں، اگرچہ وہ غلام ہے مگر پرہیزگاری
تقویٰ اور دینداری کے اعتبار سے وہ اپنے زمانہ
کا سردار ہے۔ دختر کی ماں نے بھی اسے پسند کیا تو
اس کا نکاح ان سے کر دیا۔ اسی لڑکی سے یہ عبداللہ
پیدا ہوئے۔ اس تاجر کی وراثت سے بہت سا مال

نوزدہ ویک صد از ہجرت ست۔

ان کو ملا۔ عبداللہ کا سال ولادت ۱۱۸ھ یا ۱۱۹ھ ہے۔

امام ابن المبارک کی عبادت گزاری

وتمام عمر ایشان در سفرہا گزشت گاہے بجہاد وگاہے بتجارت در اقالیم اسلام گشتہ واز امام مالک وسفیان ثوری وسفیان بن عیینہ وہشام بن عروہ وعاصم احول وسلیمان تیمی وحمید طویل وخالد حذاء ودیگر علماء تبع تابعین وصغار تابعین اخذ علم حدیث نمودند وسائر طبقات عمدہ محدثین شاگردان ایشان از عبدالرحمٰن بن مہدی ویحیی بن معین وابوبکر وعثمان پسران ابی شیبہ وامام احمد بن حنبل وحسن بن عرفہ واز عجائب آن کہ سفیان ثوری کہ از اجل شیوخ ایشانند از ایشان ماخذ نمودہ اند وسفیان ثوری باوجود آن کمال کہ حیرت در اہل کمال ست می فرمود من بسیار جہد نمودم کہ روز وشب در تمام سال بر وضع ابن مبارک بگزرانم میسرم نیامد بلکہ در بعضے اوقات می فرمود کاشکے تمام عمر من برابر سہ شبانہ روزے ابن المبارک می بود و نوبت ابن المبارک بآن حد رسیدہ بود کہ بزرگان عمدہ بمحبت او تقرب الٰہی می جستند ذہبی کہ از مشاہیر مشائخ حدیث وخیلی بزرگ

عبداللہ کی تمام زندگی سفر میں گزری۔ کبھی حج کے لئے جاتے تھے، کبھی جہاد اور تجارت کے لئے۔ اسی طرح اسلامی ممالک میں گشت کرتے رہے۔ امام مالک، سفیان ثوری، سفیان بن عُیینہ ہشام بن عروہ، عاصم احول، سلیمان تیمی، حمید طویل خالد حذاء اور دوسرے علماء تبع تابعین اور صغارِ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین سے علم حدیث حاصل کیا۔ طبقات عمدہ محدثین میں سے عبدالرحمٰن بن مہدی، یحیی بن معین، ابوبکر وعثمان پسرانِ ابی شیبہ، امام احمد بن حنبل اور حسن بن عرفہ ان کے شاگرد ہیں۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ سفیان ثوری نے بھی جو ان کے بزرگ ترین شیوخ میں سے ہیں ان سے کچھ باتیں اخذ کی ہیں۔ سفیان ثوری اس کمال کے باوجود جسے اہل کمال ہی سمجھتے ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے بہت کوشش کی کہ ایک سال ہی شب و روز ابن المبارک کی وضع پر گزاروں۔ مگر نہ ہو سکا۔ کبھی کبھی یہ بھی فرماتے تھے کہ کاش میری تمام عمر ابن المبارک کے تین شبانہ روز کے برابر ہوتی۔ ابن المبارک کو حق تعالیٰ نے وہ مرتبہ عنایت فرمایا تھا کہ چیدہ چیدہ بزرگ ان کی محبت سے تقرب الٰہی کے متلاشی رہتے تھے۔ ذہبی جو حدیث کے مشہور مشائخ میں سے ہیں۔

Marfat.com

کسی ست گفتہ است کہ مرا تا ابن المبارک
از راہ اجازت شش واسطہ بہم رسیدہ و این
کمال علو سند من ست بعد ازان گفتہ است.
واللہ انی لاحبّ للہ وارجو الخیر
بحبہ لما منحہ من التقوٰی والعبادۃ
والاخلاص والجہاد وسعۃ العلم
والاتقان والمواساۃ والفتوۃ والصفات
الحمیدۃ۔

وقتیبہ بن سعید بلخی بغلانی کہ شیخ
اصحاب صحاح ستہ است می گفت، خیرُ
اھل زماننا ابن المبارک ثم احمد بن
حنبل۔ و در تواریخ ثقات مذکورست کہ
جماعت از بزرگان در مقامے مجتمع شدند
سرآمد اہل زمان خود درین صفات
ابن المبارک قرار دادند و در ہر باب ازین
بابہائے بتفوق و بیعدیلی او اقرار کردند،
علم فقہ، ادب، نحو، لغت، زہد، شعرگوئی
فصاحت، شب بیداری و تہجد گزاری،
عبادات، حج، جہاد، سوار کاری و
سلاح داری، ترک الکلام مہملاً، یعنی
انصاف و با یاران خود بحسن صحبت گزرانیدن
و مخالفت با آنہا نہ کردن ایشان گفتہ اند کہ
من از چہار ہزار شیخ جمع علم کردم لیکن روایت
نمی کنم مگر از ہزار کس و بس۔
حسن شقیق گفتہ کہ روزے نماز عشار

اور بہت بزرگ ہیں کہتے ہیں کہ مجھ کو ابن المبارک
تک از راہِ اجازت چھ واسطے بہم پہنچے ہیں اور یہ
میری انتہائی اونچی سند ہے۔ اس کے بعد یہ کہا کہ۔
چونکہ ابن مبارک تقوٰی، عبادت، اخلاص
جہاد، وسعتِ علم، دین کی مضبوطی، غم خواری، جوانمردی
اور نیز تمام صفاتِ حمیدہ سے متصف تھے۔ اس وجہ
سے قسم اللہ کی ان کو اللہ کے واسطے دوست رکھتا
ہوں اور ان کی محبت سے مجھے بھلائی کی امید ہے۔

قتیبہ بن سعید بغلانی جو اصحابِ ستّہ کے شیخ ہیں
فرمایا کرتے تھے کہ خَیرُ اَھلِ زَمَانِنَا ابنُ المُبَارَکِ
ثُمَّ اَحمَدُ بنُ حَنبَلٍ (ہمارے زمانہ کے بہتر ابن المبارک
ہیں اور پھر احمد بن حنبل) ثقات کی تاریخ میں مذکور
ہے ایک دفعہ بزرگوں کی ایک جماعت ایک مقام
پر مجتمع ہوئی اور علم فقہ، ادب، نحو، لغت، زہد،
شعر گوئی، فصاحت، شب بیداری، تہجد گزاری،
عبادت، حج، جہاد، شہسواری، ہتھیاربندی
بے فائدہ باتوں سے اجتناب، انصاف کی پابندی
اپنے احباب سے حُسنِ صحبت اور ان کی مخالفت سے
احتراز کرنا۔ ان سب صفاتِ حمیدہ میں اپنے زمانہ کا
سردار ابن المبارک کو تسلیم کیا اور ان مذکورہ اُمور میں
سے ہر امر میں ان کے تفوق اور بے نظیر ہونے کا اقرار
کیا۔ ابن المبارک فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چار ہزار
شیوخ سے علم کو جمع کیا ہے لیکن روایت صرف ایک
ہزار شیوخ سے کرتا ہوں۔

علی بن حسن بن شقیق فرماتے ہیں کہ میں ایک

Marfat.com

خوانده همراه ابن المبارک برآمدم و ابن المبارک می خواست که بخانه خود رود شب بسیار سرد بود چون بر دروازهٔ مسجد رسیدم من باو مذکور حدیثی نمودم و او در جواب شروع کرد هما نجا استاده بودم تا آن که مؤذن آمد و بانگ فجر گفت۔

دن ابن المبارک کے ہمراہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر باہر آیا، ابن المبارک اپنے مکان کو جانا چاہتے تھے۔ رات سخت جاڑوں کی تھی۔ جب ہم مسجد کے دروازے پر پہنچے تو میں نے ان سے ایک حدیث کا ذکر کیا، انہوں نے جواب دینا شروع کیا تو اسی مقام پر کھڑے کھڑے صبح ہوگئی اور مؤذن نے آکر فجر کی اذان دی۔

فضیل بن عیاض درحق ابن المبارک گفتہ است، و ربّ هذا البیت مارأت عینای مثلَ ابن المبارک۔

فضیل بن عیاض تو ابن المبارک کے بارے میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ "اس بیت اللہ کے پروردگار کی قسم، میری نظروں نے تو ابن المبارک جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔"

روزے مردم نزد ابن المبارک برائے طلب علم حدیث آمدند و گفتند یا عالمَ المشرق حدّثنا سفیان ثوری نشستہ بودند گفتند، ویحکم عالمِ المشرق والمغرب وما بینهما ان کنتم تعقلون۔

ایک روز چند اشخاص ابن المبارک کی خدمت میں بغرض طلب علم حدیث آئے اور یہ کہا کہ، "اے مشرق کے عالم ہم کو حدیث سنایئے۔" سفیان ثوری اس جگہ تشریف فرما تھے، انہوں نے فرمایا کہ "افسوس یہ تم کیا کہہ رہے ہو، وہ تو مشرق و مغرب اور ان کے مابین کے عالم ہیں اگر تم جانتے اور سمجھتے۔"

امام ابنُ المبارک کا رقہ میں داخلہ اور کیفیت استقبال

وروزے کہ ابن المبارک در شہر رقّہ داخل شد و ہارون رشید خلیفہ عباسی نیز دران شہر بود در تمام شہر افتاد و غلغلہ بلند شد مردم دویدند یکی از زنان خاصۂ ہارون رشید از بالاکوشک این شور و غوغا دید

ایک دن ابن المبارک شہر رقّہ میں تشریف لے گئے، ہارون رشید خلیفہ عبّاسی بھی وہاں موجود تھے۔ تمام شہر میں شور اور غلغلہ بلند ہوا۔ آدمی دوڑ دوڑ کر آرہے تھے۔ ہارون رشید کی خواص عورتوں میں سے ایک عورت (کنیز) نے بالاخانہ پر سے یہ شور و غوغا

و پرسید کہ این ہمہ چیست و برائے کیست مردم گفتند کہ عالمے از خراسان آمدہ است کہ اورا عبداللہ بن المبارک می گویند گفت درحقیقت پادشاہت ہمی ست کہ این شخص دارد نہ ہارون رشید کہ بزورِ چابک و چوب دستی مردم را جمع می کند۔

ابوبکر خطیب گفتہ است کہ از عجائب فن حدیث این ست کہ از ابن المبارک دو کس روایت حدیث نمودہ اند معمر بن راشد وحسین بن داؤد و مابین وفات این ہر دو فاصلہ یک صد و سی و دو سال ست۔

وچون پدر پنجاہ ہزار درم باو داد کہ تجارت بکن آن مبلغ را گرفتہ روانہ شد و بتمامہ صرف علم حدیث نمود وبوطن باز گشت پدر پرسید چہ جنس آوردی وچہ نفع برداشتی ابن المبارک دفاترے را کہ جمع نمودہ بود بہ پدر نمود کہ این جنس آوردم و نفع دارین برداشتم پدر خوش شد وایشان را بخانۂ خود برد و سی ہزار درم دیگر پیش ایشان نہاد وگفت این مبلغ را نیز صرف کُن، وتجارت خود را کامل بساز۔

سُن کر دریافت کیا کہ یہ کیا غل مچ رہا ہے اور کس لئے ؟ لوگوں نے کہا کہ خراسان کے ایک عالِم تشریف لائے ہیں، عبداللہ بن المبارک ان کا نام ہے۔ ان کی زیارت کے لئے مخلوق کھنچی چلی آرہی ہے۔ تو اس نے کہا کہ درحقیقت بادشاہت یہی ہے جو اس شخص کے پاس ہے، نہ کہ ہارون رشید کے پاس، جو چابک اور چوب دستی کے زور پر لوگوں کو جمع کرتا ہے۔

ابوبکر خطیب فرماتے ہیں کہ فنِ حدیث کے عجائبات میں سے یہ ہے کہ معمر بن راشد اور حسین بن داؤد ان دونوں نے ابن المبارک سے حدیث کو روایت کیا ہے حالانکہ ان دونوں کی وفات کے مابین ایک سو بتیس سال کی مدت ہے۔

ایک دفعہ ابن المبارک کے والد نے پچاس ہزار درہم دے کر کہا کہ اس روپیہ سے تجارت کرو، ابن المبارک ان درہموں کو لے کر چلے گئے اور سب کو علمِ حدیث کی طلب میں خرچ کر کے واپس آگئے جب والدِ بزرگوار نے دریافت کیا کہ ان درہموں سے کیا جنس لائے اور کس قدر کمایا۔ تو ابن المبارک نے اس مدّت میں جس قدر دفتروں کو جمع کیا تھا وہ باپ کے سامنے پیش کر کے کہا کہ میں یہ جنس لایا ہوں اور میں نے ایسی تجارت کی ہے جس سے دارین کا نفع حاصل ہو، باپ بہت خوش ہوئے۔ گھر میں لے جا کر تیس ہزار درہم اور دیئے اور یہ کہا کہ ان کو بھی اسی جنس میں صرف کر کے اپنی تجارت کو کامل کرلو۔

Marfat.com

امام ابن المبارک کا ابتدائی زمانہ اور طلبِ علم کی طرف توجہ

وسبب طلب علم ایشان راچنین واقع شد کہ در ایام جوانی بشرب نبیذ مبتلا بودند و آنچہ لوازم این شغل ست از استماع ملاہی و سرود و صحبت یاران کذائی نیز از دست نمی دادند یک بار در موسم پختگی سیب در باغی داخل شدند و یاران و رفیقان رانیز دعوت کردند و طعام و شراب بسیار بتکلف حاضر ساختند و مشغول بلہو وطرب گشتند تا آنکہ مستی غالب آمد و بیہوش افتادند چون آخر سحر شد بیدار شدند دران وقت چنگ در دست گرفتہ خواستند کہ بنوازند و سرودے آغاز نہادند دیدند کہ چنگ ہرگز آواز نمی دہد درین کار مہارت تمام داشتند تارہائے آن محکم کردند باز ہمان قسم صدا نمی داد و تا آنکہ چنگ بقدرت الٰہی گویا شد و چون آدمی این آیت را تلاوت نمود الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ۔ ایشان متنبہ شدہ چنگ را شکستہ برتافتند و نبیذ را ریختند و جامہائے منقش و ملون راکہ دربرداشتند دریدند و بہ طلب علم و عبادت اشتغال ورزیدند۔ و ابو عبداللہ بن حماد این حکایت راہمین

ابن المبارک کے طلبِ علم کا سبب اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ آپ جوانی کے ایام میں نبیذ پیا کرتے تھے۔ اور سرود و صحبتِ یاراں اور جو کچھ اس شغل کے لوازم ہیں ان کو بھی طرح پر کیا کرتے تھے تھے۔ ایک دفعہ جب سیب پکنے کا موسم آیا تو باغ میں تشریف لے گئے اور سب یار دوستوں کو وہاں بلا کر مکلف طعام اور اعلیٰ شراب سے ان کی دعوت کی۔ کھانا کھانے اور شراب نوشی سے فارغ ہو کر لہو ولعب اور سرود و طرب میں ایسے مشغول ہوئے کہ نشہ غالب ہوا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب صبح کے وقت بیدار ہوئے تو چنگ ہاتھ میں لے کر بجانا چاہا مگر اس سے آواز نہ نکلی۔ چونکہ اس فن میں بھی مہارت کامل رکھتے تھے اس کے تاروں کو ٹھیک کر کے دوبارہ بجانا چاہا۔ تو پھر بھی کوئی صدا اس سے برآمد نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ چنگ انسان کی طرح قدرتِ خداوندی سے گویا ہوا اور یہ آیت پڑھنے لگا۔ اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (کیا ایمان والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے خوف کھائیں) یہ سنتے ہی ایسے متنبہ ہوئے کہ چنگ کو توڑ دیا، شراب بہادی، وہ ریشمیں اور گوناں گوں نقش و نگار سے منقش کپڑے جو زیبِ تن تھے ان سب کو پھاڑ ڈالا اور طلبِ علم و عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ ابو عبداللہ بن حماد

اسلوب در تاریخ مختصر المدارک آورده ودر طبقات کفوی بنوع دیگر مذکورست، بعد از ذکر قصّہ ذکر باغ وشرب وسُکر می گوید کہ ایشان بخواب رفتند دیدند کہ یک جانور خوش الحان بر سر ایشان بر درختی نشستہ این آیت می خواند ۔ ومحتمل ست کہ اول در خواب بآواز جانور خبردار کردہ باشند وباز در بیداری بآواز چنگ تاکیدش نمودند بہرحال ایشان درین شغل مجذوب ومراد بودند۔

ودر اول از شاگردان حضرت امام اعظم بودند وطریق تفقہ از ایشان می آموختند وچون امام اعظم وفات یافتند در مدینہ منورہ نزد حضرت امام مالک تفقہ نمودند پس اجتہاد ایشان گویا ہیئت مجموعہ بر دو طریق ست ولہذا ایشان را حنفیہ می شمارند و مالکیہ در طبقات خود می نگارند تا آخر عمر ملازمت داشتند کہ یک سال بحج می رفتند ویک سال بجہاد ۔ واین دو بیت را اکثر می خواندند۔

نے تو تاریخ مختصر المدارک میں اس حکایت کو اسی طرح بیان کیا ہے مگر طبقات کفوی میں دوسری طرح مذکور ہے ، وہ باغ اور شراب نوشی اور سُکر کا قِصّہ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ابن المبارک نے یہ خواب دیکھا کہ ایک جانور خوش اِلحان ایک درخت پر جوان کے قریب تھا یہ آیت تلاوت کررہا ہے۔ ان دونوں واقعات میں اس طرح تطبیق کی جاسکتی ہے کہ ممکن ہے حق تعالیٰ نے اوّل خواب میں کسی پرندہ کی آواز سے انہیں باخبر کیا ہو اور پھر بیداری میں چنگ کے ذریعہ سے اس کی تاکید کی گئی ہو۔ بہرحال وہ اس شغل میں اپنے اصل مدعا کو پہنچ گئے۔

سب سے پہلے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہوئے اور ان سے طریق تفقہ حاصل کیا۔ جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوگئی تو مدینہ منورہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر علم کی تکمیل کی۔ اسی وجہ سے ان کا اجتہاد بہیئت مجموعی دو طریق پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حنفیہ انہیں اپنی جماعت میں شمار کرتے ہیں اور مالکیہ انہیں اپنے طبقات میں لکھتے ہیں۔ آخر حیات تک اس طریق پر قائم رہے کہ ایک سال حج کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور ایک سال جہاد میں مصروف رہتے تھے۔ یہ دو شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔

اشعار

وَاِذَا صَاحَبْتَ فَاصْحَبْ مَاجِدًا ذَا عَفَافٍ وَّحَیَاءٍ وَّکَرَمْ

جب تو کسی کو دوست بنائے تو ایسے شریف کو دوست بنا جو پاکدامن اور باحیا اور صاحبِ کرم ہو۔

Marfat.com

قَوْلُهٗ لِلشَّیْءِ لَا ، اِنْ قُلْتَ ، لَا وَاِذَا قُلْتَ نَعَمْ ، قَالَ ، نَعَمْ
(ایسا کہ) اگر تو کسی چیز کے بارے میں نہیں کہے تو وہ نہیں کہے ، اور جب تو ہاں کہے تو وہ (بھی) ہاں کہے۔

امام ابن المبارک کے اشعار اور نصائح

از کلمات ایشان کہ اول در علم می باید کہ نیت صحیح باشد بعد ازان بکمال توجہ حرف استادان شنیدن بعد ازان بتامل فہم کردن بعد ازان حفظ آن نمودن بعد ازان در تلامذہ مستعدان نشر کردن و پراگندہ ساختن و ہر کہ ازین شروط پنجگانہ یکے را فوت کرد در علم او نقصان پدید آید۔

امام ابن المبارک کے نصیحت آمیز کلمات یہ ہیں۔ طالب علم کی نیّت صحیح ہونی چاہیئے۔ استادوں کے حُروف اور کلمات کو کامل توجّہ کے ساتھ سُننا چاہیئے اور پھر اس میں غور و فکر کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد اس کو محفوظ کرنا اور مشہور شاگردوں میں پھیلانا چاہیئے۔ جو کوئی ان پانچ شرطوں میں سے ایک کو بھی نظر انداز کرے گا اس کا علم ناقص رہے گا۔

ونیز گفتہ کہ من از چہار ہزار حدیث چہار سخن انتخاب کردہ ام۔

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چار ہزار احادیث میں سے چار باتیں منتخب کی ہیں۔

یکے آنکہ بر مال دنیا مغرور نباید بود و فریب نباید خورد و دوم آنکہ در شکم آنچہ طاقت آن ندارد کمًا یا کیفًا نباید در آورد سوم آنکہ از علم ہمان قدر باید آموخت کہ نافع باشد چہارم آنکہ بر زن در ہیچ چیز اعتماد نہ باید کرد۔

اول یہ کہ مال دنیا پر مغرور نہ ہونا چاہیئے، دوسرے یہ کہ اپنے شکم میں ایسی چیز کو داخل نہ کرنا چاہیئے، جس کا وہ کمًّا اور کیفًا متحمل نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ علم اسی قدر حاصل کرنا چاہیئے جس قدر کہ وہ نافع ہو۔ چوتھے یہ کہ کسی چیز میں عورت پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔

و در تورع ایشان چیزہائے عجیب منقول ست۔ یک بار از مرو کہ وطن ایشان بود بشام رفتند برائے رسانیدن قلمی کہ در شام از کسے عاریت گرفتہ بودند و بفراموشی ہمراہ آوردہ و می گفتند کہ اگر یک درم کہ درو شبہ باشد رد کنم نزد من بہتر ست

ابن المبارک کے تقوٰی اور پرہیز گاری کی بھی عجیب عجیب حکایات منقول ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ملک شام میں کسی سے قلم عاریۃً لیا تھا، اس کو دینا یاد نہ رہا اپنے ہمراہ اپنے وطن مرو میں لے آئے۔ جب یاد آیا تو پھر ملک شام میں اسے دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک شکّ والے

Marfat.com

ازان کہ یک لکھ درم صدقہ دہم براہ خدا چون وفات ایشان قریب رسید ۔ و علامات احتضار ظاہر شد غلام خود را کہ نضر نام داشت واز رواۃ معتبرین حدیث ست فرمودند کہ مرا از فرش بخاک انداز غلام ایشان گریستن آغاز کرد او گفتند چرا گریہ میکنی گفت ثروت و نعمت شما یاد آمد این حالت غربت و مسافرت وبیکسی شمارا دیدہ بیتاب شدم گفتند خاموش من ہمیشہ از خدا می خواستم کہ زندگانی من چون زندگانی دولت مندان باشد و مردن من چون مردن خاکساران وفات ایشان در غربت وسفر اتفاق افتاد از جہاد برگشتہ بودند در راہ چون بہیت کہ نام قصبہ ایست از توابع شہر موصل رسیدند بیمار شدند و جان بحق تسلیم کردند در رمضان سال یک صد وہشتاد و یک و بعد از وفات ایشان مردم صلحاء بخواب دیدند کہ گویند کہ ابن المبارک بفردوس اعلیٰ رسید۔

گاہے نظم شعر ہم می کردند و این چند بیت از ایشان ست۔

وشبہ کا ایک درہم واپس کر دینا لاکھ درہم راہِ خدا میں صَرف کرنے سے بہتر ہے۔ جب قریب الموت ہوئے، موت کے آثار نمایاں ہونے لگے تو اپنے غلام نضر سے جو حدیث کے معتبر راویوں میں سے ہے، فرمایا کہ مجھے فرش سے اٹھا کر خاک پر ڈال دو اس پر غلام رونے لگا تو فرمایا کیوں روتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ اس غربت اور مسافرت اور بے کسی کی حالت کو دیکھ کر آپ کی ثروت اور نعمت و دولت کا زمانہ یاد کر کے روتا ہوں۔ فرمایا خاموش رہو۔ میں اپنے خدا سے ہمیشہ یہ دُعا مانگا کرتا تھا کہ میری زندگی دولتمندوں کے مثل اور میرا مَرنا خاکساروں کی طرح ہو۔ ابن المبارک کی وفات غربت اور مسافرت میں ہوئی۔ جہاد سے واپسی کے وقت راستہ میں جب مقام قصبۂ ہِیت متصل شہر موصل میں پہنچے تو بیمار ہوئے۔ اور اپنی جان خدا کے سپرد کی۔ ماہ رمضان المبارک ۱۸۱ھ آپ کی وفات کا سال ہے۔ انتقال کے بعد صلحاء میں سے کسی نے خواب میں دیکھا۔ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ابن المبارک فردوسِ اعلیٰ میں پہنچ گئے۔

ابن المبارک گاہ گاہ شعر بھی تصنیف کیا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ چند اشعار انہیں کے تصنیف کردہ ہیں۔

اشعار

اَرٰی اُنَاسًا بِاَدْنَی الدِّیْنِ قَدْ قَنِعُوْا ۔۔۔ وَلَا اَرَاھُمْ رَضُوْا فِی الْعَیْشِ بِالدُّوْنِ

لوگوں کی یہ حالت دیکھتا ہوں کہ دین کی باتوں میں تھوڑے سے پر قناعت کر لی ہے۔ اور کبھی نہیں دیکھتا کہ اسباب معیشت میں بھی ادنی درجہ پر راضی ہو گئے ہوں۔

Marfat.com

فَاسْتَغْنِ بِاللهِ عَنْ دِیْنِ الْمُلُوْكِ كَمَا اِسْتَغْنَى الْمُلُوْكُ بِدُنْيَاهُمْ عَنِ الدِّيْنِ

جیساکہ بادشاہ اپنی دنیا کے سبب دین سے مستغنی ہوگئے تو بھی، اللہ سے لو لگا کر اُن کے دین سے مُستغنی ہوجا۔

وشعرائے عصر ایشان در مدت حیات ایشان قصائد وقطعات بسیار دارند کہ قابل مختصرست و مرقوم می شود ؎

ابن المبارک کے ہمعصر شاعروں نے ان کی تعریف وتوصیف میں بہت قصیدے لکھے ہیں، چنانچہ ایک قصیدہ کے دوشعر اس جگہ بھی لکھے جاتے ہیں ؎

اِذَا سَارَ عَبْدُ اللهِ مِنْ مَرْوَ لَيْلَةً فَقَدْ سَارَ عَنْهَا نُوْرُهَا وَجَمَالُهَا

جب ایک رات عبداللہ مرو سے چلے، تو (گویا) اس سے اس کا نور وجمال رخصت ہوگیا۔

اِذَا ذُكِرَ الْاَخْيَارُ فِىْ كُلِّ بَلْدَةٍ فَهُمْ اَنْجُمٌ فِيْهَا وَاَنْتَ هِلَالُهَا

جب شہروں میں علماء کا ذکر کیا جاتا ہے وہ ستاروں کی مانند ہیں اور آپ ان میں مثل چاند کے۔

امام ابنُ المبارکؒ اور موسمِ حج

وعادت ایشان چنین بود کہ چون بحج می رفتند مردم بسیار در رفاقت ایشان ارادۂ سفر مبارک می کردند وہریک نقدی وجنسی برائے زاد راہ می آوردند کہ بشرکت صرف نمایند آن ہمہ را قبول می کردند ودر فہرست جدا نام ہریک وقدر آوردۂ او نوشتہ می گزاشتند چون از حج مراجعت می کردند آن ہمہ را بمالکان آنہا می دادند مردم ازین حرکت سوال کردند گفتند کہ اگر اول وہلہ بایشان رد نمایم، ایشان ترک رفاقت من کنند وازین سفر مبارک محروم مانند بگمان آنکہ ما نفقہ خود

جب حج کو تشریف لے جاتے اور بہت سے لوگ آپ کی معیت رفاقت میں اس مبارک سفر کا ارادہ کرکے اپنے ہمراہ نقد اور جنس لاکر آپ کے سپرد کردیتے تاکہ شرکت میں صرف کی جائے تو ہر شخص کی چیز کو لے کر ایک فہرست پر اس لانے والے کا نام مع اس مقدار کے جو لایا تھا لکھ لیا کرتے تھے، اور جس وقت سفر سے مراجعت فرماتے تو ہر ایک مالک کو اس کی وہ چیز لوٹا دیتے تھے۔ جب لوگوں نے سوال کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں اول ہی ان کو واپس کردوں تو وہ سب لوگ میری مرافقت ترک کردیں گے اور اس مبارک سفر سے محروم رہیں گے۔ وہ لوگ یہ خیال

Marfat.com

می خورم وبار کسی نیستم واز من باین سعادت فائز می شوند ومن بطفیل مبلغی کثیر للہ صرف می کنم در صورت رد نفقات ایشان من ہم ازین عمل خیر محروم مانم و ایشان ہم از حج وہدایائے مکہ و مدینہ کہ در وقت مراجعت از حج برائے ہمراہیان دوستان می آرند مبلغی کثیر می بود واین ہمہ اموال ایشان از تجارت بود۔

کر کے کہ ہم اپنے خرچہ سے کھاتے ہیں کسی پر بار نہیں ہے، اس سعادت کو حاصل کر لیتے ہیں اور ان کے طفیل سے میں بھی اپنا بہت سا مال اللہ کی راہ میں صَرف کر دیتا ہوں اور یہ لوگ میرے سبب سے اس سعادت کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر اول ہی ان کے نفقات واپس کر دوں تو میں بھی عمل خیر سے محروم رہوں اور لوگوں کو بھی حج کی سعادت نصیب نہ ہو جب حج سے فارغ ہو کر مراجعت فرماتے تو اپنے ہمراہیوں اور احباب کے لئے مکّہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ہدایا اور تحفے کثرت سے لاتے تھے، اس میں بھی زرِ کثیر صَرف ہوتا تھا جو اپنی تجارت کے مال میں سے صرف فرمایا کرتے تھے۔

فردوس للدیلمی

واین کتاب بر طور مشارق و تنبیہات و جامع صغیر ست یعنی احادیث را بر ترتیب حروف تہجّی جمع نمودہ مثلاً در حرف لام می گوید در فصل لمّا۔

یہ کتاب مشارق، تنبیہات اور جامع صغیر کے طرز پر ہے۔ یعنی احادیث کو حروفِ تہجی کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حروف اللّام فصل لمّا میں اس طرح مرقوم ہے۔

لمّا خلق اللہ الجنّۃ حفّھا بالریحان وحفّ الریحان بالحنّاء ماخلق اللہ شجرۃ احبّ الیہ من الحناء۔ الی آخر الحدیث عن عبد اللہ بن عُمر

جب اللہ تعالیٰ نے جنّت کو پیدا کیا تو اسے ریحان سے ڈھانپا اور ریحان کو حنا سے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی درخت ایسا پیدا نہیں کیا جو اس کو حنا سے زیادہ محبوب ہو۔

ونیز در ہمین فصل می گوید۔

اور اسی فصل میں دوسری حدیث بھی بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

لمّا اُسری بی اتیتُ علیٰ قوم یزرعون فی یوم ویحصدون فی یوم کلما حصدوا عاد کما کان قلتُ لجبرئیل من ھٰؤلاء قال ھٰؤلاء المجاھدون فی سبیل اللہ ۔ الیٰ اٰخر الحدیث ۔ عن ابی ھریرۃ ، رضی اللہ عنہ ۔

جب مجھ کو معراج کی شب میں آسمانوں پر لے گئے تو میرا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو اسی روز بوتے ہیں اور کاٹ لیتے ہیں تو کھیتی پھر اسی طرح تیار ہو جاتی ہے ۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا ، یہ کون لوگ ہیں تو کہا یہ لوگ اللہ کی راہ جہاد کرنے والے ہیں ۔

و این حدیث بسیار دراز و طویل ست ، چنانچہ در قصّہ معراج مشہورست و فردوس را مرتب نمودہ است بر حروف تہجّی پسر دیلمی و برائے این کتاب سندی نوشتہ کہ سند ہر حدیث بیان کردہ ۔ بر ہمین حروف نہ بر ترتیب صحابہ ۔

یہ حدیث بہت طویل اور دراز ہے ، جیسا کہ معراج کے قصے میں پوری طرح مذکور ہے ۔ فردوس کو دیلمی کے بیٹے نے حروفِ تہجّی پر مرتب کیا ہے ۔ اور اس کتاب کی وہی سند لکھی ہے ، جسے حدیث کے شروع میں بیان کیا ہے ۔ اور انہیں حروف کی ترتیب سے ذکر کیا ہے نہ کہ بہ ترتیب اسمائے صحابہ رضؓ ۔

حافظ شیرویہ کا تذکرہ

و نام مصنف کتاب فردوس حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ است در ہمدان بود و تاریخ ہمدان ہم از تصانیف اوست ۔ از یوسف بن محمد بن یوسف مستملی و سفیان بن الحسن بن فنخویہ و عبدالحمید بن الحسن القفاعی و عبدالوہاب بن مندہ و احمد بن عیسیٰ دینوری و ابوالقاسم بن البسری و دیگر علما بیشمار اخذ علم حدیث نمودہ و در ہمدان و اصفہان و بغداد و قزوین و دیگر شہرہائے اسلام

کتاب فردوس کے مصنف کا نام حافظ شیرویہ[1] ہے ، جو شہردار بن شیرویہ کے بیٹے ہیں اور ہمدان کے رہنے والے ہیں ۔ تاریخ ہمدان کے مصنف بھی یہی ہیں ۔ یوسف بن محمد بن یوسف مستملی ، سفیان بن الحسن بن فنخویہ ، عبدالحمید بن الحسن القفاعی ، عبدالوہاب بن مندہ ، احمد بن عیسیٰ دینوری ، ابوالقاسم بن البسری اور دوسرے بے شمار علما سے علم حدیث حاصل کیا ۔ ہمدان ، اصفہان ، بغداد ، قزوین اور دوسرے اسلامی شہروں میں سیر و سیاحت کی ۔ حافظ

[1] کنیت ابو شجاع ہے ۔ ولادت ۴۴۵ھ ۔

Marfat.com

گشتہ. حافظ یحیی بن مندہ در حق او گفتہ کہ جوانے زیرک وحسن خلق در مذہب سنت متصلب ست وازاعتزال دور مرد کم گو و دلیر دل اما در اتقان معرفت وعلم او قصور است در سقیم وصحیح احادیث تمیز نمی کند و لہٰذا درین کتاب او موضوعات وواہیات تودہ تودہ مندرج پسر او شہردار دیلمی و حافظ ابوموسی ابن المدینی وحافظ ابوالعلار حسن بن احمد عطار ازوے روایت دارند نہم رجب سال پانصد ونہ وفات او ست. وپسر او شہردار بن شیرویہ بن شہردار دیلمی کنیت او ابومنصور در معرفت علم حدیث فہم آن از پدر بہتر بود چنانچہ سمعانی ہم در حق او بفہم ومعرفت گواہی دادہ ونیز علم ادب راخوب می دانست ومرد سبک روح وعابد بود ودر مسجد خود ملازمت داشت و غالباً بہ شغل اسماع حدیث ونوشتن آن می گزرانید ودر طلب علم حدیث باوالد خود شریک بود در سفر اصفہان سال پانصد و پنج ہمراہ او بود وبہ بغداد خود رفتہ در سال سی وہفت بعد موت پدر خود از اساتذہ بسیار تحصیل کردہ چنانچہ از مکی بن منصور الکرخی و ابومحمد النووی وابوبکر بن الحوبۃ واز بعضے محدثان اجازت حاصل کردہ وترتیب کتاب فردوس برین وضع دادہ واسانیدا این کتاب

یحییٰ بن مندہ ان کے یہ اوصاف بیان کرتے ہیں کہ وہ نہایت شکیل جوان، خلیق اور مذہب سنت میں متصلب (سخت) اعتزال سے دور، کم گو اور دل کے دلیر تھے. مگر اتقان، معرفت اور علم میں کچھ قصور تھا. سقیم اور صحیح حدیث میں امتیاز نہیں کر سکتے تھے. اسی لئے ان کی اس کتاب میں کثرت سے موضوعات اور واہیات درج ہیں. ان کے بیٹے شہردار دیلمی، حافظ ابوموسیٰ ابن المدینی اور حافظ ابوالعلار حسن بن احمد عطار یہ سب ان سے روایت کرتے ہیں. ۹ رجب ۵۰۹ھ میں ان کی وفات ہوئی. ان کے بیٹے شہردار بن شیرویہ دیلمی جن کی کنیت ابومنصور ہے. علم حدیث کی معرفت اور اس کے سمجھنے میں اپنے والد سے بہتر تھے. چنانچہ سمعانی بھی ان کی فہم اور معرفت کی شہادت دیتے ہیں. نیز علم ادب اچھا جانتے تھے. پاک باز اور عابد تھے. زیادہ تر اپنی مسجد میں رہتے تھے. اکثر اوقات اسماع حدیث اور اس کے لکھنے میں مشغول رہتے تھے. طلب علم میں اپنے والد کے شریک رہے. ۵۰۵ھ میں جب انہوں نے اصفہان کا سفر کیا تو یہ بھی ہمراہ تھے. اور ۵۳۷ھ میں خود تنہا بغداد گئے اور اپنے والد کی وفات کے بعد بہت سے استادوں سے علم حاصل کیا. منجملہ ان کے مکی بن المنصور الکرخی، ابومحمد نووی اور ابوبکر احمد بن محمد ابن الحوبۃ بھی ہیں. اور بعض دوسرے محدثین سے اجازت حاصل کی ہے. کتاب فردوس کی ترتیب اس وضع پر انہوں نے کی اور سندوں کو بڑی محنت سے فراہم کیا. جب یہ منقح اور مہذب ہو چکی

رالجنت تمام جمع کردہ وچون از تنقیح وتہذیب اوفارغ شد پسراو ابومسلم احمد بن شہردار دیلمی وجماعت دیگر از شاگردان او از وے روایت کردند وفات شہردار در سال پانصد وپنجاہ وہشت ست ونسب این خاندان بفیروز دیلمی می رسد کہ قاتل اسود عنسی بود در حق او جناب رسالت فرمودہ اند فَازَ فیروزُ او صحابیست۔

تو ان کے بیٹے ابومسلم احمد بن شہردار دیلمی اور ان کے بہت سے شاگردوں نے ان سے روایت کی۔ ۵۵۸ھ میں شہردار دیلمی کا انتقال ہوگیا۔ اس خاندان کا نسب فیروز دیلمی تک پہنچتا ہے، جو صحابی اور اسودِ عنسی (کذّاب) کے قاتل تھے۔ ان کے بارے میں جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلم نے فَازَ فیروزُ (فیروز کامیاب ہوئے) فرمایا تھا۔

نوادرُ الاصُول

حکیم ترمذی سوائے ابوعیسیٰ ترمذی ست کہ کتاب او در صحاح ستہ معدودہ می شود و نوادر الاصول اکثر احادیث غیر معتبر دارد واکثر جاہلان را اشتباہ می شود حکیم ترمذی را ہمان ترمذی خیال می کنند و واہیات را نسبت می کنند کہ در ترمذی ست در ینجا فرق کردن ضرور ست۔

اس کے مصنف حکیم ترمذی، ان ابوعیسیٰ ترمذی کے علاوہ ہیں، جن کی کتاب صحاح ستہ میں شمار کی جاتی ہے۔ نوادر الاصول میں اکثر احادیث غیر معتبر ہیں۔ اکثر جاہلوں کو چونکہ معلوم نہیں ہے، اس وجہ سے حکیم ترمذی کو وہی ترمذی خیال کرکے ان کی واہیات کو ابوعیسیٰ ترمذی کی طرف منسوب کرکے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ترمذی میں اس طرح ہے، اس لئے ان ہردو میں فرق کرنا نہایت ضروری ہے۔

در اصل مایقال فی السجود بسجدات القرآن می گوید۔

مایُقال فی سَجدۃِ سُورۃ الاعراف عند قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیۡنَ عِنۡدَ رَبِّكَ لَا یَسۡتَكۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوۡنَهٗ وَلَهٗ یَسۡجُدُوۡنَ۔ طابت لھم مَنَازِلُ القربۃِ عِنۡدَكَ فتطھروا عن الاستکبار واذعنوا

اصل مایقال فی السجود بسجدات القرآن میں اس طرح بیان کیا ہے۔

وہ دُعا جو سورۂ اعراف کے سجدہ میں پڑھی جاتی ہے جو اِنَّ الَّذِیۡنَ الی قولہ وَلَهٗ یَسۡجُدُوۡنَ پر کیا جاتا ہے۔ (ترجمۂ آیت۔ جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں) تیرے نزدیک ان کو عمدہ منازل قربت نصیب ہوئے تو وہ تکبّر وغرور

Marfat.com

لك خضوعا بما عاينوا من كبريائك وعز جبروتك فی الملكوت فلقوا عَظَمتك بالتسبيح واستكانوا بالسجود لك خشوعا هٰؤلاء بديعُ حكمتكَ ونحنُ وُلدُ بديعِ فطرتك وَ صنيعُ يدكَ وأُمةُ حبيبك الممدُوحون فی التوراة والموصوفون فی الانجیل بمَا مَنحتنَا من مِنّتك وفضلكَ واهديتَ الى المخبتين مِنَّا هَدَايَاكَ وكرامَاتكَ تحنُّنا ورأفة سجدنا لكَ بحظنّا من رافتك ورحمتك والقينا بايدينا سلما نرجوا مرادك وسبيلك ومعروفك يا معروفا بالعطايا الجزيلة ومحمودًا على صنايعك الجميلة۔

سے پاک ہو گئے۔ ان لوگوں نے ملکوت میں تیری بڑائی اور غلبہ جبروت کا معائنہ کر کے عجز وانکساری کرتے ہوئے تیرا یقین کر لیا۔ تیری عظمت معلوم کر کے تسبیح و تقدیس میں مشغول ہوئے اور گڑگڑا کر خشوع قلب سے تیرے لئے سجدہ میں گر پڑے۔ یہ لوگ تیری نادر حکمت کا نمونہ ہیں اور ہم تیری نادر فطرت کی اولاد ہیں۔ تیرے ہاتھ کے بنائے ہوئے اور تیرے حبیب کی وہ امّت ہیں جن کی تورات میں مدح کی گئی ہے اور جو انجیل میں اُن صفات کے ساتھ متصف کئے گئے ہیں جن کو اپنے فضل اور احسان سے تو نے ہم کو عطا فرمایا۔ اور ہم میں سے جو بہت عاجزی کرنے والے ہیں ان کو تو نے اپنی مہربانی وشفقت سے اپنے ہدیوں اور کرامتوں کا تحفہ عطا فرمایا (چونکہ) ہم تیری رافت اور رحمت سے بہرہ یاب ہوئے (اس لئے) ہم (بھی) تیرے لئے سجدہ کرتے ہیں اور تیرے مطیع اور فرماں بردار بندے بنتے ہیں۔ اے وہ (پاک ذات) جو کثیر عطاؤں کے ساتھ معروف اور عمدہ صفتوں سے محمود ہے۔ ہم تیری عطا اور تیری مراد اور تیرے راستہ کی (تجھ سے) امید کرتے ہیں۔

کنیت ایشان ابو عبد اللہ و نام محمد بن علی بن الحسین بن بشر المؤذن الملقب بحکیم ترمذی ست رئیس زاہدان وقت خود ست وتصانیف بسیار دارد واز پدر خود علی بن الحسین وقتیبہ بن سعید بلخی وصالح بن عبد اللہ ترمذی واقران اینہا روایت می کنند۔ علماء نیشاپور وقاضی یحیی

ان کی کنیت ابو عبد اللہ اور نام محمد ہے۔ نسب کا سلسلہ اس طرح ہے۔ محمد بن علی بن الحسین (الحسن) بن شیر (لبشیر) المؤذن۔ حکیم ترمذی لقب ہے۔ اپنے زمانہ کے زاہدوں کے رئیس تھے۔ ان کی تصنیفات بکثرت ہیں۔ اپنے والد علی بن الحسین، قتیبہ بن سعید بلخی، صالح بن عبد اللہ ترمذی اور ان کے ہمعصروں سے روایت کرتے ہیں۔ علماء نیشاپور اور قاضی یحیی بن منصور

Marfat.com

بن منصور از وے روایت کردہ اند.

خود ان سے روایت کرتے ہیں.

حکیم ترمذی کا ترمذ سے اخراج

چون در نیشاپور آمد در سال دو صد وہشتاد و پنج مردم از ترمذ ایشان را اخراج کردہ بودند و سبب اخراجِ ایشان آن بود کہ ایشان کتاب ختم الولایۃ وکتاب علل الشریعۃ تصنیف کردند وہر دو نسخہ در نظر مردم ظاہر بین افتاد از انجا استنباط کردند مذہب ایشان تفضیل ولایۃ بر نبوت ست بہ معنی تفضیل اولیاء بر انبیا واحتجاج ایشان نیز گواہی بہ ہمین معنی می دہد زیرا کہ تمسک نمودند بلفظ یغبطہم النبیون والشہداء وگفتہ اند اگر بعضے اولیاء از انبیا وشہداء افضل نمی بودند غبطہ چرا می کردند باین عقیدۂ وحشتناک ایشان را مردم ترمذ اخراج کردند از انجا ببلخ رسیدند مردم آنجا ایشان را قبول کردند وایشان نزد اہل بلخ عذر این کلمات بیان کردند وگفتند کہ در مذہب موافق شما ام اصلا غرض من تفضیل اولیاء بر انبیا نبود باید دانست کہ در تصانیف ایشان احادیث غیر معتبرہ وموضوعات بسیار مندرج ست وسبب این حادثہ را خود ایشان بیان کردہ اند۔

جب ترمذ کے لوگوں نے انہیں شہر بدر کیا تو ۲۸۵ھ میں نیشاپور تشریف لائے۔ اخراج کا سبب یہ ہوا تھا کہ جب انہوں نے ختم الولایت اور کتاب علل الشریعۃ تصنیف کی اور وہ ظاہر بینوں کی نظروں سے گزریں تو انہوں نے ان کتابوں سے یہ استنباط کیا کہ یہ تفضیل ولایت بر نبوت کا مذہب رکھتے ہیں۔ یعنی اولیاء کو انبیاء پر فضیلت دیتے ہیں اور ان کا احتجاج بھی ان معنی کی طرف کچھ مشیر تھا۔ اس لئے کہ انہوں نے یَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ سے یہ تمسک کیا تھا کہ اگر بعض اولیاء انبیاء وشہداء سے افضل نہ ہوتے تو انبیاء ان پر کیوں غبطہ (رشک) کرتے۔ ان کے اس وحشتناک عقیدہ کی وجہ سے لوگوں نے انہیں ترمذ سے نکال دیا۔ وہاں سے بلخ پہنچے، اہلِ بلخ نے انہیں اپنے یہاں جگہ دی۔ آپ نے اہل بلخ سے اپنے کلام کا مطلب اور عذر بیان فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ میری غرض تفضیل اولیاء بر انبیاء ہرگز نہیں ہے، میرا تو وہی عقیدہ ہے جو تمہارا۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ ان کی تصانیف میں احادیث غیر معتبرہ اور موضوعات کثرت سے درج ہیں۔ اس حادثہ کا سبب خود انہوں نے بیان کیا ہے۔

حکیم ترمذی کے چند اقوال

ودر طبقات شعراوی مذکور ست کہ

طبقات شعراوی میں مذکور ہے۔ وہ یہ کہتے تھے

ایشان می گفتند کہ من ہیچ گاہ تفکر و تدبیر و تامل پیش از کار تصنیف نکردہ ام و نہ غرض من آنست کہ کسی این مؤلفات را بمن نسبت کند چون مراقبض وقت می شد تسلی و آرام بہ تصنیف جستم و ہرچہ بخاطرمی رسد می نوشتم۔

کہ میں نے تصنیف سے پہلے کبھی تفکر، تدبر اور تامّل نہیں کیا اور نہ میری یہ غرض تھی کہ کوئی شخص ان مؤلفات کی نسبت میری طرف کرے گا۔ بلکہ جب کبھی مجھ کو کبیدگی پیدا ہوتی تو میں اپنی تسلّی اور تسکین تالیف و تصنیف میں سمجھتا تھا اور جو کچھ میرے دل میں آتا اسے لکھ لیا کرتا تھا۔

پس معلوم شد کہ اکثر مصنفات ایشان ازقبیل مسودات ست محتاج بنظر ثانی و تہذیب و تنقیح و حذف و اصلاح ماندہ رو بی ایشان را از صفت خلق پرسیدند ایشان گفتند ضعف ظاہری و دعوئ عریضہ

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اکثر تصانیف ازقبیل مسودات ہیں، جو نظر ثانی و تہذیب و تنقیح کی محتاج ہیں اور ان میں حذف و اصلاح کی ضرورت ہے۔

وازلطائفِ ایشان آن ست کہ پنج کس را بہتراز پنج جا نیست۔ کودک را مکتب و جوان را مکان طلب علم و پیررا مسجد وزن را خانۂ خود و موذی را زندان۔

ان کے لطائف میں سے یہ ہے کہ وہ کہا کرتے تھے "پانچ شخصوں کے لئے پانچ جگہ سے بہتر کوئی مقام نہیں ہے۔ لڑکے کے لئے مکتب۔ جوان کے لئے مکان طلبِ علم۔ بوڑھے کے لئے مسجد۔ عورت کے لئے گھر اور موذی کے لئے قید خانہ۔"

کتابُ الدّعاء

لابن ابی الدنیا

کتابیست بغایت خوب و نفیس اول آن نود و نہ نام ست بروایت ابن سیرین از ابی ہریرہؓ بعد از چہل اسم ادریسی ست و سند آن موقوف ست بر حسن بصری بعد از ان اسم اللہ الاعظم ست و بعد از ان دعاء الفرج ست و ہمین قسم نوشتہ میرود و اورا کتابے دیگرہست در

یہ نہایت عمدہ اور نفیس کتاب ہے۔ اس کے اول میں اللہ پاک کے ننانوے نام درج ہیں، جو بروایت ابن سیرین از ابو ہریرہؓ مروی ہیں۔ پھر چہل اسم ادریسی ہے، جس کی سند حسن بصری پر موقوف ہے۔ اس کے بعد اسمِ اعظم ہے۔ اس کے بعد دعاء الفرج ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اسی سلسلہ میں ان کی ایک دوسری کتاب بھی ہے، جس کا نام کتابُ

Marfat.com

ہمین باب مسمی بکتاب مجاب الدعوات لابن ابی الدنیا او مثل این حدیث ست۔

مجاب الدعوۃ ہے، اس کے شروع میں یہ حدیث ہے۔

وہ تین اشخاص جنہوں نے حالت شیر خواری میں کلام کیا

لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ وَصَاحِبُ جُرَيْجِ الْعَابِدِ وَالصَّبِيُّ الَّذِي مَرَّ بِأُمِّهِ رَاكِبُ دَابَّةٍ فَارِهَةٍ وَشَارَةٍ حَسَنَةٍ وَهِيَ تُرْضِعُهُ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هٰذَا۔ الیٰ اخر الحدیث۔

تین شخصوں کے سوا گہوارے (یعنی دودھ پینے کی حالت) میں کسی نے کلام نہیں کیا۔ اول عیسیٰ ابن مریم نے۔ دوسرے اس لڑکے نے جس کی جُرَیج عابد کی طرف نسبت کی گئی تھی۔ تیسرے اس لڑکے نے جب کہ اس کو اس کی ماں دودھ پلا رہی تھی اور اس کے پاس سے ایک سوار تیز اور عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر گزرا تو اس نے یہ دعا کی کہ اے اللہ میرے لڑکے کو اس شہسوار جیسا کر دے۔ الخ

ف۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شیر خواری کی حالت میں کلام کرنا تو مشہور قصّہ ہے جُرَیج نہایت عابد و زاہد تھے، جنگل میں ایک چھوٹا سا حجرہ تھا اس میں رہ کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے ایک مرتبہ اپنے حجرہ میں نوافل ادا کر رہے تھے، ان کی والدہ آئیں اور انہیں پکارنے لگیں، مگر چونکہ جُرَیج نماز میں مصروف تھے جواب نہ دے سکے۔ والدہ کو غصّہ آیا اور انہیں بددُعا دے کر واپس ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے ان کی دُعا کو قبول فرمایا۔ اسی وقت اس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ تمام گاؤں والے جریج پر چڑھ آئے اور یہ تہمت لگائی کہ تو نے ہماری باندی سے زنا کیا ہے اور یہ لڑکا تیرے نطفہ سے ہے۔ اسی وجہ سے ان کے حجرہ کو بھی گرا دیا اور طرح طرح سے ان کو ذلیل و خوار کیا حضرت جُرَیج سمجھ گئے کہ یہ میری والدہ کی بددعا کا اثر ہے، مگر یہ بھی خیال کرتے تھے کہ میں چونکہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھا اس وجہ سے وہ مجھ کو ضرور خلاصی اور نجات دے گا۔ اس پر آپ نے یہ فرمایا کہ اگر یہ شیر خوار بچّہ جو آج ہی پیدا ہوا ہے یہ بتا دے کہ یہ کس کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے، تب تو تم لوگوں کو یقین آجائے گا۔ سب نے تسلیم کر لیا۔ آپ نے اس لڑکے کے شکم پر انگلی رکھ کر فرمایا کہ اے بچے تو کس کا ہے۔ وہ فوراً قدرت خدا سے گویا ہوا اور یہ کہنے لگا کہ میری والدہ نے فُلاں چرواہے سے زنا کیا تھا۔ میں اس کا ہوں۔ یہ کرامت دیکھ کر لوگ معتقد ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ

Marfat.com

فرمائیں تو آپ کا حجرہ سونے چاندی کا بنوا دیا جائے ۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں مٹی کا ہی بنوا دو ۔ دوسرا واقعہ اس طرح پر ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو دودھ پلا رہی تھی، اس کے سامنے ایک سوار کا گزر ہوا۔ وہ یہ سمجھ کر کہ یہ تونگر اور مالدار باعزت شخص ہے، یہ دُعا کرنے لگی کہ یا اللہ میرے اس بیٹے کو بھی اسی سوار کی مانند کیجئے تو لڑکے نے دودھ چھوڑ کر کہا کہ اے اللہ مجھ کو ایسا نہ کیجیے۔

کنیت او ابوبکر و نام او عبد اللہ بن محمد بن عبید بن سفیان ابی الدنیا ست واورا قرشی واموی نیز گویند زیرا کہ پدر آن از موالی بنی امیہ بودند مولد و مسکن او بغداد ست تولد او در ۲۰۸ھ دوصد وہشتاد ست واز علی بن الجعد و خلف بن ہشام وسعد بن سلیمان و دیگر محدثان عمدہ اخذ علم حدیث کردہ وازوے ابوبکر شافعی صاحب غیلانیات و حارث بن اسامہ صاحب مسند باوصف تقدم او وابوبکر نجار واحمد بن خزیمہ و دیگر علما در شان این فن اخذ فیض حدیث نمودہ اند واو اتالیق و مؤدب معتضد عباسی بود کہ خلیفہ مشہور ست وقبل ازان چندکس را از خلفا اتالیقی و مؤدبی نمودہ است و ابن ابی حاتم گفتہ است من و پدر من از وے حدیث نوشتہ ایم واو صدوق بود گفتہ اند ابن ابی دنیا را عجب تصرفی درکلام بود اگرمی خواست شخص را دریک کلمہ آن بخندہ می آورد وباز بگریہ می انداخت واین ہمہ بنا بر توسع او بود در علم واخبار و قدرت او بر تصرف درکلام وفات او در جمادی الاولیٰ

ان کی کنیت ابوبکر ہے. نام عبد اللہ ۔ اور نسب یہ ہے ۔ عبد اللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس المعروف با بن ابی الدنیا۔ ابوبکر کو قرشی اور اموی بھی کہتے تھے ۔ اس وجہ سے کہ ان کے والد بنی امیہ کے موالی میں سے تھے ۔ آپ کا مولد اور مسکن بغداد تھا ۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے ۔ علی بن الجعد، خلف بن ہشام، سعید بن سلیمان اور دوسرے عمدہ محدثین سے علم حاصل کیا ۔ خود ان سے ابوبکر شافعی صاحب غیلانیات اور حارث بن ابی اسامہ صاحب مسند (باوجودیکہ وہ ان سے مقدم ہیں) اور ابوبکر نجار، احمد بن خزیمہ اور ان کے علاوہ دوسرے اسی شان کے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے علم حدیث کا استفادہ کیا ۔ آپ المعتضد عباسی کے (جو مشہور خلیفہ ہے) اتالیق اور مؤدب تھے ۔ ان سے پہلے بھی چند خلفاء کی اتالیقی کر چکے تھے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اور میرے والد نے ابوبکر ہی سے حدیثوں کو لکھا ہے اور وہ نہایت سچے آدمی تھے ۔ کہا گیا ہے کہ ابن ابی الدنیا کو حق تعالیٰ نے یہ تصرف مرحمت فرمایا تھا کہ اگر چاہتے تھے تو ایک کلمہ میں ہنسا دیتے تھے اور پھر دوبارہ اسے رلا دیتے تھے ۔ یہ سب کچھ ان کے وسعت علم اور توسیع اخبار اور قدرت و تصرف فی الکلام کی بنا پر تھا ۔

Marfat.com

سال دو صد و ہشتاد و یک بودہ است۔

جمادی الاول ۲۸۱ھ میں انتقال ہوا۔

کتاب الاعتقاد والهدایة الی سبیل الرشاد

بیہقی

از تصانیف بیہقی ست از اول ش ما ذکر مایستدل بہ علی حدوث العالم وان محدثہ و مدبرہ الہ واحد۔ در اجازات می خوانند و بعضے از باب استخلاف علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تا آخر کتاب نیز می خوانند و آن کتاب بسیار نفیس ست در وے می گوید۔

یہ کتاب (امام ابوبکر) بیہقی کی تصنیف ہے۔ اس کے شروع میں وہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں جن سے عالم کا حادث ہونا ثابت ہوتا ہے اور نیز یہ کہ اس کا موجد اور مدبّر وہی ایک ذات واحد ہے۔ تحصیل اجازت کے لئے پڑھتے ہیں۔ اور بعض صرف باب استخلاف علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے آخر کتاب تک بھی پڑھتے ہیں۔ یہ کتاب نہایت نفیس ہے اس میں یہ حدیث بھی ہے۔

اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ قال حدثنا ابو النضر الفقیہ قال حدثنا عثمان بن سعید الدارمی قال حدثنا علی بن المدینی قال حدثنا معاویۃ بن معاویۃ قال حدثنا ابو مالك الاشجعی عن ربعی بن حراش عن حُذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ اللہ یصنع کل صانع وصنعتہٗ۔

ابو عبد اللہ الحافظ، ابو النضر الفقیہ، عثمان بن بن سعید الدارمی، علی بن المدینی، مروان بن معاویۃ ابو مالک الاشجعی، ربعی بن حراش۔ حضرت حذیفہ رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صانع کا خالق ہے اور اس کی صنعت کا بھی۔

کتاب اقتضاء العلم والعمل

خطیب

از تصانیف خطیب ست بسیار خوب کتابی ست در باب خود از وے بعضے محدثان انتخابے کردہ اند کہ در دیار عرب شہرت دارد واکثر در مقام تحصیل

یہ خطیب کی تصنیف ہے۔ اپنے موضوع پر بہت عمدہ کتاب ہے۔ بعض محدثین نے اس کا انتخاب بھی کیا ہے جو ملک عرب میں مشہور ہے۔ چنانچہ اکثر مقامات میں تحصیل اجازت کے لئے

Marfat.com

اجازت ہمین منتخب را می خوانند واول منتخب حدیث ابی برزہ اسلمی ست۔ لاتزول قدما عبد یوم القیامہ۔ اما در اصل کتاب این حدیث اول نیست خطیب میگوید۔

اس منتخب کو پڑھاتے ہیں۔ اس منتخب کے شروع میں ابوبرزہ اسلمی کی یہ حدیث ہے۔ لَاتزولُ قدَمَا عبدٍ یومَ القیامۃِ۔ الیٰ اٰخرہٖ۔ لیکن اصل کتاب کے اول میں یہ حدیث نہیں ہے۔ خطیب کا قول ہے۔

اخبرَنا القاضی ابوبکر احمدُ بن الحسن بن احمد الحرسی نیسابوری قال حدثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم قال حدثنا محمد بن اسحاق الصنعانی قال حدثنا الاسود بن عامر قال اخبرنا ابوبکر بن عیّاش عن الاعمش عن سعید بن عبد اللہ عن ابی برزۃ الاسلمیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتزولُ قدَما یوم القیامۃ حتی یسئل عن اربع عن عمرہ فیما افناہ وعن علمہٖ بماذا اعمل فیہ وعن مالہ من این اکتسب وفیم انفقہ وعن جسمہ فیما ابلاہ۔

ابوبکر احمد بن الحسن، ابوالعباس محمد بن یعقوب، محمد بن اسحاق الصنعانی، اسود بن عامر، ابوبکر بن عیاش، اعمش، سعید بن عبد اللہ۔ حضرت ابوبرزہ اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جب تک بندہ سے چار باتوں کا سوال قیامت کے دن نہ ہولے گا اس وقت تک اس کے قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکیں گے۔ اول اس نے عمر کو کس چیز میں فنا کیا، دوسرے علم کے مطابق کیا کام کیا، تیسرے مال کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا، چوتھے جسم کو کس کام میں بوڑھا کیا۔

وآخر این منتخب این ابیات ست۔

اس منتخب کے آخر میں یہ اشعار ہیں۔

حدّثنا الحسنُ بنُ ابی بکرٍ قال اخبرنا عثمانُ بن احمدَ الدّقاقُ قال حدّثنا اسحاقُ بن ابراھیمَ بن سِنِینٍ قال اَنشدَنی عُمرُ بنُ احمدَ بنِ محمّدٍ ؎

اَنْتَ فِیْ غَفْلَۃِ الْاَمَلْ　　لَسْتَ تَدْرِیْ مَتَی الْاَجَلْ

تو امیدوں کی غفلت میں پڑا ہوا ہے، موت کی تجھ کو خبر نہیں ہے۔

لَا تَغُرَّنَّکَ صِحَّۃٌ　　فَھِیَ مِنْ اَوْجَعِ الْعِلَلْ

تجھ کو صحت دھوکے میں نہ ڈال دے اس لئے کہ وہ تمام بیماریوں سے زیادہ تکلیف دہ ہے

کُلُّ نَفْسٍ لَیَوْمُھَا　　صُبْحَۃٌ تَقْطَعُ الْاَمَلْ

ہر نفس پر ایک ایسا دن آنیوالا ہے کہ جس کی صبح امیدوں کو کاٹ دے گی

فَاعْمَلِ الْخَیْرَ وَاجْتَھِدْ　　قَبْلَ اَنْ یُّمْنَعَ الْعَمَلْ

مرنے اور اعمال کے منقطع ہونے سے پہلے کوشش کر کے عمل خیر کر لے۔

Marfat.com

تاریخ یحییٰ بن معین فی احوال الرّجال

واین کتاب مرتب ست بر حروفِ معجم واولش این حدیث ست۔

اس کتاب کی ترتیب حروفِ تہجی پر ہے اس کے شروع میں یہ حدیث ہے۔

قال الحافظ الناقد یحیی بن معین حدثنا ابن ابی مریم قال حدثنا ابن لھیعة عن ابی الاسود عن عروة بن الزبیر عن المسور بن مخرمة عن ابیه قال لقد اظھر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الاسلام فاسلم اھل مکة کلّھا وذلک قبل ان تفرض الصلوة حتی ان کان لیقرا السجدة فیسجد ویسجدون وما یستطیع بعضھم ان یسجد من الزحام وضیق المقام لکثرة الناس حتی قدم رؤس قریش الولید بن المغیرة و ابوجھل وغیرھما وکانوا بالطائف فی اراضیھم فقالوا اتدعون دینکم و دین اٰبائکم فکفروا۔

ابن ابی مریم، ابن لہیعہ، ابوالاسود، عروۃ بن الزبیر۔ مسور بن مخرمہ اپنے والد سے یہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو ظاہر فرمایا تو کل (اکثر) اہل مکہ اسلام لے آئے اور یہ واقعہ نماز کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ یہاں تک کہ آپ جب آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتے اور مسلمان بھی سجدہ کرتے تو کثرت ہجوم اور مقام کی تنگی کی وجہ سے بعض لوگ سجدہ نہ کر سکتے تھے (یہی حالت رہی) یہاں تک کہ ولید بن مغیرہ، ابوجہل اور ان کے علاوہ دوسرے سردارانِ قریش جو مقام طائف میں اپنی کھیتی باڑی کے کام میں مصروف تھے مکہ میں آئے اور لوگوں سے کہا کہ کیا تم اپنے دین اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑتے ہو۔ پس وہ پھر کافر ہو گئے۔

آخر آن تاریخ این ست۔

اس تاریخ کے آخر میں یہ ہے۔

عن الجرجسی عن بقیة بن الولید عن الزبیدی عن الزھری عن سالم عن ابیه رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انّه سلّم تسلیمة۔

جرجسی، بقیۃ بن الولید، زبیدی، زہری، سالم، عبد اللہ بن عمر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ایک سلام پھیر کر (سجدہ کیا)

امام یحییٰ بن معین کا تذکرہ

کنیت او ابوزکریا واورا مری گویند

ان کی کنیت ابوزکریا ہے، چونکہ یہ بنی مرّہ کے

بالولاء کہ از موالی بنی مرہ بود۔ وطنش بغداد ست در سال یک صد و پنجاہ و ہشت متولد شدہ بود وپدرش از عمدہ نویسندگان دفتر بود و در انشاء نیز دستگاہ خوب داشت. گویند یحییٰ بن معین را از میراث پدر خود لکھہ درم نقد بدست آمدہ بود باین سبب کمال ثروت داشت از ہشیم وابن مبارک ومعمر بن سلیمان بن طرخان و اقران آنہا سماع دارد وامام احمد بن حنبل وبخاری ومسلم وابوداؤد از وے استفادہ کردند واویکی از ائمہ این فن ست در نقد احادیث ومعرفت احوال رجال ودر کثرت معلومات ومحفوظات ہم نظیر داشت از وے منقول ست کہ من بدست خود دہ لکھہ حدیث نوشتہ ام۔ واورا بعد از مرگ بخواب دیدند وپرسیدند کہ خدائے تعالیٰ باتوچہ کرد گفت مرابخشش وعطایائے بسیار داد وازان جملہ سہ صد زن از حور عین بمن تزویج فرمود و در سال دو صد وسی وسہ از بغداد بحج روانہ شد اول در مدینہ منورہ رسید وازیارت فارغ شدہ قصد خانہ کعبہ نمود در اول منزل بخواب رفتہ بود کہ ہاتفی اورا آواز داد کہ اے ابوزکریا از ہمسائیگی ما کجا می روی معلوم کرد کہ روح

موالی میں سے تھے اس وجہ سے ولاء کے اعتبار سے ان کو مُرّی بھی کہتے ہیں، بغداد کے رہنے والے ہیں ۱۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ماجد (معین) دفتر کے عمدہ منشیوں میں تھے۔ انشاء میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یحییٰ بن معین کو اپنے والد کے ورثہ میں سے ایک لاکھ درہم ملے تھے اور اسی وجہ سے وہ کامل ثروت رکھتے تھے۔ انہیں ہشیم، ابن المبارک، معتمر بن سلیمان بن طرخان اور ان کے ہمعصروں سے سماع حاصل تھا۔ امام احمد بن حنبل امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے ان سے استفادہ کیا ہے۔ وہ بھی گویا اس علم کے ائمہ میں سے ہیں۔ ابوزکریا تنقید روایات اور احوالِ رجال کی معرفت میں امام تھے۔ وسعتِ معلومات اور محفوظات پر کھنے کی کثرت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ خود ان سے یہ منقول ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں، مرنے کے بعد انہیں کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا تو آپ نے یہ جواب دیا کہ مجھے بہت سی عطایا اور بخششیں مرحمت فرمائیں، منجملہ ان کے یہ ہے کہ تین ۳۰۰ سو حور عین سے میرا نکاح کر دیا۔ ۲۳۳ھ میں بغداد سے حج کے لئے تشریف لے گئے اول مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں کی زیارت سے فارغ ہو کر خانہ کعبہ کا قصد کیا۔ اول منزل میں جو نیند آئی تو ہاتفِ غیبی نے ندا دی کہ اے ابوزکریا ہماری ہمسائیگی چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ سمجھ گئے کہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ

Marfat.com

مبارک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ست کہ اورا بآن تشریف مشرف ساخت زود برگشت و در مدینہ اقامت نمود و بعداز سہ روز وفات یافت۔ واز سعادت او آنست کہ اورا برہمان تختہ ہاغسل دادند کہ جناب پیغمبر را بران غسل دادہ بودند۔

علیہ وسلم کی روح مبارک تھی جو ان کو اس خلعتِ فاخرہ کے ساتھ مشرف کیا، فوراً واپس ہو کر مدینہ منورہ میں اقامت فرمائی اور تین دن بعد انتقال ہو گیا۔ ان کی سعادت ایک یہ بھی ہے کہ جس تختہ پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تھا، اُسی پر انہیں بھی غسل دیا گیا۔

امام یحییٰ بن معین کے چند اشعار

و او را بہ نظم ہم میل بود این چند بیت از وست۔

شعر و سخن کی جانب بھی طبیعت کا میلان تھا چنانچہ یہ چند اشعار جو ان کے تصنیف کردہ ہیں تحریر کئے جاتے ہیں ؎

اَلْمَالُ یَنْفَدُ حِلُّہٗ وَحَرَامُہٗ ‎ ‎ ‎ یَوْمًا وَیَبْقیٰ فِیْ غَدٍ اٰثَامُہٗ

مال تو خواہ حلال ہو یا حرام ایک روز ختم ہو جائے گا اور کل قیامت کے لئے اس کے گناہ باقی رہیں گے۔

لَیْسَ التَّقِیُّ بِمُتَّقٍ فِیْ دِیْنِہٖ ‎ ‎ ‎ حَتّٰی یَطِیْبَ شَرَابُہٗ وَطَعَامُہٗ

اپنے دین کے امور میں متقی کا تقویٰ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کا کھانا، پینا پاک نہ ہو۔

وَیَطِیْبُ مَا یَحْوِیْ وَیَکْسِبُ اَھْلُہٗ ‎ ‎ ‎ وَیَطِیْبُ فِیْ حُسْنِ الْحَدِیْثِ کَلَامُہٗ

جسے وہ جمع کرتا ہے اور جسے اس کے گھر والے کماتے ہیں وہ پاک ہو اور اس کی گفتگو دل پسند ہو۔

نَطَقَ النَّبِیُّ لَنَا بِہٖ عَنْ رَبِّہٖ ‎ ‎ ‎ فَعَلَی النَّبِیِّ صَلَاتُہٗ وَسَلَامُہٗ

یہ باتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی جانب سے ہمیں فرمائی ہیں۔ درود و سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہے۔

جُہلاء کا اہل حدیث پر طعن

باید دانست کہ جاہلان و نافہمان

جاننا چاہیئے کہ جاہلوں اور کم فہموں نے قدماء

Marfat.com

قدمای اہل حدیث را عموماً و یحییٰ بن معین را خصوصاً مطعون ساختہ اند کہ ایشان خصوصاً این شخص از جملہ ایشان در خلق اللہ زبان خود را دراز کردہ و کسے را دروغ گو و کسے را ملبس و جعلی و کسے را مفتری و بہتانی میگویند و این غیبت محرمہ را علم میدانند و عبادت می انگارند چنانچہ بکر بن حماد شاعر مغربی درین باب یحیی بن معین را ہجو کردہ بلکہ علم حدیث را تعریض بطعن نمودہ گفتہ است

اہل حدیث کو عموماً اور یحییٰ بن معین کو خصوصاً اس طرح مطعون کیا ہے کہ محدثین نے اور بالخصوص یحییٰ بن معین نے خلق اللہ کے بارے میں بہت زبان درازیاں کی ہیں۔ کسی کو دروغ گو اور کسی کو ملبس و جعلی اور کسی کو افترا پرداز و بہتان طراز کہتے ہیں۔ یہ لوگ غیبتِ محرمہ کو اپنا علم اور اپنی عبادت خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی معاملہ میں بکر بن حماد شاعر مغربی نے یحییٰ بن معین کی ہجو کی بلکہ علم حدیث پر طعنہ کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔

اَرَی الْخَیْرَ فِی الدُّنْیَا یَقِلُّ کَثِیْرُہٗ   وَیَنْقُصُ نَقْصًا وَالْحَدِیْثُ یَزِیْدُ

میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میں خیر کا بڑا حصّہ کم ہو رہا ہے اور گھٹتا جاتا ہے حالانکہ حدیث روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

فَلَوْ کَانَ خَیْرًا کَانَ کَالْخَیْرِ کُلِّہٖ   وَلٰکِنَّ شَیْطَانَ الْحَدِیْثِ مَرِیْدُ

اگر علم حدیث اچھا ہوتا تو سب کا سب اچھا ہوتا۔ لیکن شیطان حدیث کا سرکش ہے۔

وَلِابْنِ مَعِیْنٍ فِی الرِّجَالِ مَقَالَۃٌ   سَیُسْئَلُ عَنْہَا وَالْمَلِیْکُ شَہِیْدُ

ابن معین نے رجال میں گفتگو کی ہے۔ عنقریب اُس کی اِس گفتگو پر سوال کیا جائے گا اور اللہ گواہ ہے۔

فَاِنْ یَّکُ حَقًّا فَہِیَ فِی الْحُکْمِ غِیْبَۃٌ   وَاِنْ یَّکُ زُوْرًا فَالْقِصَاصُ شَدِیْدُ

اگر وہ صحیح ہے تو غیبت کے حکم میں ہے۔ اور اگر وہ جھوٹ ہے تو اس کا بدلہ سخت ہے۔

لیکن این جاہل و امثال او نفہمیدہ اند کہ این طعن و جرح ایشان رجال را محض برائے صیانت شریعت و دین ست پس گویا از قبیل قتال کفار و خوارج و اہل بدعت و سیاست و تعزیر اہل منکر ست کہ بہترین عبادات ست از غیبت محرمہ نیست۔

لیکن اِن جاہلوں اور ان جیسے دوسرے نافہموں نے یہ نہ سمجھا کہ ان (یحییٰ بن معین) کا رجال پر یہ طعن و جرح کرنا محض شریعت غرا اور دین متین کی حفاظت کی غرض سے تھا۔ گویا یہ از قبیل قتال کفار یا خوارج یا اہل بدعت یا سیاست و تعزیر اہل انکار میں داخل ہے، جو بہترین عبادت ہے اور ہرگز غیبت محرمہ میں متصور نہیں ہے۔

علامہ حُمیدی کا قصیدہ اور مطاعن کا ردّ

وازین ابیات مشومہ کہ مرقومہ شد ابوعبداللہ بن فتوح حمیدی صاحب الجمع بین صحیحین جواب دادہ و قصیدہ دراز دارد و دران جا درمخاطبہ این شاعر می گوید۔

مذکورہ بالا ناپسندیدہ اشعار کا جواب ابوعبداللہ محمد بن فتوح حمیدی صاحب الجمع بین الصحیحین نے ایک طویل قصیدہ میں دیا ہے، چنانچہ اس شاعر کو خطاب کر کے کہتے ہیں ؎

وَاِنِّیْ اِلٰی اِبْطَالِ قَوْلِكَ قَاصِدٌ وَلِیْ مِنْ شَهَادَاتِ النُّصُوْصِ جُنُوْدٌ

بیشک میں تیرے قول کو رد کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ اور میرے پاس گواہی کے لئے نصوص اور آیتوں کے لشکر موجود ہیں۔

اِذَا لَمْ یَكُنْ خَیْرًا كَلَامُ نَبِیِّنَا لَدَیْكَ فَاِنَّ الْخَیْرَ مِنْكَ بَعِیْدٌ

جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام تیرے نزدیک بہتر نہ ہوگا تو بے شک خیر اور بھلائی تجھ سے دور ہے۔

وَاَقْبَحُ شَیْءٍ اَنْ جَعَلْتَ لِمَا اَتٰی عَنِ اللّٰهِ شَیْطَانًا وَذَاكَ شَدِیْدٌ

جو بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہے اُس کو شیطان کہنا بہت بُرا ہے اور یہ بات بہت سخت ہے۔

بعد ازان در حق ابن معین می گوید۔

اس کے بعد ابن معین کے اوصاف اِس طرح بیان کرتے ہیں۔

وَمَا هُوَ اِلَّا وَاحِدٌ مِنْ جَمَاعَةٍ وَكُلُّهُمْ فِیْمَا حَكَاهُ شُهُوْدٌ

اور ابن معین تو جماعت ہی کا ایک فرد ہے۔ اور جو کچھ اس نے بیان کیا ہے اس میں کل جماعت اس کی گواہ ہے۔

فَاِنْ صَدَّ عَنْ حُكْمِ الشَّهَادَةِ حَامِلٌ فَاِنَّ كِتَابَ اللّٰهِ فِیْهِ عَتِیْدٌ

اگر کوئی حاملِ شہادت گواہی سے باز رہے تو اللہ کی کتاب اس کے لئے تیار ہے۔

وَلَوْلَا رُوَاةُ الدِّیْنِ ضَاعَتْ وَاَصْبَحَتْ مُعَامَلَةٌ فِی الْاٰخِرِیْنَ تَبِیْدٌ

اور اگر دین کے راوی نہ ہوتے تو آنے والی نسلوں کا معاملہ ضائع اور برباد ہو جاتا۔

هُمُ حَفِظُوا الْاٰثَارَ عَنْ كُلِّ شُبْهَةٍ وَغَيْرُهُمْ عَمَّا اقْتَنَوْهُ رُقُوْدٗ

ان لوگوں نے احادیث کو ہر شبہ سے بچایا۔ جب کہ ان کے غیر ان کے جمع کئے ہوئے ذخیرہ سے غافل سوتے تھے۔

وَهُمْ هَاجَرُوْا فِيْ جَمْعِهَا وَتَبَادَرُوْا اِلٰى كُلِّ اُفُقٍ وَالْمُرَامُ كَئُوْدٗ

انہوں نے احادیث کے جمع کرنے میں ہجرت کی، (وطن وا قارب کو چھوڑا) عالم کے ہر گوشہ اور زمین کے ہر چپہ پر دوڑے، باوجودیکہ مقصود سخت مشکل تھا۔

وَقَامُوْا بِتَعْدِيْلِ الرُّوَاةِ وَجَرْحِهِمْ قِيَامَ صَحِيْحِ النَّقْلِ وَهُوَ حَدِيْدٗ

راویوں کی تعدیل وجرح کے لئے کمربستہ ہوئے، صحیح نقل کرنیوالے کی طرح۔ اگرچہ یہ کام سخت مشکل ہے۔

بِتَبْلِيْغِهِمْ صَحَّتْ شَرَائِعُ دِيْنِنَا حُدُوْدٌ تَحَرَّوْا حِفْظَهَا وَعُهُوْدٗ

انہیں کی تبلیغ سے ہمارے دین کے طریقے درست ہوئے، یہ وہ حدود ہیں، جن کی حفاظت کا انہوں نے ارادہ اور عہد کیا۔

وَصَحَّ لِاَهْلِ النَّقْلِ مِنْهَا احْتِجَاجُهُمْ فَلَمْ يَبْقَ اِلَّا عَانِدٌ وَحَقُوْدٗ

پس اہل نقل کے لئے ان احادیث سے احتجاج ہوگیا۔ پس کوئی منکر باقی نہیں رہا، سوائے کینہ ور مخالف کے، (جس کی بات تعصب سے خالی نہیں ہوسکتی)

وَحَسْبُهُمْ اَنَّ الصَّحَابَةَ بَلَّغُوْا وَعَنْهُمْ رَوَوْا لَا يُسْتَطَاعُ جُحُوْدٗ

اوران کے لئے یہی کافی ہے کہ صحابہؓ نے تبلیغ کی ہے، اور انہیں سے روایت کی ہے جس کا انکار ہو ہی نہیں سکتا۔

فَمَنْ حَادَ عَنْ هٰذَا الْيَقِيْنِ فَمَارِقٌ مَرِيْدٌ لِاِظْهَارِ الشُّكُوْكِ مُرِيْدٗ

پس اب جو اس یقینی بات سے پھرے وہ اجماع کا مخالف، سرکش ہے اور شکوک پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔

وَلٰكِنْ اِذَا جَاءَ الْهُدٰى وَدَلِيْلُهٗ فَلَيْسَ لِمَوْجُوْدِ الضَّلَالِ وُجُوْدٗ

لیکن جب کہ ہدایت اپنی دلیل کے ساتھ اُٹھے گی، تو گمراہیٔ موجودہ کا وجود بھی باقی نہیں رہے گا۔

وَاِنْ رَامَ اَعْدَاءُ الدِّيَانَةِ كَيْدَهَا فَكَيْدُهُمْ بِالْمُخْزِيَاتِ مَكِيْدٗ

اور اگر دیانت کے دشمن کید کا قصد کریں تو ان کا کید ذلیل کرنے والی چیزوں سے مٹادیا جائے گا۔

Marfat.com

عبدالسلام اشبیلی کا قصیدہ

وَلِابْنِ مَعِیْنٍ فِی الَّذِیْ قَالَ اُسْوَۃٌ وَرَاْیٌ مُصِیْبٌ لِلصَّوَابِ سَدِیْدٌ

جو بات ابن معین کہے قابل پیروی ہے۔ اور ان کی رائے حق کا پتہ دینے والی اور درست ہے۔

وَاَجْرٌ بِہٖ یَعْلِی الْاِلٰہُ مَحَلَّہٗ وَیُنْزِلُہٗ فِی الْخُلْدِ حَیْثُ یُرِیْدُ

اور یقینی بات ہے اُن کا مرتبہ اللہ تعالیٰ بلند کرے اور انہیں جنت میں حسب دِل خواہ جگہ دے۔

یُنَاضِلُ عَنْ قَوْلِ النَّبِیِّ وَصَحْبِہٖ وَیَطْرُدُ عَنْ اَحْوَاضِہٖ وَیَذُوْدُ

وہ قول رسول ؐ، اور ان کے صحابہ کے کلام کو بچاتے ہیں اور (غیروں کو) ان کے حوضوں سے ہٹا کر دور کرتے ہیں۔

وَجِلَّۃُ اَہْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا بِقَوْلِہٖ وَمَا ھُوَ فِیْ شَیْءٍ اَتَاہُ فَرِیْدٌ

اور بڑے بڑے اہل علم نے ان کے موافق کہا ہے، وہ اپنی بیان کی ہوئی بات میں تنہا نہیں ہیں۔

وَلَوْ لَمْ یَقُمْ اَہْلُ الْحَدِیْثِ بِدِیْنِنَا فَمَنْ کَانَ یَرْوِیْ عِلْمَہٗ وَیُفِیْدُ

اور اگر ہمارے دین کو سنبھالنے کے لئے اہل حدیث نہ کھڑے ہوتے تو آج کون ہوتا جو علم کی روایت کرتا اور فائدہ دیتا۔

ھُمْ وَرَّثُوْا عِلْمَ النُّبُوَّۃِ وَاحْتَوَوْا مِنَ الْفَضْلِ مَا عَنْہُ الْاَنَامُ رُقُوْدٌ

وہی علم نبوت کے وارث ہوئے اور وہ فضل حاصل کیا جس سے مخلوق غافل ہے۔

وَھُمْ کَمَصَابِیْحِ الدُّجٰی یُھْتَدٰی بِھِمْ وَنَارُھُمْ بَعْدَ الْمَمَاتِ وُقُوْدٌ

وہ اندھیری رات کے چراغوں کی طرح ہیں کہ ان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے اور انکی آگ مرنیکے بعد بھی شعلہ زن ہے۔

عَلَیْکَ یَا ابْنَ غِیَاثٍ لُزُوْمَ سَبِیْلِھِمْ فَحَالُھُمْ عِنْدَ الْاِلٰہِ حَمِیْدٌ

اے ابن غیاث تو ان کے طریق کو اختیار کر کیوں کہ اُن کا حال اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔

ونیز احمد بن عمر بن عصفور جواب دادہ است باین شعر۔ نیز احمد بن عمر بن عصفور نے ابیات مذکورہ ذیل سے اس کا جواب دیا ہے ؎

اشعار

اَیَا قَادِحًا فِی الْعِلْمِ زَیْدَ عَمَائُہٗ رُوَیْدًا بِمَا تُبْدِیْ بِہٖ وَتُعِیْدُ

اے علم حدیث پر اعتراض کرنے والے تیری کوری زیادہ ہو جسے تو ظاہر کرتا ہے اور بار بار کہتا ہے اسے رہنے دے۔

جَعَلْتَ شَیَاطِیْنَ الْحَدِیْثِ مَرِیْدَۃً اَلَا اِنَّ شَیْطَانَ الضَّلَالِ مَرِیْدٌ

تو نے حدیث والوں کو سرکش شیطان ٹھہرایا (لیکن) یاد رکھ گمراہی کا شیطان دراصل سرکش ہے۔

Marfat.com

وَجَرَحْتَ بِالتَّكْذِيبِ مَنْ كَانَ صَادِقًا فَقَوْلُكَ مَرْدُوْدٌ وَاَنْتَ عَنِيْدٌ

تونے سچے پر تکذیب کے آوازے کسے، پس تیرا ہی قول مردود ہے اور تو ہی متعصب ہے۔

وَذُو الْعِلْمِ فِي الدُّنْيَا نُجُوْمُ هِدَايَةٍ إِذَا غَابَ نَجْمٌ لَاحَ بَعْدُ جَدِيْدٌ

اہل علم دنیا میں ہدایت کے ستارے ہیں، جب ایک تارا چھپ جاتا ہے تو دوسرا روشن ہو جاتا ہے۔

بِهِمْ عِزُّ دِيْنِ اللّٰهِ طُرًّا وَهُمْ لَهُ مَعَاقِلُ مِنْ اَعْدَائِهٖ وَجُنُوْدٌ

ان ہی کے طفیل اللہ کے دین کی عزت پوری پوری قائم ہے، اور وہ بزرگ دین کی جائے پناہ اور اللہ کے لشکر ہیں۔

کِتَابُ الْکُنٰی والاسامی

لِلنسائی

ازان کتاب نیز انتخاب نمودہ اند وآن را منتقی گویند آخر منتقی این حدیث وارد ست۔

اس کتاب کا بھی انتخاب کیا گیا ہے، اور اس کا نام 'منتقی' رکھا گیا ہے۔ 'منتقی' کے آخر میں یہ حدیث ہے۔

'باب من یکنّٰی اباعمران'

قال الحافظ احمد بن شعیب النسائی اخبرنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی عمران اسلم عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ قال اتّبعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ھو راکب فقلتُ اِقرأنی سورۃ ھود وسورۃ یوسف فقال لن تقرأ شیئاً ابلغ عند اللہ من قل اعوذ بربّ الفلق۔

احمد بن شعیب النسائی، قتیبۃ بن سعید، لیث، یزید بن ابی حبیب، ابی عمران اسلم۔ عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چلتا تھا میں نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپ مجھے سورہ ہود اور سورہ یوسف پڑھا دیجئے۔ تو آپؐ نے فرمایا تم کوئی ایسی سورت نہیں پڑھوگے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ سے زیادہ بلیغ ہو۔

واحوال نسائی انشاء اللہ در ذکر اصحاب ستہ خواہد آمد۔

جہاں اصحاب صحاح ستہ کا ذکر کیا جائے گا، وہاں انشاء اللہ تعالیٰ نسائی کے حالات بھی تحریر کئے جائیں گے۔

Marfat.com

تاریخ الثقات

لابن حِبّان

کنیت او ابوحاتم و نام او محمد بن حبان تمیمی ست و در صحیح ابن حبان قدرے از احوال او گزشت اول ابواب تاریخ این باب ست۔

باب ذکر الحبّ علی لزوم سُنن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اخبرنا احمد بن مکرم خالد البری قال حدثنا علی بن المدینی قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا ثور بن یزید قال حدثنا خالد بن معدان قال حدثنا عبدالرحمٰن بن عمرو السلمی وحجر بن حجر الکلاعی قالا اتینا العرباض بن ساریۃ وھو ممن نزل فیہ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم قلت لا اجد ما احملکم علیہ۔ فسلمنا علیہ وقلنا اتیناک زائرین وعائدین ومقتبسین فقال العرباض صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبح ذات یوم ثم اقبل علینا فوعظنا موعظۃ بلیغۃ ذرفت منھا العیون ووجلت منھا القلوب فقال قائل یا رسول اللہ کانّ ھذہ موعظۃ مودّع فماذا تعھد الینا قال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان کان

ان کی کنیت ابوحاتم اور نام محمد بن حبان تمیمی ہے۔ صحیح ابن حبان میں ان کا حال گزر چکا۔ اس تاریخ کے اول ابواب میں یہ باب ہے۔

بَابُ ذکر الحبّ علی لزوم سُنن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

احمد بن مکرم خالد البری، علی بن المدینی، ولید بن مسلم، ثور بن یزید، خالد بن معدان۔ عبدالرحمٰن بن عمرو السلمی اور حجر بن حجر الکلاعی کہتے ہیں کہ ہم دونوں حضرت عرباض بن ساریہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ ان صحابہ میں داخل ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ إِذَا مَآ أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ أَجِدُ مَآ أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ۔ ہم نے انہیں سلام کیا اور عرض کیا کہ ہم لوگ زیارت، عیادت اور استفادہ کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر بلیغ وعظ فرمایا کہ روتے روتے لوگوں کی آنکھیں بہہ پڑیں، دل دہشت زدہ ہو کر کانپ اٹھے۔ اس پر کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج کی نصیحت تو آپ کی نصائح میں سے ایسی ہے جیسے کسی رخصت کرنے والے کی — تو ہمارے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں تمہیں اس کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے

عبدا حبشیا مجدّعا فانه من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسُنّتی وسُنّة الخلفاء الراشدین المهدیین فتمسّکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ وایّاکم ومحدثات الاُمور فانّ کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة۔

ڈرتے رہو اور اپنے امیر کی باتوں کو سنو اور اُس کی اطاعت کرو اگرچہ وہ ایک حبشی کان کٹا ہوا غلام ہی کیوں نہ ہو۔ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت سے اختلافات دیکھے گا۔ اُس وقت میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اسے دانتوں (مضبوطی) سے پکڑ لو۔ نئی تراشی ہوئی باتوں سے بچتے رہو کیونکہ دین میں ہر نکالی ہوئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

الارشاد فی معرفۃ المحدثین

ابو یعلیٰ

خیلی کتابیست بسیار جید در احوال رواۃ واین ابو یعلیٰ دیگر ست ورا ابو یعلیٰ موصلی کہ مسند و معجم اُو سابق مذکور شد۔

نام او خلیل بن عبد اللہ بن احمد ست از ساکنان شہر قذوین بود۔ واز تصانیف او ہمین کتاب ارشاد فی معرفۃ المحدثین یادگار ماند وہر کہ درین کتاب نظر کند بجلالت و بزرگی او درین علم اقرار نماید۔ اما اہل تحقیق نوشتہ اند کہ درین کتاب او اوہام بسیار یافتہ شد بدون شہادت کتب دیگر اعتماد بران نباید کرد و مع ہذا اورا بر علل حدیث و رجال آن اطلاعے تمام بود وعلو اسناد در زمان خود اورا میسر آمدہ بود۔ از

راویوں کے حالات میں یہ نہایت عمدہ اور عجیب وغریب کتاب ہے۔ یہ وہ ابو یعلیٰ نہیں ہیں جن کا معجم اور مُسند سابق میں ذکر ہو چکا ہے۔ وہ موصلی ہیں اور یہ قذوینی۔

ان کا نام خلیل بن عبد اللہ بن احمد ہے۔ قزوین کے رہنے والے ہیں۔ منجملہ اور تصانیف کے یہی ایک کتاب 'ارشاد فی معرفۃ المحدثین' ان کی یادگار باقی رہ گئی ہے۔ جو شخص اس کتاب کو دیکھتا ہے تو ان کی جلالت و بزرگی کا جو اُن کو اس فن میں حاصل تھی اقرار کر لیتا ہے۔ لیکن اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں اوہام بہت ہیں۔ جب تک دوسری کتابوں کی شہادت نہ مل جائے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔ اس کے باوجود ان کو علل حدیث اور رجال پر اطلاع تمام تھی اور اپنے زمانہ میں علو اسناد حاصل تھا۔ علی بن احمد بن

علی بن احمد بن صالح قزوینی وابوحفص کتانی و حاکم و دیگر بزرگان آن طبقہ سماع دارند واز ابوحفص بن شاہین وابوبکر مقری اجازت یافتہ وابوبکر بن لال باوجودیکہ از اساتذہ وشیوخ اوست ازوے روایت میکند ابوزید پسر ابویعلیٰ عالم حدیث بود ازوے تلمذ دارد در آخر سال چہار وچہل وشش وفات یافت۔

صالح قزوینی، ابوحفص کتانی، حاکم اور اس طبقہ کے دوسرے بزرگوں سے سماع رکھتے تھے ابوحفص بن شاہین اور ابوبکر مقری سے انہیں اجازت حاصل ہے ابوبکر بن لال بھی (جو ان کے استاد اور شیخ ہیں) ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے ابویعلیٰ ابوزید بن ابویعلیٰ حدیث کے عالم اور ان ہی کے شاگرد تھے۔ ۴۴۶ھ میں ابویعلیٰ کا انتقال ہوا۔

حلیۃ الاولیاء

ابونعیم اصفہانی

تصنیف حافظ ابونعیم اصفہانی سابق ذکر این حافظ در مستخرج او گزشت وچند حکایات در حلیۃ الاولیاء در بیان احوال مالک نیز گزشت۔

یہ حافظ ابونعیم اصفہانی کی تصنیف ہے۔ ان کا ذکر بھی ان کے مستخرج میں گزر چکا۔ نیز وہ حکایات جو امام مالک کے احوال میں کتاب حلیۃ الاولیاء سے نقل کی گئی تھیں پہلے لکھی جاچکی ہیں۔

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب

ابن عبدالبرّ

لابی عمر بن عبدالبر کتابیست مشہور ومعروف در دیباچہ آن کتاب ست از ابن سیرین نقل کردہ کہ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار ہم الذین صلّوا الی القبلتین وازسفیان نقل کردہ کہ ہم الذین بایعوا بیعۃ الرضوان۔

یہ ابوعمر ابن عبدالبر کی مشہور ومعروف کتاب ہے اس کتاب کے دیباچہ میں ابن سیرین سے نقل کیا گیا ہے کہ السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ هم الذین صلوا القبلتین۔ اور سفیان سے اس طرح منقول ہے کہ هم الذین بایعوا بیعة الرّضوان۔ یعنی ابن سیرین تو یہ فرماتے ہیں کہ اس آیت السابقون الاوّلون من المهاجرین والانصار کے مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے

Marfat.com

وازکبار علمار مغرب ست ونام او
یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن
عاصم نمری قرطبی روز جمعہ کہ امام در خطبہ بود
در سال سہ صد وشصت وہشت در ماہ
ربیع الاول متولد شدہ واو معاصر خطیب
ست اما طلب او علم حدیث را قبل از تولد
خطیب ست . از خلف بن القاسم وعبدالوارث
بن سفیان وابی سعید نصر وعبداللہ بن
محمد بن عبدالمؤمن واقران اینہا اخذ علم
نمودہ وعلمار بلدان دور دست اورا اجازتہا
نوشتہ اند عبدالغنی منذری صاحب ترغیب وترہیب
از مصر وابوالقاسم عبداللہ بن السقطی از مکہ معظمہ.

در حفظ واتقان سرآمد اہل زمان خود
بود وکتاب التمہید او در باب فقہ حدیث
نادرۂ روزگار وسرمایہ مجتہدان اولی الایدی
والابصار ست . واز تصانیف او
کافی ست در مذہب مالکی
پانزدہ مجلد.

در بلاد مغرب گردیدہ وبیشتر در
اندلس بلکہ اکثر مورخین نوشتہ اند کہ از اندلس
نہ برآمدہ است وسوائے ہفتاد کس از
علمار وقت خود دیگرے را ندیدہ وسوائے

بیت المقدس اور مکہ معظمہ دونوں قبلوں کی جانب نماز
پڑھی ہے اور سفیان کہتے ہیں کہ وہ ہیں کہ جنہوں نے بیعتِ
رضوان کی ہے۔

یہ مغرب کے چیدہ اور منتخب علمار میں سے تھے۔
ان کا نام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم
نمری قرطبی ہے۔ جمعہ کے روز ماہ ربیع الاول ۳۶۸ھ
میں جس وقت امام خطبہ دے رہا تھا، پیدا ہوئے۔
اگرچہ خطیب بغدادی ان کے معاصر ہیں مگر ان کا علمِ
حدیث کو طلب کرنا خطیب کی پیدائش سے پہلے
تھا۔ خلف بن القاسم، عبدالوارث بن سفیان، ابوسعید
نصر، عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن اور اُن کے ہمعصروں
سے علم کو حاصل کیا۔ دور دراز شہروں کے رہنے والے
علمار نے بھی ان کو اجازت نامے لکھے۔ چنانچہ حافظ
عبدالغنی منذری صاحبِ ترغیب وترہیب نے مصر
سے اور ابوالقاسم عبداللہ بن السقطی نے مکہ معظمہ سے۔

حافظ ابن عبدالبر حفظ واتقان میں اپنے زمانہ
کے سردار تھے۔ فقہ حدیث میں ان کی تالیف کتاب
التمہید نادرِ روزگار اور زبردست وروشن ضمیر مجتہدوں
کے لئے سرمایہ بصیرت ہے۔ ان کی تصانیف میں سے
یہی ایک کتاب مذہب مالکی میں کافی ہے جس کی
پندرہ (۱۵) جلدیں ہیں۔

بلاد مغرب میں بہت پھرے مگر اکثر قیام اندلس
میں رہتا تھا۔ بعض مورخین نے یہ لکھا ہے کہ اندلس
سے باہر نہیں گئے۔ اور سوائے ان ستر عالموں کے
جو اس زمانہ میں یکتا تھے اور کسی کو نہیں دیکھا اور نہ

Marfat.com

اینہا از کسی علم نیاموختہ و با وجود این علم او کمتر از خطیب بیہقی و ابن حزم نیست بلکہ بعضے چیز ہا نزد اوست کہ نزد دیگران نیست وصدق و دیانت وحسن اعتقاد و اتباع سنت کہ او را نصیب بود کم کسے را از علماء نصیب شدہ۔

واز عوالی اسناد او سنن ابی داؤد ست کہ از عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن روایت می کند واو از ابن داسہ واو از مصنفش ابوداؤد و در اول عمر ظاہری بود بعد ازان مالکی شد و مع ہذا میلانی بفقہ شافعی ہم دارد وکتاب الاستذکار او درحقیقت بہترین شروح مؤطاست و در تنسیق ابواب مؤطا استادی نمودہ است وآن کتاب بسیار کلان ست قریب سی جلد می شود اگر بخط واضح نویسند واگر بخط رکیک نویسند پانزدہ جلد ست واو را کتابی ست در فضیلت علم ادب و روایت بسیار نافع ست وکتاب الدرر فی اختصار المغازی والسیر وکتاب العقل والعقلاء وما جاء فی اوصافہم وکتاب جمہرۃ الانساب وکتاب بہجۃ المجالس وغیر اینہا نیز تصانیف دارد در ماہ ربیع الآخر سال چہار صد وشصت وسہ در شاطبہ وفات اوست ودر ہمین سال خطیب بغدادی نیز وفات یافتہ۔

ان کے سوا کسی اور سے علم حاصل کیا۔ اس کے باوجود ان کا علم خطیب، بیہقی اور ابن حزم سے کسی طرح کم تر نہیں ہے بلکہ بعض چیزیں ان کے پاس ایسی تھیں جو دوسروں کے پاس نہیں ہیں۔ صدق، دیانت، حسن اعتقاد اور اتباع سنت جو انہیں حاصل تھا علماء میں سے بہت کم کو نصیب ہوتا ہے۔

ان کی عوالی اسناد سے سنن ابی داؤد ہے جسے وہ عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن داسہ سے اور وہ اس کے مصنف ابوداؤد سے۔ ابتدائی عمر میں اصحاب ظواہر میں سے تھے۔ پھر مالکی ہوئے۔ اس کے باوجود فقہ شافعی کی طرف بھی میلان تھا۔ ان کی کتاب الاستذکار مؤطا کی بہترین شروح میں سے ہے اور مؤطا کی تنسیق ابواب میں استادی دکھلائی ہے، یہ کتاب نہایت ضخیم ہے، اگر بخط جلی تحریر کی جائے تو تیس جلدیں ہوتی ہیں۔ اگر بخط خفی لکھا جائے تو پندرہ جلدیں ہوتی ہیں۔ ایک کتاب علم ادب و روایت کی فضیلت میں بھی لکھی ہے جو بہت نافع ہے۔ کتاب الدرر فی اختصار المغازی والسیر، کتاب العقل والعقلاء، ماجاء فی اوصافہم، کتاب جمہرۃ الانساب اور کتاب بہجۃ المجالس بھی انہی کی ہیں۔ اور ان کے علاوہ دیگر تصانیف بھی ہیں۔ ماہ ربیع الآخر ۴۶۳ھ میں بمقام شاطبہ ان کا انتقال ہوا۔ خطیب بغدادی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

Marfat.com

علامہ ابن عبد البر کے چند اشعار

اورا بانشائے شعر نیز میلے بود۔ شعر و سخن کی طرف بھی میلان تھا۔ ان کے
این چند شعر از وست۔ تصنیف کردہ چند اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

اشعار

تَذَکَّرْتُ مَنْ یَبْکِی عَلَیَّ مُدَاوِمًا ۔ فَلَمْ اَرَ اِلَّا الْعِلْمَ بِالدِّیْنِ وَالْخَبَرْ

میں نے اُن چیزوں کو یاد کیا جو مجھ پر ہمیشہ رُلا کرتی رہیں تو میں نے علم دین اور حدیث کے سوا کسی اور چیز کو نہ پایا۔

عُلُوْمُ کِتَابِ اللّٰہِ وَالسُّنَنِ الَّتِیْ ۔ اَتَتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَعْ صِحَّۃِ الْاَثَرْ

یعنی اللہ کی کتاب اور ان حدیثوں کے علوم جو صحت نقل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو کر ہم تک پہنچے ہیں۔

وَعِلْمُ الْاُوْلٰی مِنْ نَاقِدِیْہِ وَفَہْمُنَا ۔ لِمَا اخْتَلَفُوْا فِی الْعِلْمِ بِالرَّأْیِ وَالنَّظَرْ

اور علم ان لوگوں کا جو اس کے پرکھنے والے ہیں اور ہماری سمجھ اس علم میں جس میں انہوں نے اپنی رائے اور نظر سے اختلاف کیا۔

و نیز می گوید ۔ اور یہ بھی کہتے ہیں ۔

مَقَالَۃُ ذِیْ نُصْحٍ وَذَاتِ فَوَائِدٍ ۔ اِذَا مِنْ ذَوِی الْاَلْبَابِ کَانَ اسْتِمَاعُھَا

نصیحت والی اور فائدہ مند گفتگو مان لو۔ جب کہ اسے عقلمندوں سے سُنا ہو۔

عَلَیْکُمْ بِاٰثَارِ النَّبِیِّ فَاِنَّہٗ ۔ مِنْ اَفْضَلِ اَعْمَالِ الرَّشَادِ اتِّبَاعُھَا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اپنے لئے لازم کر لو کیونکہ آپ کی اتباع رشد کے اعمال میں سب سے افضل ہے۔

وچون در شہر اشبیلہ کہ از مشاہیر شہرہائے مغرب ست داخل شد و از اہل آن شہر حسن سلوک و تفقدے کہ می بایست ندید این چنین بیت گفت۔

مغرب کے شہروں میں مشہور شہر اشبیلہ ہے۔ جب یوسف وہاں تشریف لے گئے اور وہاں کے لوگوں میں وہ خاطر و مدارات اور حسن سلوک جو مناسب تھا نہ دیکھا تو یہ چند اشعار کہے ۔

بیت

تُنَکِّرُ مَنْ کُنَّا نُسَرُّ بِقُرْبِہٖ ۔ وَصَارَ زُعَاقًا بَعْدَ مَا کَانَ سَلْسَلًا

جن کا قرب ہمارے خیال میں باعث مسرت سمجھا جاتا تھا وہ اجنبی ہوگئے اور خوشگوار شیریں پانی ہونے کے بعد وہ گدلا اور کھاری ہوگئے۔

وَحَقٌّ لِجَارٍ لَمْ یُوَافِقْہُ جَارُہٗ ۔ وَلَا لَایَمَتْہُ الدَّارُ اَنْ یَتَحَوَّلَا

ہر کسی ہمسایہ کا پڑوسی اس کی موافقت نہ کرے اور نہ گھر اس کا موافق ہو تو اس کیلئے وہاں سے کوچ کرنا مناسب

بَلِیْتُ بِحِمْصٍ وَالْمَقَامَ بِبَلْدَۃٍ   طَوِیْلًا لَعَمْرِیْ مُخْلِقٌ یُوْرِثُ الْبِلٰی

یں حمص اور اس شہر میں اتنی لمبی مدّت کے ساتھ قیام میں مبتلا ہوا جو میری عمر کو پرانا کرنے والی اور مجھ میں کہنگی پیدا کرنیوالی ہے۔

اِذَا ھَانَ حُرٌّ عِنْدَ قَوْمٍ اَتَاھُمْ   وَلَمْ یَنْأَ عَنْھُمْ کَانَ اَعْمٰی وَاَجْھَلَا

جب کوئی شریف آدمی کسی قوم کے پاس آکر ذلیل ہوا اور پھر ان سے دُور نہ ہوا تو وہ اندھا اور جاہل تر ہے۔

وَلَمْ تُضْرَبِ الْاَمْثَالُ اِلَّا لِعَالِمٍ   وَمَا عُوْتِبَ الْاِنْسَانُ اِلَّا لِیَعْقِلَا

کہاوت اور مثالیں جاننے والے کے لئے ہی بیان کی جاتی ہیں اور انسان کو سزا اسی لئے دی جاتی ہے کہ اُسے عقل آئے۔

تاریخ بغداد

خطیب

از تصانیف خطیب بغدادی ست دراول جزء ثانی از وے مناقب بغداد و بزرگی آن مبارک بنیاد و آنچہ از سکان آن منقول شدہ آوردہ بعد از ان ذکر دو نہر بغداد کہ دجلہ و فرات ست نمودہ و احوال بخاری باستیفاء دران مذکور ست وتا ترجمۂ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب قریب ربع کتاب می شود اول اسنادے کہ دران تاریخ مذکور ست این ست۔

یہ خطیب بغدادی کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کے جزو ثانی کے شروع میں بغداد کی تعریف اور اس شہر مبارک بنیاد کی بزرگی اور نیز ساکنانِ شہر کے جو محاسن اخلاق منقول تھے، ان سب کو لکھا ہے اس کے بعد بغداد کے دو دریاؤں دجلہ اور فرات کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری کا پورا حال بھی اس میں مرقوم ہے۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب کے تذکرہ تک پہنچ کر کتاب کا تقریباً چوتھائی حصہ ختم ہوتا ہے۔ اس تاریخ کے اوّل میں جو سند ذکر کی گئی ہے، وہ یہ ہے۔

قَالَ الحافظُ ابوبکر اخبرَنا عبدُ العزیز بنُ ابی الحسنِ القُرمِیسِیْنیُّ قال سمعتُ عمرَ بنَ احمدَ بنِ عثمانَ یقولُ سمعتُ ابا بکر النیسابوریَّ یقول سمعتُ یونسَ بن عبدِ الاعلیٰ یقول

قَالَ لی الشافعیُّ یا یونُس! دَخلتَ بغدادَ قال قلتُ لا قال ما رأیتَ الدُّنیا وما رأیتَ الناسَ۔

امام شافعی نے کہا، اے یونس! آپ (کبھی) بغداد گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ (اس پر) امام شافعی نے کہا کہ تم نے دنیا کو نہیں دیکھا۔

قال الخطیبُ وانشدَنا القاضی ابوالقاسم علیُّ بنُ المحسنِ التنوخیُّ قالَ انشدَنا ابو سعدٍ محمدُ بنُ علیِّ بنِ محمدِ بنِ خلف الھمدانیُّ لنفسہٖ ؎

Marfat.com

بغداد کی مدح میں ابو سعد ہمدانی کے اشعار

فِدًى لَكَ يَا بَغْدَادُ كُلُّ قَبِيلَةٍ ... مِنَ الْأَرْضِ حَتّٰى خِطَّتِيْ وَدِيَارِيَا

اے بغداد تجھ پر زمین کا ہر قبیلہ نثار ہو۔ یہاں تک کہ میرا خطہ اور میرے دیار (بھی)

فَقَدْ طُفْتُ فِيْ شَرْقِ الْبِلَادِ وَغَرْبِهَا ... وَسَيَّرْتُ رَحْلِيْ بَيْنَهَا وَرِكَابِيَا

میں مشرق اور مغرب کے شہروں میں پھرا ہوں۔ اور اپنے کجاوے اور سواریوں کو ان میں چلایا ہے۔

فَلَمْ أَرَ فِيْهَا مِثْلَ بَغْدَادَ مَنْزِلًا ... وَلَمْ أَرَ فِيْهَا مِثْلَ دِجْلَةَ وَادِيَا

میں نے تو بغداد کی مانند کوئی جگہ نہیں دیکھی۔ نہ دجلہ کی مثل کوئی میدان دیکھا ہے۔

وَلَا مِثْلَ أَهْلِيْهَا أَرَقَّ شَمَائِلًا ... وَأَعْذَبَ أَلْفَاظًا وَأَحْلٰى مَعَانِيَا

اور نہ اس کے باشندوں کے مثل نرم خوئی، شیرینی گفتار اور حلاوتِ معنیٰ میں کسی کو پایا۔

وَكَمْ قَائِلٍ لَوْ كَانَ وُدُّكَ صَادِقًا ... لِبَغْدَادَ لَمْ تَرْحَلْ فَكَانَ جَوَابِيَا

بہت سے کہنے والے کہتے ہیں اگر تیری محبت بغداد کے ساتھ سچی ہوتی تو وہاں سے علیحدہ نہ ہوتا۔ میرا جواب اُن کیلئے یہ ہے

يُقِيْمُ الرِّجَالُ الْأَغْنِيَاءُ بِأَرْضِهِمْ ... وَتَرْمِي النَّوٰى بِالْمُقْتِرِيْنَ الْمَرَامِيَا

"مالدار آدمی اپنے وطنوں میں اقامت کرتے ہیں۔ اور مفلسوں کو ہلاکت پہاڑوں اور میدانوں میں پھینک دیتی ہے"

کنیتِ خطیب ابوبکر و نام احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی۔ روز پنجشنبہ و چہارم ذیقعدہ سال سہ صد و ہفتاد و دو متولد شدہ پدرش نیز مناسبتے بعلم حدیث داشت و اورا تحریض بر طلب این فن شریف نمود و یازدہ سالہ بود کہ در طلب علم و سماع شروع کرد بعد ازان سفر کرد در بصرہ و کوفہ و نیشاپور و اصفہان و دینور و ہمدان و رے و حجاز شریف۔ از ابونعیم حافظ صاحب حلیۃ الاولیاء و ابوسعید مالینی و ابوالحسن بن بشران و دیگران

خطیب کی کنیت ابوبکر ہے۔ نام و نسب یہ ہے احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی۔ چوبیس ذیقعدہ ۳۹۲ھ کو جمعرات کے روز پیدا ہوئے۔ ان کے والد کو بھی علم حدیث سے مناسبت تھی۔ اسی وجہ سے اس شریف فن کے طلب کرنے میں ان کو تحریض و رغبت دلاتے تھے۔ ابھی گیارہ سال کے تھے کہ طلبِ علم اور سماع شروع کیا۔ اس کے بعد بصرہ، کوفہ، نیشاپور، اصفہان، دینور، ہمدان، رے اور حجاز شریف کا سفر اختیار کیا۔ حافظ ابونعیم صاحب حلیۃ الاولیاء، ابوسعید مالینی، ابوالحسن بن بشران اور ان کے علاوہ دوسرے

Marfat.com

استفادہ نمودہ۔
وابن ماکولا محدث مشہور ہست از شاگردان اوست ومحمد بن مرزوق زعفرانی ودیگر اجلۂ این فن از ترغیب او سرسبز شدہ اند صحیح بخاری در مکہ معظمہ بر ستی کریمہ کہ از مشاہیر رواۃ بخاریست در پنج یوم ختم کرد وبر ابوعبدالرحمن اسماعیل بن احمد الحیری نیشاپوری کہ معروف بضریرست نیز بخاری را در سہ مجلس ختم کردہ واز کشمیہنی نیز بخاری را سماع نمودہ وقت مغرب شروع خواندن بخاری میکرد متصل نماز فجر بس می کرد وشبہا ہمین قسم گزرانید وروز سیوم از چاشت تا مغرب و از مغرب تا صبح خواندہ رفت وتمام نمود۔
وذہبی گفتہ است کہ این قوت دماغ ومہارت در قرارت از نوادر ست وبعد ازان کہ ازین سفرہا فارغ شد در بغداد رحل اقامت انداخت وبتصنیف وروایت حدیث اوقات خود را معمور ساخت تا آنکہ بدار الرضوان شتافت۔
مصنفات او زیادہ بر شصت کتاب ست وازان جملہ است جامع خطیب وازان جملہ است تاریخ بغداد وکفایت وشرف اصحاب الحدیث والسابق واللاحق والمتفق والمفترق

علماء سے عِلم کا استفادہ کیا۔
ابن ماکولا جو مشہور محدث ہیں ان ہی کے شاگرد ہیں۔ محمد بن مرزوق زعفرانی اور اس فن کے دوسرے بزرگ ان ہی کی ترغیب سے سرسبز ہوئے۔ مکہ معظمہ میں صحیح بخاری کو ستّی کریمہ (بنت احمد المروزیہ) سے جو بخاری کے مشہور راویوں میں سے ہیں، صرف پانچ یوم میں ختم کیا۔ علیٰ ہذا ابوعبدالرحمٰن اسماعیل بن احمد الضریر الحیری نیشاپوری کی خدمت میں رہ کر تین مجلس میں صحیح بخاری کو ختم کیا اور کشمیہنی سے بھی بخاری کا سماع کیا ہے۔ مغرب کے وقت سے بخاری کا پڑھنا شروع کرتے تھے اور نماز فجر تک بس کرتے تھے۔ دو رات اسی طرح پر کیا۔ تیسرے دن چاشت کے وقت سے مغرب تک اور مغرب کے وقت سے صبح تک بخاری کو پڑھ کر ختم کیا۔
ذہبی نے بیان کیا ہے کہ دماغ کی یہ قوت اور قرارت میں یہ مہارت نادرات میں سے ہے۔ سفروں سے فراغت پانے کے بعد بغداد میں مقیم رہے۔ اور مرتے وقت تک روایت حدیث اور تصنیف و تالیف میں اپنے آپ کو مشغول رکھا۔
ان کی تصنیف کردہ کتابیں کچھ اوپر ساٹھ ہیں۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ جامع[1]۔ تاریخ بغداد۔ کفایت[2]۔ شرف اصحاب الحدیث۔ السابق واللاحق۔ المتفق والمفترق۔ المؤتلف[3] تلخیص المشابہ۔

۱؎ جامع لآداب الراوی والسامع۔ کشف الظنون ۲؎ الکفایۃ فی آداب الروایۃ ۳؎ المؤتلف والمختلف۔

Marfat.com

المؤتلف وتلخیص المشابہ وکتاب الرواۃ عن مالک و غنیۃ المقتبس فی الملتبس و تمییز المتصل الاسانید وروایۃ الابناء عن الآباء وغیر ذٰلک من التصانیف المفیدۃ التی ھی بضاعۃ المحدثین وعروتھم فی فنھم۔

کتاب الرواۃ عن مالک، غنیۃ المقتبس فی الملتبس، تمییز المتصل الاسانید، روایۃ الابناء عن الآباء۔ ان کے علاوہ اور بہت سی مفید تصانیف ہیں جو محدثین کے لئے سرمایۂ معلومات کا کام دیتی ہیں۔

حافظ ابو طاہر سلفی در حق تصانیف او گفتہ است۔

حافظ ابو طاہر سلفی نے ان کی تصانیف کے بارے میں لکھا ہے

تَصَانِیْفُ ابْنِ ثَابِتٍ الْخَطِیْبِ ۔۔۔ اَلَذُّ مِنَ الْجَنٰی الْغَضِّ الرَّطِیْبِ

ابن ثابت خطیب کی تصنیفات، میوۂ تر و تازہ سے زیادہ لذیذ ہیں،

یَرَاھَا اِذْ رَوَاھَا مَنْ حَوَاھَا ۔۔۔ رِیَاضًا لِلْفَتَی الْیَقْظِ اللَّبِیْبِ

جب انہیں جمع کرنے والا ان کی روایت کریگا تو ان کو عقلمند بیدار جوان کے لئے مثل باغ کے پائیگا۔

وَیَاْخُذُ حُسْنُ مَا قَدْ ضَاعَ مِنْھَا ۔۔۔ بِقَلْبِ الْحَافِظِ الْفَطِنِ الْاَرِیْبِ

اور جو خوشبو ان تصنیفات سے مہکی ہے، اس کا حسن، حافظ سمجھدار دانشمند کے دل کو گرویدہ کرلیگا۔

فَاَیَّۃُ رَاحَۃٍ وَنَعِیْمِ عَیْشٍ ۔۔۔ یُوَازِیْ عَیْشَھَا بَلْ اَیُّ طِیْبِ

پس کونسی راحت اور کونسی زندگی کی نعمت بلکہ کونسی خوشبو ان کی برابری کا دم بھر سکتی ہے، !

وہر روز ختم قرآن می کرد و بترتیل و تجوید قرارت می نمود در سفر حج مردم لفظ بلفظ از وے می شنیدند و باوجود تعب سفر این ورد را ناغہ نمی کرد و اورا حق تعالیٰ ثروت ظاہر بوفور بخشیدہ بود و بر طالبانِ این علم شریف صدقات وخیرات او بسیار جاری بود۔

سفر حج میں ہر روز ترتیل و تجوید و قرارت سے ایک قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے، جسے تمام لوگ لفظ بلفظ سنتے تھے۔ سفر کے تھکان کے باوجود ان کا یہ ورد ناغہ نہ ہوتا۔ حق تعالیٰ نے ثروت ظاہری بھی بہت عنایت فرمائی تھی۔ اس علم شریف کے طلبہ پر صدقات وخیرات کیا کرتے تھے۔

علامہ خطیب بغدادی کی دُعا اور اسکی قبولیت

ودر حج چون متصل آب زمزم رسید سہ بار از آن آبِ مبارک سیر می خورد و

حج کے موقعہ پر جب وہ چاہِ زمزم پر گئے تو چونکہ اس وقت کی دُعا مستجاب ہوتی ہے، تین مرتبہ اس

Marfat.com

سہ [illegible]را از خدا تعالیٰ درخواست کرد کہ دران حالت دعا مستجاب ست اول آنکہ تاریخ بغداد را روایت کنند و منتشر سازد دوم آنکہ در جامع منصور کہ بہترین بقاع بغداد ست باملا و تعلیم حدیث مشغول شود سیوم آنکہ مدفن او متصل بشر حافی باشد ۔ ہر سہ حاجت او روا شد والحمدللہ ۔ و مرتبہ او در بغداد بحدی انجامیدہ بود کہ خلیفہ وقت حکم نمود کہ ہیچ کس از واعظان و خطیبان و دیگر اصناف علما حدیثے را ذکر نکند تا آنکہ آن حدیث بر خطیب نگذرانند و او اجازت ندہد۔

و در زمان او بعضے یہودیان کہ در خیبر سکونت داشتند و در وقت حضرت عمرؓ از آنجا برخاستہ در اطراف و جوانب شام منتشر شدند بحضور خلیفہ نامہ پیغمبر ظاہر نمود بخط حضرت علیؓ و مہر جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ و والسلام و شہادت جمعی کثیر از صحابہ مضمون آن نامہ آنکہ از فلان فلان قبیلہ یہود جزیہ ساقط کردیم و معاف نمودیم خلیفہ آنرا نزد خطیب فرستاد بعد از تامل گفت کہ این ہمہ زور و جعل ست زیرا کہ در وے شہادت معاویہؓ و سعدؓ بن معاذ نیز ثبت بود حالانکہ معاویہؓ در وقت فتح خیبر مسلمان نبود و شرف صحبت حاصل نکردہ و سعدؓ بن معاذ در غزوۂ

مُبارک پانی سے سیراب ہوکر خدا تعالیٰ سے تین چیزوں کی دعا مانگی ۔ اول یہ کہ تاریخ بغداد ایسی مقبول ہو کہ لوگ اِس کی روایت کریں ۔ دوسرے یہ کہ میں جامعِ منصور میں جو بغداد کی بہترین جگہ ہے ، تعلیم حدیث اور اس کے املاء میں مشغول رہوں ۔ تیسرے یہ کہ میری قبر بشر حافی کے متصل ہو ۔ سو الحمدللہ ان کی یہ دعا مقبول ہوئی اور تینوں حاجتیں پوری ہوئیں ۔

بغداد میں ان کو اس قدر عروج ہوا کہ بادشاہ وقت کا یہ حکم ہو گیا تھا کہ کوئی واعظ ، کوئی خطیب اور کوئی عالم کسی حدیث کو اس وقت تک ذکر نہ کریں ، جب تک اسے خطیب پر پیش کر کے اجازت نہ حاصل کر لیں ۔

ایک دفعہ بعض یہودیوں نے جو خیبر میں رہتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہاں سے اٹھ کر ملکِ شام کے اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے تھے خلیفہ کے روبرو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خط پیش کیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اُس پر ثبت تھی اور کئی ایک صحابہؓ کی شہادت بھی اُس پر درج تھی ۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ یہود اہل خیبر کے فلاں فلاں قبیلہ سے ہم نے جزیہ مُعاف اور ساقط کر دیا خلیفہ نے اس خط کو خطیب کے پاس بھیجا ۔ خطیب نے غور کے بعد کہا کہ یہ بالکل مکر اور جعل سازی ہے ، اس لئے کہ اس میں معاویہؓ اور سعدؓ بن معاذ کی گواہی بھی ثبت ہے ، حالانکہ جس وقت خیبر فتح ہوا ہے معاویہؓ اس وقت تک نہ مسلمان ہوئے تھے اور نہ شرفِ صحبت

Marfat.com

خندق زخمِ تیر خوردہ بود و متصل غزوہ قریظہ وفات اوست بر وقت فتح خیبر زندہ نبود۔

چون بیمار شد بخلیفہ گفتہ فرستاد کہ من ہیچ وارث ندارم مالِ من بہ بیت المال می رسد اگر اذن باشد من آنرا بطورِ خود للہ صرف نمایم خلیفہ فرمود مبارک ست۔ ہمہ کتابہا را وقف کرد و جمع اجناس مال را در راہِ خدا صرف نمود۔

وہفتم ذی حجہ ۴۶۳ھ سنہ چہار صد وشصت وسہ وفات یافت و شیخ ابواسحاق شیرازی کہ از مشاہیر مشائخ شافعیہ و در علم ظاہر و باطن جامع بود جنازۂ اورا خود برداشتہ اند و بعد از وفات او بعض صالحین بغداد اورا بخواب دیدند واز حال او پرسیدند گفت اَنَا فِی رَوحٍ وَرَیحانٍ وجنۃِ نعیمٍ۔

ویکے از بزرگان آن عہد گفت کہ من روزی در بغداد بخواب بودم دیدم کہ گویا مانزد خطیب حاضر ایم و می خواہیم کہ تاریخ بغداد بنابر عادت نزد او بخوانیم و بر دست چپ ایشان شیخ نصر بن ابراہیم مقدسی نشستہ اند و بر دست راست ایشان

اُن کو حاصل ہوا تھا۔ اور سعد بن معاذ کے غزوۂ خندق میں تیر کا زخم لگا اور غزوۂ قریظہ کے متصل زمانہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ یعنی وہ بھی فتح خیبر کے وقت زندہ نہ تھے۔

خطیب جس وقت بیمار ہوئے تو بادشاہ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ میرا کوئی وارث نہیں ہے، میرے مرنے کے بعد میرا مال بیت المال کو پہنچتا ہے۔ اگر بادشاہ کی اجازت ہو تو میں بطور خود اسے راہ خدا میں صرف کردوں۔ اس پر خلیفہ نے فرمایا کہ بہت مبارک ہے۔ آپ نے اپنی تمام کتابوں کو وَقف کر دیا اور ہر قسم کے مال کو راہِ خدا میں صرف کر دیا۔

۷ رذی الحجہ ۴۶۳ھ میں انتقال ہو گیا۔ شیخ ابواسحاق شیرازیؒ نے جو شوافع کے مشہور مشائخ میں سے نیز علم ظاہر و باطن کے جامع ہیں۔ ان کے جنازے کو کاندھے پر اٹھایا۔ وفات کے بعد بغداد کے صالحین میں سے کسی نے خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا تو یہ فرمایا کہ اَنَا فِیْ رَوْحٍ وَّ رَیْحَانٍ وَّ جَنَّۃِ نَعِیْمٍ (میں راحت و آرام اور نعمتوں کی جنّت میں ہوں)

نیز اس زمانہ کے بزرگوں میں سے کسی نے بیان کیا کہ میں نے ایک دن یہ خواب دیکھا کہ گویا بغداد میں ہم خطیب کی خدمت میں حاضر ہیں اور حسبِ عادت تاریخ بغداد کو ان کے روبرو پڑھنا چاہتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ان کے دائیں جانب شیخ نصر بن ابراہیم مقدسی تشریف رکھتے ہیں اور بائیں ایک اور باہیبت

Marfat.com

بزرگے دیگر نشستہ بسیار بجلالت و ہیبت کہ چشم از جلالش خیرہ می شد گفتم کہ این بزرگ کیست گفتند ایشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برائے شنیدن این تاریخ تشریف آوردہ اند واین شرف عظیم ست خطیب را رحمۃ اللہ علیہ۔

وجلال بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں، جن کے جمال سے آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔ میں نے دریافت کیا، یہ کون بزرگ ہیں تو کہا گیا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس تاریخ کو سننے کی غرض سے تشریف لائے ہیں۔ یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا شرف ہے جو خطیب کو حاصل ہوا۔

علامہ خطیب بغدادی کے چند اشعار

واورا بشعر ہم الفت بود این چند قطعہ از وست۔

خطیب کو شعر واشعار سے بھی اُلفت تھی، چنانچہ اِن کے چند اشعار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

قطعہ

اِنْ کُنْتَ تَبْغِی الرَّشَادَ مَحْضًا لِاَمْرِ دُنْیَاکَ وَالْمَعَادِ

اگر تم اپنے دنیا و آخرت کے کام میں خالص ہدایت چاہتے ہو،

فَخَالِفِ النَّفْسَ فِیْ ھَوَاھَا اِنَّ الْھَوٰی جَامِعُ الْفَسَادِ

تو نفسِ امّارہ کی خواہشات کے خلاف کرو، اس لئے کہ خواہشِ نفس ہر قسم کی برائی اپنے اندر رکھتی ہے۔

ولہٗ

اَلشَّمْسُ تُشْبِھُہٗ وَالْبَدْرُ یَحْکِیْہِ وَالدُّرُّ یَضْحَکُ وَالْمَرْجَانُ مِنْ فِیْہِ

میرا ممدوح ایسا جلیلُ القدر شخص ہے کہ آفتاب اُس سے مشابہ ہوا۔ اور چاند اُس کی نقل کر کے خوبصورت بنتا ہے اور دانتوں کی صفائی کی وجہ سے گویا وہ موتی اور مرجان اپنے منہ میں رکھ کر ہنستا ہے۔

وَمَنْ سَرٰی وَظَلَامُ اللَّیْلِ مُعْتَکِرٌ فَوَجْھُہٗ عَنْ ضِیَاءِ الْبَدْرِ یُغْنِیْہِ

اور جو رات کو ایسے وقت سفر کرے کہ تاریکی تہ بتہ ہو گئی ہو، تو میرے ممدوح کا چہرہ اُس کو چاند کی روشنی سے بے پرواہ کر دیتا ہے۔

دیگر

تَغَیَّبَ الْخَلْقُ عَنْ عَیْنِیْ سِوٰی قَمَرٍ حَسْبِیْ مِنَ الْخَلْقِ طُرًّا ذٰلِکَ الْقَمَرُ

میری نظر سے ساری مخلوق اوجھل ہو گئی ہے سوائے ایک ایسے چاند کے جو مجھے تمام مخلوق کے عوض کافی ہے۔

Marfat.com

مَحَلُّهُ فِی فُؤَادِی قَدْ تَمَلَّکَہٗ   وَجَارَ رُوحِی وَمَالِی عَنْهُ مُصْطَبَرٗ

اُس کی جگہ میرے دل میں ہے اور وہ اس کا مالک بن بیٹھا ہے وہ میری روح کا پڑوسی ہے، اس لئے کہ مجھے بغیر اس کے چین نہیں آتا

فَالشَّمْسُ اَقْرَبُ مِنْهُ فِی تَنَاوُلِهَا   وَغَايَةُ الْحَظِّ مِنْهَا لِلْوَرَى النَّظَرُ

پس آفتاب کا ملنا بہ نسبت اس کے آسان ہے اور اُسے صرف دیکھ لینا مخلوق کیلئے سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔

وَدِدْتُ تَقْبِيلَهٗ يَوْمًا مُخَالَسَةً   فَصَارَ مِنْ خَاطِرِی فِی خَدِّهٖ اَثَرٗ

ایک روز میں نے غفلت میں اس کا بوسہ لینا چاہا تو میرے صرف ارادے ہی سے اُسکے نازک رخسار میں دھبہ پڑگیا۔

وَكَمْ حَلِيمٍ رَاٰهُ ظَنَّهٗ مَلَكًا   وَرَدَّدَ الْفِكْرَ فِيهِ اَنَّهٗ بَشَرٗ

بہت سے عقلا کو اُن کے گمان نے دھوکہ میں ڈالا کہ وہ فرشتہ ہے مگر فکر و تامل نے تلاش سے معلوم کرلیا کہ وہ بشر ہی ہے۔

دیگر

لَا تَغْبِطَنَّ اَخَا الدُّنْيَا لِزُخْرُفِهَا   وَلَا لِلَذَّةِ وَقْتٍ عَجَّلَتْ فَرَحًا

دُنیا دار کی رنگ رلیوں پر فریفتہ نہ ہو۔   نہ اُس لذت پر رشک کر جو فوری خوشی دیتی ہے۔

فَالدَّهْرُ اَسْرَعُ شَیْءٍ فِی تَقَلُّبِهٖ   وَفِعْلُهٗ بَيِّنٌ لِلْخَلْقِ قَدْ وَضَحَا

کہ زمانہ اپنے انقلاب میں سب چیزوں سے زیادہ تیز ہے اور اس کا فعل خلق پر واضح اور ظاہر ہوگیا ہے۔

كَمْ شَارِبٍ عَسَلًا فِيهِ مَنِيَّتُهٗ   وَكَمْ تَقَلَّدَ سَيْفًا مَنْ بِهٖ ذُبِحَا

کتنے پینے والے ہیں کہ اسی پینے میں ان کی موت مقدر ہے اور کتنے تلوار لٹکانے والے ہیں کہ اسی تلوار سے وہ ذبح ہوئے۔

امالی محاملی

کتابیست مختصر بقدر شانزدہ جزو اولش این حدیث ست۔

یہ ایک مختصر کتاب ہے، جو تقریباً سولہ اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کے اول میں یہ حدیث ہے۔

حدثنا السری قال حدثنا محمد یعنی ابن جعفر قال حدثنا شعبۃ عن الحکم عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ صلی الظھر خمسا فسجد سجدتین

سری، محمد بن جعفر، شعبہ، حکم، ابراہیم، علقمہ۔ حضرت عبد اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے نمازِ ظہر کی پانچ رکعتیں ادا فرمائیں، اس کے بعد سلام پھیرا اور دو سجدے کئے۔ شعبہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے حماد

Marfat.com

بعد ما سلم قال شعبةُ وسمعتُ حمّادا وسلیمان یحدّثان انّ ابراهیمَ کان لایدری ثلاثا صلّی اوخمسا۔

محاملی ہم از محدثان بغداد و مشائخ آن مبارک بنیاد ست کنیت او ابوعبداللہ ونام او حسین بن اسمٰعیل بن محمد طیبی بغدادی ست واورا قاضی حسین نیز گویند زیرا کہ برقضا کوفہ تا مدت شصت سال ماند تولد او دراول سال دوصد وسی وپنج ست و ابتدار طلب او درسال چہل وچہار از ابو حذافہ سہمی کہ صاحب نسخہ موطا ست واز شاگردان امام مالک ست اخذ این علم کردہ واز عمر بن علی فلاس و احمد بن المقدام و یعقوب بن ابراہیم دورقی و محمد بن مثنی عنزی و زبیر بن بکار و دیگر علمار آن طبقہ روایت کردہ ودارقطنی وابن جمیع ودعلج ودیگر محدثان عمدہ اقتباس نمودہ اند واورا قریب ہفتاد کس از اصحاب سفیان بن عیینہ شیخ علم حدیث بودہ اند ودر مجلس املار او قریب دہ ہزار کس حاضر می شدند و آخرہا از قضار استعفار نمود و مادام کہ درخدمت قضا بود محمود خلائق بود ہیچ کس انگشت اعتراض واتہام بروے نہ نہادہ ودر کوفہ خانہ خود را مجمع اہل علم ساختہ بود ہر روز مردم برائے شغل این علم شریف درخانہ او جمع می شدند و فائدہ ہا می گرفتند محمد بن الحسین کہ یکے از

اور سلیمان کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ ابراہیم کو یاد نہیں رہا کہ آنجنابؐ نے تین رکعتیں ادا فرمائی تھیں یا پانچ رکعتیں۔

محاملی بغداد کے محدثین اور اس مبارک بُنیاد شہر کے مشائخ میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ نام حسین بن اسمٰعیل بن محمد طیبی بغدادی ہے۔ چونکہ ساٹھ سال تک کوفہ کے قاضی رہ چکے ہیں، اس وجہ سے ان کو قاضی حسین بھی کہتے ہیں۔ آپ ۲۳۵ھ کے ابتداء میں پیدا ہوئے اور ۲۴۴ھ میں طالب علمی کی ابتداء ہوئی۔ ابو حذافہ سہمی سے جو صاحب نسخہ، مؤطا، اور امام مالک کے شاگرد ہیں، اس علم کو حاصل کیا۔ عمر بن علی فلاس، احمد بن المقدام، یعقوب بن ابراہیم دورقی، محمد بن مثنیٰ عنزی، زبیر بن بکار اور اس طبقہ کے دیگر علماء سے روایت کرتے ہیں۔ دارقطنی، ابن جمیع، دعلج اور دیگر بڑے بڑے محدثین خود ان سے روایت کرتے ہیں۔ سُفیان بن عیینہ کے اصحاب میں سے تقریباً ستّر علماء حدیث میں ان کے شیوخ تھے۔ ان کی مجلس املاء میں دس ہزار کے قریب آدمی حاضر رہتے تھے۔ آخر عمر میں قضا کے عہدے سے مستعفی ہو گئے تھے جب تک عہدۂ قضا پر مامور رہے ایسے محمود الخلائق رہے کہ کسی شخص کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملا۔ یعنی کوئی اعتراض واتہام ان پر نہ لگا سکا۔ کوفہ میں اپنے مکان کو مجمع اہل علم بنا رکھا تھا۔ ہر روز اس علم شریف کے شغل کے لئے ان کے گھر میں لوگ جمع ہو کر فائدہ حاصل

Marfat.com

بزرگان آن عہد بود گفتہ است کہ من بخواب دیدم کہ گویا گویندۂ می گوید حق تعالیٰ از اہل بغداد ببرکت محاملی بلارا دفع می کند۔ در دوم ربیع الثانی سال سہ صد و سی بعد از فراغ از مجلس درس حدیث موافق عادت خود برخاست و مریض شد و بعد از پانزدہ روز وفات یافت۔

کرتے تھے۔ محمد بن الحسین نے جو اس عہد کے بزرگ شخص ہیں، بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے، "حق تعالیٰ اہل بغداد پر سے بطفیل و ببرکتِ محاملی بَلا کو دفع کرتا ہے"۔ دوسری ربیع الثانی ۳۳۰ھ کو درسِ حدیث سے فارغ ہو کر معمول کے مطابق اٹھے تو کوئی مرض پیش آیا اور پندرہ دن کے بعد انتقال ہو گیا۔

فوائد ابوبکر شافعی

کہ آن را غیلانیات نیز گویند زیرا کہ شیخ ابو طالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان سرِ وے این کتاب روایت کردہ و نسبت باو مشہور گشتہ ہمگی یازدہ جزست و دارقطنی رباعیات او را جدا نوشتہ رسالہ مستقل کہ اکثر متداول ست و در وقت تحصیل اجازت و سماع آنرا می خوانند اول رباعیات این حدیث ست۔

قال الحافظ ابوبکر الشافعی قال حدّثنا محمد بن الفرج الازرق واحمد بن عبداللہ الرشی قال حدثنا محمد بن کناسۃ قال حدثنا اسمٰعیل بن ابی خالد قال قلتُ لابی جحیفۃ ھل رأیتَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم وکان الحسن بن علی یُشبھہ

حدّثنا موسی بن اسمٰعیل ابو عمران قال حدثنا اسمٰعیل بن عُلیّۃ قال اخبرنا حنظلۃ السدوسی عن انس بن مالک قال قیل

چونکہ شیخ ابو طالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان اس کتاب کو روایت کرتے ہیں، اس وجہ سے ان کی جانب نسبت کر کے اِن فوائد کو غیلانیات بھی کہتے ہیں۔ یہ کل گیارہ جُزو ہیں۔ دارقطنی نے ان کی رباعیات کو جُدا کر کے ایک مستقل رسالہ لکھ دیا ہے، جو اکثر متداول ہے۔ اور تحصیل اجازت و سماع کے وقت اُسے پڑھاتے ہیں۔ رُباعیات کی پہلی حدیث یہ ہے۔

حافظ ابوبکر شافعی، محمد بن الفرج، احمد بن عبداللہ، محمد بن کناسہ۔ اسمٰعیل بن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجُحیفہ سے یہ دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا، ہاں۔ اور کہا حسن بن علی آپ کے بہت مشابہ ہیں۔

موسیٰ بن اسمٰعیل، اسمٰعیل بن علیہ، حنظلۃ السدوسی۔ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے آپؐ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! جب کوئی شخص اپنے دوست

Marfat.com

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یلقی صدیقہ او اخاہ فیحنی لہ قال لا، قال فیلزمہ ویقبلہ قال لا، قال فیصافحہ ویاخذ بیدہ، قال نعم۔

یا بھائی سے ملاقات کرے تو کیا اس کے لئے جھک جائے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا کہ کیا اسے لپٹ جائے اور بوسہ دے؟ آپؐ نے فرمایا، نہیں۔ اس نے کہا کہ کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں۔

ونیز از محدثین عراق ست ودر بغداد سکونت داشت تولد او در جبل ست کہ شہریست متصل واسط در سال دوصد وشصت تولد اوست ودر سال ہفتاد وشش آغاز طلب اوست نامش محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدویہ است واو بزار بود جامہائے می فروخت از موسیٰ بن الوشاز کہ آخرین اصحاب اسمٰعیل بن عُلیّہ بود استفادۂ این صنعت نمودہ و از محمد بن شداد کہ خاتمۂ یاران یحیی القطان بود نیز تکمیل کرد واز ابوبکر بن ابی الدنیا وابو قلابہ رقاشی ودیگر محدثانِ اجلہ تلمذ نمودہ وبسوی جزیرہ ومصر وشہرہائے دور برائے طلب این علم شریف سفرہائے کردہ۔ دارقطنی وعمر بن شاہین وابن المحاملی و ابوطالب بن غیلان وابن بشران وابوعلی بن شاذان ودیگر رؤسای این فن شاگردان اویند دارقطنی وخطیب او را تعریف وتوصیف کردہ اند وفات او در سال سہ صد وپنجاہ وچہار است۔

آپ کا نام ونسب یہ ہے۔ محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدویہ۔

آپ عراق کے محدثین میں سے ہیں۔ بغداد میں رہتے تھے۔ ۲۶۰ھ میں بمقام شہر جبل متصل واسط پیدا ہوئے۔ ۲۷۶ھ میں طالبِ علمی شروع کی۔ چونکہ کپڑا فروخت کرتے تھے اس لئے انہیں بزّار کہتے تھے۔ موسیٰ بن (سہل) الوشاز سے جو اسمٰعیل بن عُلیّہ کے آخر اصحاب میں سے ہیں اور محمد بن شداد سے جو یحییٰ قطان کے آخر اصحاب میں سے ہیں اس فن کی تکمیل کی۔ ابوبکر بن ابی الدنیا، ابوقلابہ رقاشی اور دوسرے بڑے بڑے محدثین کی شاگردی کا فخر بھی انہیں حاصل ہے۔ اس علم کی طلب میں جزیرہ، مصر، اور دُور دراز شہروں کا سفر کیا۔ دارقطنی، عمر بن شاہین، ابنُ المحاملی، ابوطالب بن غیلان، ابن بشران، ابوعلی ابن شاذان، اور اس فن کے دوسرے امام اِن کے شاگرد ہیں۔ دارقطنی وخطیب نے اِن کی تعریف وتوصیف کی ہے۔ ۳۵۴ھ میں انتقال ہوا۔

چہل حدیث

ابوالحسن طوسی

چہل حدیث کہ آنرا درزبان عرب اربعون می گویند از تصانیف محمد بن اسلم الطوسی اولش این حدیث ست۔

جس کو عربی میں 'اربعون' کہتے ہیں۔ محمد بن اسلم طوسی کی تالیف کردہ ہے۔ اس کے شروع میں یہ حدیث ہے۔

حَدَّثنا عبدُ اللہ بنُ یزیدَ قال حدّثنا عبدُ الرحمٰن بنُ زیادٍ عن عبدِ اللہ بنِ یزیدَ عن عبد اللہ بن عمر رضیَ اللہُ عنہ اَنَّ رجلاً قال یا رسول اللہ مَنِ المُسلمُ قال مَن سَلِمَ المُسلمونَ مِن لِسانِہٖ ویدِہٖ قال فمَنِ المؤمنُ قال من امنہ الناسُ علیٰ اَنفُسِہِم واَموالِہِم قالَ فمَنِ المُہاجِرُ قال من ھجرَ السَّیّئاتِ قال فمَنِ المجاھدُ قال من جاھدَ نفسہٗ لِلّٰہِ عزّ وجلّ۔

عبداللہ بن یزید، عبدالرحمٰن بن زیاد، عبداللہ بن یزید۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کامل مسلمان کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ امن میں رہیں۔ پھر پوچھا کہ مؤمن کون ہے؟ فرمایا جس سے لوگوں کو اپنے مال و جان کا خوف وخطر نہ ہو۔ پھر سوال کیا، مہاجر کون ہے؟ فرمایا جس نے گناہوں کو چھوڑ دیا ہو۔ پھر عرض کیا مجاہد کون ہے؟ فرمایا جس نے اپنے نفس پر جہاد کیا یعنی اسے خُدا کی عبادت میں لگایا لذاتِ دنیوی سے بچایا۔

کنیت او ابوالحسن و نام محمد بن اسلم بن سالم بن یزید کندی ست بالولاء و ساکن شہر طوس ست کہ حالا در مشہد مقدس آباد ست یکے از مشاہیر مشائخ خراسان ست از یزید بن ہارون و جعفر بن عون و یعلی بن عبید اخذ علم حدیث نمودہ و کلان ترین شیوخ او نضر بن شمیل ست ابن خزیمہ و ابوبکر بن ابی داؤد از وے شاگردی کردہ اند

ان کی کنیت ابوالحسن ہے اور نام ونسب یہ ہے۔ محمد بن اسلم بن سالم کندی۔ ولاء کی طرف نسبت ہے۔ شہر طوس کے رہنے والے ہیں۔ یزید بن ہارون، جعفر بن عون اور یعلیٰ بن عبید سے جو خراسان کے مشہور مشائخ میں سے ہیں علم حدیث حاصل کیا۔ ان کے سب سے بڑے شیخ نضر بن شمیل ہیں۔ ابن خزیمہ اور ابوبکر بن ابی داؤد ان کے شاگرد ہیں۔ فاضل ترین علماء و کامل ترین اولیاء میں ان

واواز اجلہ علماء واز اولیاء ابدال بود۔ محمد بن رافع گفتہ است کہ من زیارت او کردہ ام بلاشبہ مشابہ اصحاب پیغمبر بود روزے اسحاق بن راہویہ را از معنی این حدیث سوال کردند عَلَیکُم بالسَّوادِ الاَعظَمِ گفت محمد بن اسلم واتباعہ پنجاہ سال ست او را امتحان کردم ہرگز خلافِ سنت از وے حرکتی بوقوع نیامدہ۔

وچون وفات یافت بر وے دہ لکھ کس نماز گزاردند۔ ودر وقت خود او را با امام احمد بن حنبل تشبیہ می دادند وفات او در محرم سال دوصد وچہل ودو است۔

کا شمار ہوتا تھا۔ اپنے وقت کے ابدال تھے۔ محمد بن رافع کہتے ہیں کہ میں نے ان کی زیارت کی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نمونہ تھے۔ ایک دن کسی نے اسحاق بن راہویہ سے اِس حدیث عَلَیکُم بِالسَّوَادِ الاَعظَمِ کا مصداق دریافت کیا تو کہا کہ اس زمانہ میں یہ محمد بن اسلم اور ان کے متبعین ہیں۔ میں پچاس سال سے ان کی دیکھ بھال کر رہا ہوں، اِن سے کبھی کوئی حرکت خلافِ سُنت صادر نہیں ہوئی۔

وفات کے بعد دس لاکھ آدمیوں نے انکی نماز جنازہ پڑھی۔ لوگ انہیں امام احمد بن حنبل سے تشبیہ دیتے تھے۔ ماہ محرم ۲۴۲ھ میں رحلت فرمائی۔

چہل حدیث
اُستاذ ابو القاسم قشیری

قالَ الاستاذُ ابو القاسِم عبدُ الکریم القُشیریُّ فی بابِ طلبِ العِلم حدثنا السیّدُ ابو الحسنِ محمدُ بنُ الحسنِ قالَ حدّثنا ابوبکرٍ محمدُ بن عَلیّ بنِ ایوبَ قالَ حدّثنا محمدُ بنُ یزیدَ السلمیُّ قالَ حدّثنا حفصُ بنُ عبدِ الرحمٰن قالَ حدّثنا محمدُ بنُ عبدِالملک عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رض انّھا سَمِعَتْ رسولَ اللہِ صلّی اللہُ علیہ وسلّم یقولُ اِنَّ اللہَ اوحیٰ اَنَّہٗ مَن سَلَکَ مَسلکاً فی طلبِ العِلم سَلکتُ بہٖ طریقَ الجنّۃ ومَن

سید ابو الحسن محمد بن الحسن، ابوبکر محمد بن علی، محمد بن یزید السلمی، حفص بن عبد الرحمٰن، محمد بن عبد الملک، ہشام بن عروہ، عروہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس یہ وحی نازل فرمائی ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں کسی راستے کو اختیار کرے گا میں اُس کے بدلہ میں اسے جنّت کے راستہ پر چلاؤں گا۔ اور جس شخص کی کریمتین یعنی آنکھوں کو میں نے چھین لیا تو میں اس کو ان دونوں کے بدلہ میں جنت

Marfat.com

سلبت کریمتیه اثبتُّه علیهما الجنّة وفضلُ
فی علمٍ خیرٌ من فضلٍ فی عبادةٍ وملاکُ الدین الورعُ
از تصانیف ابو القاسم قشیری مشہور ترین آنہا رسالہ قشیری ست و تفسیریست نہایت کلان وآن بہترین تفاسیرست و وکتابیست مسمی بنحو القلوب ودیگر کتاب لطائف الاشارات وکتاب الجواہر وکتاب احکام السماع وکتاب آداب الصوفیہ وکتاب عیون الاجوبۃ فی فنون الاسئلہ وکتاب المناجات وکتاب المنتہی فی نکت اولی النہی. وشہرت ایشان مغنی ست از تعریف وتوصیفِ ایشان نامِ ایشان عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک بن طلحۃ بن محمد القشیری النیشاپوری. در زہد و تصوف سرآمد اہل زمان خود بودند. ایشان طفل صغیر السن بودند کہ پدر ایشان فوت شد وایشان را در عالم طفولیت صحبت ابو القاسم یمانی کہ در علمِ ادب وعربیت مشہور بود دست داد علم ادب وعربیت از وے گرفتند بعد ازان در مجلس حضرت شیخ ابوعلی دقاق حاضر می شدند وشوق طلب خدا پیدا کردند شیخ ابوعلی دقاق فرمودند کہ اول از علمِ دینی خود را مملو بکنید بموجب فرمودۂ ایشان در مجلس درس ابوبکر طوسی رفتند وملازمت آمد ورفت نمودند تا آنکہ از فقہ فارغ شدند بعد ازان در مجلس درس استاد ابوبکر بن فورک کہ اصولی ومتکلم مشہور ست آمد ورفت شروع کردند

دوں گا۔ اور علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے۔ اور دین کا لُبِ لباب پرہیزگاری ہے۔

ابو القاسم کی مشہور ترین تصنیفات یہ ہیں۔ رسالۂ قشیریہ۔ ایک طویل تفسیر جو بہترین تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔ نحو القلوب۔ کتاب لطائف الاشارات۔ کتاب الجواہر۔ کتاب احکام السماع، کتاب آداب الصوفیہ۔ کتاب عیون الاجوبۃ فی فنون الاسئلۃ۔ کتاب المناجات۔ کتاب المنتہیٰ فی نکت اولی النُّہیٰ۔

ابو القاسم ایسے مشہور ومعروف شخص ہیں کہ تعریف وتوصیف سے مستغنی ہیں۔ ان کا نام ونسب یہ ہے۔ عبدالکریم بن ہَوازن بن عبدالملک بن طلحہ بن محمد القشیری النیشاپوری۔ زہد وتصوف میں اپنے زمانہ کے سردار تھے۔

جب والد کا انتقال ہوا تو ان کی بہت تھوڑی عمر تھی۔ لڑکپن میں ابو القاسم یمانی کی (جو علمِ ادب اور عربیت میں مشہور تھے) صحبت میں رہ کر علمِ ادب اور عربیت کو حاصل کیا۔ اس کے بعد شیخ ابوعلی دقاق کی مجلس میں حاضر ہونے لگے اور خدا کی طلب کا شوق پیدا ہوا۔ شیخ مذکور نے فرمایا کہ اول علوم دینیہ سے اپنے سینہ کو پُر کرو۔ ارشاد کے مطابق ابوبکر طوسی کی مجلسِ درس میں حاضر ہونے لگے۔ یہاں تک کہ علمِ فقہ سے فارغ ہوئے۔ پھر ابوبکر بن فورک کی (جو مشہور اصولی اور متکلم ہیں) مجلس درس میں آنا جانا شروع کیا چنانچہ ان دونوں فنون کی تکمیل کرکے ابو اسحاق اسفرائنی کی مجلس میں داخل ہوئے۔ ان سے قاضی ابوبکر باقلانی

Marfat.com

ودرین ہر دو فن تکمیل تمام نمودند بعد ازان در مجلس اسحاق اسفرائنی داخل شدند وتصانیف ابوبکر بن الباقلانی راگرفتند۔ بعد ازین ہمہ شیخ ابوعلی دقاق دختر خود فاطمہ را بایشان نکاح کردہ دادند ودر صحبت خود داشت بعد از فوت ایشان باشیخ ابوعبدالرحمن سلمی صحبت داشتند وفیض باطن وظاہر گرفتند واحوال علیہ ومجاہدات وتربیت مریدین وتذکیر ونصیحت بعبارت شیرین آثار نصیب ایشان شد وبے نظیر وقت خود گشتند وایشان را در سوار کاری وسلاحداری عجب دستی بود کہ درین امر ہم رئیس این صنعت بودند۔ از محدثین عمدہ مثل ابی الحسین بن بشران وابی نعیم اسفرائنی وابی الحسین خفاف وعلی بن احمد اہوازی سماع حدیث نمودند ودر تفسیر وحدیث وکلام واصول وفقہ ونحو وشعر وکتابت مہارت کلی داشتند ابوبکر خطیب محدث بغداد از ایشان روایت دارد وپسر ایشان عبدالمنعم ونبیرۂ ایشان ابوالاسعد ہبۃ الرحمن نیز شاگردان رشید ایشان بودند۔

صبح یکشنبہ شانزدہم ربیع الثانی سال چہار صد وشصت وپنج رحلت نمودند۔

ودر احوال ایشان بتواتر منقول ست کہ

کی تصانیف پڑھیں۔

جب تمام مرحلے طے ہو گئے تو شیخ ابوعلی دقاق نے اپنی دختر فاطمہ کا نکاح ان سے کر کے اپنی صحبت میں رکھا۔ ابوعلی کے انتقال کے بعد شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی کی صحبت میں رہ کر ان سے ظاہر و باطن کا فیض حاصل کیا۔ احوالِ عالیہ، مجاہدات، تربیتِ مریدین اور عبارت شیریں سے تذکیر اور نصیحت کرنا، غرض ان سب نعمتوں سے جو ذکر کی گئی ہیں، مالامال ہو کر اپنے وقت کے بے نظیر امام ہوئے۔

خدا تعالیٰ نے سوار کاری اور سلاحداری میں بھی عجیب ملکہ عنایت فرمایا تھا، اس وجہ سے اس صنعت کے بھی امام شمار ہوتے تھے۔

چیدہ چیدہ محدثین مثلاً ابوالحسین بن بشران ابونعیم اسفرائنی، ابوالحسین خفاف، علی بن احمد اہوازی سے حدیث کا سماع کیا۔ تفسیر، حدیث، کلام، اصول، فقہ، نحو اور شعر و کتابت میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ ابوبکر خطیب محدثِ بغداد بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے عبدالمنعم اور ان کے پوتے ابوالاسعد ہبۃ الرحمٰن ان کے شاگردِ رشید تھے۔

۱۶، ربیع الثانی ۴۶۵ھ کو یکشنبہ کے روز بوقت صبح اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔[1]

ان کے حالات میں بطریق تواتر یہ منقول ہے کہ

۱؎ تاریخ ولادت، ربیع الاول ۳۷۶ھ

Marfat.com

درمرض موت نوافل کہ مقرر داشتند ازیشان ہرگز فوت نہ شد وہمہ نمازہا استادہ ادامی کردند ابوتراب مراغی ایشان رادرخواب دید وپرسید گفتند کہ من درعجب عیش وراحتم۔

جو نوافل صحت کی حالت میں ادا کیا کرتے تھے، وہ مرض الموت میں بھی فوت نہیں ہوئے۔ تمام نمازیں کھڑے ہوکر ادا کرتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد ابوتراب مراغی نے خواب میں دیکھا تو ان کے سوال پر یہ فرمایا کہ میں عجب عیش اور راحت میں ہوں۔

علامہ قشیری کے چند اشعار

نظم شعر ہم کردند۔ این دو بیت ازیشان مشہورست و درکتب تصوف مذکورست۔

شعر وسخن سے بھی رغبت تھی، کتب تصوف میں ان کے یہ دو شعر مذکور اور مشہور ہیں ؎

شعر

سَقَى اللهُ وَقْتًا كُنْتُ اَخْلُو بِوَجْهِكُمْ وَثَغْرُ الْهَوٰى فِيْ رَوْضَةِ الْاُنْسِ ضَاحِكٌ

اللہ تعالیٰ اس وقت کو سیراب فرمائے جب میں تمہارے ساتھ تنہائی میں رہتا تھا اور محبت کے دانت موانست کے باغ میں ہنستے نظر آتے تھے۔

اَقَمْنَا زَمَانًا وَالْعُيُوْنُ قَرِيْرَةٌ وَاَصْبَحْتُ يَوْمًا وَالْجُفُوْنُ سَوَافِكٌ

ایک زمانہ تک اس حالت میں ہم مقیم رہے کہ (ایک دوسرے کو دیکھ کر) ہماری آنکھیں ٹھنڈی تھیں اور آج وہ وقت ہے کہ آنکھیں آنسو بہارہی ہیں۔

واین قطعہ نیز ازیشان ست۔

یہ قطعہ بھی انہیں کا ہے۔

اَلْبَدْرُ مِنْ وَجْهِكَ مَخْلُوْقٌ وَالسِّحْرُ مِنْ طَرْفِكَ مَسْرُوْقٌ

چاند تیرے ہی چہرے سے پیدا کیا گیا ہے، اور جادو تیری ہی نگاہ سے چرایا گیا ہے۔

يَا سَيِّدًا يُتَمِّنِيْ حُبُّهُ عَبْدُكَ مِنْ صَدِّكَ مَرْزُوْقٌ

اے وہ سردار جس کی محبت نے سرگشتہ کردیا ہے تیرا غلام تیرے اعراض سے محفوظ ہے۔

چہل حدیث

ابوبکر آجُرّی

ابوبکر آجری درحدیث یازدہم

اس میں گیارہویں حدیث میں بیان کرتے

Marfat.com

می گوید۔

أخبرنا خلفُ بن عمرو العُکبریُّ قالَ حدّثنا محمدُ بن طلحةَ التیمی قالَ حدّثنا عبدُ الرحمٰن بن سالمِ بن عبدِ الرحمٰن بن ساعدة عن ابیہ عن جدّہ اَنّ رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم قال اِنّ اللہَ اختارنی واختارلی اصحابًا فجعل منھم وُزراءَ وانصارًا واصھارًا فمن سبّھم فعلیہ لَعنةُ اللہ والملائکة والناسِ اجمعین لایقبلُ اللہُ مِنہ یومَ القیٰمة صرفًا ولاعدلًا۔

کنیت او ابوبکر و نام او حسین بن عبداللہ بغدادی ست و اوست مصنف کتاب الشریعة فی السُّنہ و این چہل حدیث و دیگر تصانیف ہم دارد۔

شاگرد ابومسلم کجی و خلف بن عمرو عکبری و جعفر فریابی و دیگر اعیان آن طبقہ است و حافظ ابونعیم و ابوالحسن بن بشران و ابوالحسن حمامی شاگردان اویند۔

و در آخرہا مجاورت مکہ معظمہ اختیار فرمود و حجاج و مغاربہ را از وے فیض این علم بسیار رسید و عالمِ باعمل و صاحب اتباع بود در محرم سال سہ صد و شصت در مکہ معظمہ وفات یافت۔

ہیں۔

خلف بن عمرو العُکبری، محمد بن طلحہ تیمی، عبدالرحمٰن بن سالم بن عبدالرحمٰن بن ساعدہ، سالم، عبدالرحمٰن بن ساعدہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو برگزیدہ کیا اور میرے لئے میرے اصحاب کو (بھی) منتخب فرمایا۔ ان میں سے بعض کو میرا وزیر بنایا، بعض کو مددگار اور بعض کو داماد، پس جو شخص ان کو بُرا کہے اور ان پر سبّ وشتم کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو قیامت کے دن ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ نہ کوئی نفل قبول فرمائیں گے اور نہ فرض۔

ان کی کنیت ابوبکر اور نام محمد بن حسین بن عبداللہ بغدادی ہے۔ آپ کتاب الشریعة فی السُّنة اور اس چہل حدیث کے مصنف ہیں، ان کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔

ابومسلم کجّی، خلف بن (عمرو) عکبری، جعفر (ابن محمد) فریابی اور اس طبقہ کے دوسرے ائمہ کے شاگرد ہیں۔ حافظ ابونعیم، ابوالحسین بن بشران اور ابوالحسن حمامی ان کے شاگرد ہیں۔

آخر عمر میں مکّہ معظمہ میں رہنے لگے تھے۔ حُجاج اور مغاربہ کو ان سے بہت فیض نصیب ہوا۔ آپ عالم باعمل اور تبع سنت تھے۔ ماہ محرم ۳۶۰ھ میں بمقام مکہ معظمہ وفات پائی۔

نزہتہ الحفّاظ

ابو موسیٰ مدینی

تالیف ابو موسیٰ مدینی در مسلسل احمدین کہ در سند آں شش کس متصل ہمدیگر بنام احمد واقع شدہ می گوید۔

اخبرنا ابو رجاء احمدُ بن محمد الکسائی قال حدثنا ابو العباس احمدُ بن محمد بن ابراھیمَ الوزانیُّ قال حدثنا ابو بکر احمدُ بنُ موسیٰ قال حدثنا احمدُ بن اسحٰق قال حدثنا احمدُ بن الحسینِ الانصاریُّ قال حدثنا احمدُ بن سنان الرملیُّ قال حدثنا عبدُ الرحمٰنِ بن معزٍّ قال حدثنا مجالدٌ سمعتُ الشعبیَّ یقولُ العلمُ اکثر من عدد القطر فخذ فی کُلّ شیءٍ احسنَہ ثم قرأ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ ط قال ابنُ سنان ھذا رخصۃ من الانتخاب۔

یہ کتاب ابو موسیٰ مدینی کی تصنیف ہے، ان کی کتاب میں عجیب تر وہ سند مسلسل ہے، جسے احمدین کہتے ہیں، کیونکہ اس سند میں چھ آدمی احمد نامی متصل بایک دیگر آئے ہیں، وہ حدیث یہ ہے۔

ابو رجا، احمد بن محمد الکسائی، ابو العباس احمد بن محمد بن ابراہیم، ابو بکر احمد بن موسیٰ، احمد بن اسحاق، احمد بن الحسین، احمد بن سنان، عبد الرحمٰن بن معز۔ مجالد کہتے ہیں کہ میں نے شعبی کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ علم (بارش اور پانی کے) قطروں سے زیادہ ہے پس ہر چیز میں سے اَحْسَن (بہتر) کو اختیار کرو۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۵ الَّذِیْنَ۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ تو خوشخبری سنادے میرے بندوں کو جو بات سنتے ہیں، پھر اُس پر چلتے ہیں جو اُس میں نیک ہے۔

نام ابو موسیٰ محمد بن ابی بکر عمر بن ابی عیسیٰ احمد بن عمر بن محمد المدینی و اصل او از اصفہان ست یکی از اعلام محدثین و صاحب تصانیف نافعہ درین فن شریف در سال پانصد و یک و دو ذیقعدہ متولد شدہ و در سال سوم در مجلس سماع حدیث از ابو سعید محمد بن محمد مطرز حاصل شدہ

ابو موسیٰ کا نام اور نسب یہ ہے۔ محمد بن ابی بکر عمر بن ابی عیسیٰ احمد بن عمر بن محمد المدینی۔ اصل میں اصفہان کے رہنے والے ہیں۔ ان بلند پایہ و منتخب محدثین میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے فنِ حدیث میں بہت سی نافع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

۲ ر ذی قعدہ ۵۰۱ھ میں آپ کی ولادت ہوئی چونکہ ابو سعید محمد بن محمد مطرز کی مجاس حدیث میں

Marfat.com

والداو را تبرکاً دران مجلس می برد وچون ہشیار شد وبسن رشد وتمیز رسید از ابوعلی حداد وحافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی وحافظ ابوالقاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل التیمی اخذ این علم نمود وگویا درحقیقت شاگرد ہمین ابوالقاسم ست وعمدہ فوائدِ او از وست از حافظ یحییٰ بن عبدالوہاب بن مندہ نیز در بغداد وہمدان استفادہ این علم نمودہ۔ وصاحب تبحرِ عظیم بود در معرفت عدل حدیث وابواب آن ودر معرفت رجال ورواۃ دستگاہے تمام داشت ودر وقت خود یگانہ عصر بود درین فن حافظ عبدالغنی مقدسی و حافظ عبدالقادر رہاوی وحافظ ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی ودیگر محدثانِ عمدہ شاگردان اویند۔

از تصانیف او آنچہ بدان بر متقدمین پیش بردہ چند کتاب نافع ست ازان جملہ ست کتاب تتمیم معرفۃ الصحابہ کہ گویا ذیل کتاب ابونعیم ست وکتاب الطوالات ست کہ مثل آن از متقدمین مصنف نشدہ بسیار جید نوشتہ است لیکن دران کتاب واہیات وموضوعات بسیار مندرج ست بے تمیز اعتماد بران نباید کرد وکتاب تتمۃ الغریبین کہ ازان عبور او بر لغت عرب بودہ کمال

آپ کے والد آپ کو تبرکاً لے جاتے تھے۔ اس وجہ سے تیسرے ہی سال ابوسعید سے انہیں سماع حاصل ہوا۔ جب ہوشیار ہوئے اور سن رشد وتمیز کو پہنچے تو ابوعلی حداد، حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی اور حافظ ابوالقاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل التیمی سے علم حدیث حاصل کیا۔ دراصل آپ حقیقت میں ابوالقاسم ہی کے شاگرد ہیں۔ اور آپ کو اس فن کے عمدہ فوائد ان ہی سے حاصل ہوئے ہیں۔ حافظ یحییٰ بن عبدالوہاب بن مندہ سے بھی بغداد وہمدان میں رہ کر اس علم کا استفادہ کیا۔

نہایت متبحر عالم تھے۔ عِلل حدیث کے پہچاننے اور اس کے ابواب و رجال ورواۃ کی معرفت میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ اپنے زمانہ کے یگانہ تھے اس فن میں حافظ عبدالغنی مقدسی، حافظ عبدالقادر رُہاوی، حافظ ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی اور دوسرے عمدہ محدثین آپ کے شاگرد ہیں۔

آپ کی ان تصنیفات میں سے جو متقدمین کی تصانیف پر سبقت لے گئیں، چند نفع بخش کتابیں یہ ہیں۔ کتاب تتمیم معرفۃ الصحابۃ۔ یہ کتاب گویا کتاب ابونعیم کا ذیل (تتمہ) ہے۔ کتاب الطوالات۔ گو یہ کتاب بھی عجیب ہے اور متقدمین میں سے اس کے مانند کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی، مگر اس کتاب میں موضوعات اور واہیات بہت درج ہیں، بغیر تمیز کے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ کتاب تتمۃ الغریبین۔ اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو لغاتِ

Marfat.com

ثابت می شود و کتاب اللطائف و کتاب احوال التابعین۔

وقوت حافظہ او باین مرتبہ بود کہ یک بار از یاد خود کتاب علوم الحدیث للحاکم در مقام مقابلہ نسخہ خواندہ رفت۔ ودر تعفف واستغناء از دنیاداران مرتبہ عالی داشت از ہیچ کس نذر ونیاز قبول نمی کرد جز وقلیلی از مال داشت واز منفعت تجارت آن قوت بسر می برد یک بار شخصے از دولتمندان مالِ کثیر باو داد کہ ترا وصی خود گردانیدم تا در مستحقانش صرف کنی گفت من قبول نمی کنم اما ترا بر شخصے دلالت خواہم کرد این کار را بوجہ احسن وبہتر از من سرانجام دہد۔ وخیلی مرد متواضع بود کسے را ہمراہ نمی گرفت چون جائے می رفت حافظ عبدالقادر رہاوی گفتہ است کہ یک ونیم سال نزد وے ہر دو وقت آمد ورفت کردم درین مدت از وے چیزے کہ خلاف شرع ومروت باشد از وے ندیدم۔

نہم جمادی الاولیٰ در ۵۸۱ھ سنہ پانصد وہشتاد ویک وفات یافت واتفاق عجیب این شد کہ ہنوز از دفن او فارغ نشدہ بودند کہ باران بسیار بہجوم آمد

عرب پر بے حد عبور حاصل تھا اور اس سے ان کے کمال کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ کتاب اللطائف، کتاب عوال التابعین۔

قوت حافظہ کا یہ حال تھا کہ کتاب علوم الحدیث للحاکم کو بوقت مقابلہ نسخہ ایک دفعہ ہی اپنی یاد سے پڑھتے چلے گئے۔ استغناء اور تعفف یعنی سوال سے گریز اور دنیاداروں سے استغناء اس قدر تھا کہ کسی سے نذر ونیاز بھی قبول نہیں کرتے تھے۔ تھوڑا سا مال تھا اس سے تجارت کرتے اور اس کے نفع سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک دولتمند نے بہت سا مال دے کر کہا کہ میں نے آپ کو اس مال پر اپنا وصی بنایا ہے، میرے مرنے کے بعد جو اس کے مستحق ہیں ان پر صَرف فرمائیں۔ تو یہ جواب دیا کہ میں تو اسے قبول نہیں کرتا۔ البتہ تمہیں ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو اس کام کو مجھ سے احسن طور پر انجام دے سکتا ہے۔

آپ نہایت متواضع تھے۔ جب کسی جگہ تشریف لے جاتے تو کسی کو اپنے ہمراہ نہ رکھتے تھے۔ حافظ عبدالقادر رُہاوی فرماتے ہیں کہ میں ڈیڑھ سال تک دو وقتہ برابر ان کی خدمت میں آتا جاتا رہا مگر اس مدت میں کوئی بات خلاف شریعت یا خلافِ مروّت ان سے سرزد ہوتے ہوئے نہیں دیکھی۔

۹ رجمادی الاولیٰ ۵۸۱ھ میں انتقال ہو گیا۔ اسی روز یہ اتفاق پیش آیا کہ ہنوز ان کے دفن سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ کثرت سے بارش شروع ہو گئی، گرمیوں

وموسم موسم گرما بود وآب در اصفہان در آن روزہا کمیاب بود۔

بعضے از صالحین آن زمان خبر داد ند کہ من جناب رسالت را علیہ الصلوٰۃ و السلام بخواب دیدم کہ گویا وفات یافتہ اندپیش معبرے رفتم او گفت کہ اگر خواب تو راست ست امامے از ائمہ مسلمین کہ بے نظیر وقت باشد رحلت نماید زیراکہ ہمین رسم خواب نزدیک رحلت امام شافعی دیدہ بودند و نزدیک وفات سفیان ثوری وامام احمد بن حنبل نیز بینندۂ خواب گفت کہ ہنوز شام نہ شدہ بود کہ خبر وفات حافظ ابو موسیٰ در کوچۂ و بازار شائع شد۔

کا موسم تھا اور اصفہان میں ان دنوں پانی کی بہت کمی تھی۔

اس زمانہ کے صالحین میں سے ایک نے بیان کیا ہے کہ اسی روز میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے۔ میں نے ایک مُعبّر سے اس کی تعبیر دریافت کی تو اس نے کہا کہ تیرا خواب سچّا ہے تو مسلمانوں کے پیشواؤں میں سے کسی ایسے کامل کی رحلت ہوگی جو اپنے وقت کا بے مثل ہے، کیونکہ ایسا ہی خواب امام شافعی، سفیان ثوری اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے انتقال کے وقت دیکھا گیا تھا۔ خواب دیکھنے والا کہتا ہے کہ ابھی شام نہ ہونے پائی تھی کہ گلی کوچوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حافظ ابو موسیٰ کا انتقال ہوگیا۔

حِصنِ حصین

لِابن الجزری

حِصن حصین و دو مختصر او کہ عدۃ و جنۃ است از تصانیف شمس الدین محمد ست کہ بجہت کمال شہرت این کتاب حاجت بنقل فقرہ از و نیست اما از تصانیف نادرہ این بزرگ کتابے دیگر دیدہ شد عقود اللآلی فی الاحادیث المسلسلۃ و العوالی دیباچہ آن این ست۔

اَلحمدُ لِلّٰہِ المُعِینِ لِنَقلِ الکِتابِ وَ

یہ کتاب، نیز دو مختصر کتب، عدّہ اور جنّہ، شمس الدین محمد جزری کی تصنیف ہیں۔ چونکہ یہ کتاب بہت مشہور ہے، اس لئے یہاں اس کے کسی فقرہ کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ ان بزرگ کی نوادر تصنیفات میں سے ایک اور کتاب، عقود اللآلی فی الاحادیث المسلسلۃ والعوالی۔ ہماری نظر سے گزری ہے اس کا دیباچہ اس طرح ہے۔

ہر قسم کی حمد و ستائش اس خدا کے لئے ہے، جو

السُّنَّۃ • وَاَشھَدُ اَن لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ ذُوالفَضلِ وَ
المِنَّۃِ • وَاَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَ
رَسُولُہٗ الھَادِی اِلٰی طَرِیقِ الجَنَّۃ • وَ
المُرسَلُ اِلی النَّاسِ وَالجِنَّۃِ • صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ صَلٰوۃً تَکُونُ
عن النار نعم الجُنَّۃ • وسَلَّم وشرَّف
وکرّم **وَبَعدُ** فھذہ احادیث مُسلسلات
صحاح وحسان وعوالی صحیحۃ
عشاریۃ عالیۃ الشان لَایُوجَدُ فِی
الدُّنیا اَعلیٰ مِنھَا وَلَایُحسِن لِمُؤمِن
الاعراض فیھا اذ قرب الاسناد وعلوہ
قرب من اللّٰہ تعالی ورسولہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم ثم انی جمعتھا باتصال
تلاوۃ القرآن العظیم الی النبی الکریم
علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ثم
باتصال الصحبۃ ولبس خرقۃ التصوف
العالیۃ الرتبۃ ولقبتھا برسم سلطان
الاسلام رئیس ملوک الانام معلی
کلمۃ الایمان معین الملۃ والشریعۃ
والدین شاہ رخ بہادر نصر اللّٰہ بہ
الاسلام علی ممر الزمان **الحدیث**
الاول اخبرنا الشیخ الصالح الرحلۃ

کتاب وسنت کے نقل کرنے میں میرا مددگار ہے۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی عبادت
کے لائق نہیں جو یکتا و یگانہ ہے اور بڑا فضل واحسان
کرنے والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی
اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں
جو جنت کے راستہ پر لے جانے والے اور آدمیوں
وجنّات سب کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔ آپ
پر اور آپ کی اولاد اور آپ کے اصحاب پر خدا کی
ایسی رحمت نازل ہو جو نارِ جہنم کے مقابلہ میں ڈھال
کا کام دے۔ اور ہمیشہ آپ پر (اور آپ کے اتباع
پر) سلامتی اور شرف وکرم کا نزول ہوتا رہے۔ بعد
حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ یہ مسلسل، صحیح، حسن، باعتبار
اسناد کے درست، عشاری[1] اور رفیع الشان احادیث
کا ذخیرہ ہے کہ دنیا میں ان سے اعلیٰ نہیں۔ کسی مسلمان
کے لئے مناسب نہیں کہ اس کے سننے اور یاد کرنے میں
تساہل کرے اس لئے کہ سند کا قریب اور عالی ہونا گویا
اللہ اور اس کے رسول سے قریب ہونا ہے۔ پھر میں نے
تصوف کا بلند خرقہ پہن کر تلاوتِ قرآن مجید کا اتصال،
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ تک کر کے ان
حدیثوں کو جمع کیا۔ میں نے اپنی اس کتاب کو اس بادشاہِ
اسلام کے نام کے ساتھ معنون کیا ہے جو دنیا کے
بادشاہوں کا سردار، کلمۂ ایمان کا بلند کرنے والا اور
شریعت وملت کا محافظ اور دین کا حامی ہے، یعنی

---

[1] اس سند کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کل دس واسطے ہوں۔

Marfat.com

المحدث الثقة ابو الثناء محمود بن الخلیفة بن محمد بن خلف المنجیؒ قراءة منی علیه یوم الاحد العاشر من صفر سنة سبع وستین وسبع مائة بدمشق المحروسة وھو اول حدیث سمعته قال اخبرنا شیخ الشیوخ العارفین شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ البکری السہروردی وھو اول حدیث سمعته منه قال اخبرنا الشیخة ستُّ الدار شھدة بنتُ احمدَ الکاتبةُ وھو حدیث سمعتهُ منها قالت اخبرنا زاھر بن طاھر الشحامی وھو اوّل حدیث سمعتهٗ منه قالَ

شاہ رُخ بہادر'۔ خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ عرصۂ دراز تک اسلام کی مدد فرمائے۔ پہلی مسلسل بالاولیة[1] حدیث جو شیخ محمود بن خلیفہ منجی، شیخ شہاب الدین سہروردی، بنت احمد الکاتبہ، زاہر بن طاہر شحامی، ابو صالح بن عبد الملک مؤذن وغیرھم کے وسائط سے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "رحم کرنے والوں پر خدا تعالیٰ بھی رحم فرماتا ہے، تم زمین پر بسنے والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا"۔ یہ حدیث حسن ہے جس کی تخریج ابو داؤد نے اپنی سُنن اور ترمذی نے اپنی جامع میں کی ہے۔ اور ترمذی نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اَخبرنَا ابُو صَالح احمدُ بنُ عبدِ الملكِ المؤذن وھو اول حدیث سمعتهٗ منه بسَندہٖ الی عبد اللہ بن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قَالَ الراحمون یَرْحَمُھُمُ الرحمٰن تبارك وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء ھذا حَدیث حَسَن اخرجه ابو داؤد فی سُنَنه وَالترمذیُّ وَقال حَدیثٌ حَسَنٌ صَحیحٌ۔

اِمام جزری کا تذکرہ

کنیتِ صاحب حصنِ حصین ابو الخیر ونامش قاضی القضاة، شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن عمر ست۔ دراصل دمشقی ست بعد ازاں شیرازی شد

صاحب حصنِ حصین کی کنیت ابو الخیر اور لقب قاضی القضاۃ ہے۔ اور نام و نسب یہ ہے۔ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن عمر۔ اصل میں دمشق کے رہنے والے ہیں، پھر شیراز میں

[1] مسلسل بالاولیۃ اس وجہ سے اس حدیث کو کہتے کہ سب سے پہلے محدثین نے اپنے شیخ سے اسی حدیث کو سُنا ہے۔

Marfat.com

ومشہور بابن الجزری ست نسبت بجزیرہ ابن عمر کہ در ملک دیار بکر متصل موصل واقع ست واین جزیرۂ دریائے شور است درمابین دجلہ وفرات زمین معمورست

پدرش تاجر بود وتامدت دراز او را فرزند روزی نمی شد چون بحج کعبہ رسید آب زمزم خورد وطلب اولاد نمود حق تعالیٰ اورا این فرزند بزرگوار عنایت فرمودہ است بہ بست وپنجم ماہ رمضان بعد از نماز تراویح شب شنبہ از سال پنجاہ ویک بعد از ہفت صد سال ہجری در دمشق تولد شدہ ودر ہمانجا نشوونما یافت۔ واز حافظ عماد الدین بن کثیر فقہ وحدیث آموخت اما مایۂ استعداد او از فن حدیث پر نشد وطلب علم قرات نیز برو مستولی گشت از ابن ابی لیلہ وصلاح الدین بن ابی عمر بن کثیر وجماعۃ بسیار تحصیل این ہر دو علم نمود واز عز الدین بن جماعہ ومحمد بن اسمٰعیل النجار نیز اجازت دارد بقاہرہ کہ دار الملک مصرست واسکندریہ ودیگر بلاد مغرب گردیدہ وعلم حدیث را تکمیل نمود ودران مہارت کلی پیدا کرد ودر مصر مدرسہ بنا کرد وآنرا دار القرآن نام نہاد وبعد ازان در بلاد الروم داخل شدہ دران ملک وسیع علم قرات وحدیث را نشر فرمود ومردم را نفع عظیم بسبب وے رسید خصوصاً ریاست علم قرات در ممالک اسلامیہ او را مسلم شد۔

سکونت اختیار کی۔ ابن الجزری سے مشہور ہیں ملک دیار بکر میں موصل کے قریب جو جزیرہ ابن عمر واقع ہے اس کی طرف نسبت ہے۔ یہ دریائے شور کا ایک جزیرہ ہے جو دجلہ اور فرات کے مابین واقع ہے۔

ان کے والد تاجر تھے۔ مدت دراز تک اولاد نہ ہوئی۔ جب خانہ کعبہ میں پہنچے اور آب زمزم پی کر اولاد کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ بزرگوار فرزند عنایت فرمایا۔ ۲۵ رمضان المبارک ۷۵۱ھ کو شنبہ کی رات نماز تراویح کے بعد بمقام دمشق پیدا ہوئے۔ اور اسی شہر میں نشوونما پائی۔

حافظ عماد الدین بن کثیر سے فقہ وحدیث کو حاصل کیا لیکن فن حدیث سے کامل طور پر سیراب نہ ہوئے تھے اور علم قرات وتجوید کی طلب بھی بے حد غالب تھی، چنانچہ ابن ابی لیلہ، صلاح الدین بن ابی عمر بن کثیر اور ان کے علاوہ ایک بڑی جماعت سے یہ دونوں علوم حاصل کیے اور عز الدین بن جماعہ اور محمد بن اسمٰعیل نجار سے بھی اجازت حاصل ہے۔ قاہرہ (جو مصر کا دار السلطنت ہے) اسکندریہ اور بلاد مغرب میں گشت کر کے علم حدیث کی تکمیل کی اور اس میں مہارت کلی حاصل کی۔ پھر مصر میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جس کا نام دار القرآن رکھا۔ اس کے بعد بلاد روم میں تشریف لے گئے اور اس وسیع اور کشادہ ملک میں علم قرات وحدیث کی اشاعت کی اور مخلوق کو نفع عظیم پہنچایا۔ تمام ممالک اسلام میں خصوصیت کے ساتھ علم قرات کے امام تسلیم کر لیے گئے۔

Marfat.com

ومردم خوش شکل وخوش لباس و زبان آور و فصیح و بلیغ در ملک روم او را امام اعظم لقب دادہ بودند و بارہا بطواف مشرف گشت و آخر در شیراز استقرار گرفت و اوقات او معمور بود بھمین سہ شغل یا قراءت قرآن یا اسماع حدیث یا عبادت در اوقات او برکت محسوس بود باوجودیکہ مردم برائے طلب این دو علم شریف بروے ہجوم و ازدحام داشتند و اوراد و عبادات ہم وظیفہ داشت ہر روز آن قدر تصنیف می کرد کہ یک کاتب جید سریع الکتابۃ می تواند نوشت و در سفر و حضر بیدار و قائم اللیل می ماند و ہرگز روزہ دوشنبہ و پنجشنبہ از وے فوت نشدہ و سہ روز از ہر ماہ نیز روزہ می داشت و مؤلفات او ہمہ مفید و نافعہ افتاد۔ النشر فی القراءۃ العشر کہ خیلی شہرت دارد و مختصر او تقریب النشر نیز مشہور ست و منظومہ نشر کہ او را طیبۃ النشر نام نہادہ نیز مروّج و متداول قرّاء ست۔

و از کتب غیر مشہورہ او ادلۃ الواضحۃ فی تفسیر سورۃ الفاتحہ است و الجمال فی اسماء الرجال و بدایۃ الہدایۃ فی علوم الحدیث و الروایۃ و توضیح المصابیح کہ شرح مصابیح ست در سہ جلد خوب نوشتہ و المسند فیما یتعلق

خوبصورت، خوش پوشاک، تیز زبان اور فصیح و بلیغ آدمی تھے۔ ملکِ روم میں آپ کو امامِ اعظم کا لقب دیا گیا تھا۔ بارہا طواف سے مشرف ہوئے اور آخر شیراز میں رہ پڑے۔ قراءتِ قرآن، اسماعِ حدیث اور عبادت انہیں تینوں شغلوں سے ان کے اوقات معمور تھے۔ آپ کے اوقات میں برکت محسوس ہوتی تھی۔ باوجودیکہ طالبانِ حدیث و تجوید کا ہجوم رہتا تھا مگر اوراد و عبادت میں برابر مشغول رہتے تھے۔ مزید برآں تصنیف و تالیف کا بھی سلسلہ جاری تھا، ہر روز اس قدر تصنیف فرمایا کرتے تھے، جس قدر ایک عمدہ زود نویس کاتب لکھ سکتا ہے۔ سفر اور حضر میں قائم اللیل اور شب بیدار رہتے تھے۔ دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ بھی کبھی فوت نہیں ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ ہر ماہ میں تین روزے برابر رکھتے تھے۔

ان کی جسقدر تصنیفات و تالیفات ہیں، وہ سب مفید اور نافع ہیں۔ جو کتابیں مشہور ہیں وہ یہ ہیں۔ النشر فی القراءۃ العشر بہت شہرت رکھتی ہے اور اس کا مختصر تقریب النشر بھی مشہور ہے۔ منظومہ نشر جو طیبۃ النشر کے نام سے مشہور ہے، یہ بھی قرّاء میں متداول اور مروّج ہے۔

غیر مشہور کتابیں یہ ہیں۔ ادلۃ الواضحۃ فی تفسیر سورۃ الفاتحہ۔ الجمال فی اسماء الرجال۔ بدایۃ الہدایۃ فی علوم الحدیث والروایۃ۔ توضیح المصابیح یہ مصابیح کی شرح ہے اور بڑی بڑی تین جلدوں میں ہے، خوب لکھی گئی ہے۔ المسند فیما یتعلق بمسندِ

Marfat.com

بسند احمد والتعریف بالمولد الشریف ومختصر آن عرف التعریف واسنی المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب والجواہر العلیۃ فی علوم العربیہ ودیگر تصانیف نیز دارد و چنانچہ علامہ ابوالقاسم عمر بن فہد در معجم شیوخ والد خود حافظ تقی الدین بن فہد سی ونہ از مؤلفات این بزرگ ذکر کردہ یوم الجمعہ سال ہشت صد وسی وسہ وفات اوست۔

احمد۔ التعریف بالمولد الشریف اور اس کا مختصر عرف التعریف۔ اسنی المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب۔ الجوہرۃ العلیہ فی علوم العربیہ۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی تصنیفات ہیں۔ چنانچہ علامہ ابوالقاسم عمر بن فہد نے اپنے والد حافظ تقی الدین بن فہد کے معجم شیوخ میں ان بزرگ کی انتالیس [۳۹] تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ ۸۳۳ھ میں جمعہ کے دن ان کا انتقال ہوا۔

امام ابن الجزری کے چند اشعار

ونظمی ہم دارد از جملہ قصیدہ او این دو بیت محفوظ خاطر ست ؎

ان کی ایک نظم بھی ہے۔ قصیدۂ نبویہ کے یہ دو بیت مجھے یاد ہیں ؎

اَلَا اَیْ سَوَّدَ الْوَجْہَ الْخَطَایَا وَبَیَّضَتِ السِّنُوْنُ سَوَادَ شَعْرِیْ

خبردار رہو کہ میرے چہرے کو میری خطاؤں نے سیاہ کر دیا اور میرے بالوں کی سیاہی کو سنینِ عمر نے سفید کر دیا۔

فَمَا بَعْدَ التُّقٰی اِلَّا الْمُصَلّٰی وَمَا بَعْدَ الْمُصَلّٰی غَیْرُ قَبْرِیْ

تقویٰ کے بعد مصلّٰی کے سوا کچھ نہیں اور مصلّٰی کے بعد میری قبر کے سوا اور کچھ نہیں۔

ودر تضمین حدیث رحمت کہ مسلسل باولیۃ است می گوید ؎

حدیثِ رحمت کو جسے "مسلسل باولیۃ" بھی کہتے ہیں، ان دو شعروں میں نظم کیا ہے ؎

تَجَنَّبِ الظُّلْمَ عَنْ کُلِّ الْخَلَائِقِ فِیْ کُلِّ الْاُمُوْرِ فَیَا وَیْلَ الَّذِیْ ظَلَمَا

تمام کاموں میں تمام مخلوق سے ظلم کو دور رکھ، افسوس ہے اس شخص پر جس نے ظلم کیا۔

وَارْحَمْ بِقَلْبِکَ خَلْقَ اللّٰہِ کُلَّھُمْ فَاِنَّمَا یَرْحَمُ الرَّحْمٰنُ مَنْ رَحِمَا

تمام مخلوقِ خدا پر دل سے رحم کر، خدا تعالیٰ اسی پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کھاتا ہے۔

درروزے کہ ختم شمائل ترمذی در مجلس اوشد وشاگردان از خواندن فارغ

ایک روز جب ان کی مجلس میں شمائل ترمذی کا ختم ہوا اور شاگرد اس کے پڑھنے سے فارغ ہوئے

Marfat.com

شداین دو بیت لطیف انشای فرمود۔ تو آپ نے یہ دو لطیف شعر نظم فرمائے ؎

بیت

اَخِلَّایَ اِنْ شَطَّ الْحَبِیْبُ وَرَبْعُہٗ وَعَزَّ تَلَاقِیْہِ وَنَاءَتْ مَنَازِلُہٗ

اے میرے دوستو اگر حبیب اور اس کا مکان دور ہو گیا ہے، اس سے ملاقات کرنا دشوار ہو گیا اور اس کی منزلیں دُور ہو گئیں۔

فَاِنْ فَاتَکُمْ اَنْ تُبْصِرُوْہُ بِعَیْنِہٖ فَمَا فَاتَکُمْ بِالسَّمْعِ ھٰذِیْ شَمَائِلُہٗ

اگر تم سے اس کا دیکھنا فوت ہو گیا ہے، تو اس کی خبروں کا سُننا تو فوت نہیں ہوا۔ یہ ہیں اس کی پاک عادتیں۔

و در شوق بمکۂ معظمہ می گوید۔ مکہ معظمہ کے شوق میں یہ قطعہ تصنیف فرمایا۔

قطعہ

اَخِلَّایَ اِنْ رُمْتُمْ زِیَارَۃَ مَکَّۃٍ وَوَافَیْتُمْ مِنْ بَعْدِ حَجٍّ وَعُمْرَۃٍ

اے میرے دوستو اگر تم زیارت مکہ کا قصد کرو اور حج کے بعد عُمرہ پالو۔

فَعُوْجُوْا عَلٰی جِعِرَّانَۃٍ وَاسْئَلُنَّ لِیْ وَاَوْفُوْا بِعَھْدٍ لَا تَکُوْنَنَّ کَالَّتِیْ[1]

تو (واپسی پر) جعرانہ پر ٹھہرو اور میرے لئے سوال کرو اور عہدوں کو پورا کرو۔ اُس عورت کی طرح مت بنو (جو سوت کات کر توڑ ڈالتی ہے)

و درباب مدینہ منورہ می گوید۔ مدینہ منورہ کے اشتیاق میں یہ قطعہ نظم کیا ہے۔

قطعہ

مَدِیْنَۃُ خَیْرِ الْخَلْقِ تَجْلُوْ لِنَاظِرِیْ فَلَا تَعْذُلُوْنِیْ اِنْ قُتِلْتُ بِھَا عِشْقًا

بہترین مخلوق کا مدینہ میرے سامنے ہے اب اگر میں اس کے عشق میں قتل کیا جاؤں تو تم مجھ کو ملامت نہ کرو۔

وَقَدْ قِیْلَ فِیْ زُرْقِ الْعُیُوْنِ شَامَۃٌ وَعِنْدِیْ اَنَّ الْیُمْنَ فِیْ عَیْنِھَا الزَّرْقَا

کہا گیا ہے کہ نیلی آنکھ میں نحوست ہے، میرے نزدیک تو اس کے عین الزرقا[2] میں سراسر برکت ہے۔

---

[1] اس آیت کی طرف تلمیح ہے وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَھَا (سورۂ نحل) [2] عین الازرق یا عین الزرقا، مدینہ میں ایک چشمہ کا نام ہے۔

Marfat.com

کتاب الجمع بین الصحیحین

للحمیدی

احادیث صحیحین را بر مسانید صحابہ ترتیب دادہ و در مرتبہ ثالثہ کہ کمترین ست مسند انس بن مالک ست تا آنجا بنظر راقم الحروف نرسیدہ و خطبۂ دراز در دیباچہ نوشتہ۔

کنیت او ابو عبد اللہ و نامش محمد بن ابی نصر فتوح بن عبد اللہ بن فتوح بن حمید ازدی حمیدی اندلسی ست و اورا میسرقی نیز گویند نسبت بوطن حاضر وظاہری نیز گویند بنا نسبت بمذہب ظاہریہ یعنی ظاہریہ صفات نہ ظاہریہ فروع در اندلس و مصر و شام و عراق و حرم شریف تحصیل سماع حدیث نمودہ و آخر سکونت بغداد شد و شاگرد رشید ابن حزم ظاہری بود واز ابو عبد اللہ قراعی و ابو عمر بن عبد البر و ابو بکر خطیب و دیگر محدثین عمدہ نیز استفادہ نمودہ۔ تولد او در عشرہ اولیٰ از قرن خامس ست و در مکہ معظمہ با کریمہ مروزیہ کہ راویہ بخاریست ملاقات نمودہ۔

اس میں بخاری و مسلم کی حدیثوں کو مسانید صحابہ رض کے مطابق مرتب کیا ہے۔ مرتبۂ ثالث میں جو سب سے نیچے کا مرتبہ ہے، مسند انس بن مالک رض ہے۔ راقم الحروف کی نظر وہاں تک نہیں پہنچی۔ دیباچہ میں ایک طویل خطبہ لکھا ہے۔

حُمیدی کی کنیت ابو عبد اللہ اور نام و نسب یہ ہے۔

محمد بن ابی نصر فتوّح بن عبد اللہ بن حمید ازدی حُمیدی اُندلسی۔

اِن کو موجودہ وطن کی طرف نسبت کرتے ہوئے میسرقی کہتے ہیں اور مذہب ظاہر کی طرف نسبت کرکے ظاہری بھی کہتے ہیں۔ اُندلس، مصر، شام، عراق اور حرم شریف میں رہ کر حدیث کی سماعت کی۔ آخر عمر میں بغداد میں رہنے لگے تھے۔ علامہ ابن حزم ظاہری کے شاگرد رشید تھے۔ ابو عبد اللہ قُراعی ابو عمر یوسف بن عبد البر، ابو بکر خطیب اور دوسرے محدثین سے بھی استفادہ کیا ہے۔ ان کی پیدائش[1] قرنِ خامس کے عشرِ اولیٰ میں ہوئی۔ مکہ معظمہ میں کریمہ مروزیہ سے جو بخاری کے راوی ہیں، مُلاقات کی۔

---

[1] ۴۲۰ھ سے قبل پیدا ہوئے۔ (ابن خلکان)

Marfat.com

دروزے ابوبکر بن میمون بر درِ حجرہ او آمد و تختہ در را حرکتے داد تا استیذان باشد حمیدی را ازان غفلت شد ابوبکر بن میمون دانست کہ چون مرا منع نہ کرد اذن ست در حجرۂ درآمد ران حمیدی مکشوف بود بر حمیدی این امر بسیار شاق شد تا دیر می گریست وگفت ازان باز کہ تمیز وشعور پیدا کردہ ام تا این وقت ران مرا کسے برہنہ ندیدہ۔

امیر ابن ماکولا کہ از مشاہیر محدثین ست یار و دوست حمیدی بود گفتہ است کہ مثل حمیدی در پاکی و نزہت و عفت و تورع و تشاغل بہ علم ہیچ کس را ندیدم و در معرفت عللِ حدیث و تحقیق معانی بر طبق اصول مہارت تمام داشت در علمِ عربیت وادب وحل تراکیب قرآن مجید و دریافت لطائفِ بلاغت آن نیز دستگاہے کلی نصیب او بود۔

از تصانیف او ورا، این کتاب تاریخِ اندلس ست کہ مشہور ست نام او جذوۃ المقتبس فی تاریخ علماء اندلس و کتابے دیگر ست مسمی بجمل تاریخ الاسلام وکتاب الذہب المسبوک فی وعظ الملوک وکتاب مخاطبات الاصدقاء فی المکاتبات و اللقاء، وکتاب حفظ الجار وکتاب

ایک روز ابوبکر بن میمون ان کے حجرے کے دروازے پر آئے اور کواڑوں کو کھٹ کھٹایا تاکہ اندر جانے کی اجازت ملے، حمیدی کسی سبب سے غافل تھے، انہیں کوئی جواب نہ دے سکے۔ ابوبکر بن میمون یہ سمجھ کر کہ جب مجھے ممانعت نہیں فرمائی تو داخل ہونے کی اجازت ہے، اندر تشریف لے گئے، حمیدی کی ران کھلی ہوئی تھی۔ حمیدی پر یہ بات بہت ہی گراں گزری اور دیر تک یہ کہتے ہوئے روتے رہے کہ جب سے مجھے تمیز وشعور حاصل ہوا ہے، اب تک کسی نے میری ران برہنہ نہیں دیکھی۔

امیر ابن ماکولا جو مشہور محدثین میں سے ہیں، حمیدی کے یار دوستوں میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ نزہت و پاکیزگی، عفت و پرہیزگاری اور مشغلہ علمی میں میں نے حمیدی کے برابر کسی کو نہیں دیکھا۔ عِلل حدیث کی معرفت اور اصول کے موافق تحقیق معانی میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ علم عربیت وادب، قرآن مجید کی ترکیب اور لطائفِ بلاغت بیان کرنے میں بھی حق تعالیٰ نے انہیں کامل دستگاہ عطا فرمائی تھی۔

اِس کتاب کے علاوہ ان کی اور تصنیفات بھی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

تاریخ اندلس، یہ مشہور کتاب ہے اور اس کا پورا نام جذوۃ المقتبس فی تاریخ علماء اندلس ہے۔ جمل تاریخ اسلام۔ کتاب الذہب المسبوک فی وعظ الملوک۔ کتاب مخاطبات الاصدقاء فی

Marfat.com

ذم النمیمہ۔

وشعری ہم دارد ولیکن در وعظ و نصیحت مردم بسیار در مجلس و خانہ اورا امتحان کردند ہرگز ذکر دنیا بر زبان او نرفتہ بود۔

وفاتِ حُمیدی۔ ہفتدہم ذی حجہ سال چہار صد و ہشتاد و ہشت وفات یافت وابوبکر شامی کہ از مشاہیر فقہائے شافعیہ است بروے نماز جنازہ خواند و نزد قبر شیخ ابواسحاق شیرازی مدفون شد و وے قبل از موت بارہا بمظفر کہ رئیس الرؤسا بغداد بود واین خدمت از خدمات عمدہ آن وقت بود کہ صاحب آن بمنزلہ چودھری تمام شہر می شد این وصیت کردہ بود کہ مرا نزد بشر حافی دفن خواہی کرد رئیس الرؤسا، در آن وقت بسبب مانع خلافِ وصیت او بہ عمل آورد و بعد موت اورا بخواب دید کہ نہایت گلہ و شکایت این امر می کند ناچار در ماہ صفر سنہ نود و یک از انجا نقل کردہ متصل بشر حافی مدفون ساختند۔ کرامتِ حمیدی۔ کفن او تازہ و بدن او ہرگز نکاہیدہ بود و خوشبو از وی تا دور می رفت۔

المکاتبات واللقاء۔ کتاب حفظ البحار۔ کتاب ذمّ النمیمہ۔

شعر و سخن سے بھی مشغلہ تھا، لیکن سب کچھ وعظ و نصیحت کے رنگ میں۔ بہت سے لوگوں نے گھر اور مجلس میں ان کا امتحان لیا لیکن ان کی زبان پر دنیا کا ذکر کبھی نہیں آیا۔

۱۷؍ ذی الحجہ ۴۸۸ھ میں حُمیدی کی وفات ہوئی۔ ابوبکر شامی نے جو مشہور شافعی فقیہ ہیں، ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ شیخ ابواسحاق شیرازی کی قبر کے نزدیک انہیں دفن کیا گیا۔ وفات سے قبل کئی بار مظفر کو، جو بغداد کا رئیس الرؤساء تھا، اور یہ عہدہ اس وقت اعلیٰ عہدوں میں سمجھا جاتا تھا کیونکہ یہ عہدہ دار تمام شہر کا افسر ہوتا تھا۔ یہ وصیّت کی تھی کہ مجھے بشر حافی کے پاس دفن کرنا۔ اس نے کسی وقتی مانع کے سبب سے ان کی وصیت کے خلاف عمل کیا تو یہ خواب اس نے دیکھا کہ حمیدی مجھ سے اس امر کا گلہ اور شکایت کرتے ہیں۔ ناچار ماہ صفر ۴۹۱ھ میں اُس جگہ سے منتقل کر کے بشر حافی کے پاس دفن کیا گیا۔ یہ حُمیدی کی کرامت ہے کہ ان کا کفن تازہ اور بدن بالکل صحیح و سالم تھا۔ (گلا سڑا نہ تھا) اور بہت دُور تک اس کی خوشبو مہک رہی تھی۔

علامہ حُمیدی کے چند اشعار

این قطعہ از مشاہیر نظم اوست والحق کہ بسیار نافع و مفید ست ؎

یہ قطعہ ان کی مشہور نظموں میں سے ہے اور در حقیقت بہت نافع و مفید ہے ؎

Marfat.com

قطعہ

لِقَاءُ النَّاسِ لَيْسَ يُفِيدُ شَيْئًا سِوَى الْهَذَيَانِ مِنْ قِيلٍ وَقَالِ
لوگوں کی ملاقات کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی سوائے بکواس اور نری گفت وشنید کے
فَأَقْلِلْ مِنْ لِقَاءِ النَّاسِ إِلَّا لِأَخْذِ الْعِلْمِ أَوْ إِصْلَاحِ حَالِ
پس لوگوں کی ملاقات کو کم کر، مگر تحصیلِ علم کے لئے یا اصلاحِ حال کی خاطر۔

ولہ ایضاً

یہ اشعار بھی انہی کے ہیں ؎

كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَوْلِي وَمَا صَحَّتْ بِهِ الْآثَارُ دِينِي
اللہ عزّوجل کی کتاب میرا قول ہے۔ اور احادیثِ صحیحہ میرا دین ہیں۔
وَمَا اتَّفَقَ الْجَمِيعُ عَلَيْهِ بَدْءًا وَعَوْدًا فَهُوَ عَنْ حَقٍّ مُبِينِ
اور جس چیز پر سب نے اتفاق کرلیا خواہ پہلے ہو یا بعد میں پس وہی کھلا ہوا حق ہے۔
فَدَعْ مَا صَدَّ عَنْ هٰذَا وَخُذْهَا تَكُنْ مِنْهَا عَلَى عَيْنِ الْيَقِينِ

پس توان سے باز رکھنے والی چیز کو خیر باد کہہ دے اور ان احادیث کو اپنا لے تو ان کے ذریعہ عین الیقین تک پہنچ جائے گا۔

وازین قطعۂ او معلوم می شود کہ او در فروع نیز ظاہری بود چنانچہ جماعت از احوال نویسان او نیز نوشتہ اند وگفتہ اند ظاہریتِ خود را فی الجملہ اخفا می کرد۔

ان کے اس قطعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فروعات میں بھی ظاہری تھے۔ چنانچہ ان کے سیرت نگاروں نے بھی ایسا ہی لکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ وہ اپنی ظاہریت کا فی الجملہ اخفا کرتے تھے۔

ودر نفح الطیب شیخ شہاب الدین مقری مذکور ست کہ از تصانیف اوست کتاب من ادعی الامان من اہل الایمان وکتاب تسہیل السبیل الی علم الترسیل وکتاب الامانی الصادقہ وازنظم او این چند بیت نوشتہ۔

نفح الطیب مصنّفہ شیخ شہاب الدین المقری میں مذکور ہے کہ مندرجہ ذیل کتابیں ان کی تصنیف کردہ ہیں۔ کتاب مَن ادعی الامان مِن اہل الایمان۔ کتاب تسہیل السبیل الی علم الترسیل۔ کتاب الامانی الصادقہ۔ یہ چند بیت بھی ان کے نقل کئے ہیں۔

اَلنَّاسُ نَبْتٌ وَأَرْبَابُ الْقُلُوبِ لَهُمْ رَوْضٌ وَأَهْلُ الْحَدِيثِ الْمَاءُ وَالزَّهَرُ
لوگ مثل گھاس کے ہیں اور اہل دل ان کے لئے باغ اور اہل حدیث پانی اور گھاس،

Marfat.com

فَمَنْ کَانَ قَوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ حَاکِمُہٗ　　فَلَا شُھُوْدَ لَہٗ اِلَّا الْاُلٰی ذُکِرُوْا

پس جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حکومت ہو، اس کے گواہ یہی لوگ ہیں جن کا ابھی ذکر ہوا۔

ولہ ایضًا

اِنَّ الْفَقِیْہَ حَدِیْثٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ　　عِنْدَ الْحِجَاجِ وَاِلَّا کَانَ فِی الظُّلَمِ

البتہ فقیہ ایسی حدیث ہے کہ اس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، جھگڑے اور نزاع کے وقت ورنہ تاریکیوں میں رہے۔

اِنْ تَاہَ ذُوْ مَذْھَبٍ فِیْ قَفْرِ مُشْکِلِہٖ　　لَاحَ الْحَدِیْثُ لَہٗ فِی الْوَقْتِ کَالْعَلَمِ

اگر کوئی اہل مذہب اپنی مشکل کے بیابان میں حیران ہوتا ہے۔ تو حدیث اسی وقت اس کے لئے نشان کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔

ولہ ایضًا

مَنْ لَمْ یَکُنْ لِلْعِلْمِ عِنْدَ فَنَائِہٖ　　اَرَجٌ فَاِنَّ بَقَاءَہٗ کَفَنَائِہٖ

جس شخص کی موت کے وقت اس میں علم کی مہک نہ ہو تو اس کی زندگی اس کی موت کے مرادف ہے۔

لِلْعِلْمِ یُحْیِی الْمَرْءَ طُوْلُ حَیَاتِہٖ　　فَاِذَا انْقَضَا اَحْیَاہُ حُسْنُ ثَنَائِہٖ

علم ہی انسان کو تمام عمر زندہ رکھتا ہے، جب وہ مر جاتا ہے تو اپنے ذکرِ خیر کے ذریعہ زندہ رہتا ہے۔

ولہ ایضًا

اَلِفْتُ النَّوٰی حَتّٰی اَنِسْتُ بِوَحْشَتِھَا　　وَصِرْتُ بِھٰذَا فِی الصَّبَابَۃِ مُوْلَعَا

میں جدائی کا دلدادہ اور اس کی وحشت سے مانوس ہوگیا اور میں عشق میں وحشت کی وجہ سے حریص ہوگیا۔

فَلَمْ اُحْصِ کَمْ رَافَقْتُہٗ مِنْ مُرَافِقٍ　　وَلَمْ اُحْصِ کَمْ خَیَّمْتُ فِی الْاَرْضِ مَوْضِعَا

اب مجھے نہ یہ احساس شمار کہ کتنے رفیقوں کے ساتھ میں نے رفاقت کی نہ اس کا دھیان کہ کتنے مقامات پر زمین میں خیمے لگائے

وَمِنْ بَعْدِ جَوْبِ الْاَرْضِ شَرْقًا وَمَغْرِبًا　　فَلَا بُدَّ لِیْ مِنْ اَنْ اُوَافِیْ مَصْرِعَا

لہٰذا شرقاً و غرباً زمین طے کرنے کے بعد میرے لئے ضروری ہے کہ میں کسی میدان کو پاؤں۔

الشہابُ المواعِظ والآداب
لِلقُضاعی

ودر خطبہ اش می گوید۔

الحمدُ للہ القادرِ الفردِ الحکیم الفاطرِ الصّمدِ الکریم باعثِ نبیّہٖ محمّدٍ صلی اللہ علیہ وسلّم بجوامعِ الکَلِمِ وبدائعِ الحکَمِ بَشیرًا ونذیرًا وداعیًا اِلی اللہِ باذنہٖ وسراجًا مُنیرًا صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلِہٖ الذی اَذْھَبَ عنھم الرجسَ وطَھَّرَھم تطھیرًا۔ امابعدُ۔ فَاِنَّ فِی الالفاظِ النبویّۃِ والاٰدابِ الشرعیۃِ جلاءً لِقُلوبِ العارفین وشِفاءً لادواءِ الخائفین یصدُرُھا عن المؤیدِ بالعصمۃِ والمخصوصِ بالبیانِ والحکمۃِ الذی یدعوا الی الھدٰی و یُبَصِّرُ مِن العمٰی وَلا ینطِقُ عنِ الھوٰی صلی اللہ علیہ وسلّمَ افضلَ ما صلی علیٰ احدٍ من عبادہِ الذین اصطفٰی۔

اس کتاب کا خطبہ یہ ہے۔

سب قسم کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو قدرت والا یکتا اور حکمت والا ہے جو پیدا کرنے والا بے نیاز اور کریم ہے، جس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع کلمات اور نادر حکمتوں کے ساتھ مبعوث فرمایا جو (مسلمانوں کو جنت کی) خوشخبری دینے والے اور (کافروں کو جہنّم سے) ڈرانے والے ہیں۔ جو خدا کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور چراغ روشن کرنے والے ہیں۔ ان پر اللہ کی رحمت کاملہ نازل ہو اور ان کی اولاد پر (بھی) جن سے پلیدی کو دور کرکے پاک وصاف کردیا۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد (یہ عرض ہے کہ) الفاظ نبویّہ اور آداب شرعیہ میں خداشناس لوگوں کے دلوں کی روشنی اور اس سے ڈرنے والوں کے امراض وبیماریوں کی شفا ہے کیونکہ ان کا صُدور اس ذاتِ گرامی سے ہوا ہے، جس کی عصمت کے ساتھ تائید کی گئی ہے اور وہ بیان حکمت کے ساتھ مخصوص ہے جو ہدایت کی طرف بُلاتے ہیں، اندھوں کو بینا کرتے ہیں جو اپنی خواہش سے اور اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے۔ اُن پر اللہ تعالیٰ کی بہترین رحمت ہو جس کو وہ اپنے برگزیدہ بندوں پر نازل فرماتا ہے۔

وختم آن کتاب بر باب دعا نمودہ نقل می کند۔

اس کتاب کو باب دعا پر ختم کرکے یہ دُعا نقل کرتے ہیں۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَایَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَایَخْشَعُ وَدُعَاءٍ لَایُسْمَعُ وَنَفْسٍ لَاتَشْبَعُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰؤُلَآءِ الْاَرْبَعِ ۔ اِلٰی اٰخِرِ الْبَابِ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰی تَعَوُّذَاتٍ كَثِيْرَةٍ نَافِعَةٍ۔

اے اللہ مجھے اس علم سے پناہ دے جو نافع نہ ہو، اور ایسے قلب سے جس میں خشوع نہ ہو، اور ایسی دعا سے جو قبول نہ کی جائے، اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔ اے اللہ میں تجھ سے ان چاروں چیزوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ آخر باب تک یہ باب دُعا اور بہت سے تعوذاتِ نافعہ پر مشتمل ہے۔

کنیت او ابوعبداللہ و نامش محمد بن سلامۃ بن جعفر بن علی ست قاضی القضاۃ و شافعی و فقیہ بود و در نسبت او قضاعی گویند نسبت بہ بنی قضاعہ است قاضی مصر بود و از ابوالحسن بن جہضم و از ابومسلم بن محمد بن احمد کاتب و ابومحمد بن النحاس سماع دارد حمیدی صاحب الجمع بین الصحیحین شاگرد اوست و محمد بن برکات السعدی و ابوسعد عبدالجلیل الساوی نیز از تلامذۂ اویند۔

و از تصانیف او وراء شہاب کہ نہایت مشہور ست تاریخے ست مختصر مشہور بتراجم القضاعی قریب بہ پنج جزو خواہد بود از مبدأ الخلق تا زمانِ خود بطریق اختصار در آن درج نمودہ و کتاب اخبار الشافعی و معجمہ بشیوخ خود و کتاب دستور الحکم نیز تصنیف کردہ و ابوبکر خطیب و ابونصر بن ماکولا نیز تلمذ او کردہ اند در ماہ ذی حجہ سال

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی۔ لقب قاضی القضاۃ ہے۔ شافعی المذہب فقیہ تھے۔ بنی قضاعہ کی طرف منسوب کر کے انہیں قضاعی بھی کہا جاتا ہے۔ مصر کے قاضی تھے۔ ابوالحسن بن جہضم، ابومسلم محمد بن احمد کاتب اور ابومحمد بن النحاس سے سماع رکھتے ہیں حمیدی صاحب الجمع بین الصحیحین ان کے شاگرد ہیں محمد بن برکات السعدی اور ابوسعد عبدالجلیل الساوی بھی ان کے شاگرد ہیں۔

ان کی تصنیفات میں اس مشہور کتاب الشہاب کے سوا ایک مختصر تاریخ بھی ہے جو تراجم القضاعی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب اگرچہ پانچ جزو کی ہے۔ لیکن مبدأ خلق سے اپنے زمانہ تک کا حال اختصار کے ساتھ اس میں درج کیا گیا ہے۔ کتاب اخبار الشافعی، معجم شیوخ خود اور کتاب[1] دستور الحکم بھی ان کی ہی تصانیف ہیں۔ ابوبکر خطیب اور ابونصر بن ماکولا بھی ان کے شاگرد ہیں۔ ماہ[2] ذی الحجہ ۴۵۴ھ

---

[1] کتاب دستور معالم الحکم [2] ان کی وفات ۱۶ ذیقعدہ ۴۵۴ھ میں ہوئی۔ ابن خلکان

Marfat.com

چہار صد و پنجاہ وچہار وفات یافت۔ میں بمقام مصران کا انتقال ہوا۔

کتاب الشہاب کی مدح میں اشعار

خطیب ابو حاتم عمر بن محمد بن فرج در مدح کتاب شہاب چند بیت خوب دارد نوشتہ می شود ؎

خطیب ابو حاتم عمر بن محمد فرج نے کتاب الشہاب کی مدح میں بہت اچھے شعر لکھے ہیں، جن کو یہاں لکھا جاتا ہے ؎

شُهُبُ السَّمَاءِ خِبَاؤُهَا مَسْتُوْرٌ عَنَّا اِذَا اَفَلَتْ تُوَارِی النُّوْرُ

آسمان کے ستاروں کا خیمہ ہم سے پوشیدہ ہے، وہ ڈوب جاتے ہیں تو ان کا نور چھپ جاتا ہے۔

فَافْزَعْ هُدِيْتَ اِلٰى شِهَابٍ نُوْرُهٗ مُتَأَلِّقٌ اَبَدًا لَهٗ تَبْصِيْرُ

خُدا تجھے ہدایت دے اس شہاب کی طرف پناہ حاصل کر جس کا نور ہمیشہ چمکتا ہے اور جس کے لئے ضیا ہے۔

يَشْفِيْ جَوَاهِرُهُ الْقُلُوْبَ مِنَ الْعَمٰى وَلَطَالَمَا انْشَرَحَتْ لَهُنَّ صُدُوْرُ

اس کے جواہر دلوں کو امراضِ دلی سے شفا دیتے ہیں اور بہت سی مرتبہ ان کے لئے شرح صدر ہو گیا۔

فَاِذَا اَتٰى فِيْهِ حَدِيْثُ مُحَمَّدٍ خُذْ فِى الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ يَا نِحْرِيْرُ

اس کتاب میں جب کوئی حدیث محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو اے دانشمند اُن پر درود بھیج کر۔

وَتَرَحَّمَنَّ عَلَى الْقُضَاعِيِّ الَّذِىْ جَمَعَ الشِّهَابَ فَسَعْيُهٗ مَشْكُوْرٌ

اور اس قضاعی کے لئے رحمت طلب کر، جس نے شہاب کو جمع کیا اور اس کی سعی مشکور ہوئی۔

و دیگرے نیز درہمین معنی گفتہ و مروارید صدق و راستی سفتہ ؎

انہیں معنوں میں ایک دوسرے شاعر نے بھی چند اشعار نظم کئے ہیں، چنانچہ اُنہیں بھی یہاں تحریر کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شاعر نے ان میں صدق و راستی کے موتیوں کو پرو دیا ہے ؎

كِتَابٌ عَلَى السَّبْعِ الْاَقَالِيْمِ نُوْرُهٗ هُدًى حِكَمٌ مَاثُوْرَةٌ وَبَيَانٌ

یہ وہ کتاب ہے جس کا نور ساتوں ولایتوں پر چمکتا ہے جو ہدایتوں نقل شدہ حکمتوں اور بیان پر مشتمل ہے۔

تَطْلَعُ مِنْ اُفْقِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ بِاَلْفِ حَدِيْثٍ بَعْدَهَا مِائَتَانِ

جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُفق سے طلوع ہوتی ہے جس میں بارہ ۱۲۰۰ سو حدیثیں ہیں۔

Marfat.com

اِذَا لَاحَ فِیْ جَوِّ النُّبُوَّۃِ نُوْرُہٗ اَشَارَ بِتَصْدِیْقٍ لَہُ الثَّقَلَانِ

جب میدانِ نبوت میں اس کا نور ظاہر ہوا تو جنّ وانس نے اس کی تصدیق کے لئے اشارہ کیا۔

صحیح ابن خُزیمہ

کنیت او ابو عبداللہ ونامش محمد بن اسحاق بن خزیمہ است در صحیح خود می گوید۔

اِن کی کنیت ابوبکر اور نام ونسب محمد[1] بن اسحاق بن خزیمہ (السُّلَمی النیشاپوری) ہے۔ اس میں یہ حدیث لاتے ہیں۔

حدّثنا عبدُ الوارثِ بنُ عبدِ الصمدِ بنِ عبدِ الوارثِ قال حدّثنا ابی قال حدّثنا حسین المعلّمُ عن عبدِ اللہِ بن بریدۃَ اَنَّ عبدَ اللہِ المزنِیَّ حدّثہ اَنَّ رسولَ اللہِ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ صلّٰی قبل المغرب رکعتین ثُمَّ قال صلُّوا قبل المغرب رکعتین ثمَّ قال فی الثالثۃ لمن شاءَ اَنْ یحسِبَہَا الناسُ سُنَّۃً۔

عبدالوارث بن عبدالصمد، عبدالصمد، حُسین۔ عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ان سے عبداللہ المزنی نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب سے پہلے دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر آپ نے (اور لوگوں کو) فرمایا کہ تم (بھی) مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھو۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ جس کا دل چاہے پڑھے۔ اور یہ اِس غرض سے فرمایا تھا کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ سمجھ لیں۔

کِتابُ المنتقیٰ
لابن الجارود

واین کتاب گویا مستخرج ست بر صحیح ابن خزیمہ لیکن اکتفا کردہ است بر اصول احادیث وی لہذا منتقیٰ نام کردہ۔

یہ کتاب گویا صحیح ابن خُزیمہ پر مستخرج ہے۔ چونکہ اس میں اصولِ احادیث پر اکتفا کیا ہے، اس لئے اس کا نام منتقیٰ رکھا۔

وتصنیف ابو محمد عبداللہ بن علی بن

یہ کتاب ابو محمد عبداللہ بن علی بن الجارود[2] کی

[1] ولادت ماہ صفر ۲۲۳ھ اور وفات ۲، ذیقعدہ ۳۱۱ھ [2] آپ نے ۳۰۹ھ میں وفات پائی۔

الجارود۔

درآخر منتقیٰ می گوید۔

اخبرنا محمدُ بنُ عبدِ اللہِ بنِ عبدِ الحکیمِ انَّ عبدَ اللہِ بنَ نافع حدّثھم قال حدّثنا ھشامُ بنُ عُروۃ عن زیدِ بن اسلمَ عن ابیہ انَّ مُعاویۃَ لمّا قدِمَ المدینۃَ حاجًّا جاءہٗ عبدُ اللہِ بنُ عُمرَ فقال لہ مُعاویۃُ ما حاجتُك یا ابا عبدالرحمٰن قالَ حاجتی عطاءُ المُحرَّرِین فانّی رایتُ رسُولَ اللہِ صلی اللہُ علیہ وسلّم حینَ جاءہٗ شیءٌ لم یبدأ باوّلٍ منھُم۔

تصنیف ہے۔ منتقی کے آخر میں یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم، عبداللہ بن نافع، ہشام بن عروہ، زید بن اسلم، اسلم، حضرت معاویہؓ جب سفرِ حج کرتے ہوئے مدینہ تشریف لائے حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان کے پاس آئے معاویہؓ نے پوچھا کہ اے ابوعبدالرحمٰن (یہ کنیت تھی عبداللہ بن عمر کی) کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے، انہوں نے فرمایا میری حاجت یہ ہے کہ آزاد شدہ غلاموں کو عطا میں سے حصہ دیا جائے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ کے پاس کوئی چیز آتی تو آپ سب سے پہلے انہیں دیتے تھے۔

کتاب الادبُ المفرد
لِلبُخاری

این کتاب بقدر نہ جزو ست درآخر این کتاب واقع ست۔

قال الامام الحُجّۃُ ابو عبد اللہ البخاریؒ فی بابُ لایکن بغضُك تلفًا' حدّثنا سعیدُ بنُ ابی مریمَ قال اخبرنا محمدُ بن جعفرٍ قال حدّثنا زیدُ بن اسلمَ عن ابیہ عن عُمرَ بنِ الخطابِؓ قال لایکن حُبُّك کلفًا ولا بغضُك تلفًا فقلتُ کیف ذلك قال اذا احببتَ کلِفتَ کلفَ الصبیِّ

یہ کتاب نو جزو پر مشتمل ہے، اس کے آخر میں یہ حدیث ہے۔

امام ابوعبداللہ بخاری در باب لَا یَکُنْ بُغْضُكَ تَلَفًا کہتے ہیں۔ سعید بن ابی مریم، محمد بن جعفر، زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب فرماتے ہیں، تمہارا کسی کو دوست رکھنا کلف میں داخل ہو۔ اور نہ بُغض رکھنا تلف میں۔ میں نے کہا یہ کیونکر؟ فرمایا اس طرح کہ جب کسی سے محبت کرو تو بچہ کی طرح فدا اور قربان ہو اور جب

Marfat.com

واذا ابغضت احببت لِصاحبك التّلف۔ بُغض ہو تو اس کی تباہی کا خواہش مند ہو۔

کتابُ رفع الیدین للبخاری وکتاب الجمعہ للنسائی

دراحوال این ہر دو کتاب تفصیلاً اطلاع نیست۔

اِن دونوں کتابُوں کے تفصیلی حالات کا کچھ پتہ نہیں چلا۔

کتاب عمل الیوم واللیلۃ
لِلنسائی

درین کتاب درباب فضل قرارت قل ہو اللہ احد می گوید۔

اس کتاب میں قل ہو اللہ احد کی فضیلت میں لکھا ہے۔

حدّثنا قتیبۃ بنُ سعید قال حدثنا ابوعوانۃ عن مُہاجر ابی الحسن عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کنتُ اسیرُ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع رجلا یقرأ قل یاایُّھا الکافرون حتی ختمھا فقال قد برِئ ھذا من الشرك ثُمَّ سرنا فسمع اٰخر یقرأ قل ھواللہ احد فقال اَمّا ھذا فقد غُفِرله۔

قتیبۃ بن سعید، ابوعوانہ، مہاجر ابوالحسن — اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی صحابی نے یہ فرمایا کہ میں ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپؐ نے کسی شخص کو قل یاایہا الکافرون پڑھتے ہوئے سُنا، جب اس نے اُسے ختم کرلیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ شخص شرک سے بَری ہوگیا پھر آپؐ کے ہمراہ ہم آگے چلے اور آپؐ نے کسی کو قلُ ہو اللہ احد پڑھتے ہوئے سنا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس شخص کے گناہ معاف کردیئے گئے۔

مسند حُمیدی

واین حمیدی غیر آن حمیدی ست کہ صاحب الجمع بین الصحیحین ست ومقدم

یہ وہ حُمیدی نہیں ہیں جو الجمع بین الصحیحین کے مؤلف ہیں. بلکہ ان کے زمانہ سے بہت مقدم

Marfat.com

ست بزمان بسیار ازان زیرا که از شیوخ بخاری ست و شاگرد سفیان بن عُیینہ است از فضیل بن عیاض و مسلم بن خالد نیز اخذ علم کردہ در اول مسندش می گوید۔

حدّثنا سفیانُ قال حدّثنا محمدُ بنُ علی بن الربیع السُّلمیُّ عن عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب عن جابر بن عبداللہ قال قال لی یاجابرُ آمَا علمتَ ان اللہ تعالیٰ احیا اباك وقال له تمنّ قال اُحییٰ فَاُقتلُ فی سبیل اللہ مرّۃ اُخرٰی فقال جَلّ وعلا اِنّی قضیتُ اَنّھُمْ لَا یَرْجعونَ۔

کنیت او ابوبکر و نام او عبداللہ بن الزبیر ست و او قرشی اسدی حمیدی مکی ست و او را از کبار اصحاب شافعی شمردہ اند و او خواستہ بود کہ در حلقۂ امام شافعی بنشیند لیکن ابن عبدالحکم و دیگران بروے تعصب کردہ مانع آمدند و بخاری و ذہلی و ابوزرعہ شاگردان اویند ابوحاتم درحق او گفتہ است کہ اثبتُ الناسِ فی سفیانَ بن عیینۃ الحمیدیُّ و امام احمد بن حنبل درحق او فرمودہ، الحمیدی عندنا امام۔ وفاتِ او در مکہ معظمہ سال دوصد و نوزدہ واقع شدہ۔

ہیں۔ اس لئے کہ یہ امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں۔ اور سفیان بن عیینہ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے فضیل بن عیاض اور مسلم بن خالد سے بھی علم حاصل کیا ہے۔ اس مُسند کے شروع میں یہ حدیث ہے۔

سفیان، محمد بن علی بن ربیع السلمی، عبداللہ بن محمد بن عقیل۔ جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ (رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) مجھ سے فرمایا کہ کیا تم کو معلوم بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو زندہ کر کے فرمایا کہ اپنی آرزو کو ظاہر کرو تو انہوں نے عرض کیا کہ میں زندہ کیا جاؤں اور دوبارہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔ اس پر اللہ جلّ وعلا نے فرمایا کہ میرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ مُردے دوبارہ (دنیا میں) نہ لوٹائے جائیں گے۔

اِن کی کنیت ابوبکر اور نام عبداللہ بن الزبیر ہے۔ قریشی، اسدی، حمیدی، مکّی ہیں اور کبارِ اصحابِ شافعی میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے امام شافعی کے حلقۂ درس میں بیٹھنا چاہا تھا لیکن ابن عبدالحکم اور دوسرے لوگوں نے ازراہِ تعصب انہیں روک دیا تھا۔ بخاری، ذہلی اور ابوزرعہ ان کے شاگرد ہیں۔ ابوحاتم نے ان کے بارے میں یہ کہا ہے۔ اَثْبَتُ النَّاسِ فِیْ سُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَۃَ الْحُمَیْدِیُّ۔ امام احمد بن حنبل یہ فرمایا کرتے تھے، اَلْحُمَیْدِیُّ عِنْدَنَا اِمَامٌ۔ حُمیدی ہمارے نزدیک امام ہیں۔ ۲۱۹ھ میں بمقام مکّہ معظمہ وفات پائی۔

Marfat.com

معجمِ ابنِ جُمیع

نام او محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن عبدالرحمن بن یحیی بن جمیع ست واو را صداوی غسانی گویند صاحب رحلت بود در بلاد بسیار گشته واز ابوسعید بن الاعرابی وابی العباس بن عقده وابوعبداللہ محاملی ودیگر علماء آن عصر سماع دارد ودر مکہ وبصرہ وکوفہ وبغداد ومصر ودمشق علماء بسیار را دریافتہ چنانچہ معجم او بران دلالت دارد حافظ عبدالغنی بن سعید وتمام رازی صاحب فوائد ومحمد بن علی صوری وپسر او حسن بن جمیع ودیگر مردم بسیار ازوی گرفتہ اند در سال سہ صد وپنج متولد شدہ ودر سال چہار صد ودو در ماہ رجب وفات اوست ہژدہ سال بود کہ صوم دہری شروع نمود وتا آخر عمر بدان قیام کرد وفوت نشد ابوبکر خطیب ودیگر علماء این فن او را توثیق وتعدیل نمودہ اند۔

خطیب گفتہ است کہ ھُوَ اَسنَدُ مَن بَقِیَ بِالشّامِ۔

ان کا نام ونسب یہ ہے۔ محمد[1] بن احمد بن محمد بن احمد بن عبدالرحمن بن یحییٰ بن جُمیع۔ اِن کو صَیداوی وغسّانی بھی کہتے ہیں۔ صاحبِ سفر تھے، بہت سے شہروں میں گشت کیا۔ ابوسعید بن الاعرابی، ابو العباس بن عقدہ، ابوعبداللہ المحاملی اور اس زمانہ کے دیگر علماء سے سماع کیا۔ ان کی کتاب معجم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مکہ معظمہ، بصرہ، کوفہ، بغداد، مصر اور دمشق کے اکثر علماء کی زیارت کی تھی۔ حافظ عبدالغنی بن سعید، تمّام رازی صاحب فوائد، محمد بن علی صوری، ان کے بیٹے حسن بن جمیع اور دوسرے بہت سے علماء اِن کے شاگرد ہیں۔
۳۲۵ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ رجب ۴۰۲ھ میں انتقال ہوا۔ اٹھارہ سال کی عمر سے تا وفات یہی عادت رہی کہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور شب کو افطار۔ اور اس مدّت میں کوئی روزہ فوت نہیں ہوا۔ ابوبکر خطیب اور اس فن کے دوسرے عُلماء نے ان کی توثیق وتعدیل فرمائی ہے۔

خطیب نے اِن کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔ ھُوَ اَسنَدُ مَن بَقِیَ بِالشّامِ یعنی ملکِ شام میں جو محدثین باقی ہیں، یہ ان سب میں زیادہ اور

[1] اِن کی کنیّت ابوالحسن ہے۔

Marfat.com

در معجم خود می گوید۔

حدّثنا محمدُ بنُ احمدَ بنِ محمدِ بنِ عیسیَ بنِ عمّارِ العطّارُ ببغدادَ قال حدّثنا عبدُاللہ بنُ محمدٍ قال حدّثنا سفیانُ بنُ عُیَینۃَ عن اسمٰعیلَ عن قیسِ بنِ ابی غرزۃَ قال اتانا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معشرَ التجارِ انّ بیعکم یحضرُہُ الحلفُ والکذبُ فشوبوہ بالصّدَقۃِ۔

قوی سند والے ہیں۔ ان کی معجم میں یہ حدیث ہے۔

محمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ، عبداللہ بن محمد، سفیان بن عُیَینہ، اسمٰعیل، قیس بن ابی غرزہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے تاجروں کی جماعت! تمہاری تجارت میں بار بار قسم کھانے کی نوبت آتی ہے اور جھوٹ کا بھی شبہ ہوتا ہے تو اس میں صَدَقہ کو مِلا لو۔ یعنی اس میں سے خدا کی راہ میں کچھ نکال کر اس کی مکافات کر لیا کرو۔

معجم ابن قانع

نام او وکنیت او ابوالحسین عبدالباقی بن قانع بن مرزوق بن واثق ست و او اموی ست بالولاء ساکن بغداد بود۔

ازحارث بن ابی اسامہ وابراہیم صاحب معجم حربی ومحمد بن مسلمہ واسمٰعیل بن الفضل بلخی وابراہیم بن الہیثم بلدی ودیگر مردم آن طبقہ روایت دارد ورحلت بسیار کردہ وحدیث بسیار فراہم آوردہ۔

دارقطنی وعلی بن شاذان والوالقاسم بن بشران ودیگراز دے روایت می کنند برقانی گفتہ است کہ علمائے بغداد اورا توثیق می کنند ومعتبر می شمارند ونزد

ان کی کنیت ابوالحسین اور نام ونسب۔ عبدالباقی بن قانع بن مرزوق بن واثق ہے۔ بغداد کے رہنے والے ہیں۔ وِلا، کے اعتبار سے انہیں اُموی بھی کہتے ہیں۔

حارث بن ابی اسامہ، ابراہیم صاحب معجم حربی، محمد بن مسلمہ، اسمٰعیل بن الفضل بلخی، ابراہیم بن الہیثم بلدی اور اس طبقہ کے دوسرے علماء سے روایت کرتے ہیں آپ نے بکثرت سفر کئے اور بہت سی احادیث جمع کیں۔

دارقطنی، ابوعلی بن شاذان، ابوالقاسم بن بشران اور نیز دوسرے اشخاص ان سے روایت کرتے ہیں۔ برقانی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک تو یہ ضعیف ہیں مگر علماء بغداد ان کی توثیق کرتے اور معتبر سمجھتے

من ضعیف ست ودار قطنی گفته است که حافظه خوب داشت اما خطا می کرد۔

وخطیب گفته است که در آخر عمر اور ا اختلالِ عقل و سوءِ حفظ رو داد۔

در سال دو صد و شصت و پنج ولادت او در سال سه صد و پنجاه و یک در ماهِ شوال وفات او ست در معجم خود می گوید۔

حدّثنا ابراهیم بنُ الهیثم البلدیُّ قال حدّثنا ابو صالح قال حدّثنا معاویۃ بنُ صالح عن عبدِالرحمٰن بن جُبیر عن ابیہ عن کعب بن عیاضٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لِکُلِّ اُمّةٍ فِتْنَةٌ وَفِتْنَةُ اُمَّتِیَ الْمَالُ۔

ہیں۔ دار قطنی فرماتے ہیں کہ گو ان سے کبھی کبھی بھول چوک ہو جاتی تھی مگر حافظہ خوب تھا۔

خطیب بیان کرتے ہیں کہ آخرِ زندگی میں اِن کی عقل مختل ہو گئی تھی اور حافظہ میں بھی کچھ خرابی پیش آ گئی تھی۔

۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ شوال ۳۵۱ھ میں وفات پائی۔ اپنی معجم میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

ابراہیم بن الہیثم البلدی، ابو صالح، معاویہ بن صالح، عبدالرحمٰن بن جبیر، جبیر، کعب بن عیاض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اُمّت کیلئے ایک فِتنہ ہے۔ میری اُمّت کے لئے مال کا فتنہ ہے۔

شرح معانی الآثار
لِلطحاوی

دراولِ آن کتاب می گوید۔

قال الامامُ الحافظُ ابو جعفرٍ احمدُ بن محمدِ بن سُلامةَ (الازدیُّ) الطحاویُّ سَاَلَنی بعضُ اصحابِنا مِن اهلِ العِلم اَنْ اضعَ لهم کتابًا اذکر فیه الآثارَ المأثورةَ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاحکامِ التی یتوهّمُ اهلُ الالحادِ و الضَّعَفةُ من اهلِ الاسلامِ اَنَّ بعضَها ینقضُ بعضًا لقلّةِ علمِهم بناسخِها مِن

اِس کتاب کے شروع میں یہ بیان کیا گیا ہے۔

مجھ سے میرے بعض اہلِ علم دوستوں نے فرمائش کی کہ میں ان کے لئے ایک ایسی کتاب تصنیف کروں جس میں وہ احادیث مذکور ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام کے بارے میں مروی ہیں اور جن کی نسبت ملحدین اور بعض ضعیف الاسلام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں ان کا یہ وہم محض اس وجہ سے ہے کہ انہیں ناسخ و منسوخ اور ان واجب العمل احکام

منسوخِها وما يجبُ بهِ العملُ منها لِمَا
يشهدُ له مِن الكتابِ الناطِقِ والسُّنّةِ
المجتمع عليها واَجعلُ لذلك ابوابًا اذكرُ
فی كلّ بابٍ مِنها ما فيه من الناسخ والمنسوخ
وتاويلِ العلماءِ واحتجاجِ بعضِهم علىٰ
بعضٍ واقامةِ الحجّةِ لِمَن صحّ عندی
قولُه منهم بما يصحُّ به مثلُه مِن كتابٍ
اوسُنّةٍ او اجماعٍ او تواترٍ من اقاويلِ
الصحابةِ او تابعيهِم وانّی نظرتُ فی
ذٰلك وبحثتُ عنها بحثًا شديدًا فاستخرجتُ
منها ابوابًا على النّحو الذی اُسْئَلُ و
جعلتُ ذٰلك كُتبًا ذكرتُ فی كلّ كتاب
منها جنسًا من تلك الاَجْناسِ فاوّلُ
ما ابتدأتُ بذكرہٖ من ذلك ما روی
عن رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فی
الطهاراتِ فمن ذلك باب الماءِ يقعُ
فيه النجاسةُ. حدّثنا محمدُ بنُ خُزيمةَ بنُ
راشدِ البصریُّ قال حدّثنا حجّاجُ بنُ
المنهالِ قال اخبرنا حمّادُ بن سلمةَ عن
محمدِ بنِ اسحاقَ عن عبيدِ اللهِ بنِ عبدِ الرحمٰنِ
عن ابی سعيدِ الخُدریّ انّ رسولَ اللهِ
صلى الله عليه وسلم كان يتوضّأُ مِن بيرِ
بضاعةَ فقيلَ يارسولَ الله اِنّه يُلقىٰ
فيها الجِيَفُ والمحائضُ فقال
اِنّ الماءَ لاينجسُ۔

کے متعلق بہت کم علم ہے۔ جن کی بابت کتاب اللہ ناطق ہے۔ اور متفق علیہ سنت شاہد ہے۔ مجھ سے یہ بھی خواہش ظاہر کی گئی کہ میں کتاب کو چند ابواب پر مرتب کر دوں۔ جن میں ہر باب ان تمام ناسخ و منسوخ روایتوں پر مشتمل ہو جو اس باب سے تعلق رکھتی ہیں اور اس میں علماء کی تاویلات اور ہر ایک کے استدلالات دوسرے کے مقابلے میں بیان کئے جائیں اور ان میں سے جس کسی کا قول میرے نزدیک صحیح ہو اس پر کتاب اللہ، سنت، اجماع امت اور صحابہ و تابعین کے متواتر اقوال سے حجت پیش کروں میں نے اس سلسلہ میں کافی غور کیا اور بہت کچھ چھان بین کی تو ان میں سے کچھ ابواب اسی نہج پر مرتب کئے جس کی مجھ سے خواہش کی گئی تھی۔ پھر میں نے اس کتاب کو چند کتابوں پر تقسیم کیا اور ہر کتاب میں ایک ایک جنس لایا۔ ان میں سے سب سے پہلے میں وہ روایات لایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طہارت کے بارے میں منقول ہے۔ سب سے پہلا باب پانی کے بیان میں ہے، جس میں کوئی نجاست گر جائے۔ ابوسعید خدری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بئر بضاعہ (مدینہ میں ایک کنواں ہے) کے پانی سے وضوء فرمایا کرتے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ اس میں تو مردہ جانور اور نجاست آلود کپڑے ڈالے جاتے ہیں؟ (یعنی کیا ان چیزوں کے گرنے سے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا؟) تو آپ نے فرمایا کہ یہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

Marfat.com

ف نجس اشیاء کے گرنے کے باوجود بیرِ بضاعہ کے ناپاک نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ چشمہ دار تھا۔ ایک طرف سے پانی آکر دوسری طرف نکل جاتا تھا۔ مترجم

تتمہ نسبتش این ست ہو ابن سلامۃ بن عبدالملک الازدی الحجری المصری الطحاوی نسبت او طحاوی ست از دیہات مصر۔

ان کا پورا نام و نسب یہ ہے، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ بن سلمۃ بن عبدالملک ازدی حجری مصری۔ طحا کی طرف نسبت ہے، جو مصر (صعید) کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔

از ہارون بن سعید ایلی و یونس بن عبدالاعلی و محمد بن الحکم و بحر بن نصر و جماعت کثیر از شاگردان ابن وہب سماع حدیث دارند و از وے احمد بن القاسم خشاب و ابن ابوبکر مقریٔ و طبرانی و محمد بن ابی بکر بن مطروح و دیگر محدثان روایت کردہ اند۔

ہارون بن سعید ایلی، یونس بن عبدالاعلیٰ، محمد بن عبداللہ بن الحکم اور بحر بن نصر اور ابن وہب کے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت سے حدیث کا سماع رکھتے ہیں۔ احمد بن القاسم الخشاب، ابن ابوبکر المقریٔ، طبرانی، محمد بن ابی بکر بن مطروح اور دیگر محدثین خود ان کے شاگرد ہیں، اور ان سے روایت کرتے ہیں۔

امام طحاوی اور مزنی کا واقعہ

در سال دو صد و سی و نہ پیدا شد و مرد ثقہ و فقیہ و عاقل بود در مصر ریاست حنفیہ بوی تعلق داشت در اول شافعی بود و از مزنی شاگرد امام شافعی تلمذ می کرد و در اثنائے درس مزنی اورا تعبیر ببلادت کرد و گفت کہ قسم بخدا از تو ہیچ نخواہد شد این کلمہ بروے گران آمد و صحبت مزنی را ترک کردہ بدرس ابو جعفر احمد بن ابی عمران حنفی انتقال نمود و سعی بسیار کرد تا آنکہ در فقہ مہارت پیدا کرد

۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ نہایت پرہیزگار، فقیہ اور دانشمند تھے۔ مصر میں ریاستِ حنفیہ کا سہرا انہیں کے سر تھا۔ پہلے شافعی المذہب تھے اور مُزنی کے (جو امام شافعی کے شاگرد ہیں) شاگرد تھے۔ ایک دن اثنائے درس میں مزنی نے انہیں کُند ذہن ہونے کی عار دلائی اور کہا خدا کی قسم تجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا۔ یہ کلمہ ان پر بہت گراں گزرا۔ چنانچہ مزنی کی صحبت ترک کر کے ابو جعفر احمد بن ابی عمران حنفی کے درس میں شریک ہو گئے اور تا وفات حنفی مذہب پر قائم رہے۔ حصولِ علم میں بہت جدّ و جہد کی یہاں تک

Marfat.com

ومختصرے تصنیف نمود کہ اورا مختصر طحاوی گویند وبعد از تصنیف آن مختصر می گفت کہ رَحِمَ اللّٰہُ ابا ابراہیمَ یعنی المُزنیَّ لو کان حیًّا کفَّرَ عن یمینِہٖ ۔ انتہیٰ

کاتب حروف گوید کہ این حکم بر مذہب مزنی ست نہ بر مذہب طحاوی زیرا کہ این قسم نزد حنفیہ از قسم لغو ست کہ کفارت دران واجب نمی شود بخلاف شافعیہ کہ نزد ایشان منعقدہ است ولغو آن ست کہ بے قصد بجہت اعتیاد بر زبان جاری گردد۔

وبالجملہ طحاوی ہمشیرہ زادہ مزنی بود وعوام الناس سببے دیگر در وجہ انتقال او از مذہب بیان می کند۔

بہر حال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد وبزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ واز تصانیف او وسعت علم او معلوم می شود تصنیفے دارد در اختلاف علماء وتصنیفے دیگر دارد در شروط وہمچنین در احکام القرآن وفات او غرّہ

کہ فقہ میں مہارت پیدا کی۔ اور ایک کتاب مختصر الطحاوی تصنیف کی۔ اسے تصنیف کرنے کے بعد کہا کرتے تھے کہ "ابو ابراہیم مزنی پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اگر وہ آج زندہ ہوتے تو اپنی قسم کا کفّارہ ادا کرتے۔

کاتب الحروف کہتا ہے کہ مُزنی پر اُن کے مذہب کے مطابق یہ کفّارہ آتا نہ کہ طحاوی کے مذہب کے موافق، کیونکہ احناف کے نزدیک یہ قسم لغو ہے، جس میں کفّارہ واجب نہیں ہوتا، بخلاف شوافع کے ان کے نزدیک یہ یمینِ منعقدہ ہے۔ یمین لغو وہ قسم ہے کہ بے قصد عادت کے طور پر زبان سے نکل جائے۔

طحاوی مزنی کے ہمشیرہ زاد (بھانجے) تھے۔ عام لوگ ان کے مذہب بدلنے کا دوسرا سبب بھی بیان کرتے ہیں[1]۔

بہر حال مذہب حنفی میں ان کی مفید تصانیف ہیں اور حتی الوسع اپنی مساعی جمیلہ سے مذہب کی نصرت کی۔ ان کی تصانیف سے ان کی وسعتِ علمی کا پتہ چلتا ہے۔ ان کی بعض تصانیف شروط واختلافِ عُلماء میں اور بعض احکام القرآن میں موجود ہیں۔ بیاسی (۸۲) سال کی عمر ہوئی اور ۳۲۱ھ ذی قعدہ کی چاند رات

[1] ابن خلکان نے نقل کیا ہے۔ امام طحاوی سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے ماموں کے خلاف حنفی مسلک کیوں اختیار کیا؟ امام نے جواب دیا اس لئے کہ میں اپنے ماموں (مزنی) کو اکثر حنفی مسلک کی کتابوں کا مطالعہ کرتے دیکھا کرتا تھا ــــ اس لئے میں نے بھی اس مسلک کو اختیار کیا۔

ذی القعدہ سال سہ صد وبست ویک ست ہشتاد وچند سالہ بود۔

باید دانست کہ مختصر طحاوی دلالت می کند کہ وی مجتہد منتسب بود ومحض مقلد مذہب حنفی نبود زیرا کہ دران مختصر چیزہا اختیار کردہ کہ مخالفِ مذہب ابو حنیفہ است رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولہذا آن مختصر در فقہائے این مذہب کہ محض مقلد اند چندان شیوع پیدا نکردہ وکفوی در طبقات الحنفی نوشتہ است کہ کتاب احکام القرآن او زیادہ بر بست جزوست۔ واز تصانیف او شرح جامع کبیر وشرح جامع صغیر وکتاب الشروط کبیر وکتاب الشروط صغیر وکتاب الشروط اوسط وکتاب السجلات والوصایا والفرائض وتاریخی ست مسمی بتاریخ کبیر وکتاب مناقب ابی حنیفہ وکتاب النوادر الفقیہ وکتاب نوادر الحکایات وکتاب اختلاف الروایات علی مذہب الکوفیین نیز ازوست واللہ اعلم۔

کو انتقال فرمایا۔

مختصر الطحاوی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حنفی مذہب کے محض مقلد ہی نہ تھے بلکہ مجتہد منتسب تھے۔ کیونکہ اس مختصر میں بہت سے ایسے مسائل لکھے ہیں جو حنفی مذہب کے خلاف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ فقہائے حنفیہ میں اس مختصر کا اس قدر چرچا و شہرت نہیں ہے۔ کفوی کے طبقات الحنفیہ میں لکھا ہے کہ ان کی کتاب احکام القرآن بیس اجزاء سے زائد پر مشتمل ہے۔

علاوہ ازیں شرح جامع کبیر، شرح جامع صغیر کتاب الشروط کبیر، کتاب الشروط صغیر، کتاب الشروط اوسط، کتاب السجلات، کتاب الوصایا اور کتاب الفرائض بھی ان کی تصانیف ہیں۔ ازان جملہ تاریخ میں، تاریخ کبیر، کتاب مناقبِ ابی حنیفہ۔ کتاب النوادر الفقیہ، کتاب نوادر الحکایات اور کتاب اختلاف الروایات علی مذہب الکوفیین بھی انہی کی تصانیف ہیں۔

کتابُ المائتین

لِلصّابونی

این کتاب مشتمل ست بر دو صد حدیث و دو صد حکایات و دو صد قطعہ شعر مناسب مضمون ہر حدیث آوردہ۔

ونام صابونی وکنیت او ابو عثمان

اس کتاب میں دو سو احادیث اور دو سو حکایات کے علاوہ دو سو قطعات ایسے اشعار کے ہیں جو ہر حدیث کے مضمون کے مناسب لائے ہیں۔

صابونی کی کنیت ابو عثمان اور نام ونسب یہ

اسمٰعیل بن عبد الرحمٰن بن احمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن عابد بن عامر صابونی ست واو ساکن نیشاپور بود و در وعظ و تفسیر مہارت تمام داشت در سال سہ صد و ہفتاد و سہ متولد شدہ از زاہر بن احمد سرخسی و ابی سعید عبد اللہ بن محمد رازی و ابی بکر مقری و ابی طاہر بن خزیمہ و ابی الحسین خفاف و عبد الرحمٰن بن ابی شریح و مردم آں طبقہ اخذ علم نمودہ و از وے عبد العزیز کتانی و علی بن الحسین صفرابی و ابو بکر بیہقی و دیگر خلایق بسیار روایت حدیث نمودہ اند و آخر شاگردان او ابو عبد اللہ فراوی ست۔

ہے۔ اسمٰعیل بن عبد الرحمٰن بن احمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن عابد بن عامر الصابونی۔

نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ وعظ و تفسیر میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ ۳۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔ زاہر بن احمد سرخسی، ابی سعید عبد اللہ بن محمد رازی، ابی بکر (ابن مہران) مقریٔ، ابی طاہر ابن خزیمہ، ابی الحسین خفاف، عبد الرحمٰن بن ابی شریح اور اس طبقہ کے دوسرے علماء سے علم حاصل کیا۔ عبد العزیز کتانی، علی بن الحسین (ابن مصری) صفرابی، ابو بکر بیہقی اور ان کے علاوہ بہت سی مخلوق نے ان سے روایتِ حدیث کی ہے۔ ان کے آخری شاگرد ابو عبد اللہ فراوی ہیں۔

علامہ صابونی کی وسعتِ علمی

و بیہقی در حق او چنین گفتہ است کہ اخبرنا امام المسلمین حقا و شیخ الاسلام صدقا ابو عثمان الصابونی. بعد ازاں حکایتِ دراز آوردہ۔

و علمائے عصر او ہمہ گواہی بکمال او در علم تفسیر و حفظ احادیث دادہ اند۔ ہفتاد سال متصل بوعظ اشتغال داشت و خطبہ و امامت نماز نیز در جامع نیشاپور تا بست سال وے کردہ و او را تصانیف بسیار ست۔

بیہقی ان کو امام المسلمین اور شیخ الاسلام کہتے تھے۔ چنانچہ وہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

اخبرنا امامُ المسلمین حقًّا و شیخ الاسلام صدقًا ابو عُثمانَ الصَّابونی

اس کے بعد ایک لمبی حکایت بیان کی ہے۔

علمِ تفسیر میں ان کا کمال اور علمِ حدیث میں ان کا حفظ اس زمانہ کے تمام علماء کو تسلیم تھا۔ ستر سال تک برابر وعظ و نصیحت میں مشغول رہے۔ نیشاپور کی جامع مسجد میں بیس سال تک امامت و خطابت ان ہی کے سپرد رہی۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔

ودر آن بسیار گردش کردہ خصوصاً در نیشاپور وہرات وسرخس وشام وحجاز شریف وکوہستان بسیار تلاش این علم نمودہ واو را حق تعالیٰ در دین ودنیا عزت وجاہ بکمال بخشید واو را زینت شہر نیشاپور می دانستند ونزد موافق ومخالف مقبول بود واو را بے نظیر روزگار خود می انگاشتند ومع ہذا شمشیر برہنہ بود در مقابل بدعتین ودر اعلاء سنت کوشش بسیار می فرمود ودر عبادات وطاعات نیز ضرب المثل زمان خود بود ودر شہر سلماس مدتے دراز وعظ فرمود وچون ازان شہر کوچ کرد با مردم آنجا گفت کہ من از عرصہ چند ماہ نزد شما وعظ می گفتم وہنوز در تفسیر یک آیت گزرانیدم واز متعلقات آن فارغ نہ شدم واگر تمام سال نزد شما می بودم غیر از متعلقات بیان آیت دیگر چیزے مذکور نمی کردم۔

راقم الحروف گوید از شیخ تقی الدین ابن تیمیہ خیلے بطریق تواتر وشہرت بہ ثبوت پیوستہ کہ زیادہ بر یک سال در تفسیر سورہ نوح گزرانیدہ۔ سبحان اللہ چہ وسعت درین امت محمدیہ بتصدیق قائل ربِّ زدنی علماً علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کرامت فرمودہ اند کہ عقل خیرہ می شود۔

نیشاپور، ہرات، سرخس، شام وحجاز اور کوہستان میں مدتوں سرگردانی کی اور تلاش علم میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا حق تعالیٰ نے ان کو دین و دنیا کی عزت ومنزلت میں درجۂ کمال عطا فرمایا تھا۔ نیشاپور کے تمام اشخاص انہیں اپنے شہر کی زینت سمجھتے تھے۔ موافق ومخالف سب ہی ان کو وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ غرض اپنے زمانہ میں یگانۂ روزگار سمجھے جاتے تھے۔ اہلِ بدعت کے مقابلہ کے لئے شمشیر برہنہ تھے۔ رات دن سنتِ نبوی کو زندہ کرنے کے لئے سرگرم رہتے تھے۔ عبادات و طاعات میں بھی اپنے زمانہ میں ضرب المثل تھے۔ شہر سلماس میں ایک مدت تک وعظ فرمایا۔ جب اس شہر سے کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں سے کہا کہ میں چند ماہ سے تمہارے سامنے صرف ایک ہی آیت کی تفسیر بیان کرتا رہا اور ہنوز وہ تمام نہیں ہوئی۔ اگر تمام سال رہتا تو صرف اسی ایک آیت کے متعلقات بیان کرتا رہتا اور دوسری کسی آیت کی طرف توجہ نہ کرتا۔ (اگلی آیت کا نمبر ایک سال تک نہ آتا)

راقم الحروف کہتا ہے کہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے یہ بات بطریق تواتر وشہرت نقل ہے کہ آپ نے صرف سورۂ نوح کی تفسیر میں ایک سال سے زیادہ عرصہ لگایا۔ چنانچہ ذہبی نے جو مؤرخین اسلام میں سب سے زیادہ مفسر ہیں اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

Marfat.com

وقصہ ابن تیمیہ را ذہبی کہ مفسر ترین مورخانِ اسلام است در تاریخ خود آوردہ۔

بالجملہ صابونی بوقت خود از اعاظم علمائے ربانیین بود وسبب موت او نیز دلالت برکمال او می کند نوشتہ اند کہ روزے وعظ می گفت شخصے آوردہ بدست او کتابے داد کہ مسمی ست بروس الاملار فی کشف البلار۔ چون آن کتاب را خواند ہول وخوف بر وے مستولی شد قاری وعظ را فرمود کہ این آیت افامَنَ الّذین مکرُوا السّیئاتِ ان یخسفَ اللہ بہم الارضَ الی آخرِ الآیاتِ ومناسب ہمین مضمون آیاتِ دیگر تلاوت کنانید ومردم را نیز تخویف وتحذیر شدید فرمود واین صحبت در وے تاثیر عظیم کرد ومتغیر الحال گشت ودر شکم او از ہمان وقت دردے شدید پیدا شد او را بخانہ بردند ودرد بہیچ علاج تسکین نمی یافت بگفتۂ اطباء در حمام بردند تا وقت مغرب در حمام ماند اما درد تسکین نمی یافت واز پشت بشکم از شکم بہ پشت می گردید و فریاد می کرد تا ہفت روز ہمین بود بوصیت اولاد

سبحان اللہ۔ امتِ مرحومہ کو بھی اس ذاتِ مقدّس علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کے طفیل جن کی دُعا رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (اے رب میرے علم کو اور زیادہ کر) تھی کیسی وسعتِ علمی نصیب ہوئی کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ صابونی اپنے وقت کے عظیم ترین علماء ربانیین میں سے تھے۔ خود ان کی موت کا سبب ان کی بزرگی پر کھلی دلیل ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز وعظ بیان فرما رہے تھے، ایک شخص نے اثنائے وعظ میں ایک کتاب جس کا نام "رؤس الاملار فی کشف البلار" تھا، ان کے ہاتھ میں دی۔ انہوں نے اسے پڑھا۔ پھر ان کے قلب پر ایک قسم کی دہشت اور خوف طاری ہوگیا۔ قاریٔ وعظ سے فرمایا کہ یہ آیت پڑھو۔ أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ (الیٰ آخرہ) اور اسی نوعیت کی دوسری آیات پڑھوائیں۔ حاضرین کو خدا کے قہر اور غضب سے ڈرایا۔ یہ حالت ان پر ایسی اثر انداز ہوئی کہ ان کی کیفیت دِگرگوں ہوگئی۔ اسی وقت پیٹ میں درد شروع ہوا۔ سامعین انہیں مکان پر لے گئے۔ ہرچند علاج کیا مگر درد نے ایسا بے چین بنادیا کہ کسی پہلو راحت وتسکین نہ ملتی تھی۔ اطباء کی رائے پر انہیں حمّام میں لے گئے، مغرب تک حمام میں رہے لیکن درد میں تخفیف نہ ہوئی۔ برابر لوٹتے رہے۔ غرض سات روز تک اسی تکلیف میں آہ و

و وداع اقارب واحباء و نصیحت ایشان درہمین شدت در داشتغال می نمود تا آنکہ روز جمعہ چہارم ماہ محرم سال چہار صد وچہل ونہ وفات یافت در وقت عصر نماز بروے گزاردہ مدفون ساختند۔

فریاد کرتے رہے۔ اور اسی شدت کی حالت میں اولاد رشتہ داروں اور دوستوں کو وصیت و نصیحت کرکے رخصت کرتے رہے۔ بالآخر اسی مرض میں جمعہ کے روز ۴ محرم ۴۴۹ھ میں وفات پائی۔ عصر کے وقت نمازِ جنازہ ادا کرکے دفن کردیئے گئے۔

ازمبشرات عمدہ درحق او خواب امام الحرمین ست کہ بروئیت جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام درمنام مشرف شد وقبل ازین رؤیا در مذاہب فلاسفہ ومعتزلہ واہل سنت نظر کردہ دلائل ہرطرف را باقوت دیدہ سراسیمہ وحیران گشتہ بود دران منام جناب رسالتمآب ﷺ اورا فرمودند کہ علیک باعتقاد الصابونی۔

امام الحرمین (ابو المعالی الجوینیؒ) کا خواب ان کے حق میں بہترین بشارت ہے۔ اس خواب سے پہلے امامِ مذکور نے مذاہب فلاسفہ و معتزلہ و اہلِ سنت میں غور کیا تھا۔ اور ہر طرف کے دلائل کو قوی پاکر حیران تھے کہ کس کی بات کو تسلیم کیا جائے۔ تو حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا عَلَيْكَ بِاعْتِقَادِ الصَّابُوْنِي ــ (صابونی کے عقیدہ کو اختیار کرو۔)

ابوالحسن داؤدی کا علامہ صابونی کی موت پر اظہار غم

وابوالحسن عبدالرحمٰن داؤدی کہ از عمدہ محدثان ست درمرثیہ صابونی قطعہ دارد نوشتہ می شود۔

ابوالحسن عبدالرحمٰن داؤدی نے جو عمدہ محدثین کے زمرہ میں داخل ہیں۔ حضرت صابونی کے مرثیہ میں یہ قطعہ لکھا ہے۔

قطعہ

أَوْدَى الْإِمَامُ الْحَبْرُ إِسْمٰعِيْلُ — لَهْفِيْ عَلَيْهِ لَيْسَ مِنْهُ بَدِيْلُ

اسمٰعیل، جو امام دانشمند تھے دنیا سے اٹھ گئے، مجھے سخت افسوس ہے (اب) ان کا کوئی بدل نہیں ہے۔

بَكَتِ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ يَوْمَ وَفَاتِهِ — وَبَكٰى عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَالتَّنْزِيْلُ

آسمان وزمین نے ان کی وفات پر آنسو گرائے اور وحی و تنزیل (بھی) روئی (کیونکہ اب ان کا کوئی خادم نہ رہا۔)

Marfat.com

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ الْمُنِیْرُ تَنَاوَحَا حُزْنًا عَلَیْهِ وَلِلنُّجُوْمِ عَوِیْلُ

سورج اور روشن چاند نے بھی باہم ان کے غم میں نوحہ کیا اور ستارے بھی ان کے غم میں روئے۔

وَالْاَرْضُ خَاشِعَةٌ تُبْکِیْ شَجْوُهَا وَیْلًا تُوَلْوِلُ اَیْنَ اِسْمٰعِیْلُ

اور زمین بھی غم سے ساکت تھی اور روتی تھی اور غم وافسوس کرتی ہوئی کہتی تھی کہ اسمٰعیل کہاں گئے؟

اَیْنَ الْاِمَامُ الْفَرْدُ فِیْ اَقْرَانِهٖ مَا اِنْ لَهٗ فِی الْعَالَمِیْنَ عَدِیْلُ

وہ امام اپنے ہمعصروں میں یکتا تھے، کہاں چلے گئے؟ (آہ آہ اب) عالموں میں ان کی نظیر نہیں

لَاتَخْدَعَنْكَ مُنَی الْحَیٰوةِ فَاِنَّهَا تُلْهِیْ وَتُنْسِیْ وَالْمُنٰی تَضْلِیْلُ

(اے مخاطب) تجھ کو زندگی کی آرزوئیں دھوکے میں نہ ڈالدیں، کیونکہ وہ لہو ولعب وبھول چوک میں ڈالنے والی اور گمراہ کرنے والی ہیں۔

وَتَاَهَّبَنْ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ فَالْمَوْتُ حَتْمٌ وَالْبَقَاءُ قَلِیْلُ

اور موت آنے سے پہلے ہی تیاری کرلے۔ کیونکہ موت یقینی ہے اور زندگی تھوڑی ہے۔

کِتَابُ الْمُجَالَسَة

لِلدِّیْنَوَرِیْ

کتابے ست مشہور و در کتب قدیمہ ازان نقل بسیار آمدہ ونام دینوری ابوبکر احمد بن مروان ست درآن کتاب می گوید۔

یہ مشہور کتاب ہے۔ قدیم کتابوں میں بہت سے حوالے اس کتاب سے نقل کئے گئے ہیں۔ دینوری[1] کا نام ابوبکر احمد بن مروان ہے۔ اس کتاب میں یہ حدیث لائے ہیں۔

حدّثنا اسمٰعیل بنُ اسحاقَ قالَ حدّثنا حرَمیُّ بن حفصٍ قال حدّثنا حربُ بنُ میمونَ الانصاریُّ قالَ حدّثنا

اسمٰعیل بن اسحاق، حرمی بن حفص، حرب بن میمون انصاری، نضر بن انس رضؓ. انس بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا

---

[1] آپ مسلکاً مالکی تھے۔ آپ کا سن وفات باختلاف روایت ۲۹۳ھ یا ۳۱۰ھ یا ۳۳۳ھ ہے۔

Marfat.com

النضر بن انس قال حدثنا انس بن مالك انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال خويدمك انس اشفع له يوم القيامة قال انا فاعل قال فاين اطلبك قال اطلبني اول ما تطلبني عند الصراط فان وجدتني والا فانا عند الميزان فان وجدتني والا فانا عند حوضي ولا اخطى هذه الثلثة المواضع ۔ انتهى

در این حدیث بعضے علماء را اشتباه می شود و می گویند که مرور بر صراط بعد از وزن اعمال ست و همچنین سقی از حوض نیز در محشر و موقف ست پس اول بر صراط طلب کردن و اگر در انجا نیابند باز بر حوض و میزان طلب کردن چه معنی دارد و اگر امر بالعکس می شود مناسب بود۔

راقم حروف گوید که مرور بر صراط دفعۃً جمیع امت را میسر نخواهد شد بلکه فوج فوج از موقف فارغ شده بر صراط خواهند گزشت و هنوز جمع کثیر در موقف گرفتار عطش و منتظر وزن اعمال خواهند بود و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجهت کمال شفقت تردد خواهند بود جماعۃ پیش قدماء را مرور بر صراط خواهند کنانید و چون ازین مهم فارغ خواهند شد

کہ کیا آپ اپنے اس حقیر غلام انس رض کی شفاعت فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا، کروں گا۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا کہ اول مجھ کو پل صراط پر دیکھنا، اگر تم نے مجھے وہاں پالیا تو فبہا۔ ورنہ میں میزان کے پاس ملوں گا۔ اگر تم نے وہاں مجھے پالیا تو فبہا، ورنہ میں حوض پر ہوں گا۔ بہر حال میں ان تینوں مقامات سے تجاوز نہ کروں گا۔ (یعنی ان تینوں مقامات میں سے کسی نہ کسی مقام پر ملوں گا)

اس حدیث میں بعض علماء کو اشتباہ واقع ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پل صراط پر گزرنا اعمال کے تولے جانے کے بعد ہوگا۔ اور حوض کوثر سے سیرابی بھی قبل از پل صراط ہے کیونکہ وہ موقف اور محشر میں ہوگا تو اس لحاظ سے اول پل صراط پر دیکھنا پھر وزن اعمال کی جگہ پھر حوض پر، اس کے کیا معنی؟ اگر بالعکس فرمایا جاتا تو مناسب تھا۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ درحقیقت ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ پل صراط پر تمام امت کا گزر ایک دفعہ ہی نہ ہوگا، بلکہ بدفعات ایک ایک جماعت گزاری جائے گی۔ جب ایک جماعت (گروہ) موقف و محشر اور سقی حوض سے فارغ ہو کر پل صراط پر جائے گی تو ایک جماعت موقف میں گرفتار اور مبتلا ہوگی اور کوئی جماعت حوضِ کوثر پر موجود ہوگی۔ آپ کے نائبین مثل حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے صحابہ رض خدمتِ سقایہ کو انجام دیتے ہوں گے جناب

Marfat.com

بازبرسرمیزان برائے سرانجام مہم وزن خواہند شتافت ودرہمان موقف برہول برائے تسکین عطش امت گاہ گاہ برسر حوض نیز خواہند تشریف برود درنوشانید آب بنائبان وکارپردازان خود مثل علیؓ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تقید خواہند فرمود بازبرپلصراط خواہند استاد پس تقدم مرور بعض امت راخواہد بود بروزن بعضے وسقی بعض دیگر نہ کل امت را ۔ فلااشکال ۔

وآنچہ فرمودہ اند کہ اول مرا نزدِ پلصراط طلب کن بنا برآنست کہ قبل از شروع مرور برصراط آن حضرتؐ نزد تمام امتِ خود کہ درموقف مجتمع خواہند بود وبوزن اعمال مشغول خواہند بود ومحل آن حضرتؐ ہرکس رامعلوم خواہد بود حاجت طلب وتفتیش نخواہد بود چون امت متفرق خواہند شد بعضے برصراط خواہند رسید وبعضے برسرمیزان موقوف وبعض دیگر العطش گویان برسرحوض آن وقت تلاش وطلب است پس اول برصراط طلب باید کرد کہ مقصد ازین غیبت ہمان موضع ست واگر درانجا نیابند بازبرسرمیزان باید جست واگر درانجا نباشند بازبرسرحوض باید دید واللہ اعلم بالصواب ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غایتِ شفقت اور کمالِ عنایت سے کبھی اس جماعت کے پاس تشریف لے جائیں گے جو موقف میں گرفتارِ پیاس ہے اور کبھی اس جماعت کے پاس جسے حوض پر آپ کے نائبین پانی پلاتے ہوں گے اور کبھی پل صراط پر ان متقدمین جماعتوں کا فکر واضطراب دور کرنے کے لیے تشریف لے جائیں گے جو پل صراط پر گزرنے کے لئے گئی ہیں۔ اس توجیہ سے صاف ظاہر ہے کہ بعض کا موقف اور سقایت اور مرور بعض پر مقدم ہوگا۔ اب اس حدیث میں کوئی اشکال باقی نہیں رہا۔

آپؐ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اول مجھ کو پل صراط پر دیکھنا، وہ اس بناء پر کہ پل صراط پر مُرور شروع ہونے سے پہلے آپ موقف میں ہوں گے، جہاں اعمال کا وزن ہوگا۔ آپ کی تمام امت وہاں مجتمع ہوگی، اور آپ اعمال کے وزن کرانے میں مشغول ہوں گے، اور آپ کا محل قیام سب کو معلوم ہوگا، طلب و تفتیش کی ضرورت نہ ہوگی۔ پھر جب امت متفرق ہوجائے گی، کوئی جماعت پل صراط پر پہنچے گی، کوئی میزان پر موقوف رہے گی اور کوئی حوض پر کھڑی العطش العطش کہتی ہوگی۔ تو آپؐ فرماتے ہیں کہ اول پل صراط پر طلب کرنا۔ کیوں کہ یہاں کی غیبت سے وہی موضع مقصود ہے۔ اگر اس جگہ نہ ملوں تو برسرِ میزان ڈھونڈھنا چاہیئے اور اگر اس جگہ پر بھی نہ ملوں تو حوض پر دیکھنا چاہیئے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

سلاح المؤمن

ابنُ الامام عسقلانی

تصنیف تقی الدین عسقلانی ست کہ مشہور بابن الامام ست و مقاصدِ آن کتاب از دیباچہ اش معلوم توانکرد می گوید۔

الحمدُ للہِ المنعمِ علی خلقہٖ بجمیلِ الائہٖ المحسنِ الیھم بلطیفِ رِفدہٖ وجزیلِ عطائہٖ المحقّق لمن اَمّلہ حُسنَ ظنّہٖ ورجائہٖ الذی منّ علی عبادہٖ بان فتح لھم بابہٗ وامرھم بالدّعاءِ ووعدھم بالاجابۃ ووفّق منھم شاء بلطفہٖ وحکمتہٖ للتعرّض لنفحاتِ فضلہٖ ورحمتہٖ فھداہ السبیلَ الیہ والھمہُ الطلبَ تکرّما منہ علیہ احمدُہ والحمدُ من نعمہٖ واسألہ المزیدَ من فضلہٖ وکرمہٖ واشھدُ ان لا الٰہ الّا اللہُ وحدہٗ لا شریک لہ مجیبُ الدعاءِ وکاشفُ الاسواءِ واشھدُ انّ محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ خاتمُ الانبیاءِ ومبلّغ الانباءِ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہ الاتقیاءِ

اس کتاب کے مصنف تقی الدین عسقلانی ہیں جو ابن الامام کے لقب سے مشہور ہیں۔ اس کتاب کے مقاصد اس کے دیباچہ سے معلوم ہو سکتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

ہر قسم کی تعریف اس خدا کے لئے ہے جو اپنی مخلوق کو عمدہ عمدہ نعمتیں دینے والا ہے۔ جو اپنی پاکیزہ مہربانیوں اور کثیر بخششوں سے ان پر احسان کرنے والا ہے۔ جو اُمید رکھنے والوں کی امید و خوش خیالی کو محقق اور ثابت کرنے والا ہے جس نے اپنے بندوں پر یہ احسان فرمایا کہ ان کے لئے اپنا دروازۂ (رحمت) کھولا اور ان سے کہا کہ دعا کرو اور ان سے وعدہ فرمایا کہ قبول کروں گا۔ اور ان میں سے جسے چاہا اپنے لطف و کرم کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ اس کی رحمت اور فضل کی خوشبوؤں سے مستفید ہو۔ پھر اسے اپنی طرف پہنچنے کا راستہ دکھایا اور از راہِ نوازش اس کے دل میں اس راستہ کی طلب اور جستجو کا مضمون القار فرمایا۔ میں اس کی تعریف بیان کرتا ہوں۔ اور یہ حمد بھی اس کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ اور میں اس سے اس کے بیش از بیش فضل و کرم کا طالب ہوں۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے، وہ تنہا ہے،

Marfat.com

البررة صلوٰة هی لنا فی القیامة
مُدّخرةً وسلّم تسلیمًا وشرّف و
مجّد وعظّم وکرّم - امّا بعدُ فانّ
اولیٰ ما انصرفتُ الی حفظِ عنایته
اُولی الهمَمِ واحقّ ما اهتُدِیَ
بانوارہٖ فی غیاهبِ الظلمِ وانفعَ
ما استُدِرّتُ به صُنوفُ النِّعَم
وامنعَ ما استُدِرّتُ به صُروفُ النقم
ماکان بفضلِ اللهِ تعالیٰ لابوابِ
الخیر مفتاحا وبنصرِ رسول اللهِ
صلّی الله علیه وسلم للمؤمنِ
سِلاحا وذلك التحمیدُ والثناءُ
والتمجیدُ والدُّعاءُ به امر الله
تعالیٰ فی کتابه العظیم وفیه
رغّب رسولهُ الکریم والیه
جنَح المرسلون والانبیاءُ وعلیه
عوّل الصّالحون والاولیاءُ
وانّ احسنَ ما توخّاهُ
المرءُ لدعائه فی کلّ امرٍ
وتحرّاه لکشفِ کلّ خطبٍ
مُدلهِمّ ما یحصُل به
مقصودُ الدعاءِ مع برکةِ
التأسّی والاقتداءِ لهٗ
ویکون لفظهٗ وسیلةً
لقبولها وهو ما جاء فی کتاب

اس کا کوئی شریک نہیں ہے، وہ ہی دعاؤں کو قبول کرنے والا اور برائیوں کو دور فرمانے والا ہے۔ اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور ایسے رسول ہیں، جن پر نبوّت ختم ہوگئی جو خدا تعالیٰ کی خبروں کو ہم تک پہنچاتے ہیں۔ ان پر اور ان کی اولاد واصحاب پر جو متقی اور پاک بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ رحمتِ کاملہ نازل ہوتی رہے جو ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت ہو۔ اور اللہ آپ کو بہت بہت سلام وشرف ومجد وعظمت اور کرم سے نوازے۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد (واضح ہو) بہترین وہ چیز جس کی حفاظت کے لئے ہمّت والوں نے اپنی توجّہ کی باگ اس کی طرف پھیری۔ اور جو اس کی زیادہ حقدار ہے کہ سخت تاریکیوں میں اس کے انوار سے ہدایت طلب کی جائے اور جو قسم قسم کی نعمتوں کے حصول میں زیادہ نفع بخش ہے اور جو خطرات عذاب کو زیادہ ٹال دینے والی ہے، اور جو اللہ کے فضل سے بھلائی کے دروازوں کے لئے کُنجی کا کام دیتی ہے۔ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے مؤمن کے لئے ہتھیار ہے۔ وہ تحمید وثنا وتمجید اور دعا ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ عظیم (قرآن) میں حکم فرمایا ہے اور اسی کی طرف رسول کریمؐ نے رغبت دلائی ہے اور اسی کی طرف انبیاء ومرسلین مائل ہوئے ہیں اور اسی پر صالحین واولیاء کا اعتماد ہے۔ (اور یہ بھی عرض ہے کہ) انسان جن دعاؤں کو اپنے مقاصد میں کامیابی کے لئے منتخب

اللہِ وسُنّۃِ رسولہٖ وقد انکر الائمۃُ الاعراضَ عن الادعیّۃ السُّنّیۃِ والعدول عن اکتفاءِ آثارھا السّنیّۃِ۔ الخ

کرتا ہے۔ اور ہر امرِ عظیم وسخت کے دور کرنے میں ان کی جستجو کرتا ہے، اور ان سب میں عمدہ ترین وہ ہیں جن سے دعا کا مقصود بھی حاصل ہو، پیروی واقتدار کی برکت بھی نصیب ہو۔ اور ان کے الفاظ قبولیت کا وسیلہ بنیں اور ایسی دعائیں وہ ہیں جو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آئی ہیں مسنون دعاؤں سے اعراض کرنے اور ان کے روشن آثار پر قناعت نہ کرنے کو ائمہؒ نے سخت ناپسند کیا ہے۔

نام وکنیت ونسب او ابو الفتح تقی الدین محمد بن تاج الدین محمد بن علی بن ہمام بن راجی اللہ بن سرایا بن ناصر بن داؤد العسقلانی الاصل المصری المسکن معروف بابن الامام در شعبان درسال شش صد وہفتاد وہفت متولد شدہ و وطلب علم وقرارت قرآن ونوشتن کتب حدیث وتحصیل نسخ معتبرہ واجزاء متفرقہ این علم شروع کرد واکثر تلمذ او از دمیاطی ست واز ابن الصواف نیز فوائد بسیار داشتہ واین کتاب او یعنی سلاح المؤمن مروج ومشہورست وکتب دیگر نیز دارد از انجملہ کتاب الاہتداء فی الوقف والابتداء وکتاب متشابہ القرآن در ربیع الاول سال ہفت صد وپنج وفات اوست گویند فجارۃً مُرد رحمہ اللہ از حسن قبول این کتاب

ان کی کنیت ابو الفتح اور نام ونسب یہ ہے تقی الدین محمد بن تاج الدین محمد بن علی بن ہمّام بن راجی اللہ بن سرایا بن ناصر بن داؤد۔ اصل کے اعتبار سے عسقلانی اور مسکن کے لحاظ سے مصری ہیں۔ ماہ شعبان ۶۷۷ھ میں پیدا ہوئے اول تحصیل علم اور قراءتِ قرآن سے فارغ ہوئے۔ اس کے بعد حدیث کی کتابوں کا لکھنا اور معتبر نسخوں اور متفرق اجزا سے اس علم کو حاصل کرنا شروع کیا۔ آپ نے دِمیاطی اور ابن الصواف سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔ ان کی یہ کتاب 'سلاح المؤمن' بہت مروج اور مشہور ہے۔ اس کے علاوہ ان کی اور بھی تصانیف ہیں۔ ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں۔ کتاب الاہتداء فی الوقف والابتداء، کتاب متشابہ القرآن۔ ماہ ربیع الاول ۷۴۵ھ میں انتقال فرمایا۔ مصنفؒ کے زمانۂ حیات میں کتاب کی شہرت ہوگئی تھی۔ اور یہ اس کی حسنِ قبولیت کی دلیل ہے۔ کامل ترین علماء

Marfat.com

آنست کہ در زمان مصنفش اشتہار عظیم پیدا کرد و علمائے اجلہ آنرا پسند فرمودند و ذہبی کہ از عمدہ محدثین آن زمان بود او را اختصار فرمودہ یاد گرفت و بخط خود چند نسخہ از ان نوشت و شہاب الدین فریابی نیز او را مختصر فرمودہ و این مختصر بہتر از مختصر ذہبی ست زیرا کہ مقاصدِ اصل کتاب را مستوفی ست۔

نے اس کتاب کو پسند فرمایا ہے۔ ذہبی نے جو اس زمانہ کے عمدہ محدثین میں سے تھے، اسے مختصر کر کے حفظ یاد کیا تھا اور خود اپنے خط سے اس کے چند نسخے لکھے تھے۔ شہاب الدین الغریانی نے بھی اِسے مختصر کیا ہے۔ اور یہ مختصر ذہبی کے مختصر سے بہتر ہے، کیونکہ اس میں مقاصدِ اصلیہ کا استیفار کیا گیا ہے۔

احادیث الحنفاء

للحسین بن عبدِ اللہ البزاری

یہ کتاب حسن بن عبد اللہ البزاری کی تصنیف ہے۔

فوائدِ تمّام رازی

نام رازی ابو القاسم تمام بن محمد ابی الحسین بن جعفر بن الجنید المحلی الرازی ثم الدمشقی ست و در ان کتاب می گوید۔

اخبرنا خیثمۃُ بنُ سُلیمانَ قال حدّثنا محمدُ بن عیسٰی قال حدثنا سُفیانُ بنُ عُیینۃَ قال حدثنا عبدُ اللہِ بنُ ابی بکر عن خلّاد بن السائب بن خلّاد عن ابیہ انّ رسولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم قال اَتانی جبرئیل فامرنی ان اٰمُرَ اصحابی

رازی کی کنیت ابو القاسم اور نام و نسب یہ ہے۔ تمّام بن محمد ابی الحسین بن عبد اللہ بن جعفر بن عبد اللہ بن جنید المحلی الرازی ثم الدمشقی۔ اس کتاب میں یہ حدیث لائے ہیں۔

خیثمہ بن سلیمان، محمد بن عیسٰی، ابن عیینہ، عبد اللہ بن ابی بکر، خلّاد بن السائب۔ سائب بن خلاد سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ کے وقت اپنی آوازوں کو

Marfat.com

اَنْ یرفعوا اصواتھُم بالاھلالِ۔

تولد تمّام مذکور در سال سہ صد وسی بودہ است وپدرش ابوالحسین محمد نیز از حفاظ حدیث بود واو از پدر خود روایت حدیث کرد از خیثمہ بن سلیمان طرابلسی واحمد بن خذلم قاضی وحسن بن صلت حضائری وابو میمون بن راشد ودیگر علمائے خیار اخذ این علم نمود۔

ابوالحسن میدانی وابوعلی اہوازی و عبدالعزیز بن احمد کتانی واحمد بن عبدالرحمٰن طریقی ودیگر محدثان عمدہ از وے تلمذ کردہ اند واو بعللِ حدیث آشنا بود ودر معرفت رجال مہارت تمام داشت ودر حفظِ حدیث وجمیع خیرات ومحاسن ضرب المثل زمان خود بود وفات او در سوم محرم سال چہار صد وچہاردہ اتفاق افتادہ ودر حدیث شامیین احفظ ازو نگذشتہ۔

بلند کریں۔

تمّام رازی ۳۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والدِ ماجد ابوالحسین محمد بھی حفاظِ حدیث میں سے تھے رازی ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔ آپ نے خیثمہ بن سلیمان طرابلسی، احمد بن خذلم قاضی، حسن بن صلت حضائری، ابو میمون بن راشد اور نیز دیگر برگزیدہ عالموں سے علم حدیث حاصل کیا۔

ابوالحسن میدانی، ابوعلی اہوازی، عبدالعزیز بن احمد کتانی، احمد بن عبدالرحمٰن طریقی اور دوسرے اعلیٰ محدثین ان کے شاگرد ہیں۔ رازی معرفتِ رجال میں مہارت تمام رکھتے تھے۔ حدیث کے صحت وسقم کو بیان کرنے میں مشہور تھے۔ حفظِ حدیث اور تمام خیر وحسن وخوبی کی باتوں میں اپنے زمانہ کے یگانہ اور ضرب المثل تھے۔ ۳، ماہ محرم ۴۱۴ھ میں انتقال فرمایا۔ شامیوں میں ان سے زیادہ حافظِ حدیث کوئی نہیں گزرا۔

مُسند العدنی

نامِ عدنی محمد بن یحییٰ عدنی ست۔

ان کا نام محمد بن یحییٰ عدنی ہے [1]

معجمِ دِمیاطی

ودِمیاطی بکسر دال مہملہ است و

دِمیاط کو دال کے زیر کے ساتھ پڑھو بعض

[1] پورا نام ونسب یہ ہے۔ ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن ابی عمرو عدنی۔ ۲۴۳ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

بعضے مردم بذال معجمہ خوانند لیکن اعجام خطاست چنانچہ خود دمیاطی بدان تصریح نمودہ و دمیاط نام شہریست از توابع مصر و دمیاطی صاحب سیرت مشہورست کہ ازان در اکثر کتب سیرت نقل می کنند واین معجم معجم شیوخ اوست چہار جلدست مشتمل ست بریک ہزار و سہ صد کس۔

ونام وکنیت ونسب او ابومحمد عبدالمؤمن بن خلف بن ابی الحسن دمیاطی ست۔

ومذہب شافعی داشت وتصانیفِ مفیدہ دارد ازانجملہ است سیرت او کہ پیشوائے جمیع علمائے سیرت ست در آخر سال شش صد وسیزدہ تولد او ست و در دمیاط اولا بفقہ مشغول شد و ماہر شد بعدازان طلب علمِ حدیث نمود وازابن المقیر وعلی بن المختار وابوالقاسم بن رواحہ وعیسیٰ خیاط وحافظ زکی الدین منذری و دیگر علمائے آن عصر اخذ این علم نمود ودر مصر واسکندریہ وبغداد وحلب وحماۃ و ماردین وحران ودمشق ودیگر بلادِ آن ضلع گردش کردہ ودر صدق ودیانت وحفظ واتقان سرآمد اہل زمان خود بود ودر لغت وعربیت مہارت تمام داشت وعلم نسب را نیز خوب

اشخاص ذال معجمہ سے پڑھتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے چنانچہ دمیاطی نے خود اس کی تصریح کی ہے۔ دمیاط ایک شہر کا نام ہے جو ملکِ مصر میں ہے۔ دمیاطی ایک مشہور سیرت کے مصنف ہیں۔ اکثر کتبِ سیرت میں اس سے روایات نقل کی جاتی ہیں۔ ان کی یہ معجم، معجم شیوخ ہے۔ اس کی چار جلدیں ہیں۔ اس میں ایک ہزار تین سو اشخاص کے نام درج ہیں۔

دمیاطی کی کنیت ابومحمد اور نام ونسب یہ ہے عبدالمؤمن بن خلف بن ابی الحسن دمیاطی۔

شافعی مذہب رکھتے تھے۔ بہت سی مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں سے ایک وہ سیرت ہے جو تمام علماء سیرت کے لئے پیشوا اور رہبر ہے۔ ۶۱۳ھ کے آخر میں پیدا ہوئے۔ اول دمیاط ہی میں فقہ حاصل کر کے اس میں مہارت پیدا کی اس کے بعد علم حدیث کو طلب کیا۔ ابن المقیر، علی بن مختار، ابوالقاسم بن رواحہ، عیسیٰ خیاط اور حافظ زکی الدین منذری اور اس زمانہ کے دوسرے عالموں سے اس علم کو حاصل کیا۔ مصر، اسکندریہ، بغداد، حلب، حماۃ، ماردین، حرّان، دمشق اور اس نواح کے دوسرے شہروں کی سیر وسیاحت کی صدق، دیانت اور حفظ واتقان میں اپنے زمانہ میں یکتا تھے۔ لغت وعربیت میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے۔ علمِ انساب میں بھی اچھی واقفیت تھی۔

لہ ابواحمد بھی ان کی کنیت ہے۔

Marfat.com

می شناخت و در حسن صورت ضرب المثل بود و اورا ابن الماجد می گفتند و در دمیاط مثل مشہورست کہ چون عروسی را مبالغہ در حسن کنند گویند کانہا ابن الماجد۔

واز تصانیف او کتاب الحیل و کتاب الصلوٰۃ الوسطیٰ و دیگر توالیف نافعہ است ابوالفتح بن سید الناس صاحب سیرت مشہورہ وابوالحیان وتقی الدین سبکی شاگردان اویند۔

فجارۃً وفات یافت بعد از درس حدیث اورا غشی عارض شد بخانہ برداشتہ بردند چون نیک تفحص نمودند جان دادہ بود وکان ذٰلک فی ذیقعدہ سنۃ خمس و ست مائۃ و بر جنازہ او بغایت ازدحام مردم واقع شد۔

حُسنِ صورت میں ضربُ المثل تھے۔ لوگ انہیں ابن الماجد کہتے تھے۔ دِمیاط میں مثل مشہور ہے کہ جب کِسی دلہن کے حسن میں مبالغہ کرتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کانّہا ابن الماجد۔

کتاب الحیل، کتاب الصلوٰۃ الوسطیٰ اور دیگر تالیفاتِ نافعہ وتصنیفاتِ مفیدہ کے مصنف ومؤلف ہیں۔ ابوالفتح ابن سید الناس مشہور سیرت کے مصنف ابوحیان اور تقی الدین سبکی ان کے شاگرد ہیں۔

ایک روز حدیث کے درس کے بعد ان پر غشی طاری ہوئی، اِسی حالت میں شاگرد انہیں مکان پر لے گئے، وہاں پہنچ کر غور سے دیکھا تو روح پرواز کر چکی تھی۔ عربی میں اس موت کو موتِ فجاءۃ کہتے ہیں۔ یہ واقعہ ماہ ذی قعدہ ۷۰۵ھ میں پیش آیا۔ ان کے جنازہ پر لوگوں کا بہت ہجوم تھا۔

لطیفہ

از لطائف او آنست کہ روزے در مجلسے داخل شد کہ دران مجلس حدیث می خواندند دران حدیث نام عبداللہ بن سلام واقع شدہ بود و بعضے اہل مجلس آن را بتشدید لام می خواندند کہ این بزرگ رسید فی الفور گفت سلام علیکم سلام سلام۔

باصنعانی ملاقات کردہ بود واز وے بست کتاب از مصنفات او فرا گرفتہ و

ان کی ظرافت آمیز باتوں میں سے ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک روز کسی مجلس میں تشریف لے گئے، جہاں حدیث کا مذاکرہ ہو رہا تھا۔ ایک حدیث میں عبداللہ بن سلام کا نام آیا تو بعض اہل مجلس اس کو لام پر تشدید کے ساتھ (سلّام) پڑھنے لگے آپ نے فوراً یہ کہا، سلام علیکم سلام سلام۔ قارئین اپنی غلطی پر متنبّہ ہو گئے۔

انہوں نے صنعانی سے بھی ملاقات کی تھی۔ اوران کی مصنفات میں سے بیس کتابیں ان سے

Marfat.com

سنن شافعی رابسیار درس می گفت و در مقام انصاف می فرمود کہ اکثر الفاظ این سنن مخالف روایت صحیحین ست و با وصفی کہ شافعی المذہب بود در مدح امام مالک آنچہ حق ست بجامی آورد ہ حتی کہ مردم راگمان می شد کہ این عزیز مالکی المذہب باشد

پڑھیں۔ آپ اکثر سنن شافعی کو پڑھاتے تھے۔ انصاف کے وقت یہ بھی صاف فرمایا کرتے تھے کہ اس سُنن کے اکثر الفاظ صحیحین کی روایت کے خلاف ہیں آپ اگرچہ شافعی المذہب تھے مگر امام مالک کی تعریف و توصیف اس کثرت سے کرتے تھے کہ لوگ ان کو مالکی المذہب خیال کرتے تھے۔

علامہ دمیاطی کے چند اشعار

واز منظومات او این قطعہ است

آپ کی منظومات میں سے یہ دو قطعہ ہیں۔

عِلْمُ الْحَدِیْثِ لَہٗ فَضْلٌ وَّ مَنْقَبَۃٌ
نَالَ الْعَلَاءَ بِہٖ مَنْ کَانَ مُعْتَنِیًا

علم حدیث کو فضیلت اور خوبی حاصل ہے۔ جو شخص اس میں لگا اس نے بلندی حاصل کرلی۔

مَاحَازَہٗ نَاقِصٌ اِلَّا وَ کَمَّلَہٗ
اَوْحَازَہٗ عَاطِلٌ اِلَّا بِہٖ حَلِیًا

کوئی ایسا ناقص نہیں جو اس کو حاصل کرکے کمال تک نہ پہنچا ہو، کوئی زیور فضیلت سے خالی نہیں جو اس کے سبب سے زیورِ کمال سے آراستہ نہ ہوا ہو۔

و این قطعہ است۔

وَمَا الْعِلْمُ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ وَّسُنَّۃٍ
وَمَا الْجَھْلُ اِلَّا فِیْ کَلَامٍ وَّ مَنْطِقٍ

نہیں ہے علم مگر کتاب وسنت میں۔ اور نہیں ہے جہل مگر علم کلام اور منطق میں۔

وَمَا الْخَیْرُ اِلَّا فِیْ سُکُوْتٍ بِحِسْبَۃٍ
وَمَا الشَّرُّ اِلَّا فِیْ کَلَامٍ وَّ مَنْطِقٍ

اور نہیں ہے بھلائی مگر اس سکوت میں جو طالب ثواب کے لئے ہو۔ اور نہیں ہے بُرائی مگر گفتگو اور بولنے میں۔

راقم الحروف گوید کلام و منطق در بیت اول بمعنی ہر دو علم مشہور ست و در بیت ثانی بمعنی لغوی۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ (دوسرے قطعہ کے) شعرِ اول میں منطق اور کلام سے وہی دونوں علم مراد ہیں جو مشہور ہیں اور شعرِ دوم میں یہ دونوں لفظ لغوی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

علامہ دمیاطی کی طرف سے علم منطق کی مذمت

ودمیاطی را در ذم منطق مبالغہ تمام ست خصوصاً چون در مصر در زمان او شیوع این علم بسیار شد او در مقابلہ آن مردم ہجو شدید اختیار می نمود۔

چیزے از کلام او درین باب برائے تفنن طبع سامع نقل می افتد۔

وعن الامر المنکر علیھم والنُکْر
المعروف لدیھم تدرُّسھم لعلم
الفضول وتشاغلھم بالمعقول
عن المنقول فی اکبابھم علی علم
المنطق واعتقادھم ان مَن
لا یُحسنہ لا یُحسن ان ینطق فلیت
شعری قرأہُ الشافعیُّ ومالکٌ
او ھو اضاء لابی حنیفۃ المسالک
او ھل علمہ احمدُ بن حنبل
او کان الثوری علی تعلمہ قد اقبل
وھل استعان بہ ایاس فی ذکائہ
او بلغ بہ عمرٌو ما بلغ من دھائہ
او تمرس بہ قس وسحبانُ ولولاہ
لما افصح بہ احدُھما ولا ابان
اتری عقول القوم کلیلۃ اذلم تشحذ
علی سُنّۃ افتری فطنتھم علیلۃ

دمیاطی عموماً منطق کی مذمت میں بہت شد ومد سے کام لیتے تھے مگر خصوصیت کے ساتھ جب مصر میں اس علم کا چرچا بہت ہو گیا تو انہوں نے بھی لوگوں کے مقابلہ میں اس علم کی ہجو سخت تر کر دی۔

چنانچہ ان کے کلام کا کچھ حصہ سامعین کی دلچسپی کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔

وہ نازیبا اور ناشائستہ بات جو ان میں شہرت پکڑ چکی ہے یہ ہے کہ وہ فضول علم (منطق وفلسفہ) کے پڑھنے پڑھانے میں لگے رہتے ہیں۔ اور علم منقول کو چھوڑ کر علم معقول (منطق) میں مشغول رہتے ہیں۔ گویا اسی میں کھوئے رہتے ہیں۔ اور اعتقاد یہ رکھتے ہیں کہ جو اس علم کو اچھی طرح نہیں جانتا وہ خوش اسلوبی سے گفتگو نہیں کر سکتا۔ پس ان کی عقلوں پر تعجب ہے۔ (کیا کوئی مجھے بتا سکتا ہے کہ) امام شافعی اور امام مالک نے بھی اس کو پڑھا تھا؟ کیا امام ابو حنیفہ کے لئے اسی نے راستے روشن کئے تھے؟ کیا امام احمد بن حنبل نے بھی اس کی تعلیم حاصل کی تھی؟ کیا سفیان ثوری نے اس کے پڑھنے کی طرف توجہ کی تھی؟ کیا ایاس (بن معاویہ) نے اپنی ذکاوت میں اس سے مدد لی تھی؟ یا عمرو (بن العاص) کو ذہانت وسیاست سے جو کچھ حصہ ملا تھا کیا وہ بھی اس کی وجہ سے ہی اس مرتبہ کو پہنچے تھے؟ کیا قس اور سحبان (وائل) نے اس کے

Marfat.com

اذ لم تکرم فی اجنّتہ کلاّ ھی
اشرف من ان تقید فی سجنہ
واشف من ان یستحوذ علیھا
طارقُ جنّہ باللہ لقد اغرق
القومُ فیما لا یعنیھم واظھروا
الافتقارَ الی ما لا یُغنیھم
بل یتبعھم مع السامات و
یعنّیھم والشیطانُ یعدھم
ویُمنّیھم اَمّا انہ اَحادُ من
اھل العلمِ ینظرُون فیہ غیرَ
مجاھرین ویطالعونہ لامتظاھرین
لانّ اقلّ اٰفاتہ ان یکون شغل
بما لا یعنی الانسان واظھار
تحوّج الی ما اغنی عنہ الربُّ المنّان
واَمّا ھٰؤلاء فقد جعلوہ من
اکبر المھمّات واتخذوہ عِدّۃ
للثوابت والمسلّمات فھُمْ
یکثرون فیہ الایضاع وینفق
کل واحد منھم فی تحصیلہ العمر
المضاع وَیُحِھم اَما سمعُوا قولَ
داعیَ الھدیٰ لمن امّہ حین
رأی عمر قد کتب التوراۃ فی
لوح وضمہ فغضب وقال
للحافظ الراعی لو کان موسیٰ حیّا
ما وسعہ الا اتّباعی فلم یُوسعہ

حصول میں کچھ زمانہ لگایا تھا کہ اگر وہ یہ علم حاصل نہ کرتے تو فصاحت و ذہانت ظاہر نہ کر سکتے تھے چونکہ قوم نے اس کی سان پر اپنی عقلوں کو تیز نہیں کیا تو کیا تم ان کو کند (ذہن) پاتے ہو۔ چونکہ انہوں نے اس (منطق) کے باغات کی سیر نہیں کی تو کیا تم ان (کی فطانت) کو علیل پاتے ہو؟ ہرگز نہیں، وہ اس سے بزرگ تر ہیں کہ اس کے قید خانہ میں محبوس ہوں، وہ اس سے بلند تر ہیں کہ دَل بادَل ان کو ڈھانپ لے۔ بخدا یہ لوگ محض بیکار باتوں میں مستغرق ہیں۔ اور فضول امور کی طرف اپنی احتیاج ظاہر کرتے ہیں بلکہ مصائب وتکالیف کو جھیلتے ہوئے بھی اس کا اتباع کرتے ہیں۔ شیطان ان سے وعدے کرتا رہتا ہے اور انہیں امّیدیں دلاتا ہے البتہ بعض اہل علم اس کا مطالعہ کرتے ہیں مگر نام ونمود کے لئے نہیں، اس میں غور وخوض کرتے ہیں مگر دکھاوے اور گھمنڈ کے طور نہیں کیونکہ اس علم میں کم سے کم یہ آفت ہے کہ انسان بے سود باتوں کی طرف متوجہ رہتا ہے اور ایسی چیز کی طرف دستِ حاجت بڑھاتا ہے جس سے خدائے کریم نے اس کو مُستغنی کیا ہے۔ لیکن وہ لوگ، (جو منطقی ہیں) انہوں نے اس کو اکبر مہمات (اہم ترین امور) میں شمار کر لیا ہے اور ثابت شدہ اور مسلمہ امور کے لئے اسے معیار قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اس میں بہت دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اس کی تحصیل میں عمر ضائع و برباد کر دیتا ہے۔ افسوس ہے ان پر۔ کیا انہوں نے ہدایت کے داعی (رسول اللہ

عُذرًا فی کتاب الذی جاء به موسیٰ نُورًا فمَا ظنّك بمَا وضعهٗ المُتخبّطُون فی ظلام الشكّ وافتروا فیه کِذبًا و زُورًا فیا لله للعقولِ الخرفةِ غرقتْ فی بحارِ ضلالِ الفلسفة ۔ الخ

صلی اللہ علیہ وسلم) کا قول نہیں سُنا، جب انہوں نے عمرِ فاروق رضؓ کو دیکھا کہ وہ تورات کی تختیوں پر لکھ کر اپنے پاس محفوظ کئے ہوئے ہیں تو آپؐ ناراض ہوئے اور نصیحت کو محفوظ اور اس کی نگہداشت کرنے والے (حضرت عمرؓ) سے فرمایا (یاد رکھو) اگر موسیٰؑ (میرے زمانہ میں) زندہ ہوتے (جن پر تورات نازل کی گئی تھی)، تو ان کے لئے بھی اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ میری اتباع کریں (اب تم خیال کرو کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰؑ کی اس کتاب کے بارے میں جو سراسر نور ہی نور تھی، عمرؓ کو عذر خواہی کی وسعت نہ دی تو پھر تمہاری رائے ایک ایسے فن کی نسبت کیا ہونی چاہیئے جسے شک کی تاریکیوں میں ٹھوکریں کھانے والوں نے گھڑ لیا ہو اور جسے جھوٹ اور سراسر بناوٹ کی شکل دے دی ہو، پس حسرت ہے ان نافرمان عقلوں پر جو فلسفہ کے گمراہ کن سمندر میں ڈوب چکی ہے۔

وازتصانیف او اربعین متباینة الاسناد ست ومختصر این اربعین ست که اورا اربعین صغریٰ گویند واربعین موافقات عوالی ست واربعین تساعیات الاسناد الابدال ست وهرگاه از تصنیف این اربعین فارغ شد این چند بیت نظم کرد۔

دمیاطی کی تصانیف میں چند اربعین بھی ہیں. اربعین[1] متباینۃ الاسناد، اربعین[2] صغریٰ اور یہ پہلی اربعین کا مختصر ہے۔ اربعین[3] موافقات عوالی اربعین[4] تساعیات الاسناد الابدال۔ جب آپ اس اربعین کی تالیف سے فارغ ہوئے تو یہ چند بیت نظم کئے ۔

خُذْهَا اَحَادِیْثَ ابْدَالًا مُصَحَّحَةً   وَافَتْ تَسَاعِیَةَ الْاِسْنَادِ فِی الْعَدَدِ

توان احادیث کو جو ابدال[1] اور صحیح ہیں یاد کرلے، جن کی اسناد شمار میں تساعی ہیں۔

فِیْ اَوَّلِ وَقْعَةٍ فِیْهِ مُرَافَقَةً   لِاَحْمَدَ بْنِ شُعَیْبٍ قَائِلِ السَّدَدِ

اس کی پہلی میں نسائی سے مرافقت ہے، جو درست بات کے کہنے والے تھے۔

---

۱ اصطلاحِ محدثین میں ابدال کے یہ معنی ہیں کہ کوئی راوی اپنے سلسلۂ اسناد کو محدث مصنف کے شیخ الشیخ تک پہنچا دے۔ مثلاً بخاری قتیبہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ مالک سے اور کوئی دوسرا راوی اپنے دوسرے سلسلۂ اسناد کو قلتِ عدد کے ساتھ مالک تک پہنچا دے۔

وَتِلْوُہٗ وَرَدَتْ فِیْہِ مُصَافَحَۃٌ لِمُسْلِمٍ حَافِظِ الْاَلْفَاظِ وَالسَّنَدِ

اوراس کے بعد کی حدیث میں مصافحت[1] وارد ہوئی ہے، امام مسلم سے جو الفاظ وسند کے حافظ ہیں۔

وَمِثْلُہٗ بَعْدَ عِشْرِیْنَ مُوَافَقَۃٌ لِلتِّرْمِذِیِّ اَبِیْ عِیْسٰی حِمَاہُ رَبِّہٖ

اوراسی طرح بیسویں حدیث کے بعد موافقت[2] امام ابو عیسیٰ ترمذی سے ہے، جن کی حفاظت میں تو بھی آجا۔

وازتصانیف اوصد حدیث دیگر ست کہ اورامائۃ تساعیۃ فی الموافقات و ابدال العلیۃ گویند ونیزازتصانیف او تساعیات مطلقہ است واربعین جلیہ فی احکام النبویہ ست واربعین دیگر ست درجہاد ومجالس بغدادیہ ومجالس دمشقیہ وکشف المغطیٰ فی تبیین الصلوٰۃ الوسطیٰ ست و کتاب فضل صوم ستۃ من شوال وکتاب فضل الخیل وکتاب التسلی والاغتباط بثواب من تقدم من الافراط وکتاب الذکر والتسبیح اعقاب الصلوٰۃ وکتاب ذکرازواج النبی واولادہ واسلافہ وغیرازین مذکورات نیزتصانیف بسیاردارد۔

ان کی ایک اور تصنیف بھی جو سو احادیث کا ذخیرہ ہے، جو ’مائۃ تساعیۃ فی الموافقات وابدال العلیۃ‘ کے نام سے مشہور ہے۔ تساعیات مطلقہ، اربعین جلیہ فی الاحکام النبویۃ اور ایک دُوسری اربعین بھی جو جہاد کے بارے میں ہے، ان کی تالیف کردہ ہیں۔ مجالس بغدادیہ، مجالس دمشقیہ، کشف المغطیٰ فی تبیین الصلوٰۃ الوسطیٰ، کتاب فضل صوم ستۃ من شوال، کتاب فضل الخیل، کتاب التسلی و الاغتباط بثواب من تقدم من الافراط، کتاب الذکر والتسبیح اعقاب الصلوٰۃ، کتاب ذکر ازواج النبی واولادہ واسلافہ۔ اوران کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔

---

[1] مصافحت یہ ہے کہ راوی کی اسناد محدث مصنف کے شاگرد کے مساوی ہوجائے اس عدد میں جواس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہے، مثلاً اگر محدث مصنف کے شاگرد کے اسناد سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پانچ عدد ہیں تواس کے بھی پانچ ہی عدد ہوں۔

[2] محدث مصنف کی موافقت کے یہ معنی ہیں کہ کوئی راوی اپنے سلسلہ کو مع قلت عدد کے اس کے شیخ تک ملادے مثلاً بخاری کے شیخ قتیبہ ہیں اور قتیبہ کے شیخ مالک ہیں پس اگر کوئی راوی اپنی روایت کا سلسلہ قلتِ عدد کے ساتھ قتیبہ تک پہنچادے تواس کو بخاری سے موافقت ہوگئی۔

Marfat.com

کرامات الاولیاء
للخلّال

نام ونسب او ابومحمد حسن بن محمد بن حسن بن علی بغدادی ست در سال سنہ صد و پنجاہ و دو متولد شدہ واز ابوبکر وراق وابوبکر بن شاذان وطبقہ ایشان علم حدیث فراگرفتہ خطیب بغدادی وابوالحسین بن طیوری وجعفر بن احمد سراج وعلی بن عبدالواحد دینوری ودیگر محدثان عمدہ ازوے روایت دارند ونزد ہمگنان ثقہ ومعتبر بود ودر حفظِ حدیث سرآمد ابنائے روزگار خود اورا مسندلیست بر صحیحین لیکن باتمام نرسیدہ درجمادی الاولی سنہ چہار صد وسی ونہ وفات او ست. حافظ ذہبی در تاریخ خود می گوید.

اخبرنا جعفرُ بنُ منیر قال حدّثنا الحافظ احمدُ بن مُحمدٍ یعنی السلفیّ قال حدّثنا ابوسعیدٍ محمدُ بنُ عبدِ الملکِ بنِ اسدٍ قال اخبرنا ابومحمد الخلّال قال حدثنی علی بن احمد السرخسیُّ الحافظُ من حفظہٖ قال حدثنا عبدُ اللہ بنُ عثمانَ الواسطیُّ قال سمعتُ اباالقاسم بنَ ایوب بنِ محمدٍ خطیبَنا بواسطۃٍ یقول سمعتُ اباعثمانَ

خلال کا نام ونسب یہ ہے ۔ ابومحمد حسن بن محمد بن حسن بن علی بغدادی ۔ ۳۵۲ھ میں پیدا ہوئے ابوبکر وراق ، ابوبکر بن شاذان اور اسی طبقہ کے دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا ۔ خطیب بغدادی ، ابوالحسین ابن الطیوری ، جعفر بن احمد سرّاج ، علی بن عبدالواحد دینوری اور دوسرے کامل ترین محدثین خود ان سے روایت کرتے ہیں ۔ تمام محدثین کے نزدیک ثقہ ، معتبر اور حفظِ حدیث میں اپنے زمانہ کے سردار ہیں ۔ صحیحین پر ان کی ایک مسند ہے لیکن وہ ناتمام ہے ۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۳۹ھ میں وفات پائی ۔

حافظ ذہبی نے اپنی تاریخ میں ان کے واسطہ سے یہ روایت کی ہے ۔

جعفر بن منیر ، احمد بن محمد السلفی ، ابوسعید محمد بن عبدالملک ، ابومحمد الخلال ، علی بن احمد السرخسی الحافظ ، عبداللہ بن عثمان الواسطی ، ابوالقاسم بن ایوب بن محمد ، ابوعثمان المازنی ، سیبویہ ، خلیل بن احمد ، ذر بن عبداللہ الہمدانی ، حارث ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دُنیا میں بھلائی کرنیوالے ہیں ، وہی آخرت میں بھلائی کرنے والوں میں شمار ہوں گے ۔ اور جو کوئی دُنیا میں برائی

Marfat.com

المازنیؒ یقول حدثنا سیبویہ عن الخلیل بن احمد عن ذرؒ بن عبد اللہ الھمدانی عن الحارث عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھلُ المعروفِ فی الدُّنیا اھلُ المعروفِ فی الآخرۃ واھلُ المُنکرِ فی الدُّنیا ھم اھل المنکر فی الآخِرۃ۔

کرنے والے ہیں، وہی آخرت میں بھی برائی کرنے والوں میں شمار ہوں گے۔

جزء ابن نجید

اویکی از اوتاد زمن و شیخ صوفیہ در وقت خود بود در زہد و عبادت طاق و در علو اسناد در خراسان مشہور و مشارالیہ آفاق در اول این جزو می گوید۔

حدثنا ابو مسلم ابراھیم بن عبد اللہ الکجیُّ قال حدثنا ابو عاصم الضحاکُ بن مخلدِ النُّبیل عنِ الاوزاعی قال حدثنی قرۃُ بن عبدِ الرحمٰنِ عنِ ابنِ شھابٍ عن ابی سلمۃَ عن ابی ھُریرۃَ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال اللہ تعالیٰ احبُّ عبادی الیَّ اعجلھم فطرًا

نام ونسبش ابو عمرو اسمٰعیل بن نجید بن احمد بن یوسف بن خالد سلمی نیشاپوری ست شیخ عصر خود بود در تصوف و عبادات و معاملہ از آباء و اجداد خود مال بسیار میراث گرفتہ بود ہمہ را در راہِ خدا بر علماء و مشائخ خرچ فرمودہ صحبت جنید و ابو عثمان حیری و دیگر بزرگان دریافتہ واز ابراھیم بن ابی

ابن نجید اپنے زمانہ کے اوتاد، اپنے وقت کے صوفیاء کرام کے شیخ اور زہد و عبادت میں یکتا تھے، خراسان میں بلندیٔ اسناد میں مشار الیہ اور مشہورِ آفاق تھے۔اس جزء کے شروع میں اس طرح بیان کیا ہے۔

ابو مسلم ابراہیم بن عبد اللہ الکجی، ابو عاصم الضحاک بن مخلد النبیل، اوزاعی، قرۃ بن عبد الرحمٰن، ابن شہاب، ابو سلمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کو وہ شخص زیادہ محبوب ہے، جو اپنے روزہ کو (وقت پر) افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

ابن نجید کا نام و نسب یہ ہے۔ ابو عمرو اسمٰعیل بن نجید بن احمد بن یوسف خالد سلمی نیشاپوری۔

تصوف، عبادات اور معاملات میں اپنے زمانہ کے شیخ تھے۔ اپنے باپ دادا سے میراث میں بہت مال پایا تھا، جو سب کا سب خدا کی راہ میں اور علماء و مشائخ پر صرف کر دیا۔ انہوں نے (شیخ) جنید اور ابو عثمان حیری اور دیگر بزرگوں کی صحبت پائی تھی۔ ابراہیم

Marfat.com

طالب وعبداللہ بن احمد بن حنبل ومحمد بن ایوب رازی وابومسلم کجی حدیث فراگرفتہ نواسہ او ابوعبدالرحمٰن سلمی کہ شیخ الصوفیہ ست وابوعبداللہ حاکم ودیگر بزرگانِ عمدہ ازوے اخذ فیض باطن و ظاہر نمودہ اند واورا در عصر خود از اوتاد وابدال می دانستند نود وسہ سالہ بود کہ در سال سہ صد وشصت وپنج وفات یافت

بن ابی طالب، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن ایوب رازی اور ابومسلم کجّی سے حدیث کا فیض حاصل کیا ان کے نواسے ابوعبدالرحمٰن سلمی (جو صوفیاء کے شیخ ہیں) اور ابوعبداللہ حاکم اور دوسرے چیدہ بزرگوں نے خود ان سے حدیث پڑھ کر ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا۔ ان کے زمانہ کے لوگ ان کو ابدال جانتے تھے۔ ترانوے ۹۳ سال کی عمر پائی اور ۳۶۵ھ میں انتقال ہوا۔

علّامہ ابن نجُید کی خدمات اور ان کے عدمِ اظہار پر اصرار

واز مناقب جلیلہ او آنست کہ شیخ او ابوعثمان حیری را مصرفے ضروری در بعضے سرحد ثغور جہاد برائے اعانت مجاہدین در پیش آمد ہر چند سعی وتلاش نمود از ابنائے وقت ہیچ حاصل نہ شد روزی در عین مجلس بحسرت آنکہ این عمل خیر از دست او می رود تنگدل شد وگریہ آغاز نہاد ابوعمرو بن نجید چون حال برین منوال دید دو کیسہ پر از دو ہزار درم در خلوت شیخ از خانہ خود آورد در پائے شیخ انداخت شیخ خوشحال شد وبر سر مجلس بہ حضورِ مردم این عمل خیرِ اورا اظہار فرمود وگفت کہ یاران خوش وقت باشند کہ ابوعمرو از طرف ہمہ شما این بار برداشت من امید دارم کہ در برابر این عملِ او مراتب

ان کے مناقب جلیلہ میں یہ واقعہ عجیب و غریب ہے کہ ایک دفعہ ان کے شیخ ابوعثمان حیری کو بعض سرحدوں کے جہاد میں مجاہدین کی خدمت کے لئے کچھ خرچ کی ضرورت پیش آئی۔ شیخ نے لوگوں سے وصولی کی بہت کچھ کوشش کی مگر جب کچھ نتیجہ نہ نکلا تو ایک روز عین مجلس میں اس غرض سے آئے کہ شاید یہ عملِ خیر اُن (ابن نجید) کے ہاتھوں انجام کو پہنچے۔ شیخ نے نہایت حسرت سے گریہ وزاری کرتے ہوئے اس ضرورت کو بیان کیا۔ ابن نجید نے اپنے شیخ کا یہ حال دیکھا تو دو ہزار درم کی تھیلیاں اپنے مکان سے لاکر شیخ کے قدموں میں ڈال دیں۔ شیخ بہت خوش ہوئے اور بر سر مجلس تمام لوگوں کے روبرو اس عملِ خیر کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اے دوستو! خوش ہو جاؤ ابوعمرو نے تم سب کی طرف سے اس بار کو برداشت کر لیا۔ مجھے امید ہے کہ اس عمل کے بدلہ میں

Marfat.com

عالیہ قرب الٰہی باو دہند ابن نجید دران مجلس حاضر بود دید کہ عمل من ظاہر شد بے محابا برخاست وگفت ای حضرت شیخ من این مال از مادر خود دزدیدہ آوردہ بودم حالا او رضا نمی دہد پس این در راہ خدا چہ قسم مقبول خواہد شد امیدوارم کہ آن ہمہ مال برمن رد فرمائید کہ مادر خود را برسانم وازین گناہ وارہم شیخ بمجرد شنیدن این قصہ مال را برو بازگردانید واو برداشتہ برد چون ہنگام شب شد و مردم از نزد شیخ متفرق شدند آن ہمہ مال را باز آورد نزد شیخ عرض کرد کہ این را پوشیدہ بمستحقان برساند وہرگز نام من نہ برد شیخ ابوعثمان را گریہ مستولی شد و فرمود کہ آفرین باد برہمت تو۔

قرب الٰہی میں انہیں مراتب عالیہ نصیب ہوں گے ابن نجید بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے یہ خیال کر کے کہ میرا عمل لوگوں پر ظاہر ہو گیا ہے، بے تابانہ اٹھ کر یہ عرض کیا کہ اے حضرت! اے میرے شیخ! میں اپنی والدہ کا یہ مال اٹھا لایا تھا اب انہیں خبر ہوئی تو وہ اس کے دینے میں رضامندی ظاہر نہیں کرتیں تو یہ مال خدا کی راہ میں کس طرح مقبول ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ آپ یہ مال مجھے واپس کر دینگے تاکہ میں اپنی والدہ کے سپرد کر دوں اور اس گناہ سے چھٹکارا پاؤں۔ شیخ نے یہ حقیقت سنتے ہی وہ تمام مال اسی وقت واپس کر دیا اور وہ اسے اٹھا کر لے گئے۔ جب رات ہوئی اور حاضرینِ مجلس شیخ سے جدا ہو گئے تو ابن نجید اس مال کو لائے اور شیخ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ اسے پوشیدہ طور پر مستحقین کو عنایت فرمائیے، میرا نام کبھی بھی ہرگز ظاہر نہ کیجئے۔ شیخ ابوعثمان پر حالتِ گریہ طاری ہو گئی اور فرمایا کہ تیری ہمت پر صد آفرین۔

علامہ ابن نجید کے چند ملفوظات

واز کلام ابن نجید ست کہ گفتہ است ہر حالے کہ بر سالک وارد شود اگرچہ حال بزرگ باشد چون نتیجہ علم نباشد ضرر او بر صاحب حال بیشتر از نفع او می باشد۔

و مرا گفتہ است کہ صفائی مقام عبودیت وقتی دست میدہد کہ افعال خود را

ابن نجید کے ملفوظات میں سے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا، سالک پر جو حال وارد ہو گو وہ بُرا نہ ہو مگر جب وہ نتیجہ میں علم کو مفید نہ ہو تو اس کا ضرر اس کے نفع سے زیادہ ہوتا ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ مقام عبودیت اس وقت نصیب ہوتا ہے جب سالک اپنے افعال کو ریاء اور اپنے

Marfat.com

همه ریا و اقوال خود را همه دعوی انگارد۔

تمام اقوال کو محض دعوٰی سمجھے۔

ونیز گفته است که چون شخص را زوال جاه خود نزد خلق آسان شود اعراض او از دنیا و اہل آن سہل گردد۔

یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کو مخلوق کے سامنے اپنا زوالِ جاہ شاق نہ ہو تو اس کے لئے دنیا اور اہلِ دنیا کو ترک کر دینا آسان ہو جاتا ہے۔

وشیخ او ابوعثمان حیری درحق او گفته که مرا در محبت این جوان مردم ملامت می کنند ونمی دانند که بر طریقه من غیر از وے نخواہد بود و اوست که بعد از من خلیفه من خواہد بود۔

شیخ ابوعثمان حیری ابن نجید کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ لوگ اس جوان کی محبت میں مجھے ملامت کرتے ہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ میرے طریق پر اس کے سوا اور کوئی نہیں چلے گا اور میرے مرنے کے بعد یہی شخص میرا خلیفہ ہو گا۔

جزء الفیل
لابی عمرو بن السماکؒ

درحدیث عائشه فی فضل ابی بکر و الزبیر که اول آن جزو ست می گوید۔

حضرت عائشہ رضؓ کی حدیث میں جو ابوبکر رضؓ اور زبیر رضؓ کی فضیلت میں ہے اور جو اس کتاب کا ابتدائی جزء ہے، یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

حدثنا احمد بن عبد الجبار العطاردیؒ الکوفیؒ قال حدثنا ابومعاویۃ عن هشام بن عروۃ عن ابیه عن عائشة قالت یا ابن اختی کان ابواكِ یعنی ابابکر والزبیر من الذین استجابوا لِلّٰهِ والرّسول من بعد ما اصابهم القرحُ قالت لما انصرف المشرکون من احُد واصاب النبیّ

احمد بن عبد الجبار الکوفی، ابومعاویہ، ہشام بن عروہ، عروہ۔ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ اے بھانجے میرے! تمہارے باپ یعنی ابوبکر اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ۔ (پھر یہ بھی) فرمایا، (اصل واقعہ یہ ہے کہ) جب مشرکین اُحد سے لوٹے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اصحاب کو وہ

۱؎ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا، بعد اس کے کہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ ما اصابھم خاف ان یرجعوا من ینتدب لھولآء فی خبائھم حتی یعلموا اَنَّ بنا قوۃ قالت فانتدب ابوبکر والزبیر فی سبعین فخرجوا فی آثار القوم فسمعوا بھم فانصرفوا قالت فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل قالت لم یلقوا عدوًّا۔

تکلیف پہنچی جو پہنچنی تھی (یعنی ظاہری شکست) اور آپ کو یہ خوف ہوا کہ شاید کفار پھر پلٹ کر آرہے ہیں (یعنی جب آپ کو کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ کفار کا باہم مشورہ ہوا ہے کہ مسلمان بھاگ تو گئے ہیں اور ان میں ضعف آگیا ہے، ایک حملہ اس شدت سے اور کرو کہ ان کا استیصال اور قلع قمع ہو جائے) تو آپ نے فرمایا کہ کون ہے جو میرا حکم بجا لائے اور ان کے خیموں میں گھس پڑے تاکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ (ہنوز) ہم میں قوت ہے۔ تو ابوبکرؓ اور زبیرؓ نے آپ کا حکم قبول کیا اور ستر آدمیوں کے ساتھ قوم کے پیچھے نکل کھڑے ہوئے۔ جب کفار کو یہ معلوم ہوا تو وہ لوٹ گئے پھر حضرت عائشہ نے یہ آیت پڑھی۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْھُمْ سُوْٓءٌ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ۔ اور یہ بھی کہا کہ ان دونوں نے دشمن کو نہ پایا۔

نام ونسب او ابوعمرو عثمان بن احمد بن یزید بغدادی دقاق ست معروف بود بابن سماک از محمد بن عبید اللہ مناوی وحنبل بن اسحاق وحسن بن مکرم ویحیی بن ابی طالب ودیگر اجلۂ این فن تحصیل علم حدیث نمودہ وازوے حاکم وابن مندہ وابن القطان وابوعلی بن شاذان ودیگر کبرا این قوم اخذ نمودہ اند خطیب گفتہ است کہ من از ابن رزقویہ شنیدم کہ می گفت۔ خذ من البازیّ الابیض ابوعمرو

ابن السماک کی کنیت ابوعمرو اور نام ونسب یہ ہے۔ عثمان بن احمد بن یزید بغدادی دقّاق۔ ابن السماک کے ساتھ معروف ہیں۔ انہوں نے محمد بن عبید اللہ المناوی، حنبل بن اسحاق، حسن بن مکرم، یحییٰ بن ابی طالب اور اس فن کے دوسرے بزرگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ اور خود ان سے حاکم، ابن مندہ ابن القطان، ابوعلی بن شاذان اور دوسرے بزرگ روایت کرتے ہیں۔ خطیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن رزقویہ سے یہ سنا ہے۔ خُذ من البازیّ الابیض ابوعمرو بن السمّاک (سفید باز ابوعمرو بن سماک سے

لہ پھر اللہ کے فضل اور احسان سے چلے آئے (اور) ان کو کچھ بُرائی نہ پہنچی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی انہوں نے پیروی کی اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔

بن سماک. در ربیع الاول سن چہل و چہار وسہ صد وفات یافت واز خانہ تا مدفن او ہمراہ جنازہ اش پنجاہ ہزار کس مشایعت نمود

علم حاصل کرو) ماہ ربیع الاول ۳۴۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ ان کے مکان سے قبرستان تک ان کے جنازہ کے ساتھ پچاس ہزار آدمی تھے۔

جزء فضائل اہل البیت

ابو الحسن بزاز

تصنیف ابوالحسن علی بن معروف البزاز ست در آخر کتاب در حدیث البر والصلة می گوید.

یہ کتاب ابوالحسن علی بن معروف بزاز کی تصنیف ہے۔ آخر کتاب میں باب حدیث البرّ والصلة کے ذیل میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

حدّثنا ابو اسحاقَ ابراهیمُ بنُ عبدِالصمدِ بنِ موسیٰ بنِ محمدِ بنِ ابراهیمَ بنِ محمّدِ بنِ علیّ بنِ عبدِ الله بنِ عباسٍ قال حدّثنی ابی قال حدّثنی محمدُ بنُ ابراهیمَ الامامُ عن عبدِ الصمدِ بنِ علیّ بن عبدِ اللهِ بن عباسٍ قال حدثنی ابی عن جدّی عبدِ اللهِ قال قال النبیُّ صلّی الله علیه وسلّم انه کان فی بنی اسرائیلَ مَلِکانِ اخوانِ علی مدینتین وکان احدهما بارًّا برحمه عادلًا فی رعیته وکان الاٰخرُ عاقًّا لرحمه جابرًا علی رعیته وکان فی عصرهما نبیٌّ فاوحی الله الی ذلك النبیِّ انه قد بقی مِن عمرِ هذا البارِّ ثلٰث سنین ومن عمرِ هذا العاقِ ثلٰثونَ سَنة فاخبرَ ذلك النبیُّ رعیّة

حضرت عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو بھائی دو شہروں کے بادشاہ تھے۔ ان میں سے ایک تو اپنے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی (بھلائی) اور اپنی رعایا کے ساتھ انصاف کرتا تھا۔ اور دوسرا قطع رحمی سے پیش آتا تھا اور اپنی رعیت پر ظلم کرتا تھا۔ ان کے زمانہ میں ایک نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان (نبی) پر وحی نازل فرمائی کہ اس نیک بخت بادشاہ کی عمر کے صرف تین سال باقی رہ گئے اور اس نافرمان کی عمر کے تیس ۳۰ سال باقی ہیں۔ نبی نے اس امر کی اطلاع دونوں بادشاہوں کی رعیت کو دے دی۔ تو اس عادل کی رعایا کو (بھی) اس کا غم ہوا اور اس ظالم کی رعایا (بھی) غمگین ہوئی۔ دونوں کی رعیّت نے بچوں کو ماؤں سے جدا کر دیا اور کھانا پینا ترک کر کے صحرا میں جا کر دعا کرنے لگے کہ خدا اس جابر کے پنجہ سے نجات دے اور عادل کا زمانہ دیر تک قائم رہے (تاکہ رعایا کو چین نصیب ہو)

Marfat.com

هذا ورعية هذا فاحزن ذلك رعية العادل واحزن ذلك رعية الجابر قال ففرّقوا بين الاطفال والامهات وتركوا الطعامَ والشرابَ وخرجوا الى الصحراء يدعون الله عزوجل ان يمتعهم بالعادل ويزيل عنهم امر الجابر فاقاموا ثلثا فاوحى الله عزوجل الى ذلك النبي ان اخبر عبادی انّی قد رحمتُهم فاجبتُ دعائهم فجعلت ما بقی من عمر هذا البار لذلك الجابر وما بقی من عمر ذلك الجابر لهذا البار قال فرجعوا الى بيوتهم ومات الجابر لتمام ثلث سنين وبقى العادل فيهم ثلثين سنة ثم تلا رسول الله صلى الله صلى الله عليه وسلم وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ ط اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ۔

اسی طرح تین۳ دن دعائیں گزارے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پر یہ وحی نازل فرمائی کہ میرے بندوں کو اس کی خبر کردو کہ میں نے ان پر رحم کیا اور ان کی دُعا قبول کی۔ اور میں نے اس عادِل کی عمر میں سے جو کچھ باقی رہا تھا وہ تو اس ظالم کو دے دیا اور اس ظالم کی عمر میں سے جو کچھ باقی رہا تھا وہ اس نیک بخت کو عطا کر دیا۔ (یہ سن کر) لوگ خوشی خوشی گھروں کو واپس ہوئے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ) وہ ظالم تو تین سال بعد ہی مرگیا اور وہ عادل تیس سال تک زندہ رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) اور نہ عمر پاتا ہے کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر، مگر لکھا ہے کتاب میں۔ بے شک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ (یعنی جس کی جتنی عمر ہے لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے)

وابن علی بن معروف استاذ علی بن الفرار ست کہ از عمدۂ محدثین ست. وشاگرد ابراہیم بن عبد الصمد الہاشمی چنانچہ درین مسند گزشت. وخطیب گفتہ است کہ شاگرد وے محمد بن الباغندی وابوالقاسم بغوی وقاضی محاملی ومن از وے بیک واسطہ روایات بسیار دارم۔

یہ علی بن معروف، علی بن الفرّار کے (جو عمدۂ محدثین میں سے ہیں) استاد ہیں۔ اور ابراہیم بن عبد الصمد ہاشمی کے شاگرد ہیں، جیسا کہ گزشتہ حدیث کے اسناد میں بیان ہوا خطیب کہتے ہیں کہ "محمد بن الباغندی، ابوالقاسم بغوی اور قاضی محاملی بھی ان کے شاگرد ہیں، اور میں ایک واسطہ سے ان سے روایتیں لاتا ہوں۔"

صاحب تصانیفِ مفیدہ است سال وفات او معلوم نیست لیکن

ابوالحسن نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کی وفات کا سال تو معلوم نہیں، البتہ

ابن التوزی ازوے درسنہ سہ صد و ہشتاد وپنج سماع حدیث نمودہ پس تا آن سال باقی بود وفات او بعد ازان ست۔

اس قدر معلوم ہے کہ ۳۸۵ھ تک زندہ رہے۔ کیونکہ ابن التوزی نے ان سے اسی سال حدیث کا سماع کیا ہے۔ گویا اس سن کے بعد کسی سال وفات ہوئی۔

اربعین شحّامی

چہل حدیث ست کہ در آخر آن انشادات وحکایات نیز آوردہ ونام شحّامی ابو منصور عبد الخالق بن زاہر الشحامی ست در دیباچہ اش می گوید۔

الحمد للہ رب العالمین علی آلائہ حمد اکما ینبغی لکرم وجھہ وعز جلالہ والصلوٰۃ والسلام علی المفضّل علی جمیع خلقہ محمد وآلہ الطیبین وصحبہ الطاہرین من بعدہ۔ وبعدُ فقد سلف منی جمع اربعین حدیثا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اربعین شیخا من مشائخی الذین ادرکتھم وسمعت منھم ورجوت بذلک الدخول فی زمرۃ الذین ورد فیھم الخبر المشھور عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ اربعین

اس کتاب میں چالیس حدیثیں ہیں، جن کے آخر میں اشعار وحکایات بھی بیان کی گئی ہیں شحّامی کا نام ونسب یہ ہے۔ ابو منصور عبد الخالق بن زاہر بن طاہر الشحامی۔ اس کتاب کے دیباچہ میں یہ خطبہ ہے۔

ہر قسم کی نعمتوں پر تمام محامد کا مستحق وہی خدا ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔ میں اس کی کامل حمد کرتا ہوں جو اس بزرگ ذات اور اس کی عزت جلال کے شایان ہے۔ درود وسلام اس ذات پر نازل ہوتا ہے جس کو تمام مخلوق پر فضیلت دی گئی ہے جن کا نام محمدؐ ہے اور ان کے بعد آپ کی پاک اولاد اور آپ کے پاکباز صحابہ پر۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد (یہ عرض ہے کہ) میں اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس حدیثیں اپنے شیوخ میں سے ان چالیس شیوخ سے جن کی صحبت میں نے پائی اور جن سے میں نے سماع حدیث کیا، جمع کر چکا تھا، اس جمع کرنے سے میں نے یہ امید کی کہ میں ان لوگوں کے زمرہ میں داخل ہو جاؤں

۱؎ نیشاپور میں شوال ۵۵۰ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

حدیثاً من امتی الخ فاستحکمت بی داعیة ان اُخرج من مسموعاتی اربعین حدیثا عن اربعین شیخا من مشائخی عن اربعین نفرا من الصحابة الاکرمین واتیمّن بالبدایة بالعشرة المشهودِ لهم بالجنةِ فیجتمع لها مع شرف المتن شرف السّند جعَل الله تعالیٰ سعیا خالصًا لوجهه واملانا من نوالِ برکاته بفضله وسعة جُوده.

الحدیث الاوّل

اخبرنا جدّی ابوعبدِ الرحمٰن طاهر بن محمدٍ المستملی قال اخبرنا ابو سعید محمدُ بنُ موسیٰ بنِ الفضلِ الصیرفی قال حدّثنا محمدُ بنُ یعقوبَ بنِ یوسفَ الاصمّ قال حدّثنا ابوالدرداء هاشمُ بن محمد الانصاریُّ ببیتِ المقدّسِ قال حدثنا عتبةُ بنُ السکنِ یکنّی اباسلیمان الفزاریّ الحمصیّ قال حدثنا الضحاک بن ابی حمزة عن ابی نصر عن ابی رجاء العطاردیّ عن عمران بن حصین عن عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اغتسل یوم الجمعة مُحیت ذنوبه وخطایاه.

جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشہور حدیث وارد ہوئی ہے. مَن حَفِظ اربعین حدیثا مِن اُمّتی الخ میرے دل میں اس کا پختہ ارادہ پیدا ہوا کہ میں اپنی سنی ہوئی حدیثوں میں سے صرف ان چالیس حدیثوں کی تخریج کروں جن کو میرے استادوں میں سے چالیس استادوں نے چالیس صحابۂ کرام سے نقل کیا ہو. اور ان میں بھی میں تبرّکاً عشرۂ مبشرہ بالجنۃ (یعنی وہ دس صحابہ جن کو دنیا میں جنت کی بشارت دیدی گئی تھی) سے ابتداء کروں تاکہ شرفِ متن کے ساتھ ساتھ شرفِ سند کا فخر بھی حاصل ہو جائے. اللہ تعالیٰ ہماری کوشش کو خالص اپنی ذات کے لئے کرے اور اپنے فضل و کشادہ بخشش کے باعث ہم کو برکتوں کی بخششوں سے بھر دے.

اس کی پہلی حدیث اس طرح بیان کی ہے.

طاہر بن محمد المستملی، ابوسعید محمد بن موسیٰ بن الفضل الصیرفی، محمد بن یعقوب بن یوسف الاصم، ابوالدرداء، ہاشم بن محمد، عتبۃ بن السکن، ابوسلیمان الفزاری الحمصی، ضحاک بن ابی حمزہ ابونصر، ابورجاء العطاردی، عمران بن حصین. حضرت ابوبکر صدیق رضؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کردی جائیں گی. پھر اگر وہ نماز جمعہ کے لئے چلے گا تو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر بیس ۲۰ سال کا عمل لکھ دے گا. اور جب نماز بھی پوری ہو جائے تو دو سو سال کے عمل کے برابر اس کو اجر دیا جائے گا.

فاذا راح کتب اللہ لہ بکل قدمٍ عملَ عشرینَ سنۃ فاذا قُضیت الصلوٰۃ اُجیزَ بعملِ مائتی سَنۃٍ۔

جنید اور ایک لونڈی کا واقعہ

وقال فی الانشادات۔ پھر انشادات میں اس طرح بیان کیا ہے۔

اخبرنا ابوالحَسَن علیُّ بنُ محمدِ بنِ احمد المؤذنُ قال اخبرنا ابوعبداللہ محمدُ بنُ عبدِ اللہِ بنِ باکویہ قال اخبرنا نصربن ابی نصرقال اخبرنا جعفرُبنُ نصیرقال سمعتُ الجنیدَ یقولُ حججتُ علی الوحدۃِ فجاورتُ بمکۃ فکنتُ اذا جنّ اللیلُ دخلتُ المطاف فاذا بجاریۃٍ تطوفُ فتقولُ ؎

ابوالحسن علی بن محمد بن احمد المؤذن، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن باکویہ، نصر بن ابی نصر، جعفر بن نصیر فرماتے ہیں کہ میں نے جنیدؒ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں اکیلا حج کو گیا اور مکہ میں مقیم ہوگیا۔ جب رات تاریک ہوتی تو میں مطاف میں داخل ہوتا تھا۔ (اور وہاں طواف کرنے میں مشغول ہوتا۔ ایک روز میں گیا تو میں نے ایک لونڈی کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ طواف کر رہی ہے اور یہ اشعار اس کی زبان پر ہیں ؎

اَبَی الْحُبُّ اَنْ یَّخْفٰی وَکَمْ قَدْ کَتَمْتُہٗ ۔۔۔ فَاَصْبَحَ عِنْدِیْ قَدْ اَنَاخَ[1] وَطَنَّبَا[2]

ہر چند میں نے چھپانا چاہا مگر محبت نے مخفی رہنے سے انکار کر دیا اور اب اس نے اندر جگہ کرلی اور خیمہ گاڑ دیا۔

اِذَا اشْتَدَّ شَوْقِیْ ھَامَ قَلْبِیْ بِذِکْرِہٖ ۔۔۔ فَاِنْ رُمْتُ قُرْبًا مِنْ حَبِیْبِیْ تَقَرَّبَا

جب میرا شوق شدت پکڑتا ہے تو میرا دل اس (محبوب) کے ذکر سے حیران و سراسیمہ ہو جاتا ہے۔
جب اپنے محبوب سے قرب کی خواہش ہوتی ہے تو اس کا ذکر قریب ہو جاتا ہے۔

وَیَبْدُوْ فَاُفْنِیْ ثُمَّ اُحْیٰی لَہٗ بِہٖ ۔۔۔ وَیُسْعِدُنِیْ حَتّٰی اَلَذَّ وَاَطْرَبَا

اور وہ ظاہر ہوتا ہے تو کبھی اس کے لئے زندہ کی جاتی ہوں اور کبھی مردہ۔ اور وہ میری مدد کرتا ہے یہاں تک کہ میں لذت پاتی ہوں اور خوش ہوتی ہوں۔

قال قلتُ لہا یا جاریۃ اما تتّقینَ اللہَ فی مثلِ ھذا المکانِ تتکلّمینَ

(جنید کہتے ہیں) میں نے اس لونڈی سے کہا کہ اے جاریہ کیا اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی اس (متبرک)

---

[1] اونٹ بٹھایا [2] خیمہ کو تاننا، مراد اقامت۔

Marfat.com

بھٰذا الکلامِ فالتفتتْ الیَّ وقالت لی۔ یاجُنیدُ ! مقام میں یہ باتیں کرتی ہے؟ تو اس نے میری طرف دیکھ کر کہا، اے جنید !

لَوْلَا التُّقیٰ شَرَدَنِی اَھْجُرُ طِیْبَ الْوَسَنِ
اگر تقویٰ مانع نہ آتا، تو میں عمدہ خواب کو چھوڑ دیتی۔

اِنَّ التُّقیٰ شَرَّدَنِیْ کَمَا تَرٰی عَنْ وَطَنِیْ
بیشک تقویٰ ہی نے مجھے میرے وطن سے نکالا، چنانچہ تو دیکھ رہا ہے۔

اَفِرُّ مِنْ وَجْدِیْ بِہٖ فَحُبُّہٗ تَیَمَّنِیْ
میں بوجہ تقویٰ اپنے عشق سے کنارہ کش ہوں حالانکہ اسکی محبت نے مجھے دیوانہ کردیا۔

ثُمَّ قالت تطوفُ بالبیتِ ام بربِّ البیتِ فقلتُ اَطوفُ بالبیت فرفعتْ راْسھا الی السماءِ وقالت سُبحانکَ سُبحانکَ ما اعظمَ مشیّتُکَ فی خلقِکَ خلقٌ کالاحجارِ ثُمّ انشأتْ تقولُ ؎ پھر اس نے کہا تو بیت (کعبہ) کا طواف کرتا ہے یا ربِّ بیت (خدا) کا؟ میں نے کہا کہ میں بیت اللہ کا طواف کرتا ہوں۔ تو اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور استعجاب کے ساتھ کہنے لگی، اے اللہ) تو پاک ہے، تو پاک ہے۔ تیری مشیت اور ارادہ مخلوق میں کس قدر عظیم ہے کہ تو نے پتھر جیسی مخلوق کو پیدا کیا۔ پھر یہ اشعار پڑھنے شروع کئے ؎

یَطُوْفُوْنَ بِالْاَحْجَارِ یَبْغُوْنَ قُرْبَۃً اِلَیْکَ وَھُمْ اَقْسٰی قُلُوْبًا مِنَ الصَّخْرِ
وہ پتھروں کا طواف کر کے تیری قربت کو طلب کرتے ہیں، حالانکہ ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہیں۔

وَتَاھُوْا فَلَمْ یَدْرُوْا مِنَ التِّیْہِ مَنْ ھُمْ وَحَلُّوْا مَحَلَّ الْقُرْبِ فِیْ بَاطِنِ الْفِکْرِ
وہ حیران وسرگشتہ ہوئے اور سرگشتگی کی وجہ سے ان کو یہ پتہ نہ رہا کہ وہ کون ہیں۔ اور اپنے خیال میں وہ منازل قربت میں اترے۔

فَلَوْ اَخْلَصُوْا فِی الْوُدِّ غَابَتْ صِفَاتُھُمْ وَقَامَتْ صِفَاتُ الْوُدِّ لِلْحَقِّ بِالذِّکْرِ
اگر وہ دوستی میں خالص ہوتے تو ان کی یہ صفات ان سے غائب ہوجاتیں اور ذکر کی وجہ سے خدا کی محبت کے آثار ان پر طاری ہوجاتے۔

قال الجُنیدُ فغشیَ علیَّ مِن قولِھا فلمّا اَفقتُ لم اَرَھا۔ جنید فرماتے ہیں کہ اس کے اس قول سے مجھ پر بیہوشی طاری ہوگئی اور جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اُسے وہاں نہ پایا۔

Marfat.com

الامتناع بالاربعین المتبانیہ بشرط السماع

ابن حجر عسقلانی

تصنیف شیخ ابن حجر ست عسقلانی کہ از چہل شیخ روایت آنہا نمودہ وسند ہر شیخ منتہی بصحابی علیحدہ است پس روایت آنہا از صحابہ نیز چہل کس اند و از جملہ آنہا عشرۂ مبشرہ اند وبعد از روایت حدیث شعرے مناسب آن نیز انشاء می نماید چنانچہ بعد روایت این حدیث دوم،

یہ کتاب[1] شیخ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ ان چالیس احادیث کا مجموعہ ہے جنہیں وہ اپنے چالیس شیوخ سے نقل کرتے ہیں اور ہر شیخ کی سند علیحدہ علیحدہ صحابی تک منتہی ہوتی ہے۔ گویا صحابہ میں سے بھی چالیس شخص ان کے راوی ہوئے۔ ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ روایت حدیث کے بعد کوئی شعر بھی ضرور لکھتے ہیں۔ چنانچہ ان چالیس حدیثوں میں سے دوسری حدیث یہ ہے۔

اَنَّ النَّاسَ لَمْ یُؤْتَوْا شَیْئًا بَعْدَ کَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ مِثْلَ الْعَافِیَةِ۔

یعنی لوگوں کو کلمۂ اخلاص کے بعد عافیت اور صحت سے بڑھ کر (قابلِ قدر) کوئی چیز عطا نہیں کی گئی

واین حدیثِ دوم ست از ان چہل حدیث، این قطعہ را انشاء نمودہ ؎

اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے ؎

اَمْرَانِ لَمْ یُؤْتَ اِمْرُءٌ عَاقِلٌ ۔ مِثْلَهُمَا فِیْ دَارِنَا الْفَانِیَةِ

دو چیزیں ایسی ہیں کہ کسی عاقل کو اس دارِ فانی میں ان کے مثل کوئی چیز نہیں دی گئی۔

مَنْ یَّسَّرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ ۔ شَہَادَةَ الْاِخْلَاصِ وَالْعَافِیَةِ

جس کو اللہ تعالیٰ شہادتِ اخلاص یعنی کلمۂ طیبہ نصیب کرے اور اسے صحت و عافیت بھی نصیب ہو۔

وبعد از حدیث سوم کہ

تیسری حدیث یہ ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ،

یعنی اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

ست این قطعہ نوشتہ ؎

اور اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے ؎

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ۔ فِیْ کُلِّ اَمْرٍ اَمْکَنَتْ فُرْصَتُہٗ

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے ہر اس کام میں جس کے کرنے کا وقت ملے

---

[1] اس کتاب میں 'فتح الباری شرح بخاری' کے بیان میں آپ کے مختصر حالات زندگی درج ہیں۔

Marfat.com

فَانْوِ خَیْرًا وَّافْعَلِ الْخَیْرَ وَاِنْ   لَمْ تُطِقْهُ اَجْزَءَتْ نِیَّتُہٗ

نیت اچھی کرو اور کام بھی اچھا، اگر اچھے کام کی توفیق نہ مل سکے تو اچھی نیت ہی کافی ہے۔

وبعد حدیث چہارم کہ۔ چوتھی حدیث یہ ہے۔

مَا مِنِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُہٗ صَلٰوۃٌ مَّکْتُوْبَۃٌ فَیُحْسِنُ طُھُوْرَھَا وَرُکُوْعَھَا وَخُشُوْعَھَا

نہیں ہے کوئی مسلمان آدمی سوائے اس کے کہ اس کو فرض نماز کا وقت ملے اور وہ اچھی طرح وضو کرے اور رکوع وخشوع بھی اچھی طرح ادا کرے۔

ست این قطعہ انشا کردہ۔ اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے۔

اَحْسِنِ التَّطْھِیْرَ وَاخْشَعْ قَانِتًا   مُطْمَئِنًّا فِیْ جَمِیْعِ الرَّکَعَاتِ

اچھی طرح وضو کرو اور نماز کی تمام رکعتوں میں خموشی واطمینان سے خشوع وخضوع کرنا چاہیئے۔

فَھُوَ کَفَّارَۃٌ مَا قَدَّمْتَہٗ   مِنْ صَغِیْرِ الذَّنْبِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ[1]

پس یہ (وضو) پچھلے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیا کرتی ہیں۔

وبعد از حدیث پنجم کہ۔ پانچویں حدیث کے بعد جو

نَھٰی عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا

کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت

ست میگوید ؎ ہے، یہ قطعہ درج ہے ؎

اِذَا رُمْتَ تَشْرَبُ فَاقْعُدْ تَفُزْ   تَشَبُّہُ صَفْوَۃَ[2] اَھْلِ الْحِجَازِ

جب پانی پینے کا ارادہ کرے تو بیٹھ جا، تاکہ اہل عرب کے برگزیدہ سے مشابہت نصیب ہو۔

وَقَدْ صَحَّحُوْا شُرْبَہٗ قَائِمًا   وَلٰکِنَّہٗ لِبَیَانِ الْجَوَازِ

(محدثین نے) نبی کریم ﷺ کے کھڑے ہو کر پانی پینے کو بھی صحیح ثابت کیا ہے لیکن یہ عمل صرف بیان جواز کیلئے تھا۔

وبعد از حدیث ششم کہ حدیث ضمام بن ثعلبہ ست این قطعہ است ؎

چھٹی حدیث کے بعد جس کے راوی ضمام بن ثعلبہ ہیں یہ قطعہ درج ہے ؎

وَاظِبْ عَلَی السُّنَنِ الصَّحِیْحَۃِ تَکْتَسِبْ   اَجْرًا وَیَرْضَی اللّٰہُ عَنْکَ وَتَرْبَحْ

احادیث صحیحہ پر ہمیشہ عمل پیرا رہ تجھ کو اس کے عوض اجر حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوگا اور تو اس سے نفع بھی اٹھائے گا۔

---

[1] اِنَّ الْحَسَنَاتِ اشارہ ہے آیۂ شریفہ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ کی طرف۔

[2] مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

فَاِنِ اقْتَصَرْتَ عَلَى الْفَرَائِضِ فَلْيَكُنْ مِنْ غَيْرِ زُهْدٍ فِي النَّوَافِلِ تُفْلِحُ

اگر تو فرائض پر اکتفا کرے تب بھی فلاح کو پہنچے گا، بشرطیکہ نوافل سے اعراض وانکار نہ کرے۔

وبعد از حدیث ہفتم کہ حدیث بشارت عشرہ است بجنت می گوید ؎

ساتویں حدیث کے بعد جس میں دس صحابیوں کو دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے، یہ قطعہ درج ہے ؎

لَقَدْ بَشَّرَ الْهَادِي مِنَ الصَّحْبِ زُمْرَةً بِجَنَّاتِ عَدْنٍ كُلُّهُمْ فَضْلُهُ اشْتَهَرْ

صحابہ میں سے ایک جماعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناتِ عدن کی خوشخبری دی ہے ان میں سے ہر ایک کا فضل وکمال مشہور ہے۔

سَعِيدٌ زُبَيْرٌ سَعْدٌ طَلْحَةُ عَامِرٌ أَبُو بَكْرٍ عُثْمَانُ ابْنُ عَوْفٍ عَلِيٌّ عُمَرُ

وہ یہ ہیں۔ سعیدؓ، زبیرؓ، سعدؓ، طلحہؓ، عامرؓ، ابوبکرؓ، عثمانؓ، ابن عوفؓ، علیؓ اور عمرؓ۔

مُسلسلات صغریٰ

تصنیف جلال الدین سیوطی — ازاں جملہ حدیث مسلسل بیوم العید ست واز ان جملہ حدیث مسلسل بمصافحہ است وازانس بن مالک رسیدہ واکثر آن مسلسلات در کتاب المسلسلات حضرت شیخ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ داخل ست وسماع آن راقم الحروف را حاصل والحمد للہ باین جہت چیزی ازان مرقوم نشد۔

یہ کتاب جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) کی تصنیف ہے۔ ان میں سے ایک حدیث مسلسل بیوم العید ہے۔ اور ایک حدیث مسلسل بمصافحہ ہے، جو انس بن مالکؓ سے مروی ہے۔ ان میں سے اکثر مسلسلات حضرت شیخ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ کی کتاب المسلسلات میں درج ہیں۔ راقم الحروف کو بحمد اللہ ان کا سماع حاصل ہے۔ اسی سبب سے اس میں سے کچھ نہیں لکھا گیا۔

مختصر حصن حصین

ابن الجزری

کہ مسمی بعُدّۃ است از خود صاحب حصن حصین یعنی شیخ شمس الدین ابوالخیر

اس کتاب کا نام عُدّہ ہے، جو خود صاحب حصن حصین شیخ شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد

محمد بن محمد الجزری ست — در خطبه اش می فرماید۔

الحمدُ للهِ الذی جعَلَ ذکرَہ عُدّۃ مِن الحصنِ الحصینِ وصلوتُه وسلامُه علی سید الخلق محمّدٍ النبیّ الامّیّ الامین وعلیٰ آله الطیّبینَ (الطاهرین) واصحابه اجمعینَ و التابعینَ لهم باحسانٍ الیٰ یومِ الدینِ وبعدُ فلما کان کتابی ' الحصنُ الحصین مِن کلامِ سیّدِ المرسلین' ممّا لم اُسْبَق الیٰ مثله مِن المتقدمین وعزّ تالیفَ نظیرِہ علیٰ مَن سَلکَ طریقَه' مِن المتاخّرین لما حوٰی من الاختصارِ المبین والجمعِ الرمینِ والتصحیحِ المتین والرّمز الذی هو علی العزّ و مُعین حدانی علی اختصارہ فی هذہ الاوراق مِن اصلِهِ المذکورِ بعد ان کنتُ سُئلتُ عن ذلک مرارًا فی سِنینَ و شُهورٍ ممن هو انسُ غربتی وکشفُ کُربتی فاوجَبَ الحقُّ علیّ مکافاته و لم اقدر علیها الا بالدعاء له فاسئلُ الله تعالیٰ نصرہ ومعافاته۔

الجزری (المتوفی ۸۳۳ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔

تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے اپنے ذکر کو ایک محفوظ قلعہ کا سامان بنایا اور صلوٰۃ و سلام ہو مخلوق کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امّی اور امین ہیں اور آپ کی پاک و برگزیدہ اولاد پر اور آپ کے تمام اصحاب پر اور ان لوگوں پر جو قیامت تک نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کریں۔ اس کے بعد (گزارش ہے کہ) چونکہ میری کتاب الحصن الحصین من کلام سید المرسلین' ایسی کتاب تھی کہ متقدمین نے اس جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اور متاخرین کا طریقہ اختیار کرنے والوں میں اس کی نظیر کا تالیف ہونا نادر تھا۔ کیونکہ وہ صاف اختصار، عمدہ جامعیت اور مضبوط صحت پر حاوی اور حمد و معاون رُموز سے مزیّن ہے۔ میں ان اوراق میں اصل مذکور کا کچھ خلاصہ واختصار کرنے پر آمادہ ہوا ہوں۔ چونکہ مجھ سے بارہا مہینوں اور برسوں ایسے شخص کی جانب سے اس امر کی خواہش کی گئی جو میری وحشت میں اُنس پیدا کرتا اور میرے کرب کو دور کرتا ہے۔ اور جس کا بدلہ میرے ذمّہ واجب ہے۔ درآں حالیکہ میں اس کے حقوق کی تلافی پر قادر نہیں سوائے اس کے کہ اس کے لئے دعا کروں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کی مدد کرے اور اس کو تندرست اور خوش وخرّم رکھے۔

Marfat.com

تخریج احادیث الاحیاء
عراقی

مسمّٰی بالمغنی عن حمل الاسفار۔ تصنیف شیخ زین الدین عراقی ست۔ و ہو الحافظ ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی۔

اس کتاب کا نام ’المغنی عن حمل الاسفار‘ (فی الاسفار فی تخریج مافی الاحیاء من الاخبار) ہے۔ اور شیخ حافظ زین الدین عراقیؒ (المتوفی ۸۰۶ھ) کی تصنیف ہے۔ ان کی کنیت ابوالفضل اور نام، عبدالرحیم بن الحسین العراقی ہے۔

صحیح بخاری

احوال این کتاب و مصنف آن درشہرت وشیوع بدرجہ رسید کہ اشتغال بہ بیان آن فضول می نماید اما بہ نیت استنزال رحمت بذکر صالحین درین جا ودر کتب مشہورہ مصنفین آنہا بقدر گنجائش این رسالہ مختصرہ برخے ازحالات این بزرگان رقم نمودہ شد۔

نام ونسب او ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بَرْدِزْبَہ بفتح بار موحدہ وسکون رائے مہملہ و کسرہ دال مہملہ وسکون زائے معجمہ بعد ازان بائے مفتوحہ وتائے تانیث موقوفہ و معنئ آن درلغت دہقان بخارا مزارع وکارندہ است۔

اس کتاب اور نیز اس کے مصنف کے حالات اس درجہ مشہور اور شائع ہیں کہ ان کے بیان میں مشغول ہونا فضول سا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن صرف اس نیت سے کہ صالحین کا ذکر نزول رحمت کا باعث ہوتا ہے اور نیز یہ کہ اور مشہور کتابوں اور ان کے مصنفین کے حالات بھی اس مختصر رسالہ میں لکھے گئے ہیں، اس وجہ سے امام بخاری کے کچھ حالات جن کا یہ رسالہ متحمل ہوسکتا ہے اس میں لکھے جاتے ہیں۔

امام بخاری کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ اور نام ونسب یہ ہے۔ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بَرْدِزْبَہ۔ اس لفظ کو بار موحدہ کے فتح اور رائے مہملہ کے سکون اور دال مہملہ کے کسرہ اور زائے معجمہ کے سکون اور اس کے بعد کی بار موحدہ

Marfat.com

واورا بخاری جعفی گویند بالولاء زیرا کہ جدثانی او مغیرہ بردست یمان جعفی والیٔ بخارا بود دران زمان ہر کہ بردست کسے مسلمان می شد بقبیلۂ آنکس منسوب می شد۔

تولد او یوم الجمعہ بعد از نماز جمعہ سیزدہم شوال در سنہ ۱۹۴ یکصد و نود و چہار او مرد نحیف الجثہ بود نہ دراز قامت و نہ پست بلکہ میانہ قامت۔

کو فتح اور تار تانیث موقوفہ سے پڑھنا چاہئے۔ بَرْدِزْبَہ دہقان بخارا کی لغت میں کاشت کار یا کارندہ کو کہتے ہیں۔

بخاری کو ولاء کی طرف نسبت کر کے جُعفی کہتے ہیں۔ چونکہ اس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا تھا اس کو اسی کے قبیلہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ بخاری کے جَدِّ ثانی مغیرہ حاکم بخارا یمان دبخاری جعفی کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے۔ اس وجہ سے بخاری کو بھی جعفی کہنے لگے۔

امام بخاری ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو جمعہ کے دن بعد نمازِ جمعہ پیدا ہوئے۔ آپ کمزور جسم کے تھے۔ نہ دراز قامت نہ کوتاہ قد۔ بلکہ درمیانہ قد رکھتے تھے۔

امام بخاری کی عودت بصارت

و در حالت طفولیت ہر دو چشم او از نور بصارت عاری گشتہ بود و مادرش را باین سبب قلق شدید دامن گیر حال می ماند روزی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام را بخواب دید کہ گویا می فرمایند خوش باش کہ حق تعالیٰ بصارت پسر ترا عنایت فرمود و این بسبب بسیاری دعا و گریہ وزاری تست صبح کہ برخاست چشم پسر را بینا دید۔

بخاریؒ بچپن میں ہی نابینا ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے ان کی والدہ کو اس کا سخت قلق رہتا تھا۔ (اور وہ نہایت گریہ وزاری سے خدا تعالیٰ کی جناب میں ان کی بصارت کے لئے دعا کیا کرتی تھیں) ایک شب کو ان کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری گریہ وزاری اور دعا کے سبب سے تیرے فرزند کو بصارت عنایت فرمائی۔ جب وہ صبح کو اٹھیں تو اپنے لختِ جگر کی آنکھوں کو روشن و بینا پایا۔

Marfat.com

ودہ سالہ بود کہ در مکتب ہر جا نام حدیث شنیدی اورا یاد گرفتی در ہمان سن وسال مشغوف بیاد کردن احادیث بود وچون از مکتب بر آمد شخصے را از علماء حدیث درانجائے شنید کہ مشہور بداخلی بود نزد او آمد ورفت شروع کرد روزی داخلی از نسخۂ خود بر مردم احادیث می خواند در اثنائے خواندن بر زبان جاری شد کہ سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیمؒ بخاری مبادرت کردہ گفت کہ حضرت ابوالزبیر از ابراہیم روایت ندارد داخلی اورا تہنیت نکرد بخاری باز گفت کہ مراجعت باصل نسخہ خود باید فرمود پس داخلی در خانہ رفت و در اصل نسخہ نظر نمود پس از خانہ بر آمد و گفت کہ این طفل را بطلبید چون بخاری حاضر شد گفت چیزی کہ من خواندہ بودم البتہ غلط بر آمد باری بگو کہ صحیح چگونہ است بخاری گفت کہ در اصل سفیان عن الزبیر بن عدی عن ابراہیم ست داخلی حیران شدہ گفت کہ فی الواقع ہمچنین ست پس قلم برداشت ونسخہ قرارت را تصحیح نمود واین قصہ اورا در سن یازدہ سالگی اتفاق اوفتادہ۔

وہرگاہ شانزدہ سالہ شد تمام کتابہای ابن مبارک یاد گرفت ونسخ وکیع را از بر کرد

(بخاری کو احادیث یاد کرنے کا شغف وشوق بچپن ہی سے تھا)، چنانچہ دس سال کی عمر میں یہ حالت تھی کہ مکتب میں جس جگہ پر حدیث کا نام سنتے فوراً اسے یاد کر لیتے)، مکتب سے فراغت پائی اور یہ معلوم ہوا کہ بخارا میں داخلی علماء حدیث میں سے ہیں تو ان کی خدمت میں آمد ورفت شروع کی۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ داخلی اپنے نسخہ میں سے لوگوں کو احادیث سنا رہے تھے۔ اثناء درس میں ان کی زبان سے نکلا سُفیانُ عَنْ اَبی الزُّبَیْرِ عَنْ اِبراھِیمَ۔ بخاری فوراً بول پڑے کہ حضرت ابوالزبیر تو ابراہیم سے روایت نہیں کرتے مگر جب داخلی نے ان کی بات کو تسلیم نہ کیا تو بخاری نے کہا کہ اس کو اصل نسخہ میں تو دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ داخلی اپنے مکان میں تشریف لے گئے اور اصل نسخہ پر نظر ڈالی۔ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ لڑکے کو بلاؤ۔ جب بخاری حاضر ہوئے تو داخلی نے فرمایا کہ میں نے اس وقت جو پڑھا تھا بیشک وہ غلط نکلا اب آپ بتلائیں کہ صحیح کس طرح ہے؟ اس پر بخاری نے عرض کیا کہ صحیح سُفیانُ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ عَنْ اِبْراھِیمَ ہے۔ داخلی حیران ہو گئے اور کہا کہ واقعی ایسا ہی ہے۔ پھر قلم اٹھا کر قرارت کے نسخہ کی تصحیح کی۔ یہ واقعہ ان کی عمر کے گیارہ ہویں سال کا ہے۔

جب بخاری سولہ سال کے ہوئے تو آپ نے (عبداللہ) ابن المبارک کی تمام کتابیں یاد کر لیں اور وکیع کے نسخے بھی ازبر کر لئے۔ پھر اپنی والدہ اور بھائی

Marfat.com

وباز ہمراہ مادر وبرادرش کہ احمد نام داشت برائے حج بمکہ معظمہ روانہ شد چون از حج فارغ شدند مادر وبرادرش بوطن رجوع کردند واو در بلاد حجاز برائے طلبِ حدیث متوقف ماند۔ چون ہژدہ سالہ شد تصنیف آغاز نہاد و در فضائل صحابہ وتابعین و اقاویل ایشان تصنیفات پرداخت و آخر آنہمہ را مجموع ومرتب ساختہ کتاب التاریخ پرداخت وکتاب التاریخ نزدِ قبر منور رسول مطہر بتبییض نمودہ در شبہائی ماہتاب می نوشت بخاری گفت کہ ہیچ اسمی در تاریخ من مذکور نیست مگر کہ قصہ درازی از قصص او یاد دارم لیکن ترسیدم کہ اگر آن ہمہ قصہ را درین کتاب درج کنم موجب طویل وملال شاگردان خواہد شد۔

احمد کے ہمراہ برائے حج مکہ معظمہ تشریف لے گئے حج سے فراغت پائی تو ان کی والدہ اور بھائی وطن واپس چلے آئے اور وہ خود بلادِ حجاز میں طلبِ حدیث کے لئے رک گئے۔ جب اٹھارہ سال کے ہوئے تو سلسلۂ تصنیف شروع کیا اور فضائل صحابہ وتابعین اور ان کے اقوال کا ذخیرہ فراہم کرنے لگے یہانتک کہ اسے ایک مجموعہ کی شکل دے کر اور مرتب کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر کتاب التاریخ کا مسودہ شروع کر دیا۔ آپ راتوں کو چاند کی روشنی میں لکھا کرتے تھے۔ بخاری یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس تاریخ میں کوئی ایسا نام نہیں ہے جس کے بارے میں ایک طویل قصہ مجھے یاد نہ ہو۔ اگر کتاب کی طوالت اور شاگردوں کے ملال اور اکتا جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان تمام قصوں کو اس تاریخ میں لکھ دیتا۔

اِمام بخاری کی بے مِثال قوت حافظہ

حاشد بن اسمٰعیل کہ یکے از محدثانِ عصر اوست می گوید کہ بخاری ہمراہ من در طلب حدیث پیش شیوخ وقت آمد و رفت می کرد وہرگز دوات وقلم ہمراہ نمی برداشت و ہیچ نمی نوشت ما او را گفتم کہ ترا ازین آمد ورفت چہ فائدہ است چون ہیچ نمی نویسی آنچہ می شنوی از یاد میرود وچون باد در یک گوش می در آید واز

حاشد بن اسمٰعیل، جو بخاری کے زمانہ کے محدث ہیں، کہتے ہیں کہ بخاری طلبِ حدیث کے لئے میرے ہمراہ شیوخ وقت کی خدمت میں آمد و رفت رکھتے تھے۔ لیکن ان کے پاس قلم دوات یعنی لکھنے کا سامان کچھ نہ ہوتا تھا اور نہ وہاں کچھ لکھتے تھے میں نے ان سے کہا کہ جب تم حدیث کو سن کر لکھتے نہیں تو تمہارے آنے جانے سے کیا فائدہ؟ اس طرح کا سننا تو ہوا کی طرح ہے، ایک کان سے گھس کر دوسرے

گوش دیگر می برآمد بعد از شانزده روز گفت کہ شما بسیار مرا تنگ کردید حالا بیارید آنچہ شما نوشتہ اید و محفوظ مرا با و مقابلہ کنید درین مدت تا پانزدہ ہزار حدیث نوشتہ بودیم این ہمہ را یاد خواندن گرفت و آن قدر بصحت می خواند کہ نوشتہائے خود را از خواندۂ او تصحیح می کردیم بعد ازان گفت کہ شما می پندارید کہ من عبث سرگردانی می کنم۔

از ہمان روز یقین کردیم کہ این شخص شدنی ست و کسی با وے برابری نخواہد کرد۔

وسبب تصنیف این جامع صحیح او راچنین شد کہ روزے در مجلس اسحاق بن راہویہ حاضر بود و یاران اسحاق بن راہویہ گفتند کہ اگر کسے توفیق یابد و مختصرے در سنن جمع نماید و بر احادیث صحیحہ کہ بدرجۂ اعلائے صحت رسیدہ اند اکتفا کند چہ خوب باشد کہ عمل کنندگان بے دغدغہ و بے مراجعت بمجتہدین بدان عمل نمایند این سخن در دلِ بخاری جا کرد و از ہمان وقت تصنیف این جامع بخاطرش افتاد و از جملہ شش لکھ حدیث کہ نزد او موجود بود انتخاب شروع کرد و آنچہ بسیار صحیح بود بر ہمان اکتفا نمود و بعضے احادیث صحیحہ

کان سے نکل جاتی ہے۔ سولہ دن کے بعد بخاریؒ نے مجھ سے کہا کہ تم لوگوں نے مجھ کو بہت تنگ کر دیا آؤ اب میری یاد کا اپنی اپنے نوشتوں سے مُقابلہ کرو۔ اس مدت میں ہم نے پندرہ ہزار حدیثیں لکھیں تھیں۔ بخاری نے از بر صحت کے ساتھ سب کو اس طرح سُنایا کہ میں خود اپنی لکھی ہوئی کو ان سے صحیح کرتا تھا۔ اس کے بعد بخاری نے کہا کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں عبث اور بے فائدہ سرگردانی کرتا ہوں۔

حاشد بن اسمٰعیل کہتے ہیں کہ میں اسی روز سمجھ گیا کہ یہ ہونہار ہیں اور (آگے چل کر) کوئی ان سے مقابلہ نہ کر سکے گا۔

اس جامع (صحیح بخاری) کی تصنیف کا سبب یہ ہوا کہ وہ ایک روز اسحاق بن راہویہ کی مجلس میں حاضر تھے۔ اسحاق بن راہویہ کے احباب نے کہا کہ کیا اچھا ہو اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی توفیق دے کہ سُنن میں کوئی ایسا مختصر تیار کرے، جس میں صرف وہ صحیح حدیثیں ہوں جو صحت میں اعلیٰ مرتبہ رکھتی ہیں، تاکہ عمل کرنے والے بلا خوف و تردّد مجتہدین کی طرف مراجعت کئے بغیر اس پر عمل پیرا ہوں۔ بخاری کے دل میں یہ بات جاگزیں ہو گئی اور اسی وقت سے جامع کی تصنیف کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ چھ لاکھ حدیثوں کے اس ذخیرہ میں سے جو ان کے پاس موجود تھا انتخاب شروع کیا، جو اُن میں صحیح ترین تھیں ان پر اکتفا کیا۔ اور بعض وہ احادیث

Marfat.com

کہ ہم باین درجہ رسیدہ اند ترک ہم کردہ بخوف تطویل یا بوجہے دیگر۔

جو اسی درجہ پر صحیح تھیں ان کو طوالت کے خوف یا کسی دوسرے سبب سے چھوڑ بھی گئے۔

امام بخاری کا تالیف صحیح میں اہتمام

وبرائے نوشتن ہر حدیث غسل بجا می آورد و دو رکعت می گزارد و در عرصہ شانزدہ سال از انتخاب این احادیث فارغ گردید وچون خواست کہ آن احادیث را بر مضامین آن تطبیق دہد واین را در عرف محدثین ترجمہ گویند در مدینہ منورہ فیما بین قبر مبارک ومنبر اطہر آن سرور علیہ صلوٰۃ العلی الاکبر این مہم راسرانجام داد و در وقت نوشتن ہر ترجمہ شفعی ادا می نمود بالجملہ بحسن نیت او این جامع بعد آن مقبول افتاد کہ در حیات او این کتاب را بلاواسطہ از وے نود ہزار کس شنیدند کہ آخر ہمہ فربری ست وبالفعل بجہت علو اسناد روایت او شائع گشتہ۔

واز نوادر بخاری آنست کہ می گفت کہ من امید دارم کہ مرا روز حساب از غیبت کسے نپرسند کہ ہیچ کس را غیبت نہ کردم واین تورع وتعفف بسیار عجیب ست۔

بخاری جب کسی حدیث کے لکھنے کا ارادہ کرتے تھے تو اول غسل کر کے دو رکعت نفل ادا کرتے اور پھر اسے لکھتے۔ چنانچہ سولہ سال کے عرصہ میں اس انتخاب سے فراغت پائی۔ جب اس کا قصد کیا کہ ان حدیثوں کی ان کے مضمون کے مطابق ترتیب دی جائے۔ (اس کو اصطلاح محدثین میں ترجمۃ الباب کہتے ہیں) تو مدینہ منورہ میں قبر مبارک اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی مقام میں اس اہم کام کو انجام دیا۔ ہر ترجمہ پر دو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔

الغرض بخاری کی حسنِ نیت کا نتیجہ تھا کہ یہ جامع اِس قدر مقبول ہوئی کہ ان کی زندگی میں ہی اُسے نوّے ہزار آدمیوں نے آپ سے بلاواسطہ سُنا۔ جن میں سب سے آخری فربری ہیں۔ اور آج کل ان کی روایت ہی علوّ اسناد کی وجہ سے شائع و مشہور ہے۔

بخاری کی نادر باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے کسی شخص کی غیبت کا سوال نہ کیا جائے گا کیونکہ میں نے بفضل اللہ کسی کی غیبت نہیں کی۔ سبحان اللہ کِس قدر تعفف اور تورّع تھا۔ (خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کی توفیق عنایت فرمائے آمین)

Marfat.com

امام بخاری پر مصائب وابتلاء

واو را بر سنت صالحین ابتلای و محنتے در پیش آمد کہ خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا او را تکلیف داد کہ بخانہ آمدہ پسران مرا جامع و تاریخ و دیگر کتب خود درس می گفتہ باشد بخاری گفت کہ این علم علم حدیث ست این را ذلیل نمی کنم اگر ترا غرض باشد پسران خود را در مجلس من بفرلیس تا بدستور طلبۂ دیگر تحصیل نمایند امیر گفت اگر چنین ست پس باید کہ در وقت حضور پسرانِ من کسی را از دیگر طلبہ بار ندہی و حجاب و چوبداران من بر در استادہ باشند نخوت من قبول نمی کند کہ در مجلسی کہ پسران من باشند ہر اسکاف و حائک پہلو نشین ایشان باشد بخاری این را ہم قبول نداشت و گفت کہ این علم میراث پیغمبر ست تمام امت در ان شریک ست خاص بکسے نمی شود باین گفت و شنید امیر مذکور از بخاری دل گران کرد و کدورت در خاطر طرفین روز بروز تزائد داشت تا آنکہ امیر مذکور ابن ابی الورقاء و دیگر علماء ظاہر آن وقت را با خود رفیق ساختہ در مذہب بخاری و در اجتہاد او طعن و تخطیہ آغاز کردہ محضری درست ساختہ بخاری را از بخارا اخراج

طریقۂ صالحین کے مطابق بخاری کو بھی محنت وابتلاء، یہ پیش آیا کہ خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا نے انہیں اس امر کی تکلیف دینی چاہی کہ اس کے مکان پر آ کر اس کے بیٹوں کو جامع و تاریخ اور دوسری انہیں کتابوں کا درس دیں۔ بخاری نے جواب دیا کہ یہ حدیث کا علم ہے، میں اس کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا۔ اگر تمہیں کوئی غرض ہے تو اپنے بیٹوں کو میری مجلس میں بھیج دیا کرو۔ تاکہ دوسرے طلبہ کی طرح وہ بھی علم حاصل کریں۔ امیر نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو جس وقت میرے بیٹے آپ کے پاس آئیں، آپ دوسرے طلبہ کو اپنی خدمت میں نہ آنے دیں۔ میرے دربان اور چوب دار دروازہ پر تعینات رہیں گے۔ میری نخوت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ جس مجلس میں میرے بیٹے موجود ہوں وہاں جولاہے، دُھنیے بھی ان کے ہمنشین ہوں۔ بخاری نے اسے بھی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ یہ علم پیغمبر کی میراث ہے، اس میں تمام امت شریک ہے، کسی کی کوئی خصوصیت نہیں۔ اس گفت و شنید سے امیر مذکور بخاری سے رنجیدہ ہو گئے۔ طرفین میں کدورت بڑھتی رہی نوبت بایں جا رسید کہ امیر مذکور نے ابن ابی الورقاء اور اس وقت کے دوسرے علماء ظاہری کو اپنے ساتھ ملا لیا اور بخاری کے مسلک پر طعن کرنے لگے اور ان کے اجتہاد میں غلطیاں نکال کر ایک محضر تیار کرایا اور

کردند چون بخاری از بخارا برآمد در جناب الٰہی دعا فرمود کہ بارخدایا این مردم را مبتلا کن بچیزے کہ مرا می خواہند کہ برسانند کم از یک ماہ نگذشتہ بود کہ خالد بن احمد معزول شد حکم خلیفہ رسید اورا برخر سوار کردہ تشہیر نمایند و آخر حال او بکمال تباہی انجامید چنانچہ در تواریخ معروف و مسطور ست و حریث بن ابی ورقاء را رسوائے و فضیحت عظیم در ناموس رسید و یکی دیگر را از علماء آن وقت کہ درین امر شریک شدہ بود آفت و بلا در رسید۔

و بخاری رحمہ اللہ درین غربت اولاً در نیشاپور رفت و از انجا ہم بجہت ناموافقت امیر آنجا برگشت و آخر بخرتنگ کہ دیہے ست بر دو فرسنگ از سمرقند وفات یافت شب شنبہ کہ لیلۃ الفطر بود وقت نماز عشاء روز عید غرۂ شوال بعد از نماز ظہر در سال دو صد و پنجاہ و شش مدفونش ساختند و شصت و دو سال عمر او بود چنانچہ گفتہ اند۔

اس حیلہ و بہانہ سے بخارا سے انہیں نکال دیا۔ بخاری وہاں سے روانہ ہوئے تو انہوں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے اللہ! ان لوگوں کو اس بلاء میں مبتلا کر جس میں وہ مجھے کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں ابھی ایک ماہ بھی پورا گزرنے نہ پایا تھا کہ خالد بن احمد معزول ہوئے، خلیفہ کا حکم پہنچا کہ انہیں گدھے پر سوار کر کے شہر میں گھمائیں۔ انجام کار انہیں کامل تباہی کا سامنا ہوا جیسا کہ کتب تاریخ میں لکھا ہوا ہے اور مشہور ہے۔ حریث بن ابی الورقاء کو بھی بیحد رسوائی اور فضیحت کا منہ دیکھنا پڑا، ان کا وقار خاک میں مل گیا۔ نیز اس وقت کے ان علماء کو بھی جو بخاری کے درپئے تذلیل اور (خالد بن احمد ذہلی کے) مشورہ میں شریک تھے، پوری آفت پہنچی۔

بخاری اس بیکسی کی حالت میں پہلے نیشاپور گئے، جب وہاں کے امیر سے بھی نہ بنی تو وہاں سے مراجعت کر کے خرتنگ تشریف لائے، جو سمرقند سے تین فرسخ یعنی نو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے، ۲۵۶ھ میں شب شنبہ کو جو لیلۃ الفطر تھی عشاء کی نماز کے وقت اسی جگہ بخاری کا انتقال ہوا۔ عید کے دن نماز ظہر کے بعد دفن کر دیئے گئے۔

بخاری کی عمر ۶۲ سال کی ہوئی۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔

وُلِدَ فِیْ صِدْقٍ وَّعَاشَ حَمِیْدًا وَّمَاتَ فِیْ نُوْرٍ

اس جملہ میں صدق کے اعداد ۱۹۴ ان کی پیدائش، حمید کے اعداد ۶۲ ان کی عمر، اور نور کے اعداد ۲۵۶ ان کی وفات کا سال ظاہر کرتے ہیں۔

Marfat.com

عبدالواحد طوسی کہ یکے از اکابر و صلحاء آن عہد بود جناب رسالتمآب را علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ در خواب دید کہ آن جناب با جماعت صحابہ بر سر راہ منتظر ایستادہ اند عبدالواحد سنت سلام بجا آوردہ معروض می دارد کہ یارسول اللہ سبب انتظار چیست فرمودند انتظار آمدن محمد بن اسمٰعیل بخاری می کشم عبدالواحد گفت چند روز نہ گذشتہ بود کہ خبر وفات بخاری شنیدم چون وقت وفات او تفتیش کردم ہمان ساعت بود کہ من آن جناب را [illegible]ران بخواب دید[illegible] بودم۔

عبدالواحد طوسی نے جو اس زمانہ کے صلحاء اور اکابر اولیاء میں سے تھے، خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحابؓ کے بر سر راہ منتظر کھڑے ہیں۔ انہوں نے سلام کر کے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کس کا انتظار ہے؟ آپؐ نے فرمایا محمد بن اسمٰعیل بخاری کا انتظار کر رہا ہوں۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے چند روز بعد ہی میں نے بخاری کی وفات کی خبر سنی۔ جب میں نے لوگوں سے وقت وفات کی تحقیق کی تو وہی ساعت معلوم ہوئی، جس میں میں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں منتظر دیکھا تھا۔

صحیح بخاری کی فضیلت

وخواندن این جامع صحیح در اوقات شدت وخوف دشمن و بحاج مرض وغلو قحط و دیگر بلایا تریاق مجرب ست واین کتاب را در منامات بسیار آنجنابؐ نسبت بخود فرمودہ ازان جملہ آنکہ محمد بن مروزی درمیان رکن و مقام خوابیدہ بود آنجنابؐ را بخواب دید کہ می فرمایند ای ابوزید تا کجا کتاب شافعی را درس خواہی گفت چرا کتاب مرا درس نمی گوئی محمد بن احمد سراسیمہ شدہ عرض کرد کہ یارسول اللہ قربانت شوم کتاب شما کدام ست

وقت شدت خوفِ دشمن سختی مرض، قحط سالی اور دیگر بلاؤں میں اس جامع صحیح کا پڑھنا تریاق کا کام دیتا ہے۔ چنانچہ اکثر اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ بہت سے خوابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ محمد بن مروزی مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم اور حجر اسود کے مابین سوئے ہوئے تھے تو یہ خواب دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے ابوزید! کتاب شافعی کا درس کب تک دو گے، ہماری کتاب کا درس کیوں نہیں دیتے؟ محمد بن احمد نے سراسیمہ ہو کر

فرمودند جامع محمد بن اسمٰعیل. وازامام الحرمین نیز مثل این منام منقول ست.

عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری جان آپ پر قربان ہو، آپ کی کتاب کونسی ہے؟ فرمایا جامع[1] محمد بن اسمٰعیل۔ امام الحرمین سے بھی اسی طرح کا خواب منقول ہے۔

شخصے تواریخ ولادت و وفات وسنین عمر او را چنین نظم آوردہ ؎

ایک شخص نے بخاری کی ولادت، وفات اور سنینِ عمر کو اس طرح نظم کیا ہے ؎

كَانَ الْبُخَارِيُّ حَافِظًا وَمُحَدِّثًا — جَمَعَ الصَّحِيحَ مُكَمَّلَ التَّحْرِيرِ

بخاری حافظِ حدیث اور محدث تھے، انہوں نے ایسی صحیح کو جمع کیا جو کامل اور منقح ہے۔

مِيلَادُهُ صِدْقٌ وَمُدَّةُ عُمْرِهِ — فِيهَا حَمِيدٌ وَانْقَضَى فِي نُورِ

ان کا سالِ ولادت صدق (۱۹۴ھ) ہے۔ مدتِ عمر حمید (۶۲) ہے۔ اور سالِ وفات نور (۲۵۶ھ) ہے۔

امام بخاری کے چند اشعار

وبخاری را گاہ گاہ میل بنظم بود این قطعہ را سبکی در طبقاتِ کبریٰ نسبت بوی کردہ ؎

بخاری کبھی کبھی نظم کا شوق فرماتے تھے چنانچہ طبقاتِ (شافعیہ) کبریٰ میں سبکی نے یہ قطعہ اُن کی طرف منسوب کیا ہے ؎

اِغْتَنِمْ فِي الْفَرَاغِ فَضْلَ رُكُوعٍ — فَعَسَى أَنْ يَكُونَ مَوْتُكَ بَغْتَةً

فرصت کے وقت ایک رکعت نماز کی فضیلت کو غنیمت جان کیونکہ شائد تیری موت اچانک آجائے۔

كَمْ صَحِيحٍ رَأَيْتُ مِنْ غَيْرِ سُقْمٍ — ذَهَبَتْ نَفْسُهُ الصَّحِيحَةُ فَلْتَةً

میں نے بہت سے تندرستوں کو دیکھا ہے کہ بلاکسی مرض کے ان کا تندرست نفس اچانک چل بسا۔

اثیرالدین ابوحیان در مدح بخاری وجامع او می گوید ؎

اثیرالدین ابوحیان نے بخاری اور ان کی جامع کی مدح میں یہ کہا ہے ؎

أَسَامِعَ أَخْبَارِ الرَّسُولِ لَكَ الْبُشْرَى — لَقَدْ سُدْتَ فِي الدُّنْيَا وَقَدْ فُزْتَ فِي الْأُخْرَى

اے احادیث رسول سننے والے تجھ کو بشارت ہو بیشک تو دنیا میں سردار اور آخرت میں فائز المرام ہوا۔

---

[1] یعنی صحیح بخاری جس کا پورا نام "الجامع المُسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسُننه وایامه" ہے۔

Marfat.com

تَشَنَّفَ اٰذَانًا بِعِقْدِ جَوَاهِرٍ　　تَوَدُّ الْغَوَانِي لَوْ تَقَلَّدْنَهُ النَّحْرَا

تو نے ایسے جواہر سے کانوں کی بالیاں تیار کیں کہ نازک بدن عورتیں بھی انہیں اپنے گلے کا ہار بنانا چاہتی ہیں۔

جَوَاهِرُكُمْ حَلَّتْ نُفُوْسًا نَفِيْسَةً　　فَحَلَّتْ بِهَا صَدْرًا وَحَلَّتْ بِهَا قَدْرًا

وہ جواہر کہ بسا اوقات پاک نفوس نے ان سے زیور تیار کیا اور ان سے اپنے سینوں کو آراستہ اور اپنے مرتبہ کو بڑھایا۔

اَبِي الدِّيْنُ اِلَّا مَا رَوَتْهُ اَكَابِرٌ　　لَنَا نَقَلُوا الْاَخْبَارَ عَنْ طَيِّبٍ خَبَرَا

انہوں نے صرف اکابر ہی سے دین کی روایت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ہم تک نقل کی

وَاَدُّوْا اَحَادِيْثَ الرَّسُوْلِ مَصُوْنَةً　　عَنِ الزَّيْفِ وَالتَّصْحِيْفِ فَاسْتَوْجَبُوا الشُّكْرَا

اور رسولؐ کی ان حدیثوں کو بیان کر دیا جو محفوظ ہیں تحریف اور تغیر سے۔ پس وہ شکریہ کے مستحق ہے۔

وَاِنَّ الْبُخَارِيَّ الْاِمَامَ لَجَامِعٌ　　بِجَامِعِهٖ مِنْهَا الْيَوَاقِيْتَ وَالدُّرَّا

اور یقیناً امام بخاری ان حدیثوں میں سے اپنی جامع میں موتیوں اور یاقوت کو جمع کرنے والے ہیں

عَلٰى مَفْرِقِ الْاِسْلَامِ تَاجٌ مُرَصَّعٌ　　اَضَاءَ بِهٖ شَمْسًا وَنَارَ بِهٖ بَدْرَا

وہ جامع جو اسلام کے سر پر مرصع تاج ہے ایسا روشن کہ اس کے سبب سے سورج نے روشنی حاصل کی اور چاند نے نور

وَبَحْرُ عُلُوْمٍ تَلْفِظُ الدُّرَّ لَا الْحَصٰى　　فَاَنْفَسَ بِهٖ دُرًّا وَاَعْظَمَ بِهٖ بَحْرَا

بخاری علوم کے ایسے سمندر ہیں جو بجائے کنکریوں کے موتی پھینکتے ہیں پس کیا ہی خوب ہیں یہ موتی اور کیا ہی بڑا ہے سمندر

تَصَانِيْفُهٗ نُوْرٌ وَنُوْرٌ لِنَاظِرٍ　　فَقَدْ اَشْرَقَتْ زَهْرًا وَقَدْ اَيْنَعَتْ زَهْرَا

ان کی تصانیف کلیاں ہیں اور آنکھ کے لئے نور، جو روشنی سے چمکدار ہوئیں اور کلیوں سے ثمر دار ہوئیں

بِجَامِعِهِ الْمُخْتَارِ يَنْتَظِمُ بَيْنَهَا　　يُلَخِّصُهَا جَمْعًا وَيُخْلِصُهَا تِبْرَا

وہ اپنی جامع مختار میں موتی پروتے ہیں ان کا خلاصہ جمع کرتے ہیں اور خالص سونا ان سے نکالتے ہیں

وَكَمْ بَذَلَ النَّفْسَ الْمَصُوْنَةَ جَاهِدًا　　فَجَازَ لَهَا بَحْرًا وَجَازَ لَهَا بَرًّا

اپنے برگزیدہ نفس کو اس سلسلہ میں مشقت میں ڈالا، دریا کو ناپا اور کبھی خشکی کو طے کیا۔

وَطَوْرًا عِرَاقِيًّا وَطَوْرًا يَمَانِيًّا　　وَطَوْرًا حِجَازِيًّا وَطَوْرًا اَتٰى مِصْرَا

کبھی عراق میں آئے اور کبھی یمن میں، کبھی حجاز میں اور کبھی مصر میں۔

اِلٰى اَنْ حَوٰى مِنْهَا الصَّحِيْحَ صَحِيْحَةً　　فَوَافٰى كِتَابًا قَدْ غَدَا الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى

حتی کہ احادیث میں سے صحیح صحیح حدیثوں کو جمع کیا اور اس کو ایک پوری کتاب کی شکل دی جو ان کے بعد ان کی بڑی یادگار ثابت ہوئی۔

Marfat.com

کِتَابٌ لَهٗ مِنْ شَرْحِ اَحْمَدَ شِرْعَةٌ مُطَهَّرَةٌ تَعْلُوا السِّمَاكَيْنِ وَالنَّسْرَا

یہ وہ کتاب ہے جس سے شرعِ احمدی کا راستہ ملتا ہے، پاک ہے اور سماکین اور نسر ستاروں سے بھی بلند ہے

واین قصیدہ بس دراز ست بخوف تطویل برین قدر اکتفا رفت۔

یہ قصیدہ بہت لمبا ہے، طوالت کے خوف سے اسی قدر پر اکتفار کیا گیا ہے۔

امام بخاری کی مدح میں شیخ تاج الدین سبکی کا قصیدہ

وشیخ تاج الدین سبکی نیز در حق او مدحے طویل دارد کہ برخی ازان ابیات می گوید ے

شیخ تاج الدین سبکی نے بھی امام بخاری کی مدح وستائش میں ایک طویل قصیدہ نظم کیا ہے، جس کے چند اشعار یہ ہیں ے

عَلَا عَنِ الْمَدْحِ حَتّٰی مَا يُزَانُ بِهٖ کَاَنَّمَا الْمَدْحُ مِنْ مِّقْدَارِهٖ يَضَعُ

بخاری چونکہ مدح سے بالاتر ہیں اس لئے اس سے ان کو زینت نہیں ہوتی گویا مدح ان کے مرتبہ سے کمتر ہے۔

لَهُ الْكِتَابُ الَّذِيْ يَتْلُو الْكِتَابَ هُدًى نَدَى السِّيَادَةِ طَوْدًا لَيْسَ يَنْصَدِعُ

ان کی کتاب قرآن کے بعد پہلا درجہ رکھتی ہے، جو سرداری کی بارش ہے اور نہ پھٹنے والا پہاڑ ہے

اَلْجَامِعُ الْمَانِعُ الدِّيْنِ الْقَوِيْمِ وَسُنَّـ ـةَ الشَّرِيْعَةِ اَنْ تَغْتَالَهَا الْبِدَعُ

وہ جامع دین استوار کو محفوظ رکھتی ہے اور سنت شریعت کو بدعتوں کے حملہ سے بچاتی ہے۔

قَاضِي الْمَرَاتِبِ دَانِي الْمَرَاتِبِ تَحْسَبُهٗ كَالشَّمْسِ تَبْدُوْ سَنَاهَا حِيْنَ تَرْتَفِعُ

بلند مرتبہ والی ہے اور برگزیدہ فضیلتوں والی گویا اس کو مثل آفتاب سمجھا جاتا ہے جو بلند ہو کر روشنی فگن ہوتا ہے

ذَلَّتْ رِقَابُ جَمَاهِيْرِ الْاَنَامِ لَهٗ فَكُلُّهُمْ وَهُوَ عَالٍ فِيْهِمْ خَضَعُوْا

سب لوگوں کی گردنیں اس کے سامنے جھک گئیں اور ان سب نے اپنے عجز کا اقرار کیا اور وہ سب میں اوّل اور برتر ہیں

لَا تَسْمَعَنَّ حَدِيْثَ الْحَاسِدِيْنَ لَهٗ فَاِنَّ ذٰلِكَ مَوْضُوْعٌ وَّمُقْتَطَعُ

ان کے حاسدوں کی بات پر کان نہ رکھو۔ کیونکہ یہ باتیں من گھڑت اور بے اصل ہیں۔

وَقُلْ لِمَنْ لَامَ يُحْكِيْهِ اصْطِبَارُكَ لَا تَعْجَلْ فَاِنَّ الَّذِيْ تَبْغِيْهِ مُمْتَنِعُ

جو ان کی نقل کر کے ان کی ملامت کرتا ہے اس سے کہدو کہ صبر کر جلدی نہ کر جس بات کو تو طلب کرتا ہے وہ ممتنع الوقوع ہے

وَهَبْكَ تَاْتِيْ كَمَا يُحْكٰى شِكَايَتُهٗ اَلَيْسَ يُحْكٰى مُحَيَّا الْجَامِعِ الْبِيَعُ

فرض کرو اس کی شکایات ایسی ہی ہیں جیسا کہ بیان کی جاتی ہیں تو کیا معبدِ نصاریٰ جامع مسجد کے چہرہ کی نقل نہیں کرتا۔

Marfat.com

صحیح مسلم

صحیح مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری کنیت او ابوالحسین ولقبش عساکرالدین ونام جداو مسلم بن ورد بن کرشاد ست وقشیر نسبت به بنی قشیر ست که قبیله ایست معروف در عرب ونیشاپور شهرے است درخراسان بحسن وعظمت موصوف یکے از کبراء این فن ست وابوزرعه رازی وابوحاتم باماست وجلالت او گواہی دادہ واورا پیشوائے این گروہ نہادہ اند ابوحاتم رازی ودیگر اجلہ آن عصر مثل ترمذی وابوبکر بن خزیمہ از وے روایات دارند واو را مولفات بسیار ست کہ درہمہ آنہا داد تحقیق وامعان دادہ و خصوصاً درین صحیح عجائب این فن را ودیعت نہادہ ہم بالخصوص در سرد اسانید وحسن سیاق متون وورع تام وتحدی ما لا کلام و روایت وتلخیص طرق مع الاختصار وضبط انتشار بے نظیر افتادہ۔

امام مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری کی کنیت ابوالحسین اور لقب عساکرالدین ہے۔ ان کے دادا کا نام مسلم بن ورد بن کرشاد ہے۔ بنی قشیر عرب کے مشہور قبیلہ کی طرف منسوب تھے۔ نیشاپور خراسان کا ایک بہت خوبصورت اور بڑا شہر ہے، اس لحاظ سے نیشاپوری بھی کہے جاتے تھے۔

امام مسلم فن حدیث کے اکابرین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ابوزرعہ رازی اور ابوحاتم نے ان کی امامت حدیث کی گواہی دی ہے اور انہیں محدثین کا پیشوا تسلیم کیا ہے۔ ابوحاتم رازی اور اس زمانہ کے دوسرے بزرگوں مثلاً ترمذی اور ابوبکر بن خزیمہ نے ان سے روایت کی ہے۔ مسلم کی بہت سی تالیفات ہیں، جن میں تحقیق وامعان کامل طور سے کیا گیا ہے۔ اور اس صحیح میں تو خصوصیت کے ساتھ فن حدیث کے عجائبات بیان کئے گئے ہیں اور ان میں بھی اخص خصوص سرد اسانید اور متون کا حسن سیاق ہے اور روایت میں تو آپ کا ورع تام اور احتیاط اس قدر ہے جس میں کلام کی گنجائش نہیں ہے۔ اختصار کے ساتھ طرق اسانید کی تلخیص اور ضبطِ انتشار میں یہ کتاب بے نظیر واقع ہوئی ہے۔

صحیح مسلم اور صحیح بخاری کا موازنہ

ولہذا حافظ ابوعلی نیشاپوری صحیح اور

حافظ ابوعلی نیشاپوری ان کی اس صحیح کو تمام

Marfat.com

برتصانیف این علم ترجیح می داد و می گفت

تصانیف علمِ حدیث پر ترجیح دیا کرتے اور کہا کرتے تھے

مَا تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ اَصَحُّ مِنْ كِتَابِ مُسْلِمٍ (فِيْ عِلْمِ الْحَدِيْثِ)

یعنی علمِ حدیث میں روئے زمین پر مسلم سے بڑھ کر صحیح ترین اور کوئی کتاب نہیں ہے ۔

وجماعۂ ازمغاربہ نیز بہمین رفتہ است و دلیل ایشان آنست کہ شرطِ مسلم آنست کہ صحیح خود نمی نویسند مگر حدیثی راکہ لااقل دو تابعی آنرا از دو صحابی روایت کردہ باشند وہکذا فی جمیع الطبقات من تبع التابعین فمن دونہم تا آنکہ بوی منتہی شود واوصاف روایت اکتفا بمحض عدالت ندارد بلکہ شرائطِ شہادت را رعایت می فرماید و این قدر ضیق نزد بخاری نیست۔

اہلِ مغرب کی ایک جماعت کا بھی یہی خیال ہے ۔ اس دعوٰی کی دلیل یہ ہے کہ مسلم نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ اپنی صحیح میں صرف وہ حدیث بیان کریں گے ، جس کو کم از کم دو ثقہ تابعین نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور یہی شرط تمام طبقاتِ تابعین و تبع تابعین میں ملحوظ رکھی ہے ۔ یہاں تک سلسلۂ اسناد ان (مسلم) تک ختم ہو ۔ دوسرے یہ کہ وہ راویوں کے اوصاف میں صرف عدالت پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ شرائطِ شہادت بھی پیشِ نظر رکھتے ہیں ۔ بخاری کے نزدیک اس قدر پابندی نہیں ہے ۔

راقم حروف گوید کہ علمای دیگر درین شرط بحث کردہ اند زیرا کہ حدیث انما الاعمال بالنیات بخلاف این شرطست و در صحیح مسلم موجود ست از حضرت عمرؓ بجمیع وجوہ و روایات و از حضرت عمرؓ روایت آن نکردہ مگر علقمہ آری از علقمہ تفرق و انشعاب بسیار رو دادہ ۔ مغاربہ جواب دادہ اند کہ این حدیث را بقصد تبرک و تیمن آوردہ است و ہم بجہت شہرت طرق آن و ثبوت صحت آن شرط خود را دران مراعات نمودہ علاوہ آن کہ این شرط دران حدیث موجود ست کہ در صحیح او

راقم الحروف کہتا ہے کہ دوسرے علماء نے اس شرط پر بحث کی ہے کیونکہ حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اس شرط کے خلاف ہے پھر بھی مسلم میں موجود ہے ۔ کل طرق و روایات میں حضرت عمرؓ اس کے راوی ہیں اور ان سے روایت کرنے میں علقمہ تنہا ہیں ۔ البتہ علقمہ سے سلسلوں کی بہت شاخیں پھوٹ پڑی ہیں ۔

مغاربہ (اہلِ مغرب) نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس حدیث کو مسلم بغرض تبرک اپنی صحیح میں لائے ہیں ۔ چونکہ اس کے سارے طرق مشہور اور اس کی صحت ثابت ہے ، اس لئے اس میں اپنی شرط کا لحاظ نہیں فرمایا ۔ علاوہ ازیں یہ شرط اس حدیث میں موجود ہے اگرچہ ان کی صحیح ذکر نہیں ۔ کیونکہ صحابہؓ

Marfat.com

مذکور نباشند زیرا کہ از صحابہ حضرت عائشہ وابوہریرہ آنرا روایت کردہ اند ازین ہر دو تابعین بسیار روایت کردہ۔

بالجملہ این صحیح را از سہ لکھ حدیث مسموع خود انتخاب نمودہ نہایت تورع واحتیاط دران بکار بردہ۔

از عجائب مسلم آنست کہ گاہے در عمر خود کسی را غیبت نکردہ و نہ کسی را زدہ و نہ کسی را شتم کردہ۔

و در معرفت صحیح از سقیم حدیث او مقدم بود بر جمیع اہل عصر خود بلکہ بر بخاری ہم در بعض امور مرجح و مفضل ست تفصیل این اجماع آنکہ بخاری را در اہل شام غلط می افتد مثلاً کس را گاہے بکنیت مذکور می کند و گاہے بنام وے پندارد کہ دو کس باشند زیرا کہ روایت او از اکثر اہل شام بطریق مناولۂ کتب ست نہ بطریق تحقیق شفاہے بخلاف مسلم کہ اورا در ہیچ جا غلط نمی افتد و نیز بخاری را در بعض احادیث بسبب تقدیم و تاخیر و حذف و اسقاط بعضے الفاظ تعقد بمتون رو دادہ اگرچہ مراجعت بروایاتِ دیگر کہ ہم درین صحیح آوردہ آن تعقید منحل می شود بخلاف مسلم کہ وے الفاظ بنوعی سوق نمودہ از رجالی آوردہ

میں سے حضرت عائشہ رضؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے اسے روایت کیا ہے اور ان دونوں حضرات سے بہت سے تابعین روایت کرتے ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ مسلم نے نہایت تورع اور احتیاط کے ساتھ اپنی سنی ہوئی تین لاکھ حدیثوں میں سے اس صحیح کا انتخاب کیا ہے۔

مسلم کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے عمر بھر میں کسی کی غیبت نہیں کی، نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی۔

صحیح و سقیم حدیث کی پہچان میں اپنے تمام اہلِ عصر میں ممتاز تھے۔ بلکہ بعض امور میں انہیں امام بخاری پر بھی ترجیح و فضیلت حاصل ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بخاری کی اکثر روایات اہلِ شام سے بطریقِ مناولہ ہیں (یعنی ان کی کتابوں سے لی گئی ہیں خود ان کے مؤلفین سے نہیں سنی گئیں) اس لئے ان کے راویوں میں کبھی کبھی امام بخاری سے غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ ایک ہی راوی کہیں اپنی کنیت اور کہیں اپنے نام سے مذکور ہوتا ہے، امام بخاری اسے دو شخص سمجھ لیتے ہیں۔ یہ مغالطہ امام مسلم کو پیش نہیں آتا۔ نیز حدیث میں امام بخاری کے تصرفات مثلاً تقدیم و تاخیر، حذف و اختصار کی وجہ سے بعض اوقات تعقید پیدا ہو جاتی ہے ہر چند کہ خود بخاری ہی کے دوسرے طرق دیکھ کر وہ صاف بھی ہو جاتی ہے لیکن امام مسلم نے یہ طریقہ ہی اختیار نہیں کیا بلکہ متونِ حدیث کو موتیوں کی لڑی کی طرح اس طرح

Marfat.com

که اصلاً در نسخ آن تحریفی واقع نیست۔

ومسلم را وراء این صحیح مؤلفات دیگر ہم ہست بسیار مفید۔ ازان جملہ کتاب المسند الکبیر علی الرجال وکتاب الاسماء والکنیٰ وکتاب العلل وکتاب الوحدان وکتاب حدیث عمرو بن شعیب وکتاب مشائخ مالک وکتاب مشائخ الثوری وکتاب اوہام المحدثین وکتاب الطبقات

ابوحاتم رازی کہ از اجلۂ محدثین ست مسلم را بخواب دید واز حال او پرسید مسلم گفت کہ بر من حق تعالےٰ جنت را مباح گردانیده است ہر جا کہ می خواہم می باشم۔

وابوعلی زاغوانی را بعد از وفاتش شخصے ثقہ بخواب دید وپرسید کہ بکدام چیز نجات یافتی گفت بہ سبب این جزئی کہ در دست من ست وآن جزئی بود از صحیح مسلم۔ تولد مسلم در سال دوصد ودو بود وبعضے گفتہ اند کہ ۲۰۴ھ دوصد وچہار وبعضے گفتہ اند کہ در دوصد وشش وابن الاثیر در مقدمہ جامع الاصول ہمین راہ اختیار نمودہ واللہ اعلم۔ وفات او بالاجماع شام یکشنبہ ودفن او در روز دوشنبہ بست وپنجم رجب سال دوصد وشصت ویک۔

مرتب روایت کیا ہے کہ تعقید کی بجائے اس کے معانی اور چمکتے چلے جاتے ہیں۔

اس صحیح کے علاوہ امام مسلم کی دوسری مفید تالیفات بھی ہیں۔

مثلاً کتاب المسند الکبیر علی الرجال، کتاب الاسماء والکنیٰ، کتاب العلل، کتاب الوحدان، کتاب حدیث عمرو بن شعیب، کتاب مشائخ مالک، کتاب مشائخ الثوری، کتاب ذکر اوہام المحدثین اور کتاب طبقات التابعین۔

ابوحاتم رازی نے جو اکابر محدثین میں سے ہیں، امام مسلم کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت کو میرے لئے مباح کر دیا ہے۔ جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں۔

ابوعلی زاغوانی کو ان کی وفات کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ کس عمل سے تمہاری نجات ہوئی؟ تو انہوں نے صحیح مسلم کے چند اجزا کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان اجزا کی بدولت۔

امام مسلم ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بعض نے کہا ہے کہ ۲۰۴ھ اور بعض ۲۰۶ھ میں بیان کرتے ہیں۔ ابن الاثیر نے جامع الاصول کے مقدمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے واللہ اعلم۔ لیکن ان کی وفات پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کا انتقال یکشنبہ کی شام کو ہوا اور ۲۵ رجب ۲۶۱ھ میں دوشنبہ کے روز دفن کئے گئے۔

امام مسلم کی موت کا سبب

وسبب وفات او نیز غرابتی دارد گویند در مجلس مذاکرہ حدیث اورا از حدیثی پرسیدند و آن حدیث را نشناخت بمنزل خود آمد و یک سبد خرما نزد او گزاشتند در کتابہائی خود آن حدیث را تجسس می کرد و یکان یکان خرما بطریق نقل از سبد برمی داشت و می خورد تا آنکہ حدیث یافتہ شد و خرما تمام گشت در غمرۂ فکر علمیہ اورا شعوری نماند و این کثرت اکل سبب موت او شد۔

امام مسلم کی وفات کا سبب بھی عجیب و غریب ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز مجلس مذاکرۂ حدیث میں آپ سے کوئی حدیث پوچھی گئی آپ اس وقت اسے نہ پہچان سکے۔ اپنے مکان پر تشریف لائے اور اپنی کتابوں میں اسے تلاش کرنے لگے۔ کھجوروں کا ایک ٹوکرا ان کے قریب رکھا تھا۔ آپ اسی حالت میں ایک ایک کھجور اس میں سے کھاتے رہے۔ امام مُسلم حدیث کی فکر و جستجو میں کچھ ایسے مستغرق رہے کہ حدیث کے ملنے تک تمام کھجوروں کو تناول فرما گئے اور کچھ خبر نہ ہوئی۔ بس یہی زیادہ کھجور کھا لینا ان کی موت کا سبب بنا۔

حافظ عبد الرحمٰن بن علی الربیع یمنی شافعی گفتہ است ؎

حافظ عبد الرحمٰن بن علی الربیع یمنی شافعی کہتے ہیں ؎

تَنَازَعَ قَوْمٌ فِی الْبُخَارِیْ وَمُسْلِمٍ   لَدَیَّ وَقَالُوْا اَیَّ ذَیْنِ یُقَدَّمُ

میرے سامنے بخاری اور مسلم کے بارے میں کچھ لوگوں نے تنازع کیا اور کہا کہ ان دونوں میں سے (مرتبہ میں) کون مقدم ہے؟

فَقُلْتُ لَقَدْ فَاقَ الْبُخَارِیُّ صِحَّۃً   کَمَا فَاقَ فِیْ حُسْنِ الصِّنَاعَۃِ مُسْلِمٌ

میں نے کہا بخاری صحت کے اعتبار سے فوقیت رکھتے ہیں، جیسے مسلم ترتیبِ ابواب میں ان سے بڑھے ہوئے ہیں۔

سُنَنِ ابی داوٗد

این کتاب را سہ نسخہ مشہور ست نسخۂ لؤلؤی و نسخۂ ابن داسہ و نسخۂ ابن الاعرابی

اس کتاب کے تین نسخے مشہور ہیں۔ نسخۂ[1] لؤلؤی نسخۂ[2] ابن داسہ، نسخۂ[3] ابن الاعرابی۔ بلادِ مشرق میں

Marfat.com

روایت لؤلؤی در مشرق مشہور تر ست و روایت ابن داسہ در بلادِ مغرب رواج بسیار داشت و این ہر دو روایت قریب یک دیگر اند بلیشتر اختلاف فیما بین این ہر دو بتقدیم و تاخیر ست نہ بزیادت و نقصان بخلاف روایت ابن الاعرابی کہ ازین ہر دو نقصانِ بین دارد

ونام لؤلؤی ابو علی محمد بن احمد بن عمرو اللؤلؤی ست۔

ونام ابن داسہ ابوبکر محمد بن بکر بن محمد بن عبد الرزاق بن داسہ التمار البصری

ونام ابن الاعرابی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر المعروف بابن الاعرابی۔

ونام ابوداؤد سلیمان الاشعث بن بن اسحاق بن بشر بن شداد بن عمرو بن عمران الازدی السجستانی۔

وابن خلکان را باوجود کمال تاریخ دانی و تصحیح انساب ونسب درین نسبت غلط افتادہ گفتہ است کہ نسبتہ الی سجستان او سجستانہ قریۃ من قری البصرۃ انتہی۔ شیخ تاج الدین سبکی بعد از نقل این عبارت گفتہ است کہ وہذا وہمٌ والصواب انہ نسبۃ الی الاقلیم المعروف المتاخر لبلاد الہند انتہی یعنی این نسبت بسیستان ست کہ ملکی ست مشہور فیما بین سند و ہرات متصل قندھار

روایتِ لؤلؤی زیادہ مشہور ہے۔ بلادِ مغرب میں روایتِ ابن داسہ زیادہ مروج ہے اور یہ دونوں نسخے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر اختلاف تقدیم وتاخیر کا ہے کمی وزیادتی کا اختلاف نہیں ہے مگر ان دونوں سے ابن الاعرابی کا نسخہ بیّن طور پر ناقص ہے۔

لؤلؤی کا پورا نام ابو علی محمد بن احمد بن عمرو لؤلؤی ہے۔

ابن داسہ کا نام ابوبکر محمد بن بکر بن محمد بن عبد الرزاق بن داسہ التمار البصری ہے۔

ابن الاعرابی کا نام ابوسعید احمد بن محمد بن زیّاد بن بشر المعروف بابن الاعرابی ہے۔

ابوداؤد کا نام ونسب یہ ہے۔ سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران الاَزدی السجستانی۔

ابن خلکان نے جو یہ کہا ہے کہ نسبتہٗ الیٰ سجستانَ او سجستانۃَ قریۃٌ مِن قُرَی البَصرۃِ (ان کی نسبت سجستان یا سجستانہ کی طرف ہے جو بصرہ کا ایک قریہ ہے) انتہی۔ اس نسبت کی تحقیق میں ان سے غلطی سرزد ہوئی ہے حالانکہ انہیں تاریخ دانی اور تصحیح انساب ونسب میں کمال حاصل ہے۔ چنانچہ شیخ تاج الدین سبکی ان کی یہ عبارت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں۔ وَہذا وہمٌ والصَّوابُ انہ نسبۃٌ الی الاقلیم المعروفِ المُتاخّر لبلادِ الہندِ۔ (یہ ان کا وہم ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ نسبت اس اقلیم کی طرف ہے جو ہند کے

Marfat.com

وچشت کہ مکان بزرگانِ چشتیہ است نیز در ہمین ملک واقع ست و بُست در قدیم الزمان پایہ تخت آن ملک بود وعربان گاہے درنسبتِ این ملک سجزی نیز گویند۔

پہلو میں واقع ہے (یعنی یہ سیستان کی طرف نسبت ہے جو سندھ وہرات کے مابین مشہور ملک ہے۔ اور قندھار کے متصل واقع ہے۔ اور چشت جو بزرگانِ چشتیہ کا وطن ہے وہ بھی اسی ملک میں واقع ہے۔ پہلے زمانہ میں بُست اس مُلک کا پایہ تخت تھا۔ عرب لوگ اس ملک کی نسبت میں کبھی سجزِی بھی کہہ دیتے ہیں۔

تولد وے نیز در ۲۰۲ھ ووصدو دو واقع شدہ ودر اکثر بلادِ اسلام خصوصًا مصر وشام وحجاز وعراق وخراسان وجزیرہ وغیر ذلک گردش کردہ وعلمِ حدیث را فراگرفتہ در حفظ حدیث واتقان روایت و عبادت وتقوی وصلاح واحتیاط درجہ داشت۔

ابو داؤد کی ولادت ۲۰۲ھ میں ہوئی۔ آپ نے بلادِ اسلامیہ میں عمومًا اور مصر، شام، حجاز، عراق، خراسان اور جزیرہ وغیرہا میں خصوصیّت کے ساتھ کثرت سے گشت کر کے عِلم حدیث حاصل کیا۔ حفظِ حدیث، اتقانِ روایت، عبادت وتقوٰی اور صلاح واحتیاط میں بلند درجہ رکھتے تھے۔

گویند کہ یک آستین خود کشادہ می داشت ویک آستین را تنگ مردم ازین معنی پرسیدند گفت کہ آستین را کشادہ داشتن برائے اجزائے کتاب ست وآستین دیگر را کشادہ داشتن چہ ضرورست محض اسراف ست۔

کہتے ہیں کہ وہ اپنی ایک آستین فراخ اور دوسری تنگ رکھا کرتے تھے۔ جب آپ سے سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ایک آستین تو اس لئے کشادہ رکھتا ہوں کہ اس میں اپنی کتاب کے کچھ اجزا رکھ لوں۔ دوسری آستین کشادہ رکھنا اسراف میں داخل سمجھتا ہوں۔

ووے شاگرد امام احمد بن حنبل وقعنبی وابو الولید طیالسی ست واز علماء بسیار سماع وروایت دارد وترمذی و نسائی ازوے روایات دارند وچہار کس ازجملہ شاگردان او خیلی سرآمد محدثین شدند اول پسر ابوبکر بن ابی داؤد ودوم لؤلؤی سوم ابن الاعرابی چہارم ابن داسہ واستادِ

آپ امام احمد بن حنبل، قعنبی اور ابو الولید طیالسی کے شاگرد ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے علماء سے بھی روایت وسماع رکھتے ہیں۔ ان سے ترمذی ونسائی روایت کرتے ہیں۔ ان کے شاگردوں میں سے چار شخص جماعتِ محدثین کے سردار وپیشوا ہوئے، ابوبکر بن ابی داؤد، (ان کے صاحبزادے) لؤلؤی، ابن الاعرابی ابن داسہ۔ ان کے استاد امام احمد بن حنبل نے

او امام احمد بن حنبل از وے روایت کردہ است حدیث عتیرہ را۔

و موسٰی بن ہارون کہ یکے از بزرگان آن عصر بود در حق او گفتہ است کہ ابوداؤد در دنیا برائے حدیث و در عقبٰی برائے بہشت آفریدہ شد و ابوداؤد در سُنن خود گفتہ است کہ من در مصر خیار درازی دیدم و آنرا پیمائش نمودم سیزدہ بالشت برآمد و یک ترنج را دیدم کہ بالای شتری بریدہ بار کردہ بودند مثل دو نقارہ کلان ہر دو نصف او بران شتر نمودار می شدند۔

و چون از تصنیف این سنن فارغ شد پیش امام احمد بن حنبل برد و عرض نمود امام دیدند و بسیار پسند کردند و ابوداؤد در وقت تصنیف این سنن پنج لکھ حدیث حاضر داشت از جملہ آنہمہ انتخاب نمودہ است کہ این سنن را مرتب ساختہ کہ چہار ہزار و ہشت صد حدیث ست و در روے التزام نمودہ است کہ حدیث صحیح باشد یا حسن۔

حدیثِ عتیرہ ان سے روایت کی ہے۔

موسٰی بن ہارون نے جو ان کے معاصر تھے، ان کے حق میں کہا ہے کہ ابوداؤد دنیا میں حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ابوداؤد نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے کہ میں نے مصر میں ایک لمبی ککڑی دیکھی اس کو ناپا تو تیرہ بالشت کی تھی۔ اور میں نے ایک ترنج دیکھا، جب اسے کاٹ کر اونٹ پر لادا تو اس کے دونوں حصے بڑے نقاروں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔

جب وہ اس سنن کی تصنیف سے فارغ ہوئے اور امام احمد بن حنبل کی خدمت لے گئے تو امام احمد نے اسے دیکھ کر بہت پسند فرمایا۔ اس سنن کی تالیف کے وقت ابوداؤد کے پاس پانچ لاکھ حدیثوں کا مجموعہ تھا ان سب سے انتخاب کرکے اس کتاب کو مرتب کیا جو اب چار ہزار آٹھ سو احادیث پر مشتمل ہے۔

ابوداؤد نے اس کا بھی التزام کیا ہے کہ اپنی اس کتاب میں صرف وہ حدیث بیان کریں گے جو صحیح ہوگی یا حسن۔

سُنن ابی داؤد کی وہ چار حدیثیں جو دین میں کفایت کے درجے میں ہیں۔

و گفتہ است کہ از جملہ این احادیث مرد عاقل را در دین چہار حدیث کفایت می کند

یہ بھی کہا ہے کہ ان احادیث میں سے عقلمند کے لئے دین میں صرف چار حدیثیں کافی ہیں۔

حدیثِ اول

اوّل

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

Marfat.com

حدیث دوم

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ

دوم

اسلام کی عمدگی سے یہ بات ہے کہ انسان بے فائدہ امور کو ترک کر دے۔

حدیث سوم

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

سوم

اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جسے وہ خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

حدیث چہارم

اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُهَاتِ اِسْتَبْرَأَ لِدِیْنِهٖ

راقم حروف می گوید معنی کفایت آنست کہ بعد از معرفت قواعدِ کلیہ شریعت ومشہورات آن در جزئیات وقائع حاجت بمجتہدی ومرشدی باقی نمی ماند زیرا کہ در تصحیح عبادات حدیث اول کفایت می کند ودر محافظات اوقات عمر عزیز حدیث دوم ودر مراعات حقوق ہمسایہ واقارب ودیگر اہل تعارف ومعاملہ حدیث سوم ودر دفع شک وتردد کہ بسبب اختلاف علماء یا اختلاف ادلّہ رومی دہد حدیث چہارم پس این ہر چہار حدیث نزد مرد عاقل حکم پیر واستاد ہر دو دارند واللہ اعلم۔

ابراہیم حربی کہ از عمدہ محدثین آن عصر بود چون سنن ابوداؤد را دید گفت کہ

چہارم

حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں اور ان کے درمیان مشتبہات ہیں پس جس شخص نے شبہات سے پرہیز کیا اس نے اپنے دین کو محفوظ کر لیا۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ان کے کافی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ شریعت کے قواعدِ کلیہ مشہورہ معلوم کر لینے کے بعد جزئیاتِ مسائل میں کسی مجتہد یا مرشد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مثلاً عبادات کی درستی کے لئے پہلی حدیث اور اس عمر عزیز کے اوقات کی حفاظت کے لئے دوسری حدیث اور حقوق ہمسایہ و سلوک خویش و اقارب اور دوسرے اہل تعارف و معاملہ کی رعایت کے لئے تیسری حدیث اور ان شکوک و تردّدات کے ازالہ کے لئے جو اختلافِ علماء یا دلائل کے مختلف ہونے سے پیدا ہوتے ہیں چوتھی حدیث کافی ہے۔ گویا مرد عاقل کے لئے یہ چاروں حدیثیں استاد و پیر کے درجہ میں ہیں۔

ابراہیم حربی نے جو اس زمانہ کے عمدہ محدثین میں سے ہیں جب سننِ ابوداؤد کو دیکھا تو فرمایا کہ ابوداؤد

Marfat.com

الین لابی داؤد الحدیث کما الین لداؤد الحدید وحافظ ابوطاہر سلفی این مضمون را نیک پسند نمودہ درین قطعہ نظم کردہ اش ؎

کے لئے علم حدیث خدا تعالیٰ نے ایسا نرم کر دیا ہے جیسا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم ہوا تھا۔ حافظ ابوطاہر سلفی نے اس مضمون کو پسند کر کے اِس قطعہ میں نظم کیا ہے ؎

لَانَ الْحَدِیْثُ وَعِلْمُهٗ بِکَمَالِهٖ   لِاِمَامِ اَهْلِیْهِ اَبِیْ دَاوٗدَ

حدیث اور علمِ حدیث اپنے کمال کے ساتھ نرم ہو گئی ابو داود کے لئے جو اہل حدیث کے امام ہیں۔

مِثْلُ الَّذِیْ لَانَ الْحَدِیْدُ وَسَبْکُهٗ   لِنَبِیِّ اَهْلِ زَمَانِهٖ دَاوٗدَ

جیسے لوہا اور اس کا گلانا سہل ہو گیا تھا داؤد علیہ السلام کے لئے جو اپنے زمانہ کے نبی تھے۔

ونیز حافظ ابوطاہر بسند خود از حسن بن محمد بن ابراہیم ازدی روایت کردہ کہ وی گفت بخواب دیدم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم می فرماید۔

حافظ ابوطاہر نے بسندِ خود حسن بن محمد بن ابراہیم ازدی سے روایت کیا ہے کہ حسن بن محمد نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ فرماتے ہیں۔

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّتَمَسَّكَ بِالسُّنَنِ فَلْیَقْرَأْ سُنَنَ اَبِیْ دَاوٗدَ۔

جو شخص سنت پر عمل کرنا چاہے اسے سنن ابوداؤد پڑھنا چاہیئے۔

از یحییٰ بن زکریا بن یحییٰ ساجی روایت کردہ کہ می گفت کہ اصل اسلام کتاب اللہ است وستون اسلام سنن ابی داؤد۔

اور یحییٰ بن زکریا بن یحییٰ ساجی سے روایت کر کے کہتے ہیں کہ اِسلام کی بنیاد کتاب اللہ ہے اور اس کا ستون سُنن ابی داؤد ہے۔

وابن الاعرابی گفتہ است کہ اگر شخصے را علم کتاب اللہ وسنن ابی داؤد حاصل شود او را در مقدمات دین کافی و بسندہ باشد ولہذا در کتب اصول مایۂ اجتہاد را از علم حدیث تمثیل بسنن ابی داؤد نمودہ اند

ابن الاعرابی نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو کتاب اللہ اور سنن ابی داؤد کا علم حاصل ہو جائے، تو یہ معاملاتِ دین میں اس کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے کتبِ اصول میں سرمایہ اجتہاد کے لئے مثال کے طور پر اسی سنن ابی داؤد کو پیش کرتے ہیں۔

ومردم را در مذہب او اختلاف ست بعضے گویند شافعی بود وبعضے گویند

ابو داؤد کے مذہب کے بارے میں لوگ مختلف الرّائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ شافعی تھے اور بعض حنبلی

حنبلی۔ واللہ اعلم

در تاریخ ابن خلکان مذکور ست کہ اور اشیخ ابو اسحاق شیرازی در طبقات الفقہا از جملہ اصحاب امام احمد بن حنبل شمردہ است

واز حافظ ابو طاہر در مدح سنن ابی داؤد نظمی ست مناسب کہ مرقوم می گردد ۔ می گوید ؎

بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم

تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ شیخ ابو اسحاق شیرازی نے ان کو طبقات الفقہاء میں امام احمد بن حنبل کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔

حافظ ابو طاہر نے سنن ابی داؤد کی مدح میں ایک عمدہ نظم لکھی ہے جس کا یہاں لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں ؎

سُنن ابی داؤد کی مدح میں حافظ ابوطاہر سلفی کی نظم

اَوْلٰی کِتَاب لِذِیْ فِقْہٍ وَذِیْ نَظَرٍ ‏ ‏ ‏ وَمَنْ یَکُوْنُ مِنَ الْاَوْزَارِ فِیْ وِزَرٍ

تمام کتابوں میں سے فقیہ اور صاحب نظر اور اس شخص کے لئے جو گناہوں سے بچنا چاہے۔

مَاقَدْ تَوَلّٰی اَبُوْدَاؤدَ مُحْتَسِبًا ‏ ‏ ‏ تَالِیْفُہٗ فَاقَ فِی الْاَضْوَاءِ کَالْقَمَرِ

وہ کتاب ہے جس کو ابو داؤد نے طلب ثواب کے لئے تالیف کیا جو روشنی میں چاند کی طرح فوقیت لے گئی ہے۔

لَایَسْتَطِیْعُ عَلَیْہِ الطَّعْنَ مُبْتَدِعٌ ‏ ‏ ‏ وَلَوْتَقَطَّعَ مِنْ ضِغْنٍ وَمِنْ ضَجَرٍ

کوئی بدعتی اس پر طعن کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا اگرچہ کینہ اور تنگدلی (احسد) سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے۔

فَلَیْسَ یُوْجَدُ فِی الدُّنْیَا اَصَحُّ وَلَا ‏ ‏ ‏ اَقْوٰی مِنَ السُّنَّۃِ الْغَرَّاءِ وَالْاَثَرِ

روشن سنت اور آثار (حدیث) میں دنیا میں اس سے صحیح تر و قوی تر کوئی کتاب نہیں ہے۔

وَکُلُّ مَافِیْہِ مِنْ قَوْلِ النَّبِیِّ وَمِنْ ‏ ‏ ‏ قَوْلِ الصَّحَابَۃِ اَھْلِ الْعِلْمِ وَالْبَصَرِ

اور جو کچھ اس میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا اہل دانش و بینش صحابہ رضی اللہ عنہم کا کلام ہے۔

یَرْوِیْہِ عَنْ ثِقَۃٍ عَنْ مِّثْلِہٖ ثِقَۃٍ ‏ ‏ ‏ عَنْ مِّثْلِہٖ ثِقَۃٍ کَالْاَنْجُمِ الزُّھَرِ

یہ اس کو ثقہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ بھی اپنے ہی جیسے ثقہ سے اور وہ بھی اپنے مثل ثقہ سے جو چمکدار ستاروں کی طرح ہیں۔

وَکَانَ فِیْ نَفْسِہٖ فِیْمَا اُحِقُّ بِہٖ ‏ ‏ ‏ لَاشَکَّ فِیْہِ اِمَامًا عَالِیَ الْخَطَرِ

اور وہ خود بھی جیساکہ میری تحقیق ہے۔ ‏ ‏ ‏ بلاشبہ امام عالی مرتبت تھے۔

یَدْرِی الصَّحِیْحَ مِنَ الْاٰثَارِ یَحْفَظُہٗ ‏ ‏ ‏ وَمَنْ رَوٰی ذَاکَ مِنْ اُنْثٰی وَمِنْ ذَکَرٍ

وہ آثار صحیحہ کو جانتے تھے اور ان راویوں کے بھی حافظ تھے جو روایت کرتے ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت۔

Marfat.com

مُحَقِّقًا صَادِقًا فِيمَا يَجِيءُ بِهٖ　　قَدْ شَاعَ فِي الْبَدْوِ عَنْهُ ذَا وَفِي الْحَضَرِ

اپنی روایت میں وہ سچے بھی ہیں اور محقق بھی اور ان کی یہ بات دیہات میں بھی مشہور ہے اور شہر میں بھی۔

وَالصِّدْقُ لِلْمَرْءِ فِي الدَّارَيْنِ مَنْقَبَةٌ　　مَا فَوْقَهَا اَبَدًا فَخْرٌ لِمُفْتَخِرٍ

اور دونوں جہانوں میں انسان کے لئے سچائی بڑی خوبی ہے کسی فخر کرنیوالے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی فخر نہیں ہے۔

وفات ابوداؤد در شانزدہم شوال سال دوصد و ہفتاد و پنج ست و در بصرہ مدفون گشت و عمر او ہفتاد و سہ سال بود۔

ابوداؤد کا ۱۶ رشوال ۲۷۵ھ میں انتقال ہوا اور بصرہ میں دفن کئے گئے۔ تہتر سال کی عمر پائی۔

جامع کبیر ترمذی

جامع کبیر ترمذی یعنی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک سلمی بوغی بضم بار موحدہ و سکون واو بعد ازاں غین معجمہ نسبت ببوغ کہ دیہی ست از دیہات ترمذ بمسافت شش فرسنگ ازاں و ترمذ نام شہری قدیم برکنارہ آب اموداریہ کہ آں را جیحون و نہر بلخ نیز گویند و در لفظ ماوراء النہر مراد ہمین نہر می باشد و در لفظ ترمذ اختلاف بسیار ست بعضی تار و میم را مفتوح سازند و بعضی ہر دو را مضموم و متداول بر زبان مردم آنجا و دیگر خلائق کسر ہر دو ست و جماعہ بفتح تا و کسر میم تکلم کنند۔

و ترمذی شاگرد رشید بخاری ست و روش او را آموختہ و از مسلم و ابی داؤد

مؤلفہ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک السلمی البوغی۔ یہ لفظ (بوغ) بار موحدہ کے ضمہ اور واؤ کے سکون سے ہے اور واؤ کے بعد غین معجمہ ہے، یہ ایک گاؤں کا نام ہے جو ترمذ کے دیہات میں سے ہے اور اس سے چھ فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ ترمذ اس پرانے شہر کا نام ہے جو اموداریا (جس کو جیحون اور نہر بلخ بھی کہتے ہیں) کے کنارے پر واقع ہے۔ لفظ ماوراء النہر میں بھی نہر سے بیشتر یہی نہر مراد لی گئی ہے۔ اس (ترمذ) کے تلفظ میں بہت اختلاف ہے۔ بعض تار اور میم کو مفتوح کہتے ہیں اور بعض دونوں کو مضموم۔ خود وہاں کے لوگوں اور نیز دوسرے اشخاص کی زبان زد ان دونوں کا کسرہ ہے، اور یہی مشہور ہے۔ اور ایک جماعت تار کو فتح اور میم کو کسرہ دیتی ہے۔

ترمذی امام بخاری کے سب سے مشہور تلامذہ

Marfat.com

وشیوخ ایشان نیز روایت دارد و دربصره وکوفه و واسط و رے و خراسان وحجاز سالہا درطلب علم حدیث بسر بردہ و تصانیف بسیار درین فن شریف ازوی یادگارست۔

یں شمار ہوتے ہیں اور مسلم وابوداؤد اور اُن کے شیوخ سے بھی روایت رکھتے ہیں۔ علم حدیث کی طلب میں بصرہ، کوفہ، واسط، رَے، خراسان اور حجاز میں بہت سال گزارے اور اس فن میں بہت سی تصانیف ان کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ جامع ترمذی ان کی بہت مشہور اور مقبول تصنیف ہے۔

جامع ترمذی کی بعض خصوصیات

واین جامع بہترین آن کتب ست بلکہ بہ بعضے وجوہ وحیثیات از جمیع کتاب حدیث خوب تر واقع شدہ اول ازجہت ترتیب وعدم تکرار دوم ذکر مذاہب فقہاء ووجوہ استدلال ہریک از اہل مذاہب سوم بیان انواع حدیث از صحیح وحسن وضعیف غریب معلل بہ علل چہارم بیان اسماء رواۃ والقاب وکنیت آنہا ودیگر فوائد متعلقہ بعلم رجال۔

مجموعی حدیثی فوائد کے لحاظ سے اس کتاب کو تمام حدیثوں پر فوقیت دی گئی ہے۔ اول اس وجہ سے کہ اس کی ترتیب عمدہ ہے اور تکرار نہیں ہے۔ دوم اس باعث کہ اس میں فقہاء کا مذہب اور اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک کا استدلال بیان کیا گیا ہے۔ سوم اس وجہ سے کہ اس میں حدیث کے انواع مثلاً صحیح، حسن، ضعیف، غریب اور معلل بہ علل وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔ چہارم اس وجہ سے کہ اس میں راویوں کے نام، ان کے القاب اور کنیت کے علاوہ ان فوائد کو بھی بیان کیا گیا ہے، جن کا علم الرجال سے تعلق ہے۔

وترمذی را درحفظ مثل دانند واو را خلیفہ بخاری گفتہ اند وتورع و زہد وخوف بحدے داشت کہ فوق آن متصور نیست بخوف الٰہی بسیار گریہ وزاری کرد ونابینا شد۔

ترمذی حفظِ حدیث میں بے مثل اور امام بخاری کے صحیح جانشین مشہور ہیں۔ تورع، زہد اور خوفِ خدا اس درجہ رکھتے تھے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں چنانچہ خوفِ الٰہی میں روتے روتے آخر کار ان کی بینائی جاتی رہی تھی۔

واز حکایات صحیحہ او درحفظ آن ست کہ درراہ مکہ باشیخے ازشیوخ ملاقات کرد وسابق ازان شیخ دوجزو حدیث

ان کے حفظ کی حکایاتِ صحیحہ میں سے ایک یہ

Marfat.com

نوشتہ گرفتہ وفرصت عرض وقراءۃ نیافتہ درین وقت از شیخ استدعاء سماع نمود شیخ قبول کردہ گفت کہ اجزاء مرقومہ بیار و در دست بدار تا من بخوانم و آن را مقابلہ کن اتفاقاً آن دو جزو گم کردہ بود و ترمذی بسبب کمال شوق سماع آن احادیث دو جزو دیگر سفید آورد بحضور شیخ بدستور تلامذہ نشست و شیخ آغاز قراءت نمود ناگاہ شیخ نظر کرد دید کہ در دست او اجزاء سفید اند بسیار غضبناک شدہ فرمود کہ گویا بامن استہزاء می کنی ترمذی گفت یا شیخ من اجزاء مکتوبہ را گم کردم لیکن احادیث را محفوظ دارم بہتر از نوشتہ شیخ گفت بخوان ترمذے ہمہ آن احادیث را یاد بخواند تعجب شیخ زائد شد و از راہ استبعاد گفت کہ مرا باور نمی آید کہ بمجرد شنیدن یک بار یاد گرفتہ باشی از سابق یاد داشتہ باشی ترمذی گفت امتحان باید فرمود شیخ چہل حدیث دیگر از غرائب خود کہ نزد دیگرے نبود خواندہ رفت و ترمذی آن حدیث را مع اسانید ہا فی الفور اعادہ نمود ہیچ جا خطا نیفتاد و این قسم امتحانات در باب حفظ او بارہا

ہے کہ ایک شیخ کی روایات کے دو جزء انہوں نے نقل کئے تھے مگر اب تک انہیں پڑھ کر سنانے کا موقع نہ ملا تھا۔ مکہ مکرمہ کے راستہ میں اتفاقاً اُن سے ملاقات ہوگئی، ترمذی نے (نعمتِ غیر مترقبہ سمجھ کر) ان سے ان اجزا کی قراءت کی درخواست پیش کی، شیخ نے قبول فرمایا اور کہا کہ ان اجزاء کو نکال لو اور اپنے ہاتھ میں لے لو۔ میں پڑھتا ہوں تم مقابلہ کرتے جاؤ۔ امام ترمذی نے تلاش کیا تو اتفاقاً وہ اجزا ان کے ساتھ نہ تھے (کہیں گم ہوگئے تھے) ترمذی بہت گھبرائے (لیکن اس وقت ان کی سمجھ میں سوائے اس کے اور کچھ نہ آیا کہ) دو اجزاء سادے کاغذ کے ہاتھ میں لے کر فرضی طور پر سننے میں مشغول ہوگئے۔ شیخ نے قراءت شروع کی، اتفاقاً ان کی نظر کاغذات پر پڑ گئی تو سادے نظر آئے، شیخ کو طیش آیا اور فرمایا کہ میرا مذاق بناتے ہو۔ ترمذی نے بالآخر جو واقعہ تھا صاف عرض کردیا اور کہا کہ اگرچہ وہ اجزاء میرے ساتھ نہیں ہیں لیکن مجھے لکھے ہوئے سے زیادہ محفوظ ہیں۔ شیخ نے فرمایا اچھا ذرا پڑھ کر تو سناؤ۔ ترمذی نے وہ تمام حدیثیں سنادیں۔ شیخ بہت متعجب ہوئے اور فرمایا یقین نہیں آتا کہ صرف میرے ایک بار پڑھنے سے یہ سب حدیثیں تم کو محفوظ ہوگئی ہوں گی ترمذی نے عرض کیا اچھا اب امتحان کر لیجیے۔ شیخ نے خاص اپنی چالیس حدیثیں اور پڑھیں۔ ترمذی نے فوراً انہیں بھی اس صحت کے ساتھ سُنا دیا کہ کہیں ایک جگہ بھی غلطی نہ ہوئی۔ اس ایک واقعہ کے علاوہ

Marfat.com

واقع شده .

ان کے حفظ کے اور بہت سے واقعات مشہور ہیں۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ است کہ من ہرگاہ از تصنیف این جامع فارغ شدم اول آنرا بعلمار حجاز شریف نمودام ایشان ہمہ پسند فرمودند بعد از آن پیش علمار عراق بردم ایشان نیز متفق الکلمہ آنرا مدح کردند بعد از ان بر علمار خراسان عرض کردم ایشان نیز رضامند شدند بعد ازان ترویج وتشہیر نمودم ونیز گفتہ درخانہ ہرکہ این کتاب باشد پس گویا درخانہ او پیغمبرے ست کہ تکلم می کند۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ جب میں اس جامع کی تالیف سے فارغ ہوا تو پہلے میں نے یہ نسخہ علمار حجاز کو دکھایا انہوں نے بہت پسند فرمایا۔ پھر علمار عراق کی خدمت میں لے گیا انہوں نے بھی یک زبان ہوکر اس کی مدح فرمائی۔ پھر علمار خراسان کے روبرو پیش کیا تو انہوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر فرمائی۔ بعد ازاں میں نے اس کی ترویج وتشہیر کی کوشش کی۔

امام ترمذی یہ بھی فرماتے تھے کہ جس گھر میں یہ کتاب ہو گویا اس گھر میں پیغمبر علیہ السلام ہیں جو تکلم فرماتے ہیں۔

بعضے از علمائے اندلس در مدح این کتاب نظمی دارد کہ مرقوم می شود۔

بعض علمار اندلس نے اس کتاب کی تعریف میں نظم لکھی ہے جو یہاں لکھی جاتی ہے ؎

جامع ترمذی کی مدح میں علمائے اندلس کی نظم

كِتَابُ التِّرْمِذِيِّ رِيَاضُ عِلْمٍ حَكَتْ أَزْهَارُهُ زَهْرَ النُّجُوْمِ

کتاب ترمذی دگویا، علم کے ایسے باغات ہیں، جن کے پھول روشن ستاروں کے مشابہ ہیں۔

بِهِ الْآثَارُ وَاضِحَةٌ أُبِيْنَتْ بِأَلْفَاظٍ أُقِيْمَتْ كَالرُّسُوْمِ

اس میں واضح آثار ایسے الفاظ کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جو مثل نشانات قائم ہیں۔

وَأَعْلَاهَا الصِّحَاحُ وَقَدْ أَنَارَتْ نُجُوْمًا لِلْخُصُوْصِ وَلِلْعُمُوْمِ

ان کی اعلیٰ تصانیف میں سے یہ صحیح ہے جس نے خاص وعام کے لئے ستاروں کو روشن کردیا۔

وَمِنْ حَسَنٍ يَلِيْهَا أَوْ غَرِيْبٌ وَقَدْ بَانَ الصَّحِيْحُ مِنَ السَّقِيْمِ

اس میں بعض احادیث حسن ہیں اور بعض غریب، گویا صحیح سقیم سے ممتاز ہوگئی ہیں۔

فَعَلَّلَهُ أَبُوْ عِيْسَى مُبَيِّنًا مَعَالِمَهُ لِأَرْبَابِ الْعُلُوْمِ

پھر ابوعیسیٰ نے سقیم کو معلول کرکے اس کی علامتوں کو اہل علم کے لئے ظاہر کردیا ہے۔

Marfat.com

وَطَرَّزَهُ بِآثَارٍ صِحَاحٍ ، تَخَيَّرَهَا أُولُو النَّظَرِ السَّلِيمِ

اوراسکو ایسے آثار صحیحہ کے ساتھ منقش کیا ہے ، جس کو اہل نظر حضرات نے پسند فرمالیا۔

مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْفُقَهَاءِ قِدْمًا وَأَهْلِ الْفَضْلِ وَالنَّهْجِ الْقَوِيمِ

یعنی اگلے علماء و فقہاء اور اہل فضل اور اصحاب طریقہ مستقیم نے ۔

فَجَاءَ كِتَابُهُ عِلْقًا نَفِيسًا تَنَفَّسَ فِيهِ أَرْبَابُ الْعُلُومِ

ان کی کتاب ایسی علق نفیس (بیش بہا) بن کر آئی ہے ، جس کی طرف اہل علم راغب ہیں ۔

وَيَقْتَبِسُونَ مِنْهُ نَفِيسَ عِلْمٍ يُفِيدُ نُفُوسَهُمْ أَسْنَى الرُّسُومِ

وہ اسی سے عمدہ علم حاصل کرتے ہیں جو ان کے نفوس کو قیمتی علامات کا فائدہ دیتا ہے ۔

كَتَبْنَاهُ رَوَيْنَاهُ لِنَرْوِي ، مِنَ التَّسْنِيمِ فِي دَارِ النَّعِيمِ

ہم نے اس کو لکھ کر اس کی روایت کی ہے تاکہ ہم جنت میں آب تسنیم سے سیرابی حاصل کریں۔

وَغَاصَ الْفِكْرُ فِي بَحْرِ الْمَعَانِي فَأَدْرَكَ كُلَّ مَعْنًى مُسْتَقِيمٍ

جب فکر نے معانی کے سمندر میں غوطہ لگایا تو وہ ہر درست معنی تلاش کرکے لایا ۔

جَزَى الرَّحْمٰنُ خَيْرًا بَعْدَ خَيْرٍ أَبَا عِيسٰى عَلَى الْفِعْلِ الْكَرِيمِ

خدا تعالیٰ ابوعیسیٰ کو ان کے نیک کام کے بدلے میں پے درپے جزائے خیر عطا فرمائے ۔

ابوعیسیٰ کنیت رکھنے پر بحث

وفات او در ترمذ شب دوشنبہ ہفدہم رجب سال دو صد و ہفتاد و نہ بودہ است۔

۱۷ رجب ۲۷۹ھ میں شب دوشنبہ کو خاص ترمذ میں امام ترمذی کی وفات ہوئی ۔ (سن ولادت ۲۰۹ھ ہے)

ابن ابی شیبہ در مصنف خود بابے آوردہ باین مضمون مایکرہ لرجل اکتنی بہ بعد از ان گفتہ۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ایک باب باندھا ہے ، جس کا عنوان ہے ، مَا يُكْرَهُ لِرَجُلٍ اكْتَنَى بِهٖ اور اس کے بعد یہ حدیث بیان کی ہے ۔

حدثنا الفضل بن دکین عن موسیٰ بن علی عن ابیہ ان رجلا اکتنی بابی عیسیٰ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنَّ عِيسٰى لَا أَبَ لَهٗ ۔

موسیٰ بن علی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی کنیت ابوعیسیٰ رکھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ عیسیٰ کے تو باپ نہیں تھے ۔

Marfat.com

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ ضَرَبَ ابْنًا لَهُ اكْتَنَى بِأَبِي عِيسَى فَقَالَ إِنَّ عِيسَى لَيْسَ لَهُ أَبٌ۔

فضل بن دُکین، عبداللہ بن عمر بن حفص، زید بن اسلم۔ اسلم سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے اپنے لڑکے کو مارا جنہوں نے اپنی کنیت ابوعیسیٰ رکھی تھی اور کہا کہ عیسیٰ کے باپ نہیں تھے۔

و در سنن ابی داؤد در کتاب الادب واقع ست باب الرجل یتکنی بابی عیسیٰ بعد ازان سند آوردہ۔

سنن ابی داؤد کی کتاب الادب میں اس طرح آیا ہے، بَابُ الرَّجُلِ يَتَكَنَّى بِأَبِي عِيسٰى. اس کے بعد یہ سند بیان کی ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ ضَرَبَ ابْنًا لَهُ تَكَنَّى أَبَا عِيسٰى وَأَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُكَنَّى بِأَبِي عِيسٰى فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَمَا يَكْفِيكَ أَنْ تُكَنَّى بِأَبِي عَبْدِ اللهِ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنَّانِي فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ وَإِنَّا فِي جَلْجَتِنَا فَلَمْ يَزَلْ يُكَنَّى بِأَبِي عَبْدِ اللهِ حَتّٰى هَلَكَ۔ انتھٰی

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے بیٹے کو اس وجہ سے مارا کہ انہوں نے اپنی کنیت ابوعیسیٰ رکھی تھی۔ اور یہ کہ مغیرہ بن شعبہ کی کنیت بھی ابوعیسیٰ تھی تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم کو ابوعبداللہ کی کنیت کافی نظر نہیں آتی۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کنیت کے ساتھ پکارا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں اور بھول چوک اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادی تھیں اور ہم تو ایک امرِ مضطرب میں مبتلا ہیں۔ پھر انہوں نے مرتے دم تک اپنی کنیت ابوعبداللہ ہی رکھی۔

اَلْجَلْجَةُ بِجِيمَيْنِ بَيْنَهُمَا لَامٌ مَفْتُوحَةٌ اَلْأَمْرُ الْمُضْطَرِبُ۔

و معنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنانی آنست کہ آنحضرتؐ مرا ابوعیسیٰ خواندہ بود نہ آنکہ فرمود کہ کنیت تو ابوعیسیٰ ست و معنی کلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنکہ کنیت بابوعیسیٰ مکروہ ست نباید کرد و آن حضرتؐ اگر یک بار ترا ابوعیسیٰ خواندہ ترا نمی رسد

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنَّانِي کے معنیٰ یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابوعیسیٰ کہہ کر بلایا اور پکارا ہے نہ یہ کہ آپؐ نے یہ فرمایا تھا کہ تیری کنیت ابوعیسیٰ ہے۔ حضرت عمرؓ کے کلام کے معنیٰ یہ ہیں کہ ابوعیسیٰ کی کنیت مکروہ ہے، یہ کنیت نہ رکھنی چاہئے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اس کنیت

Marfat.com

کہ این کنیت برائے خود قرار دہی زیراکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چہ برائے بیان جواز گاہے ترک اولی می فرمود ودرحق او این ترک اولی مسلوب الکراہۃ می گردید برائے ضرورت تبلیغ حکم ہمین ست معنئ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ و ما تاخر۔

کے ساتھ پکار لیا تو تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ اسے اپنی کنیت قرار دو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی صرف بیان جواز کے لئے ایک امر اولیٰ کو ترک فرمادیا کرتے تھے اور آپؐ کے لئے ترک اولیٰ کراہیت سے پاک تھا، آپ کو یہ ضرورت بھی محض تبلیغ حکم کی وجہ سے پیش آتی تھی اور ماتقدم من ذنبہ وما تاخر کے معنی بھی یہی ہیں۔

سُنن صغرای

نسائی

کہ مسمی مجتبیٰ ست روایت ابن السنّی محدث مشہور ست نام او ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی ست۔

یہ کتاب مجتبیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ ابن السنّی جو مشہور محدث ہیں، اس کے راوی ہیں، ان کا نام وکنیت یہ ہے۔

ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی الدینوری (المتوفی ۳۶۴ھ)

سنن کبرای

نسائی

کہ روایت ابن الاحمر ست و نام او ابوبکر محمد بن معاویہ است و مشہور بابن الاحمر گشتہ۔

یہ نسخہ ابن الاحمر کی روایت سے مروی ہے ان کا نام وکنیت ابوبکر محمد بن معاویہ ہے اور ابن الاحمر کے نام سے مشہور ہیں۔

ہردو تصنیف ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی وبعد از سین ہمزہ مکسورہ است بے مد نسبت بہ نسا کہ شہرے ست در

یہ دونوں تالیفات (سنن صغری وسنن کبرای) ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی کی ہیں۔ اس لفظ (النسائی) میں سین کے بعد ہمزہ مکسور اور بغیر مد کے ہے۔ یہ نسبت نسار کی

خراسان و گاہے عربان درین نسبت نسوی نیز گویند ہمزہ را بواو بدل کنند چنانچہ موافق قیاس ہمین ست واول اشہر ست یکے از ارکان حدیث ست تولد او در سال دوصد وچہاردہ واقع شدہ در بلادِ بسیار شیوخ کبار را دریافتہ خراسان وحجاز وعراق وجزیرہ وشام ومصر وغیر ذلک اول رحلت او بسوی قتیبہ بن سعید بغلانی بلخی ست و او دران وقت پانزدہ سالہ بود و نزد قتیبہ یک سال و دو ماہ کسب علمِ حدیث کرد و او شافعی المذہب بود چنانچہ مناسک او بران دلالت میکند وبرصوم داؤدی مواظبت داشت و با وصف این نہایت کثیر الجماع بود چہار زن داشت کہ نزد ہریک یک شب می گزرانید وسراری نیز بسیار داشت۔

طرف ہے جو خراسان کا ایک مشہور شہر ہے کبھی عرب لوگ اس ہمزہ کو واؤ سے بدل کر نسبت کرنے میں نسوی بھی کہا کرتے ہیں اور قیاس کے مطابق بھی یہی ہونا چاہیئے۔ لیکن مشہور نسائی ہی ہے۔ یہ علمِ حدیث کے ایک رکن ہیں۔ ان کی ولادت ۲۱۴ھ میں ہوئی[1]۔ خراسان، حجاز، عراق، جزیرہ، شام، مصر اور ان کے علاوہ شہروں میں گشت کر کے بہت سے اکابر شیوخ سے ملاقات کی۔ سب سے پہلے قتیبہ بن سعید بغلانی بلخی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت پندرہ برس کے تھے۔ ان کی خدمت میں ایک سال دو ماہ رہ کر علمِ حدیث حاصل کیا۔ ان کے مناسک سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شافعی المذہب تھے۔ صومِ داؤدی پر ہمیشہ عمل پیرا رہتے تھے۔ بایں ہمہ کثیر الجماع تھے، چنانچہ چار عورتیں آپ کے نکاح میں تھیں اور ہر ایک کے پاس ایک ایک شب رہتے تھے۔ ان کے علاوہ لونڈیاں بھی موجود تھیں۔

مجتبیٰ کی تالیف کا سبب

چون از تصنیف سنن کبرای فارغ شد امیرے از امرائے آن وقت از وے پرسید ند کہ این کتاب تو ہمہ صحیح ست؟ گفت نے صحیح وحسن ہمہ دارد آن امیر التماس نمود کہ از جملہ احادیث آنچہ در درجہ اعلای صحت باشد برائے من جدا باید نوشت

جب سنن کبرای کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو امیر وقت نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کی یہ کتاب تمام صحیح ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں، اس میں حسن اور صحیح دونوں موجود ہیں۔ اس امیر نے عرض کیا کہ ان تمام احادیث میں سے جو صحت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچی ہوں میرے لئے ان سب کا مجموعہ مرتب فرما دیجئے،

---

[1] بعض کے نزدیک ۲۱۵ھ سن ولادت ہے۔

پس مجتبیٰ را تصنیف کردہ۔

تو انہوں نے مجتبیٰ تصنیف فرمائی۔

ولفظ مجتبیٰ اشہر اینست کہ بباء موحدہ است بعد از تاء فوقیہ و بعضے بنون نیز جائز داشتہ اند و معنی قریب یک دیگر ست الاجتباء بالباء الموحدہ برگزیدن الاجتناء بالنون چیدن میوۂ پختہ از درخت۔

لفظِ مجتبیٰ تاء فوقانیہ کے بعد باء موحدہ کے ساتھ زیادہ مشہور ہے۔ بعض نے بجائے باء کے نون سے پڑھنا جائز رکھا ہے۔ بہر حال دونوں لفظوں کے معنی قریب قریب ہیں۔ اجتباء جو باء موحدہ سے ہے، اس کے معنی انتخاب اور برگزیدہ کرنے کے ہیں۔ اور اجتناء جو نون سے ہے، اس کے معنی درخت سے پختہ میوہ چننے کے ہیں۔

امام نسائی کی موت کا واقعہ

وسبب موت آنست کہ چون از تصنیف مناقب مرتضوی رضی اللہ عنہ فارغ شد خواست کہ آن کتاب را در جامع دمشق برملا بیان کند تا مردم آنجا کہ بسبب طول سلطنت بنی امیہ میلے بمذہب نواصب پیدا کردہ بودند مہتدی شوند قدرے ازان کتاب مذکور کردہ بود کہ سائلے گفت کہ در مناقب امیر المؤمنین معاویہ رضؓ نیز چیزے نوشتہ نسائی گفت کہ معاویہ رضؓ را ہمین بس ست کہ سربسر نجات یابد او را مناقب کجاست و بعضے گویند کہ این کلمہ ہم گفت کہ نزد من از مناقب او ہیچ صحیح نشدہ مگر حدیث لَا اَشْبَعَ اللّٰہُ بَطْنَہٗ، عوام مردم او را بتشیع تہمت کردہ لکد کردند و چند ضربۂ شدید بخصیتین او رسید کہ بسبب

ان کی موت کا واقعہ یہ ہے کہ جب آپ مناقب مرتضوی (کتاب الخصائص) کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے چاہا کہ اس کتاب کو دمشق کی جامع مسجد میں پڑھ کر سنائیں تاکہ بنی امیّہ کی سلطنت کے اثر سے عوام میں ناصبیت کی طرف جو رجحان پیدا ہو گیا تھا اس کی اصلاح ہو جائے۔ ابھی اس کا تھوڑا سا حصّہ ہی پڑھنے پائے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا امیر المؤمنین معاویہ رضؓ کے مناقب کے متعلق بھی آپ نے کچھ لکھا ہے؟ تو نسائی نے جواب دیا کہ معاویہ رضؓ کے لئے یہی کافی ہے کہ برابر سرابر چھوٹ جائیں، ان کے مناقب کہاں ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی کہا تھا کہ مجھے ان کے مناقب میں سوائے اس حدیث لَا اَشْبَعَ اللّٰہُ بَطْنَہٗ کے اور کوئی صحیح حدیث نہیں ملی۔ پھر کیا تھا لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور شیعہ شیعہ کہہ کر مارنا پیٹنا شروع کیا۔ ان کے خصیتین میں چند شدید ضربیں ایسی پہنچیں کہ نیم جان ہو گئے

Marfat.com

آن نیم جان شد خادمانش برداشتہ بخانہ آوردند اوگفت مراہمین وقت روانہ مکہ معظمہ کنید کہ درمکہ بمیرم یا درراہ مکہ گویند کہ بعداز رسیدن بمکہ وفات یافت ودرمیان صفاومروہ مدفون شد وفات او روز دوشنبہ سیزدہم صفر سال سہ صدوسہ بودہ است وبعضے گویند کہ درراہ مرد درشہر رَملہ وازانجا نعش اورا بمکہ رسانیدند واللہ اعلم۔

خادم انہیں اٹھا کر گھر لے آئے۔ پھر فرمایا کہ مجھے ابھی مکہ معظمہ پہنچادو تاکہ میرا انتقال مکہ یا اس کے راستے میں ہو۔ کہتے ہیں کہ آپ کی وفات مکہ معظمہ پہنچنے پر ہوئی اور وہاں صفا ومروہ کے درمیان دفن کر دیئے گئے۔ ۱۳ صفر ۳۰۳ھ پیر کے دن آپ کا انتقال ہوا۔ بعض کا قول یہ بھی ہے کہ مکہ جاتے ہوئے راستہ میں رملہ (فلسطین) میں انتقال ہوا۔ پھر وہاں سے آپ کی نعش مکہ معظمہ پہنچائی گئی۔ واللہ اعلم۔

سُنن ابن ماجہ

سنن ابن ماجہ تصنیف ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ قزوینی ربعی ست وربعی براء وبائے مفتوحتین نسبت بربیعہ است بالولاء ابن خلکان گفتہ است کہ ربیعہ نام قبائل متعددہ است کہ درعرب معلوم نیست کہ نسبت این بزرگ بکدام یک ازانہا ست وقزوین نام شہریست مشہور درعراق عجم واوصاحب تصانیف مفیدہ نافعہ است ازانجملہ است این سنن کہ یکی ازصحاح ستہ است وچون ازتصنیف آن فارغ شد بحضور ابوزرعہ رازی برد واو این سنن رادیدہ گفت کہ اگراین کتاب بدست مردم خواہد افتاد اکثر جوامع ومصنفات فن حدیث معطل وبیکار خواہند ماند وفی الواقع از حسن ترتیب وسرد احادیث بے تکرار واختصار

یہ کتاب ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ قزوینی ربعی کی تصنیف ہے۔ ربعی راء اور باء دونوں کے فتحہ کے ساتھ، وِلاء کی طرف نسبت ہے۔ ابن خلکان بیان کرتے ہیں کہ ربیعہ عرب کے متعدد قبیلوں کا نام ہے۔ معلوم نہیں کہ اِن بزرگ کی نسبت ان میں سے کس کی طرف ہے۔ قزوین عراقِ عجم کا مشہور شہر ہے۔ ابن ماجہ نے بہت سی مفید اور نافع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ سنن ہے جس کا صحاح ستہ میں شمار ہے۔ وہ جب اس کی تالیف سے فارغ ہوئے تو اسے ابوزرعہ رازی کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھ میں آگئی تو حدیث کی (موجودہ) تصنیفات یا ان میں سے اکثر معطل ہو کر رہ جائیں گی۔ فی الحقیقت احادیث کو بلاتکرار بیان کرنے اور حسن ترتیب واختصار

Marfat.com

آنچہ کہ این کتاب دارد ہیچ یک از کتب ندارد و نیز حافظ زرعہ شہادت بر صحت این کتاب دارد فرمود کہ ظن غالب آن ست کہ درین کتاب حدیثی کہ در سند آنہا خلل ست یا متہم بوضع و و شدید النکارۃ اند تا سی نرسیدہ باشند درین سنن سی و دو کتاب آوردہ و در ضمن آن یکہزار و پانصد باب ست و مجموع احادیث وے چہار ہزار حدیث ست

وصحیح آنست کہ ماجہ بتخفیف جیم مادر او بود پس بالا ابن الف باید نوشت تا معلوم شود کہ ابن ماجہ صفت محمد است نہ صفت عبداللہ بدستور عبداللہ بن مالک ابن بحینہ ازدی کہ صحابی مشہور ست و بدستور اسماعیل بن ابراہیم ابن علیہ است کہ معاصر امام شافعی ست و از جملہ تصانیف او تفسیر قرآن مجید است و کتاب التاریخ ست۔

تولد او در سال دو صد و نہ بودہ ست و رحلت او بسوئے عراق و بصرہ و کوفہ و بغداد و مکہ و مدینہ و شام و مصر و واسط و رے و دیگر بلاد اسلام اتفاق افتادہ و بجمیع علوم حدیث عارف و آشنا بود از جبارۃ بن المغلس و ابراہیم بن المنذر و ابن نمیر و ہشام بن عمار و دیگر اجلہ آن طبقہ اخذ علم حدیث نمودہ و از ابوبکر بن ابی شیبہ بیشتر استفادہ کردہ و ابو الحسن قطان کہ صاحب روایت سنن اوست از جملہ شاگردان رشید اوست و ابو عیسی

کے لحاظ سے کوئی کتاب اس کی ہمسر نہیں ہے۔ حافظ ابوزرعہؒ نے بھی اس کی صحت پر گواہی دی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ میرا ظن غالب یہ ہے کہ اس کتاب میں ایسی حدیثیں جن کی سندوں میں کچھ خلل ہے، یا وہ متہم بالوضع یا شدید النکارۃ ہیں، تیس سے زیادہ نہ ہوں گی۔ اس سنن میں بتیس (۳۲) کتابیں ہیں۔ ایک ہزار پانچ سو (۱۵۰۰) باب اور کل چار ہزار (۴۰۰۰) احادیث پر مشتمل ہے۔

صحیح یہ ہے کہ ماجہ جیم کی تخفیف سے (جس میں جیم پر تشدید نہیں ہے) آپ کی والدہ تھیں۔ ابن میں الف لکھنا چاہیئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ابن ماجہ محمد کی صفت ہے نہ کہ عبداللہ کی۔ جس طرح سے کہ عبداللہ بن مالک ابن بحینہ ازدی میں کہ جو مشہور صحابی ہیں۔ اور ابراہیم بن ابراہیم ابن علیہ میں جو امام شافعی کے معاصر تھے، لفظ 'ابن' میں الف لکھنے کا دستور ہے۔ ان کی دیگر تصانیف میں سے کتاب اللہ کی تفسیر اور ایک کتاب التاریخ ہے۔

ابن ماجہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے، انہیں عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ، ہرات، مصر، واسط، رَے اور دیگر اسلامی شہروں میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ حدیث کے تمام علوم سے واقفیت اور شناسائی رکھتے تھے۔ جبارۃ بن المغلس، ابراہیم بن المنذر، ابن نمیر، ہشام بن عمار اور اسی طبقہ کے دوسرے محدثین سے علم حدیث حاصل کیا۔ ابوبکر بن ابی شیبہ سے زیادہ تر استفادہ کیا۔ ابوالحسن کی سنن کے راوی ہیں، ان کے شاگرد رشید ہیں۔ مگر ابوعیسی ابہری اور دوسرے بڑے لوگوں نے

ابہری و دیگر مردم خوب از کبار او را اندید وفات او در روز دوشنبہ و بست و دوم رمضان سال ہفتاد و سہ بعد از مائتین بودہ و دفن او روز سہ شنبہ واقع شدہ۔

ان (ابو الحسن) کو بڑوں میں شمار نہیں کیا۔ ۲۲ رمضان المبارک ۲۷۳ھ میں دوشنبہ کے روز ابن ماجہ کا انتقال ہوا اور سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے۔

مشارقِ قاضی عیاض

مشارق قاضی عیاض کہ گویا شرح موطا و صحیحین ست و قاضی عیاض ابوالفضل عیاض بن موسیٰ یحصبی سبتی ست در حق این کتاب او را حافظ ابو عمرو بن الصلاح نظم کردہ ؎

یہ کتاب[1] گویا موطا و صحیحین کی شرح ہے۔ قاضی عیاض، (اس کے مؤلف) ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض یحصبی سبتی ہیں (المتوفی ۵۴۴ھ)۔ حافظ ابو عمرو بن الصلاح نے اس کتاب کی تعریف میں یہ شعر کہا ہے ؎

مَشَارِقُ اَنْوَارٍ سُنَّةٍ بِسَبْتَةٍ ۔۔۔ وَذَا عَجَبٌ کَوْنُ الْمَشَارِقِ بِالْغَرْبِ

انوارِ سنت کے مشارق مقامِ سبتہ[2] میں (طلوع کر رہے) ہیں۔ مشرق کا مغرب میں ہونا تعجب ہے۔

و ابو عبداللہ رشید بیتی گفتہ است ؎

ابو عبداللہ الرشید نے بھی یہ بیت کہا ہے ؎

وَمَرْعیٰ خُصَیْبٍ فِی جَدِیْبٍ خِلَالَهَا ۔۔۔ اَلَا فَاعْجَبُوْا لِلْخُصَیْبِ فِیْ مَنْزِلِ الْجَدْبِ

(یہ خشک و قحط زدہ زمین میں سرسبز چراگاہ ہے۔ آگاہ ہو اور تعجب کرو اس سرسبزی و شادابی سے جو مقام قحط میں ہو۔

شرح کرمانی بر بخاری

شرح کرمانی بر بخاری کہ مسمی ست بکواکب دراری وا این نام او را الہام شدہ در مطاف شریف بعد فراغ از طواف نام او محمد بن یوسف بن علی بن عبدالکریم کرمانی ست ملقب بشیخ شمس الدین و او آخر در

یہ کتاب 'الکواکب الدراری' کے نام سے مشہور ہے۔ انہیں طواف سے فارغ ہونے کے بعد مطاف شریف میں اس نام کا الہام ہوا تھا۔ ان کا نام محمد بن یوسف بن علی بن عبدالکریم کرمانی ہے۔ اور لقب شیخ شمس الدین ہے۔ آخر عمر میں بغداد کو اپنا مسکن بنا لیا

---

[1] اس کا پورا نام 'مشارق الانوار علی صحاح الآثار' ہے۔ [2] 'سبتہ' بلادِ مغرب میں ایک شہر ہے۔

Marfat.com

بغداد سکونت نمودہ بود تولد او شانزدہم جمادی الآخر سال ہفت صد ہفدہ بودہ است اولا نزد پدر خود تحصیل علوم نمود و باز از قاضی عضد الدین یحییٰ استفادہ کردہ و مدتے دراز ملازمت آن بزرگ اختیار نمودہ تا دوازدہ سال از وے جدا نہ شد بعد ازان در بلاد گردش کرد و از علماء مصر و شام و حجاز و عراق فوائد برداشتہ در بغداد عصائے سفر انداخت و تا سی سال در انجا مشغول بنشر علم و تعلم آن ماند از دنیا داران نہایت اعراض داشت و برشغل علم ہیچ چیز را ترجیح نمی داد و در تواضع و حسن خلق یگانۂ روزگار بود از بام افتادہ بود و یک پائے او از کار رفتہ بے استعانت عصا راہ نمی توانست رفت در آخر عمر خود باز قصد حج نمودہ و بعد فراغ از حج بسمت بغداد کہ مسکن او بود مراجعت کرد در اثنائے راہ شانزدہم ماہ محرم در منزلے کہ معروف ست بروض مہنا سال ہفتصد و ہشتاد و شش وفات یافت نعش او را ببغداد نقل کردند در ایام حیات خود برائے خود قبری و عاقبت خانہ در جوار قبر حضرت شیخ ابو اسحاق شیرازی درست ساختہ بود و بالائے آن قبہ عالی ترتیب کردہ در ہمان مقام مدفون شد۔

تھا۔ ۱۶ جمادی الآخر ۷۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اول اپنے والد بزرگوار (بہاؤ الدین) کے پاس رہ کر علم حاصل کرتے رہے پھر قاضی عضد الدین یحییٰ سے استفادہ کیا۔ مدتِ دراز تک انہی کی صحبت میں رہے، بارہ سال تک ان سے جدا نہ ہوئے۔ اس کے بعد شہروں کی سیاحت شروع کی۔ علماء مصر، شام، حجاز اور عراق سے مستفید ہو کر آخر بغداد میں مقیم ہوئے اور تیس سال تک وہیں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ آپ کی حالت یہ تھی کہ دنیا داروں سے بہت گریز کرتے تھے۔ علمی مشغلہ پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ حسنِ خلق و تواضع میں یکتائے روزگار تھے۔ چونکہ ایک دفعہ کوٹھے (چھت) پر سے گر گئے تھے اور آپ کا ایک پاؤں بیکار ہو گیا اس لئے عصا کے سہارے بغیر نہیں چل سکتے تھے۔ آخر عمر میں حج کا قصد کیا حج سے فارغ ہو کر بغداد کی طرف جسے آپ نے اپنا مسکن بنا لیا تھا، مراجعت فرمائی، اثنائے راہ میں ۱۶ ماہ محرم ۷۸۶ھ کو بمقام 'روض مہنا' آپ کا انتقال ہو گیا۔ وہاں سے ان کی نعش بغداد پہنچائی گئی۔ آپ نے اپنے زمانہ حیات میں ہی اپنے لئے قبر اور عاقبت خانہ حضرتِ شیخ ابو اسحاق شیرازی کے مزار کے جوار میں بنا لیا تھا اور اس کے اوپر ایک قبہ بھی تعمیر کرا لیا تھا، چنانچہ اسی جگہ دفن کئے گئے۔

فتح الباری شرح بخاری

ابن حجر عسقلانی

فتح الباری شرح بخاری و مقدمۂ فتح الباری

یہ کتاب اور مقدمۂ فتح الباری، قاضی القضاۃ خاتم

هر دو تصنیف قاضی القضاۃ خاتم الحفاظ ابوالفضل
شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن
علی بن محمود بن احمد ابن حجر الکنانی العسقلانی
المصری الشافعی تولد او در بست وسوم شعبان
سال ہفت صد وسہ است در مصر واز انجا برائے
طلب علم بہ اسکندریہ رحلت نمودہ در فرس وشام
وحلب وحجاز ویمن گردش کردہ سیراب گردیدہ
در نظم ونثر قدرت تمام داشت وتصانیف او ہمہ
مقبول افتاد ودر حیات او از دور وقریب مردم
طلب تصانیف او می کردند واساتذہ ومشائخ او
قائل بجلالت وعظمت او درین فن یعنی علم
شدند واو را بر خود تقدیم وترجیح دادند وفات
اوست شب شنبہ بست وہشتم ذی الحجہ سال ہشت
صد وپنجاہ ودو در قاہرہ مصر اتفاق افتاد در قرافہ
صغری متصل مزار بنی الخروبی مدفون گشت
ودر جنازہ او ازدحام مردم بسیار شد وپادشاہ
بنفس نفیس جنازہ او را تبرکاً برداشت بعد از ان
امراء ورؤساء دست بدست تا مزار بردند۔

الحفاظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد
بن علی بن محمود بن احمد ابن حجر الکنانی العسقلانی المصری
الشافعی کی تصانیف ہیں ۔ ابوالفضل ۲۳، شعبان ۷۷۳ھ
میں مصر میں پیدا ہوئے اور وہاں سے طلب علم کے
لئے اسکندریہ تشریف لے گئے ۔ فرس ، شام ، حلب ،
حجاز اور یمن میں سیاحت کر کے چشمۂ علم سے سیرابی
حاصل کی ، نظم ونثر میں کامل دستگاہ رکھتے تھے ۔ ان کی
تمام تصانیف ایسی مقبول ہوئیں کہ ان کی زندگی ہی میں
دور ونزدیک کے لوگ ان کی تصانیف کو طلب کرنے
لگے ۔ اساتذہ ومشائخ علم حدیث میں ان کی جلالت و
عظمت کے قائل تھے اور انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے
تھے ۔ ابوالفضل کی وفات ۲۸، ذی الحجہ ۸۵۲ھ میں شنبہ
کی رات بمقام قاہرہ مصر ہوئی اور قرافہ صغریٰ میں مزار
بنو الخروبی کے متصل مدفون ہوئے ۔ ان کے جنازہ پر
آدمیوں کا ہجوم کثرت سے تھا ۔ بادشاہِ وقت نے بہ نفسِ
نفیس برکت حاصل کرنے کی غرض سے جنازہ کو کاندھا
دیا ۔ پھر امراء ورؤساء شہر دست بدست مزار تک جنازہ
کو لے گئے ۔

علامہ ابن حجر کے قرارتِ حدیث میں عجائبات

ودر قرارت حدیث اعاجیب بسیار
از وی بظہور رسیدہ سنن ابن ماجہ را در چہار
مجلس خواندہ وصحیح مسلم را در چہار مجلس سوائے
مجلس ختم در عرصۂ دو روز وچند ساعت تمام
فرمود وشیخ ابن حجر کہ مجد الدین لغوی صاحب قاموس

قرارتِ حدیث میں عجیب عجیب کیفیات ان سے
ظہور میں آئیں ۔ سننِ ابن ماجہ کو چار مجلسوں میں ختم کر دیتے
تھے ۔ صحیح مسلم کو سوا مجلسِ ختم کے چار مجلسوں میں یعنی
دو روز اور چند ساعت میں تمام کر ڈالا ۔ مجد الدین لغوی
صاحبِ قاموس بھی جو ابن حجر کے شیخ تھے ۔ صحیح مسلم کو

Marfat.com

ست نیز صحیح مسلم را بسرعت تمام خوانده ودر دمشق برائے شنوانیدن ناصر الدین ابوعبداللہ محمد بن جھبل ودرسہ روز درمیان باب النصر و باب الفرج مقابل مزار نعل شریف نبوی کہ دراں جا ست درسہ روز ختم نمودہ وبآں افتخار فرمودہ می گوید

بہت تیزی کے ساتھ پڑھتے تھے، دمشق میں ناصر الدین ابوعبداللہ محمد بن جھبل کو سنانے کے لئے باب النصر اور باب الفرج کے درمیان جو مزار نعل شریف نبوی ﷺ کے مقابل ہے، تین روز میں ختم کیا، چنانچہ اس پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

قَرَأْتُ بِحَمْدِ اللّٰهِ جَامِعَ مُسْلِمٍ ... بِجَوْفِ دِمَشْقَ الشَّامِ كَرْشِ الْاِسْلَامِ

خدا کا شکر ہے میں نے جامع مسلم کو پڑھا ہے، دمشق شام میں جو اسلام کا دِل ہے۔

عَلٰى نَاصِرِ الدِّيْنِ الْاِمَامِ بْنِ جَهْبَلٍ ... بِحَضْرَةِ حُفَّاظٍ مَجَادِيْعَ اَعْلَامٍ

امام ناصر الدین بن جھبل کے روبرو، ایسے حفاظ کے حضور میں جو علماء کی حاجتوں کا مرکز ہے۔

وَتَمَّ بِتَوْفِيْقِ الْاِلٰهِ وَفَضْلِهٖ ... قِرَاءَةُ ضَبْطٍ فِيْ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ

اور اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے پورے ضبط کے ساتھ تین دن میں اس کی قرارت تمام ہوئی۔

وسنن کبیر نسائی را نیز شیخ ابن حجر در دہ مجلس خواندہ بر شرف الدین بن کویک ہر مجلس قریب چہار ساعت نجومی شد کہ بعرف ہندوستان دہ دقیقہ می شود ودر رحلت ثانیہ معجم صغیر طبرانی را دریک مجلس تمام کردہ بین الظہر والعصر واین کتاب یک ہزار وپانصد حدیث دارد مع الاسناد وصحیح بخاری را در دہ مجلس تمام کردہ ہر مجلس قریب چہار ساعت می بود بالجملہ اوقات او معمور بود ہرگز خالی نمی نشست از سہ شغل یک چیز می کرد مطالعہ یا تصنیف یا عبادت ودر مدت اقامت خود بدمشق کہ قریب دو ماہ ودہ روز بود برائے افادہ مردم قریب صد جلد از کتب حدیث خواندہ بود وشغل تصنیف وعبادات ودیگر ضروریات

سُنن کبیر نسائی کو بھی شیخ ابن حجر نے دس مجلسوں میں شرف الدین بن کویک کے روبرو پڑھا ہے۔ ہر مجلس چار ساعت نجومی کے قریب ہوتی تھی، جو عرفِ ہندوستان میں دس دقیقہ کے برابر ہوتی ہے۔ معجم صغیر طبرانی کو بھی جس میں ایک ہزار پانچسو حدیثیں مع اسناد مروی ہیں، ظہر وعصر کے مابین ایک ہی مجلس میں ختم کر ڈالا۔ صحیح بخاری کو دس مجلسوں میں پورا کیا اور ہر مجلس قریب چار ساعت کی (ظہر سے عصر تک) ہوتی تھی۔ غرض اُن کے اوقات معمور تھے۔ کسی وقت خالی نہ بیٹھتے تھے۔ تین مشغلوں میں سے ایک شغل میں ضرور مشغول رہتے تھے، مطالعۂ کتب یا تصنیف وتالیف یا عبادت۔ دمشق میں دو ماہ دس دن تک قیام فرمایا اور اس مدت میں افادۂ عام کی غرض سے کتبِ حدیث کی سو جلدیں پڑھیں اور تصنیف وتالیف وعبادت ودیگر ضروریات

سوائے این اوقات می شد واین برکت در علم واوقات وقبول تصانیف اورا از دعای شیخ صناقبری کہ ولی صاحب کرامتہائے مشہورہ بودہ است حاصل بود نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزند نمی زیست کشیدہ خاطر بہ حضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزندی خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پر خواہد کرد۔

کو ان اوقات کے علاوہ انجام دیتے تھے۔ ان کے علم و اوقات میں یہ برکت اور ان کی تصانیف کی اس قدر مقبولیت حضرت صناقبری کی جو مشہور صاحب کرامات ولی تھے، دعا کی برکت سے تھی، بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ ابن حجر کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ وہ ایک دن شکستہ خاطر اور رنجیدہ دل ہو کر شیخ کی خدمت میں پہنچے تو شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایک فرزند پیدا ہو گا جو اپنے علم سے دنیا کو مالا مال کر دے گا۔

علامہ ابن حجر کے لطائف وظرائف

از لطائف وظرائف شیخ آنست کہ چون ایشان از قضا معزول شدند وشمس الدین ابو عبداللہ محمد بن علی قایانی بجائے ایشان منصوب شد بایکدیگر در خوردند وحافظ ابن حجر این قطعہ خواند۔

شیخ ابن حجر کے لطائف وظرائف میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ عہدۂ قضا سے معزول ہوئے اور شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن علی قایاتی ان کی جگہ قاضی مقرر ہوئے اور دونوں نے ایک جگہ جمع ہو کر کھانا کھایا تو حافظ ابن حجر نے یہ قطعہ پڑھا ؎

عِنْدِیْ حَدِیْثٌ ظَرِیْفٌ بِمِثْلِہٖ تَلْتَقِیْ مِنْ قَاضِیَیْنِ یُعَزّٰی ھٰذَا وَھٰذَا یُھَنَّا

میرے پاس ایک عجیب ظرافت آمیز بات ہے کہ دو قاضیوں سے ملاقات کی جا رہی ہے، ایک کے سامنے اظہار افسوس کیا جا رہا ہے اور دوسرے کو مبارکباد دی جا رہی ہے۔

یَقُوْلُ ذَا اَکْرَھُوْنِیْ وَذَا یَقُوْلُ اسْتَرَحْنَا وَیَکْذِبَانِ جَمِیْعًا فَمَنْ یَّصْدُقُ مِنَّا

یہ کہتا ہے کہ مجھ کو قاضی بننے پر مجبور کیا گیا اور وہ کہتا ہے کہ میں نے معزول ہو کر راحت پائی، حالانکہ دونوں جھوٹے ہیں، پس ہم میں سے کون سچا ہے؟

ونیز از لطائف او آنست کہ چون سلطان مدرسۂ مؤیدیہ را بنا کردہ تمام نمود منارہ از منارہائے آن مدرسہ بر برج شمالی بنا شدہ بود میلان کردہ قریب بسقوط شد پادشاہ حکم فرمود کہ

ان کے لطائف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب سلطان نے مدرسۂ مؤیدیہ کی بنا کو تمام کیا اور اس کے مناروں میں سے ایک منارہ جو برجِ شمالی پر بنا ہوا تھا گرنے کے قریب ہوا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے گرا کر پھر

Marfat.com

آنرا ہدم کردہ باز تیار نمایند اتفاقاً عینی شارح بخاری در زیر آں منارہ نشستہ درس می گفت

از سر نو تعمیر کرو۔ اتفاقاً عینی جو بخاری کے شارح ہیں، اس منارہ کے نیچے بیٹھ کر درس دیا کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر این قطعہ را نظم نمودہ بحضور بادشاہ خواندہ۔

حافظ ابن حجر نے یہ قطعہ نظم کر کے بادشاہ کے حضور میں پڑھا ے

لِجَامِعِ مَوْلَانَا الْمُؤَيَّدِ رَوْنَقٌ — مَنَارَتُهُ بِالْحُسْنِ تَبْدُو وَ بِالزَّيْنِ

ہمارے مولانا مؤید کی جامع مسجد کا منارہ رونق دار اور حسن و زینت کے جامہ میں ظاہر ہوتا ہے۔

تَقُوْلُ وَقَدْ مَالَتْ عَنِ الْقَصْدِ اَمْهِلُوْا — فَلَيْسَ عَلٰى جِسْمِىْ اَضَرُّ مِنَ الْعَيْنِىْ

استقامت چھوڑ کر جھکتے وقت کہتا تھا کہ مجھے مہلت دو کیونکہ میرے جسم پر عینی سے زائد مضر کوئی چیز نہیں ہے

مردم در انداز این قصہ را بعینی رسانیدند وگفتند کہ حافظ ابن حجر بتو تعریض نمودہ۔ بدرالدین عینی ازین معنی خشمناک شد و نواجی شاعر مشہور را طلبیدہ یک قطعہ در تعریض ابن حجر نظم کنانید و شائع ساخت و بدرالدین عینی خود چنداں قدرت شعر نداشت و آں قطعہ اینست و خالی از لطائف نیست۔

لوگوں نے یہ قصہ عینی تک پہنچایا اور کہا کہ حافظ ابن حجرؒ نے آپ پر تعریض کی ہے۔ بدرالدین عینی اس بات سے بہت خشمناک ہوئے وہ تو خود شعر کہنے پر قادر نہ تھے۔ اس لیے نواجی مشہور شاعر کو بلا کر ابن حجرؒ کی تعریض میں ایک قطعہ نظم کرا کر شائع کرایا۔ وہ پر لطف قطعہ یہ ہے ے

شعر

مَنَارَةٌ كَعَرُوْسِ الْحُسْنِ قَدْ جُلِيَتْ — وَهَدْمُهَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَالْقَدَرِ

منارہ عروس حسن کی طرح زینت دیا گیا ہے۔ اور اس کا گرنا اللہ کے حکم اور اس کی تقدیر سے ہے۔

قَالُوْا اَصَابَتْ بِعَيْنٍ قُلْتُ ذَا غَلَطٌ — مَا اَوْجَبَ الْهَدْمَ اِلَّا خِطَّةُ الْحَجَرِ

لوگوں نے کہا کہ عینی کی وجہ سے ضرر پایا ہے۔ میں نے کہا یہ غلط ہے، اس کا گرنا تو صرف حجر (پتھر) کے علیحدہ ہو جانے سے ہے۔

تصانیف ابن حجر زیادہ بر یک صد و پنجاہ کتاب ست و بہتر و محکم تر از تصانیف جلال الدین سیوطی ست زیرا کہ تصانیف جلال الدین سیوطی ہر چند در عدد بیشتر ست اما تصانیف ابن حجر اکثر کلاں و کبیر الحجم واقع اند و مضامین جدیدہ و

ابن حجر کی تصانیف ڈیڑھ سو سے زائد ہیں۔ سب کی سب جلال الدین سیوطیؒ کی تصانیف سے بہتر اور محکم تر ہیں۔ کیونکہ جلال الدین سیوطی کی تصانیف اگرچہ تعداد میں زیادہ ہیں لیکن ابن حجر کی تصانیف اکثر کلاں اور کبیر الحجم (ضخیم) ہیں اور ان میں نئے نئے مضامین اور

Marfat.com

فوائد مفیدہ دارد بخلاف تصانیف جلال الدین سیوطی چنانچہ بر عالم متبحر پوشیدہ نمی ماند و اتقان وضبط در علم حافظ ابن حجر بیشتر از علم جلال الدین سیوطی ست ہر چند در عبور و اطلاع فی الجملہ جلال الدین سیوطی را زیادہ باشد از عمدہ تصانیف ایشان این کتاب یعنی فتح الباری فی شرح صحیح البخاری ست کہ بعد از اتمام آن شادی کرد و قریب بہ پانصد دینار در ولیمہ آن صرف نمود و شرح دیگر ہم بر بخاری دارد کلان تر از فتح الباری مسمی بہدی الساری و مختصر آن شرح نیز دارد لیکن این ہر دو با تمام نرسیدہ اند و از تصانیف او تعلیق التعلیق ست ولباب فی شرح قول الترمذی و فی الباب و اتحاف المہرۃ باطراف العشرۃ و اطراف المسند المعتلی باطراف المسند الحنبلی و تہذیب التہذیب و تقریب و احتفال ببیان احوال الرجال و طبقات الحفاظ و الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف و نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدایہ و ہدایۃ الرواۃ فی تخریج احادیث المصابیح و المشکوٰۃ و تخریج احادیث الاذکار و اصابہ فی تمییز الصحابۃ و الاحکام لبیان ما فی القرآن من الابہام و نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر و شرح النخبہ و الایضاح بنکت ابن الصلاح و لسان المیزان و تبصیر المنتبہ فی تحریر المشتبہ و نزہۃ السامعین فی روایۃ الصحابۃ عن التابعین و المجموع

مفید فوائد موجود ہیں۔ چنانچہ عالمِ متبحر پر یہ امر بخوبی روشن ہے۔ نیز حافظ ابن حجر کا اتقان و انضباطِ علوم بھی جلال الدین سیوطی سے بڑھا ہوا ہے گو جلال الدین عبور و اطلاع میں ان سے فی الجملہ زیادہ ہیں۔ ابن حجر کی بہترین تصنیف یہی کتاب فتح الباری فی شرح صحیح البخاری شمار ہوتی ہے۔ جس سے فراغت پر انہوں نے بہت خوشی منائی اور تقریباً پانچسو دینار اس کے ولیمہ میں صرف کیے۔ بخاری پر ان کی ایک دوسری شرح ہدی الساری کے نام سے ہے، جو فتح الباری سے بڑی ہے۔ اور اس کا ایک مختصر بھی ہے، لیکن یہ دونوں تکمیل تک نہیں پہنچیں۔ ان کی یہ تصانیف بھی ہیں۔

تعلیق التعلیق۔ اللباب فی شرح قول الترمذی فی الباب۔ اتحاف المہرۃ باطراف الاسانید العشرۃ۔ اطراف المسند المعتلی باطراف المسند الحنبلی۔ تہذیب التہذیب۔ تقریب۔ احتفال ببیان احوال الرجال۔ طبقات الحفاظ۔ الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف۔ الدرایۃ فی منتخب تخریج احادیث الہدایۃ۔ ہدایۃ الرواۃ فی تخریج احادیث المصابیح والمشکوٰۃ۔ تخریج احادیث الاذکار۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ۔ الاحکام لبیان ما فی القرآن من الابہام۔ نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر۔ شرح النخبۃ۔ الافصاح بتکمیل النکت علی ابن الصلاح۔ لسان المیزان۔ تبصیر المنتبہ فی تحریر المشتبہ۔ نزہۃ السامعین فی روایۃ الصحابۃ عن التابعین۔ المجموع

Marfat.com

العام فی آداب الشراب والطعام ودخول الحمام والخصال المکفرۃ للذنوب المتقدمۃ و المتاخرۃ وتوالی التانیس بمناقب ابن ادریس و فہرس المرویات ونعم السنوح والانوار بخصائص المختار وانباء الغمر بابناء العمر والدرۃ الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنہ وبلوغ المرام فی احادیث الاحکام وقوۃ الحجاج فی عموم المغفرۃ للحجاج والخصال الموصلہ للظلال وبذل الماعون فی فضل من صبر فی الطاعون والامتناع بالاربعین المتباینیہ بشرط السماع ومناسک الحج والاحادیث العشاریۃ والاربعون العالیہ لمسلم علی البخاری ودیوان شعر ودیوانِ خطب ازہریہ واما لی حدیث کہ عدد آنہا زیادہ بر ہزار مجلس ست وقبل از موت خود در حق آن کتاب این ابیات نظم نمودہ بود۔

العام فی آداب الشراب والطعام ودخول الحمام۔ الخصال المکفرۃ للذنوب المقدمۃ والمؤخرۃ۔ توالی[1] التانیس بمناقب ابن ادریس۔ فہرس المرویات۔ نعم السنوح والانوار بخصائص المختار۔ انباء الغمر بابناء العمر۔ الدررالکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ بلوغ[2] المرام فی احادیث الاحکام۔ قوۃ الحجاج فی عموم المغفرۃ للحجاج۔ الخصال[3] الموصلۃ للظلال۔ بذل الماعون فی فضل من صبر فی الطاعون۔ الامتناع بالاربعین المتبانیۃ بشرط السماع۔ مناسک الحج۔ الاحادیث العشاریۃ۔ الاربعون العالیہ لمسلم علی البخاری۔ دیوان الشعر۔ دیوان الخطب الازھریۃ اور امالی حدیثیہ، جو عدد میں ہزار مجلس سے زائد ہے۔ اپنے انتقال سے قبل اس کتاب کے بارے میں یہ اشعار نظم کئے ؎

شعر

یَقُوْلُ رَاجِی اِلٰہَ الْخَلْقِ اَحْمَدُ مِنْ ۔۔۔ اَھْلِ الْحَدِیْثِ نَبِیِّ الْخَلْقِ مُنْتَقِلَا

احمد جو اللہ تعالیٰ سے امید رکھنے والا ہے عامۂ مخلوق کے نبی کی حدیثیں نقل کرنے والوں سے ناقل ہے۔

یَدْنُوْ مِنَ الْاَلْفِ اِنْ عُدَّتْ مَجَالِسُہٗ ۔۔۔ تَخْرِیْجُ اَذْکَارِ رَبٍّ نَاقِدٍ وَعَلَا

اگر مجالس شمار کی جائیں تو ہزار کے قریب ہیں جن میں اس نے ربّ ناقد و برتر کے اذکار کئے ہیں۔

دَنٰی بِرَحْمَتِہٖ لِلْخَلْقِ یَرْزُقُھُمْ ۔۔۔ کَمَا عَلَا عَنْ سِمَاتِ الْمُحْدَثَاتِ عَلَا

(وہ رب) جو اپنی رحمت کے ساتھ مخلوق کے قریب ہے جو ان کو رزق دیتا ہے جیسا کہ حوادث کی علامات سے برتر اور عالی ہے۔

فِیْ مُدَّۃٍ نَحْوَ کَجٍ قَدْ مَضَتْ ھَمَلًا ۔۔۔ وَلِیْ مِنَ الْعُمْرِ فِیْ ذَا الْیَوْمِ قَدْ کَمُلَا

میں نے (اس کتاب کو تصنیف کیا)، اتنی مدت میں کہ تئیس برس بیکار ضائع ہو چکے تھے اور اب آج میری عمر تکمیل کو پہنچی۔

---

[1] توالی التاسیس بمعالی ابن ادریس [2] بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام [3] الخصال الموجبۃ للضلال۔

Marfat.com

سِتٌّ وَسَبْعُوْنَ عَامًا رُحْتُ اَحْسِبُهَا مِنْ سُرْعَةِ السَّيْرِ سَاعَاتٍ وَيَا خَجَلا

چھہتر سال گزر چکے جن کو میں تیزی سے گزر جانے کے سبب گھڑیاں سمجھتا ہوں ۔ ہائے شرمندگی !!

اِذَا رَاَيْتَ الْخَطَايَا اَوْبَقَتْ عَمَلِیْ فِیْ مَوْقَفِ الْحَشْرِ لَوْلَا اَنَّ لِیْ اَمَلا

جب میں نے اپنی خطاؤں کو دیکھا تو انہوں نے موقف حشر میں میرے عمل کو ہلاک کر دیا ہوتا اگر مجھے امید نہ ہوتی

تَوْحِيْدُ رَبِّیْ يَصُنْهُ وَالرَّجَاءُ لَهٗ وَخِدْمَتِیْ وَاِكْثَارُ الصَّلٰوةِ عَلٰی

کہ میرے رب کی توحید اس کو بچالے گی اور امید اسی سے ہے اور (نیز) میری خدمت اور کثرت سے جناب محمدؐ پر

مُحَمَّدٍ صَبَاحِیْ وَالْمَسَاءُ وَفِیْ خَطِّیْ وَنُطْقِیْ عَسَاهَا تَمْحُ الزَّلَلا

صبح وشام اپنی تقریر اور قول میں درود بھیجنا نہ ہوتا۔ قریب ہے کہ وہ (امور) میری لغزشوں کو محو کردیں ۔

فَاَقْرَبُ النَّاسِ مِنْهُ فِیْ قِيَامَتِهٖ مَنْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ كَانَ مُشْتَغِلا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے دن قریب تر وہ شخص ہوگا جو آپؐ پر درود بھیجنے میں مشغول رہتا ہے۔

يَارَبِّ حَقِّقْ رَجَائِیْ وَالْاُولٰی سَمِعُوْا مِنِّیْ جَمِيْعًا بِعَفْوٍ مِنْكَ قَدْ شَمَلا

اے رب ! میری اور ان تمام لوگوں کی جنہوں نے مجھ سے سنا ہے ، امیدوں کو محقق کر اپنی اس صفت عفو سے جو یقیناً سب کو شامل ہے ۔

و شیخ شمس الدین مصری بجانب حافظ ابن حجر سوال منظومی نوشت کہ صورتش این ست ۔

شیخ شمس الدین مصری نے حافظ ابن حجر کی خدمت میں ایک منظوم سوال لکھ کر بھیجا جو درج ذیل ہے ۔

شعر

يَا حَافِظَ الْعَصْرِ وَيَا مَنْ لَهٗ تُشَدُّ مِنْ اَقْصَی الْبِلَادِ الرِّحَالْ

اے حافظ وقت اور اے وہ شخص جس کے لئے دور دراز مقامات سے لوگ آتے ہیں ۔

وَيَا اِمَامًا لِلْوَرٰی بَابُهٗ مَحَطُّ اٰمَالِ الثِّقَاتِ الرِّجَالْ

اور اے مخلوق کے امام جس کا دروازہ ثقہ لوگوں کی امیدوں کا ٹھکانا ہے ۔

اِبْنُ الْعِمَادِ الشَّافِعِیُّ ادَّعٰی وُرُوْدُ مَا فَاهُ بِهٖ فِی الْمَقَالْ

ابن عماد شافعی نے دعوٰی کیا کہ حدیث زبان زدِ خلق صحیح منقول ہے ۔

شِرَارُكُمْ عُزَّابُكُمْ اَنَّهٗ مِنَ الْخَبَرِ الْمَرْوِیِّ حَقًّا يُقَالْ

یعنی حدیث "تم میں غیر شادی شدہ مرد بدتر ہیں"۔ صحیح السند احادیث میں سے ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ؟

Marfat.com

فَهَلْ مِنْ مُسْنَدٍ مَا ادَّعٰی اَوْ اَثَرٍ یَرْوِیْهِ اَهْلُ الْکَمَالِ

پس کیا کسی مسند میں یہ دعویٰ کی ہوئی حدیث موجود ہے یا یہ کوئی اثر ہے جس کو اہل کمال روایت کرتے ہیں

بَیِّنْ رَعَاكَ اللّٰهُ یَا سَیِّدِیْ جَوَابَ مَا ضَمَّنْتُهٗ فِی السُّؤَالِ

اے میرے سردار! خدا آپ کی حفاظت کرے میرے سوال کا جواب بیان فرمائیے

لَا زِلْتَ یَا مَوْلٰی لَنَا دَائِمًا فِی الْحَالِ وَالْمَاضِیْ کَذَا فِی الْمَآلِ

آپ ہمیشہ سلامت رہیں، زمانہ حال اور ماضی میں اور ایسے ہی آخرت میں بھی۔

وحافظ ابن حجر درجواب آن بدیہیہ این چند بیت نوشتہ فرستاد۔

حافظ ابن حجر نے اس کے جواب میں فوراً یہ اشعار لکھ کر روانہ کئے ؎

اَهْلًا بِهَا بَیْضَاءَ ذَاتَ الْکِحَالِ بِالنَّقْشِ یَزْهُوْ ثَوْبُهَا بِالصِّقَالِ

میں نے اس مسئلہ کو خوش آمدید کہا جو خوبصورت سرمگیں آنکھوں والی اور منقش اور صیقل شدہ کپڑوں والی عورت کی طرح رونما ہوا۔

مَنَّتْ بِوَصْلٍ بَعْدَ فَصْلٍ شَفٰی مِنْ اَلَمِ الْفُرْقَةِ بَعْدَ اعْتِلَالٍ

جدائی کے بعد وصل کے احسان سے ممنون کیا جس نے جدائی کے رنج وغم سے شفا بخشی۔

تَسْاَلُ هَلْ جَاءَ لَنَا مُسْنَدًا عَمَّنْ لَهُ الْمَجْدُ سَمَاءُ الْکَمَالِ

تمہارا سوال ہے کہ کیا کوئی مسند حدیث اس ذات سے مروی ہے جس کے لئے سمار کمال پر مجد ہے۔

ذَمٌّ اِلَی الْعُزْبَةِ قُلْنَا نَعَمْ مِنْ بَالِ اَلْفٍ وَفِی الْکَفِّ مَالٌ

جس میں بے نکاح رہنے کی مذمت ہو تو ہم کہتے ہیں کہ بیشک اس کے لئے ایسا ہے جو الفت والا دل اور ہاتھ میں مال رکھتا ہو۔

اَرَاذِلُ الْاَمْوَاتِ عُزَّابُکُمْ شِرَارُکُمْ عُزَّابُکُمْ یَا رِجَالُ

(وہ حدیث یہ ہے) رذیل ترین وہ مرنے والے ہیں جو تم میں بے شادی شدہ ہوں۔ اے لوگو! تم میں بدترین بے شادی شدہ لوگ ہیں۔

اَخْرَجَهُ الْاَحْمَدُ وَالْمُوْصِلِیُّ وَالطَّبْرَانِیُّ الثِّقَاتُ الرِّجَالُ

اس کی تخریج احمد وموصلی اور طبرانی نے کی ہے ثقہ رجال سے۔

مِنْ طُرُقٍ فِیْهَا اضْطِرَابٌ وَلَا تَخْلُوْ مِنَ الضَّعْفِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

ایسے طریقوں سے جن میں اضطراب ہے۔ جو کمزوری سے بہرحال خالی نہیں۔

Marfat.com

تنقیح الالفاظ الجامع الصحیح

زرکشی

از تصانیف بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللہ زرکشی ست کہ در سال ہفتصد وچہل وپنج متولد شدہ واز شاگردان حافظ علاؤالدین مغلطائی ست در فن حدیث از جمال الدین اسنوی نیز اخذ علوم کردہ خصوصاً فقہ وسماع حدیث از ابن کثیر واز اوزاعی نیز دارد صاحب تصانیف بسیارست خصوصاً خدمت فقہ شافعی وعلوم قرآن بسیار نمودہ از انجملہ است تخریج احادیث الرافعی در پنج جلد واز انجملہ خادم الرافعی در بست جلد وشرحی دیگر دارد بر بخاری بسیار دراز ومطول کہ آنرا از شرح ابن ملقن تلخیص نمودہ وچیزہا دران افزودہ جمع الجوامع را نیز شرح نمودہ در دو جلد ومنہاج را در دہ جلد ومختصر آن شرح کردہ دو جلد وتجرید در اصول الفقہ در سہ جلد وشرحی ہم دارد متوسط الدرجہ وواقعۂ وفات او در سوم رجب سال نود وچہار بعد از ہفت صد.

یہ کتاب بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللہ الزرکشی کی تصنیف ہے۔ آپ ۷۴۵ھ میں پیدا ہوئے۔ حافظ علاؤالدین مغلطائی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ جمال الدین اسنوی سے بھی فنِ حدیث میں استفادہ کیا۔ فقہ اور سماعِ حدیث ابن کثیر اور اوزاعی سے خصوصیت کے ساتھ رکھتے ہیں۔ بہت صاحب تصانیف تھے، بالخصوص آپ نے فقہِ شافعی اور علومِ قرآن کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے تخریج احادیث الرافعی ہے جو پانچ جلدوں میں ہے۔ الخادم الرافعی بیس[۲۰] جلدوں میں ہے۔ اور بخاری کی ایک دوسری شرح بھی ہے جو بہت طویل ہے جسے شرح ابن ملقن سے ملخص کیا ہے۔ اور بہت سے دیگر مسائل کا اس میں اضافہ کیا ہے۔ دو[۲] جلدوں میں جمع الجوامع کی شرح بھی لکھی ہے۔ منہاج کی شرح دس[۱۰] جلدوں میں اور اس کی مختصر کی شرح کو دو[۲] جلدوں میں تالیف کیا۔ اصولِ فقہ میں تجرید بھی ان کی تالیف ہے جو تین[۳] جلدوں میں ہے۔ اور متوسط درجہ کی ایک شرح بھی لکھی ہے۔ آپ نے (قاہرہ میں) ۳؍رجب ۷۹۴ھ میں وفات پائی۔

تعلیق المصابیح ابواب الجامع الصحیح

بدرالدین دمامینی

تصنیف ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن عمر

یہ کتاب ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن عمر بن ابی بکر

بن ابی بکر القرشی المخزومی الاسکندری ست کہ مشہور بدمامینی ست ملقب بہ بدرالدین در شرح حدیث حضرت صفیہ کہ نزدِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت اعتکاف آنجناب برائے زیارت در مسجد آمدہ بود چون بخانہ برگشتند شب بسیار رفتہ بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے مشایعت ایشان از مسجد برآمدند در راہ شخصے از انصار آنجناب را باصفیہ تنہا دیدہ یک گوشہ شد آنحضرت او را فرمودند تعَالَ ہِیَ صفیۃ ۔ می گوید اللامُ من تعالَ مفتوحۃ دائماً سوار خاطبتَ مفرداً او غیرہ مذکراً او غیرہ وقد وقع لابی فراس بن حمدان کسر اللام فی خطاب المؤنث فی ابیات حسنۃ اثرت ذکرہا للطافتہا قال حین سمع حمامۃ تنوح بقربہ ے

قرشی مخزومی اسکندری کی تصنیف ہے۔ ان کا لقب بدرالدین ہے اور دمامینی (یا ابن الدمامینی) کے نام سے مشہور ہیں۔

آپ اس حدیث کی شرح میں (جس میں حضرت صفیہ رضؓ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے اور وہ آپؐ کی زیارت کے لئے مسجد میں تشریف لائی تھیں۔ جب مکان کو واپس جانے لگیں تو چونکہ رات زیادہ ہوگئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پہنچانے کے لئے مسجد سے باہر تشریف لائے۔ راستہ میں ایک انصاری ملے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ دیکھ کر ایک طرف ایک گوشہ میں ہوگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تَعَالَ ھِیَ صَفِیَّۃُ (یعنی کچھ کھٹکا مت کرو چلے آؤ یہ تو صفیہ رضؓ ہیں) یہ کہتے ہیں کہ تَعَالَ کا لام ہمیشہ مفتوح پڑھا جاتا ہے خواہ مفرد سے خطاب کیا جائے یا غیر مفرد سے خواہ مذکر سے یا مؤنث سے۔ ابی فراس بن حمدان کے بہت سے عمدہ اشعار میں مؤنث کو خطاب کرنے کے وقت لام کا کسرہ بھی واقع ہوا ہے۔ ان اشعار کی لطافت کے باعث میں چاہتا ہوں کہ ان کو نقل کروں۔ جب اس نے اپنے قریب ایک کبوتری کو نوحہ زن دیکھا تو یہ ابیات نظم کئے۔

ابی فراس بن حمدان کے چند اشعار

اَقُوْلُ وَقَدْ نَاحَتْ بِقُرْبِیْ حَمَامَۃٌ ۔ اَیَاجَارَۃً ھَلْ تَشْعُرِیْنَ بِحَالِیْ

جب میرے قریب میں ایک کبوتری نوحہ زن ہوئی تو میں اس سے کہتا ہوں اے میری پڑوسن کیا تجھ کو میرے حال کی کچھ خبر ہے؟

Marfat.com

مَعَاذَ النَّوٰى مَا ذُقْتِ طَارِقَةَ النَّوٰى   وَلَا خَطَرَتْ مِنْكِ الْهُمُوْمُ بِبَالِ

غم فرقت سے پناہ۔ خدا کرے تو کبھی کھٹکا دینے والی جدائی کا مزہ نہ چکھے۔ اور نہ کبھی غم تیرے دل میں واقع ہو۔

اَيَا جَارَةً مَا اَنْصَفَ الدَّهْرُ بَيْنَنَا   تَعَالِىْ اُقَاسِمْكِ الْهُمُوْمَ تَعَالِىْ

اے پڑوسن! میرے تیرے درمیان زمانہ نے انصاف نہیں برتا، چلی آ، تاکہ ہم غم کو باہم تقسیم کرلیں چلی آ

تَعَالِىْ تَرَىْ رُوْحًا لَدَىَّ ضَعِيْفَةً   تَرَدَّدُ فِىْ جِسْمٍ يُعَذَّبُ بَالِ

آجا تاکہ تو میرے پاس ایک ایسی کمزور روح کو دیکھے ایسے جسم میں جو بوسیدہ ہوگیا ہے اور عذاب دیا جاتا ہے۔

اَيَضْحَكُ مَاسُوْرٌ وَتَبْكِىْ طَلِيْقَةٌ   وَيَسْكُتُ مَحْزُوْنٌ وَيَنْدُبُ سَالِىْ

کیا قیدی ہنستا ہے اور آزاد روتا ہے۔ (کیا) غمزدہ خاموش رہتا ہے اور بے غم نوحہ گر ہوتا ہے۔

لَقَدْ كُنْتُ اَوْلٰى مِنْكِ بِالدَّمْعِ مُقْلَةً   وَلٰكِنَّ دَمْعِىْ فِى الْحَوَادِثِ غَالِىْ

بلاشک میری آنکھ آنسو کے لئے تجھ سے زیادہ مستحق تھی، لیکن میرے آنسو حوادث میں بہنے سے بالاتر ہیں۔

وتولد او در سال ہفتصد و شصت و سہ واقع شدہ و از ابتدائے نشو و نما مشغولی بتحصیل علم ماند و در سرعت ادراک و قوت حافظہ سر آمد اقران خود بود خصوصاً در علوم ادبیہ و نحو و نظم و نثر تقدم صریح دارد و در فقہیات و علم شروط و سجلات نیز مشارکت تمام باصحاب این فن نصیب او شدہ مدت دراز در جامع ازہر بدرس علم نحو مشغول بود باز باسکندریہ عود نمود و میل تحصیل کرد کارگاہے کلانی ترتیب داد و جولاہگان بسیار را علوفہ و اجورہ مشخص کردہ مشغول بکار کرد ناگاہ بتقدیر الٰہی آن خانہ را آتش گرفت و پنبہ و ریسمان و دیگر ادوات این صنعت بسوخت و دیونِ بسیار بر ذمہ او ماند قرضداران دنبال او گرفتند ناچار از اسکندریہ بصعید فرار نمود قرضداران نیز عقب او تاختہ باز

بدرالدین کی ولادت ۷۶۳ھ میں ہوئی۔ ابتدا ہی سے تحصیل علم میں مشغول رہے اور اسی میں نشو و نما پائی۔ سرعتِ ادراک اور قوت حافظہ میں اپنے ہمعصروں میں یکتا تھے۔ خصوصاً علومِ ادبیہ، نحو اور نظم و نثر میں تو سب پر صاف برتری حاصل تھی۔ فقہیات، علم شروط اور سجلات میں بھی اصحابِ فن کے ساتھ مشارکت تامہ رکھتے تھے۔ جامع ازہر میں ایک عرصہ تک علم نحو کے درس میں مشغول رہے پھر اسکندریہ لوٹ آئے۔ تحصیلِ مال کی طرف راغب ہوئے تو ایک بڑا کارخانہ کھولا، اس میں بہت سے جولاہوں کو اُجرت پر رکھ کر کام پر لگایا۔ تقدیرِ الٰہی سے عمارتِ کارخانہ میں آگ لگ گئی اور سوت و روئی نیز اس صنعت کا بہت سا سامان نذرِ آتش ہوگیا۔ بہت سا قرضہ ان کے ذمّہ باقی رہ گیا۔ جب قرضداروں نے تنگ کرنا شروع کیا تو مجبوراً اسکندریہ سے صعید (بالائی مصر) کی طرف چل دیئے۔ قرضداروں نے بھی ان

Marfat.com

بقاهره گرفته آوردند تقی الدین بن حجة و ناصر الدین بارزی در پرورش و حمایتِ او شدند وحال او فی الجملہ باصلاح آمد بعد ازان بسوی یمن رحلت نمود وازانجا ببلادِ هند رسید و در شهر احمد آباد و گجرات که دران زمان باحسن آباد معروف بود اورا اقبالِ تمام روداد و از سلطانِ آن وقت انتفاع عظیم یافت وبجمالِ رفاهیت گزراید تا آنکه در شعبان سال هشت صد و بست و هشت وفات یافت و چون موت او فجاءة واقع شده مردم را گمان شد که کسے او را زهر داد والله اعلم

از تصانیف حدیثیه او همین شرح ست و تصانیف او در علم ادب بسیار ست ازان جمله است شرح تسهیل و شرح خزرجیه و جواهر البحور در عروض و فواکه بدریه نیز از منظومات او ست و مقاطع الشرب و نزول الغیث فی الاعتراض علی الغیب الذی انجم فی شرح لامیة العجم والغیث الذی انسجم از تصانیف علامہ صفدی ست ملقب بصلاح الدین که در علم ادب یکتائے و مشهور ست و جواهر البحور را شرحی نیز نوشته است و تحفة الغریب فی حواشی مغنی اللبیب نیز از وی ست و از منظومات او این شعر مرقوم می شود

کا تعاقب کیا۔ آخر قاہرہ میں گرفتار ہوکر آئے۔ تقی الدین بن حجة اور ناصر الدین البارزی (کاتب السر) ان کی پرورش وحمایت کے لئے کمربستہ ہوئے اور ان کا حال ایک حد تک اصلاح پذیر ہوگیا۔ پھر وہاں سے یمن کی طرف رحلت کی اور وہاں سے بلادِ ہند پہنچے اور شہر احمد آباد و گجرات میں جو اس وقت حسن آباد کے نام سے مشہور تھا آئے یہاں انہیں اقبال نصیب ہوا اور انہوں نے سلطانِ وقت سے بہت فائدہ اٹھایا اب ان کی زندگی نہایت خوشحالی سے گزرنے لگی۔ یہاں تک کہ ماہ شعبان ۸۲۸ھ میں انتقال ہوگیا۔ چونکہ ان کی موت ناگہانی واقع ہوئی تھی، اس وجہ سے لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ کسی نے ان کو زہر دے دیا ہے۔ واللہ اعلم (آپ شہر گلبرکہ، دکن میں مدفون ہیں)

علمِ حدیث میں ان کی صرف یہی شرح ہے، مگر علم ادب میں ان کی بہت سی تصانیف ہیں، جن میں سے شرح تسہیل اور شرح خزرجیہ ہے۔ عُروض میں ان کی تالیف جواہر البحور ہے۔ الفواکہ البدریہ بھی ان ہی کی منظومات میں سے ہے۔ مقاطع الشرب اور نزول الغیث[1] فی الاعتراض علی الغیب الذی انجم فی شرح لامیة العجم والغیث الذی انسجم بھی ان کی تالیف کردہ ہے، یہ (شرح لامیة العجم) علامہ صفدی کی تالیف ہے جو صلاح الدین کے لقب سے ملقب اور علم ادب میں یکتا و مشہور ہیں۔ جواہر البحور کی ایک شرح بھی لکھی ہے اور تحفة الغریب فی شرح مغنی اللبیب بھی ان (بدر الدین) کی ہی تالیف ہے ان کی منظومات میں سے چند اشعار سپردِ قلم ہیں ؎

[1] نزول الغیث الذی انسجم فی شرح لامیة العجم للصفدی۔

Marfat.com

علّامہ بدرالدین دمامینی کے چند اشعار

اَیَا عُلَمَاءَ الْهِنْدِ اِنِّی سَائِلٌ ‏ فَمُنُّوْا بِتَحْقِیْقٍ بِهٖ یَظْهَرُ السِّرُّ

اے علمائے ہند میں ایک سوال پیش کرتا ہوں پس راز کو حل کرنیوالی تحقیق سے واقف فرما کر مجھ کو ممنون فرمائیں۔

اَرٰی فَاعِلًا لِلْفِعْلِ اُعْرِبَ لَفْظُهٗ ‏ بِجَرٍّ وَلَا حَرْفٌ بِهٖ یُمْکِنُ الْجَرُّ[1]

ایک فعل کا فاعل ہے جسے جر کا اعراب دیا گیا ہے حالانکہ کوئی حرف ایسا نہیں ہے جس سے جر دیا جاسکے۔

وَلَیْسَ بِمَحْکِیٍّ وَلَا بِمُجَاوِرٍ ‏ لِذِی الْخَفْضِ وَالْاِنْسَانُ بِالْبَحْثِ یَضْطَرُّ

اور نہ وہ محکی ہے اور نہ وہ کسی مجرور کے متصل ہے اور انسان تحقیق و تفتیش کرنے پر مجبور ہے۔

فَهَلْ مِنْ جَوَابٍ عِنْدَکُمْ اَسْتَفِیْدُهٗ ‏ فَمِنْ بَحْرِکُمْ مَازَالَ یُسْتَخْرَجُ الدُّرُّ

تو کیا تمہارے پاس کوئی جواب ہے جس سے میں استفادہ کرسکوں کیونکہ تمہارے سمندر سے ہمیشہ موتی ہی نکلتے ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ اس سے مراد لفظِ صنبر ہے جو ذیل کے شعر میں ہاجَ کا فاعل واقع ہوا ہے۔ یہ شعر طرفہ بن العبد کا ہے ؎

بِجِفَانٍ تَعْتَرِیْ نَادِیْنَا ‏ وَسَدِیْفٍ حِیْنَ هَاجَ الصِّنَّبْرِ

ونیز از اشعار اوست۔ ‏ یہ اشعار بھی ان ہی کے ہیں ؎

رَمَانِیْ زَمَانِیْ بِمَا سَاءَنِیْ ‏ فَجَاءَتْ نُحُوْسٌ وَغَابَتْ سُعُوْدٌ

میرے زمانہ نے مجھ کو رنجیدہ چیزوں سے رنجیدہ کردیا گویا نحوست کے ستارے نکل آئے اور نیکبختی کے ستارے غائب ہوگئے۔

وَاَصْبَحْتُ بَیْنَ الْوَرٰی بِالْمَشِیْبِ ‏ عَلِیْلًا فَلَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ

اب میں بڑھاپے کی وجہ سے مخلوق میں بیمار ہوں، کاش جوانی پھر لوٹ آتی

ونیز از وے ست۔ ‏ یہ اشعار بھی ان ہی کے ہیں ؎

اَلَا یَا عَذُوْلِیْ اَرَیْتَ هُمَا اَوْقَعَا ‏ قَلْبَ الْمُعَنّٰی الصَّبِّ فِی الْحَیْنِ

اے معشوق! اپنے رخساروں کی خبر لے اس لئے کہ انہوں نے میرے مصیبت زدہ حیران دل کو موت کی ہلاکت میں ڈال دیا ہے۔

فَجُدْ لَهٗ بِالْوَصْلِ وَاسْمَعْ بِهٖ ‏ فَکَیْفَ قَدْ هَامَ بِلَا مَیْنٍ

پس اس کو وصل دیکر اسکے ساتھ سخاوت و بخشش سے پیش آ اور ایسا تو کیوں نکرے جبکہ وہ بغیر جھوٹ کے یعنی سچ مچ سرگشتہ اور حیران ہے

---

[1] بعض نے یہ شعر اس طرح لکھا ہے ؎

فَمَا فَاعِلٌ قَدْ جُرَّ بِالْخَفْضِ لَفْظُهٗ ‏ صَرِیْحًا وَلَا حَرْفٌ یَکُوْنُ بِهٖ جَرٌّ

Marfat.com

وازاستادخود این طرفه لطیفه عجیبه نقل کرده که روزے در درس او در اسکندریه حاضر بودم شخصے از تلامذه او مختصر او در فقه می خواند ومقام کتاب الحج بود ودران مجلس بعضے طلبهٔ علم که شوق به بحث واعتراض داشتند نیز حاضر بودند ناگاه عبارتے وارد شد که ضمیر بمضاف الیه عائد می شد طالب مذکور جرأت کرده پرسید که نحویاں می گویند که ضمیر را بمضاف الیه عاید نباید کرد پس این عبارت چه قسم درست شود شیخ بدیهه جواب گفت که قال الله تعالیٰ کَمَثَلِ الحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ودرین جواب لطافتی ست که پوشیده نمی ماند۔

یہ اپنے استاد سے ایک عجیب لطیفہ نقل کرتے ہیں کہ میں ایک روز اسکندریہ میں ان کے درس میں حاضر تھا ان کے تلامذہ میں سے ایک شخص ان کی کتاب مختصر جو فقہ میں ہے پڑھتا تھا، کتاب الحج چل رہی تھی۔ اسی مجلس میں بعض ایسے طلبہ بھی حاضر تھے جو بحث واعتراض کے زیادہ دلدادہ تھے۔ اتفاقاً اس میں ایک ایسی عبارت واقع ہوئی جس میں مضاف الیہ کی طرف ضمیر راجع ہوتی تھی۔ طالب علم مذکور نے جرأت کرکے استاد سے پوچھا، نحوی کہتے ہیں کہ مضاف الیہ کی طرف ضمیر کو نہیں پھیرنا چاہئے تو پھر یہ عبارت کیسے درست ہوئی؟ شیخ نے فوراً جواب میں یہ آیت پڑھی۔ قال اللہ تعالیٰ کَمَثَلِ الحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا یعنی یَحْمِلُ کی ضمیر حِمَار کی طرف جو مضاف الیہ ہے راجع ہے۔ اس جواب میں جو لطافت ہے وہ پوشیدہ نہیں۔

راقم الحروف می گوید عود ضمیر بمضاف الیه ممنوع نیست آری اگر ممکن باشد عود ضمیر بهر یک از مضاف ومضاف الیه اولیٰ آنست که بمضاف عائد سازند زیرا که مقصود از کلام اوست۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ مضاف الیہ کی طرف ضمیر کا لوٹانا منع نہیں ہے۔ البتہ اگر مضاف اور مضاف الیہ دونوں کی طرف ضمیر کا راجع کرنا ممکن ہو تو اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ مضاف کی طرف ضمیر کو راجع کریں کیونکہ کلام سے مقصود مضاف ہی ہوتا ہے۔

اللامع الصبیح فی شرح جامع الصحیح

شمس الدین برماوی

تصنیف علامه محقق شمس الدین محمد بن عبدالدائم برماوی ست وعبدالدائم هو

یہ کتاب[1] علامہ محقق شمس الدین محمد بن عبدالدائم برماوی کی تصنیف ہے۔ ان کا پورا نام ونسب یہ ہے۔

[1] کشف الظنون میں اس کا نام اللامع الصبیح درج ہے۔

Marfat.com

ابن موسیٰ بن عبدالدائم بن عبداللہ نعیمی ست بصیغۂ تصغیر منسوب بہ نعیم ابن عبداللہ محمد دراصل عسقلانی ست وباعتبار سکونت برماوی مصری ست مذہب شافعی داشت۔

تولداو در پانزدہم ذیقعدہ سال ہفتصد وشصت وسہ بود از ابتدائے عمر نشو ونمائی او درمشغلہ علم شد وعلم حدیث را از برہان بن جماعۃ وتاج الدین بن الفصیح وبرہان الدین شامی و ابن الشیخہ وسراج الدین بلقینی وزین الدین عراقی ودیگر اجلہ این فن تحصیل نمودہ ودر فقہ واصول فقہ وعلوم عربیہ نیز مہارت تمام داشت ودر آخر ملازمت بدرالدین زرکشی اختیار نمود واز تلامذہ رشید او شد از عجائب روزگار بود بدست خود کتب بسیار نوشت واکثر نسخ را تحشیہ نمود وتعلیقات نمود ودر فتویٰ وحسن خط ممتاز بود ومع ہذا خوش محاورہ ونیک دیدار وباوقار وکم گفتار وبے تکلف زیست می کرد وپرتوی از محبوبیت و مقبولیت داشت از تصانیف او این شرح بخاری ست کہ گویا منتخب کرمانی وزرکشی ست وفوائد چند از مقدمۂ شرح ابن حجر نیز دران درج نمودہ الفیہ دارد دراصول الفقہ کہ درنہایت جودت وخوبی واقع شدہ و مثل او در متقدمین بہم نہ رسیدہ۔

وآن الفیہ را شرحے نوشتہ مستوعب تمام این فن وبیشتر دران شرح بہ تحریر

شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالدائم بن موسیٰ بن عبدالدائم بن عبداللہ نُعیمی۔ نعیم کی طرف بصیغۂ تصغیر منسوب ہیں۔ اصل کے اعتبار سے عسقلانی اور سکونت کے لحاظ سے برماوی مصری ہیں۔ شافعی المسلک تھے۔

۱۵ ذی قعدہ ۷۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائے زندگی ہی سے علمی مشاغل میں نشوونما پائی۔ علم حدیث کو برہان بن جماعۃ، تاج الدین بن الفصیح، برہان الدین شامی، ابن الشیخہ، سراج الدین بلقینی، زین الدین عراقی اور اس فن کے دوسرے بزرگوں سے حاصل کیا۔ فقہ، اصول فقہ اور علوم عربیہ میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے آخر میں بدرالدین زرکشی کی صحبت اختیار کی اور ان کے شاگردانِ رشید کی جماعت میں داخل ہوئے۔ یہ اپنے زمانہ کے عجیب لوگوں میں سے تھے۔ بہت لکھنے والے تھے۔ اکثر نسخوں کے حاشیے اور تعلیقات بھی لکھے۔ فتویٰ نویسی اور خوشخطی میں بھی ممتاز تھے۔ ان کمالات کے ساتھ ساتھ خوش کلام، نیک صورت، باوقار اور کم گفتار تھے۔ زندگی سادہ بسر کرتے تھے۔ محبوبیت اور مقبولیت کا حصہ بھی حق تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا تھا۔ ان کی تصانیف میں سے ایک یہ بخاری کی شرح ہے جو کرمانی اور زرکشی منتخب ہے۔ چند فوائد مقدمۂ شرح ابن حجر سے لے کر بھی اس میں درج کئے ہیں۔ اصول فقہ میں ان کی کتاب الفیہ ہے جو نہایت عمدہ اور خوبی میں اعلیٰ واقع ہوئی ہے اور کتب متقدمین میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔

اسی الفیہ کی ایک شرح لکھی ہے جس میں تمام فن کا استیعاب کرلیا گیا ہے۔ اس شرح کے اکثر حصہ

Marfat.com

مذاہب اصولیاں بوجہ احسن پرداختہ واکثر اش ماخوذ از کتاب البحر زرکشی ست بایں جہت نہایت عجیب الوضع اوفتادہ وعمدۃ الاحکام را نیز شرحے نوشتہ ورجالے آن را نظم نمودہ وشرح آن نظم نیز بعمل آوردہ و لامیۃ الافعال ابن مالک را نیز تمام در غایت جودت وتحقیق نوشتہ او را مختصرے است در فن سیرت ومنظومۂ ایست در فرائض اما بعد از مردن او کتب او متفرق منتشر شد۔

روز پنجشنبہ دوم جمادی الثانی سال شش صد وسی ویک وفات اوست ودر روز جمعہ بعد از نماز در مسجد اقصی در جوار تربت حضرت شیخ ابوعبداللہ قرشی قدس سرہ مدفون گشت۔

میں اصولیوں کے مذہب کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے۔ اس کا بیشتر حصّہ کتاب البحر المحیط زرکشی سے ماخوذ ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ کتاب نرالی وضع کی واقع ہوئی ہے۔ عمدۃ الاحکام کی بھی ایک شرح لکھی ہے اور اس کے رجال کو نظم میں بیان کیا، پھر اس نظم کی بھی ایک شرح لکھی۔ شرح لامیۃ الافعال ابن مالک کو بھی نہایت خوبی اور تحقیق کے ساتھ لکھا ہے۔ فن سیرت میں ان کا ایک مختصر رسالہ ہے۔ اور فرائض میں ایک نظم ہے۔ لیکن افسوس ان کے انتقال کے بعد ان کی کتابیں متفرق اور منتشر ہو گئیں۔

۲ رماہ جمادی الثانی ۸۳۱ھ کو جمعرات کے دن وفات ہوئی جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں حضرت شیخ ابوعبداللہ قرشی قدس سرہٗ کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔

اِرشادالسّاری

قسطلانی

مشہور بقسطلانی شرح صحیح بخاری ست تصنیف شہاب الدین احمد ابوبکر بن عبدالملک بن احمد بن محمد بن الحسین قسطلانی مصری شافعی تولد او دوازدہم ذیقعدہ سال ہشت صد و پنجاہ ویک در مصر ست ودر ابتدائے نشو ونما مشغول بعلم قرارت شد وسبع را یاد گرفت وبعد ازاں بفنون دیگر پرداخت وصحیح بخاری را در پنج مجلس بر احمد بن عبدالقادر ساوی گزرانید ودر

یہ قسطلانی کے نام سے یہ مشہور ہے۔ اور صحیح بخاری کی شرح ہے۔ یہ شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک بن احمد بن محمد بن الحسین قسطلانی مصری شافعی کی تصنیف ہے۔ وہ ۱۲ ذی قعدہ ۸۵۱ھ کو مصر میں پیدا ہوئے اور ابتدائی عمر میں ہی علم قرارت کی تحصیل میں مشغول ہو کر سبعہ کو یاد کیا۔ پھر دوسرے فنون کی جانب توجہ کی۔ صحیح بخاری پانچ مجلسوں میں احمد بن عبدالقادر ساوی کو سُنائی۔ اور جامع عمری میں درس اور وعظ میں

Marfat.com

جامع عمری بدرس وعظ اشتغال آغاز نهاد و عالمی برائے شنیدن وعظ او جمع می شد و درین باب بے نظیر وقت خود بود سخن پذیرا داشت بعد مدت دراز شوق تصنیف در سر افتاد و تصانیفِ مقبولہ از وے یادگار ماند از اجلہ آنہا این شرح است کہ فتح الباری وکرمانی را دران اختصار تمام جمع نمودہ و بین الایجاز والاطناب واقع گردید و نیز مواہب لدنیہ ست کہ در باب خود بے عدیل ست وعقود سنیہ فی شرح المقدمۃ الجزریۃ ولطائف اشارات فی العشر القرا ت وکتاب الکنز فی وقف حمزہ وہشام علی الہمزہ وشرح دارد بر شاطبیہ کہ زیادات ابن الجزری را دران آمیختہ وفوائد غریبہ دران آوردہ کہ در کتاب دیگر یافتہ نمی شود وشرحے دارد بر قصیدہ بردہ مسمی بانوار مضیئہ وکتابے دارد در آداب صحبۃ الناس مسمی بتقادیس الانفاس وکتابے دارد در مناقب سیدنا الشیخ عبدالقادر مسمی بالروض الزواہر وکتابے دارد بتحفۃ السامع والقاری بختم صحیح البخاری۔

مشغول ہوگئے۔ ان کا وعظ سننے کے لئے دنیا سمٹتی تھی اور اس میں وہ اپنے وقت کے بے نظیر تھے۔ ان کی بات دل کو لگتی تھی۔ ایک مدت دراز کے بعد تصنیف وتالیف کا شوق ہوا چنانچہ بہت سی مقبول تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں، ان سب میں بڑی شرح یہ ہے جس میں فتح الباری اور کرمانی کا پورا پورا اختصار موجود ہے۔ نہ اتنی مختصر ہی ہے اور نہ اتنی طویل۔ المواہب اللدنیہ بھی ان کی ہی تصنیف ہے جو اپنے باب میں لاثانی ہے۔ العقود السنیہ فی شرح المقدمۃ الجزریۃ، لطائف الاشارات فی عشرات القرات اور کتاب الکنز فی حمزہ وہشام علی الہمزہ، بھی ان کی تصانیف ہیں۔ شاطبیہ کی بھی ایک شرح لکھی ہے جس میں ابن الجزری کی زیادات کو ملاکر وہ فوائد عجیبہ بیان کئے گئے ہیں جو کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتے۔ قصیدہ بردہ کی بھی ایک شرح لکھی ہے جس کا نام، مشارق الانوار المضیئہ ہے۔ آداب صحبۃ الناس میں ایک کتاب لکھی ہے جو تقادیس الانفاس کے نام سے مشہور ہے۔ ایک کتاب سیدنا شیخ عبدالقادر کے مناقب میں لکھی ہے جو الروض الزاہر کے نام سے موسوم ہے۔ ان کی ایک کتاب اور ہے جس کا نام تحفۃ السامع والقاری بختم صحیح البخاری ہے۔

علامہ قسطلانی اور علامہ سیوطی کے مابین واقعہ

وشیخ جلال الدین سیوطی را از وے شکایت وگلہ بود می گفت کہ از کتب من در

شیخ جلال الدین سیوطی کو ان سے بڑی شکایت تھی اور گلہ تھا۔ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے مواہب لدنیہ

Marfat.com

مواہب لدنیہ استمداد نمودہ بے اعلام آنکہ از کتب من نقل می کند واین معنی نوعی از خیانت ست در نقل وشمہ از کتمان حق نیز دارد وچون این شکایت شائع شد بحضور شیخ الاسلام زین الدین زکریا محاکمہ افتاد شیخ جلال الدین سیوطی قسطلانی را الزام داد در مواضع بسیار از ان جملہ آنکہ چند مواضع از مواہب از بیہقی نقل نمودہ واز مؤلفات بیہقی نزد او چند مؤلف موجود ست نشان بدہد کہ در کدام یک از مؤلفات دیدہ نقل کردہ است قسطلانی در تعین مواضع نقل عاجز گشت وسیوطی گفت کہ این نقلہا از کتب من کردہ است ومن از بیہقی کردہ ام پس واجب بود کہ می گفت نقل السیوطی عن البیہقی کذا۔ تا حق استفادہ من ہم بجا می آوردہ بود واز عہدۂ تصحیح نقل ہم فالغ الذمہ می گشت قسطلانی ملزم شدہ از مجلس برخاست وہمیشہ بخاطر داشت کہ ازالۂ این کدورت از خاطر شیخ جلال الدین سیوطی نماید میسرش نمی شد روزی بہمین قصد از شہر مصر تا روضہ کہ مسافت دراز دارد پیادہ روانہ شد وبر در شیخ جلال الدین سیوطی استادہ دستک زد شیخ پرسید کہ کیستی قسطلانی گفت منم احمد کہ برہنہ پا وبرہنہ سر بر دروازۂ شما ایستادہ ام تا از من کدورت خاطر دور کنید وراضی شوید

میں میری کتابوں سے مدد لی ہے۔ اور اس میں یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ میری کتابوں سے نقل کر رہے ہیں۔ یہ بات ایک قسم کی خیانت جو نقل میں معیوب ہے اور حق پوشی ہے۔ جب اس شکایت کا چرچا ہوا، اور یہ شکایت شیخ الاسلام زین الدین زکریا الانصاری کے حضور میں محاکمہ کی شکل میں پیش ہوئی تو شیخ جلال الدین سیوطی نے قسطلانی کو بہت سے مواضع میں الزام دیا۔ ان میں سے ایک یہ کہ مواہب کے وہ کتنے مواقع ہیں، جو بیہقی سے نقل کئے گئے ہیں اور بیہقی کی مؤلفات اور تصنیفات میں سے کس قدر تصانیف ان کے پاس موجود ہیں اور ذرا یہ بتائیں کہ ان میں سے کن تصنیفات سے انہوں نے نقل کی ہے۔ جب قسطلانی مواضع نقل کی نشان دہی سے عاجز رہے تو سیوطی بولے کہ آپ نے میری کتابوں سے نقل کیا ہے اور میں نے بیہقی سے۔ پس آپ کے لئے مناسب اور ضروری تھا کہ آپ اس طرح کہتے، نَقَلَ السُّیُوْطِیُّ عَنِ الْبَیْہَقِیِّ کَذَا۔ تاکہ مجھ سے استفادہ کا حق بھی ادا ہوتا اور تصحیحِ نقل کی ذمہ داری سے بھی بری ہو جاتے۔ قسطلانی ملزم ہو کر مجلس سے اُٹھے اور یہ بات ہمیشہ دل میں رکھی کہ شیخ جلال الدین سیوطی کے دل سے اس کدورت کو دھویا جائے مگر ناکام رہے۔ ایک روز اسی ارادہ سے شہر مصر (قاہرہ)، سے روضہ تک پیادہ پا روانہ ہوئے جو دراز مسافت پر واقع تھا، شیخ جلال الدین سیوطی کے دروازہ پر پہنچ کر دستک دی۔ شیخ نے اندر سے دریافت کیا کون شخص ہے؟ قسطلانی نے عرض کیا کہ میں احمد ہوں، برہنہ پا اور برہنہ سر آپ کے دروازہ پر

شیخ جلال الدین از اندرونِ خانہ جواب داد کہ کدورت خاطر دور کردم اما دروازہ نکشاد و ملاقات نہ نمود۔

وفات قسطلانی شب جمعہ ہفتم محرم سال نہصد و بست وسہ در قاہرہ مصر اتفاق افتادہ و بعد از نماز جمعہ در جامع ازہر بروے نماز گزاردہ در مدرسہ عینیہ کہ درجوار خانہ او بود دفنش کردند۔

کھڑا ہوں تاکہ آپ کے دل سے کدورت دور ہو جائے آپ راضی ہو جائیں۔ یہ سن کر شیخ جلال الدین نے اندر ہی سے کہا کہ میں نے دل سے کدورت کا ازالہ کر دیا لیکن نہ دروازہ کھولا اور نہ ان سے ملاقات کی۔

قسطلانی کی وفات قاہرہ مصر میں ۷ محرم ۹۲۳ھ کو شب جمعہ میں ہوئی۔ جمعہ کی نماز کے بعد جامع ازہر میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور مدرسۃ العینی میں جو ان کے مکان کے قریب ہے دفن کئے گئے۔

حاشیۂ شیخ سیّدی زرّوق فاسی علی البخاری

وے ابو العباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ برنسی فاسی ست معروف بہ زرّوق روز پنجشنبہ وقت طلوع آفتاب بست و ہشتم محرم سال ہشت صد و چہل و شش تولد او ست و مادر و پدرش قبل از سال ہفتم قضا کردند از علمائے کبار دیار مغرب مثل فوری و محاجی و استاد ابو عبد اللہ صغیر و امام صعابی و ابراہیم ناری و سیوسی و سخاوی مصری و رصاع دومی و دیگر بزرگان آنجا اخذ علوم کردہ شیخ او سیدی زیتون رحمۃ اللہ علیہ در حق او بشارت دادہ کہ او از ابدال سبعہ است و با وصف علوِ حال باطن تصانیف او در علوم ظاہرہ نیز نافع شدہ مفید و کثیر افتادہ از انجملہ است این حاشیہ کہ نہایت برجستہ واقع شدہ و شرح رسالہ

یہ (شہاب الدین) ابو العباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ برنسی فاسی ہیں جو زرّوق کے نام سے مشہور ہیں۔ بروز پنجشنبہ بوقتِ طلوعِ آفتاب ۲۸ محرم ۸۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ابھی سات برس کے نہ ہوئے تھے کہ ان کے ماں باپ نے انتقال کیا۔ دیار مغرب کے بڑے بڑے علماء مثلاً فوری، محاجی، استاد ابو عبد اللہ صغیر امام صعابی، ابراہیم ناری، سیوسی، سخاوی مصری، رصاع دومی اور اس مقام کے دیگر بزرگوں سے علوم حاصل کئے۔ ان کے شیخ سیدی زیتون رحمہ اللہ علیہ نے ان کے حق میں بشارت دی تھی کہ وہ ابدالِ سبعہ میں سے ہیں۔ حالِ باطنی میں یہ بلند مرتبہ رکھتے ہوئے، علوم ظاہرہ میں بھی ان کی تصانیف نفع بخش اور بہت مفید واقع ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حاشیہ ہے جو نہایت برجستہ واقع ہوا ہے۔ شرح رسالہ ابن ابی زید بھی ہے،

Marfat.com

ابن زید در فقہ مالکی و شرح ارشاد ابن عسکر در شرح چند باب متفرق از مختصر خلیل کہ در فقہ مالکی مشہورترین کتب ست و شرح قرطبیہ و شرح راغبیہ و شرح عافیہ و شرح عقیدہ قدسیہ وبست و چند شرح بر حکم شیخ تاج بن عطاء اللہ اسکندرانی و شرح حزب البحر و شرح مشکلات الحزب الکبیر و شرح حقائق المقریٔ و شرح اسماء حسنیٰ و شرح مراصد کہ از تصانیف شیخ ابو العباس احمد بن عقبۃ الحضری و نصیحۃ کافیہ و مختصر آن و اعانۃ المتوجہ المسکین علی طریق القیم و التمکین و قواعد التصوف کہ در غایت خوبی و حسن واقع شدہ و حوادث الوقت کہ کتابے ست نہایت نفیس در صد فصل برائے رد بدعات فقراء وقت خود تصنیف نمودہ و رسالہ مختصرہ در علم حدیث و مراسلات بسیاری کہ برای یارانِ خود در آداب و حکم و مواعظ و لطائف سلوک نوشتہ بالجملہ مردِ جلیل القدر لیست کہ مرتبۂ کمال او فوق الذکر ست و او آخر محققان صوفیہ است کہ بین الحقیقۃ والشریعۃ جامع بودہ اند و بشاگردی او اجلہ علماء مفتخر و مباہی بودہ اند مثل شہاب الدین قسطلانی کہ سابق حال او مذکور شد و شمس الدین لقانی و خطاب الکبیر و طاہر بن زبان روادی ۔

و او را قصیدہ ایست بر طور قصیدۂ جیلانیہ کہ بعض ابیات او اینست ۔

جو فقہ مالکی میں ہے۔ کتاب ارشاد ابن عسکر جو فقہ مالکی کی مشہور کتاب مختصر شیخ خلیل کے چند ابواب کی شرح ہے، اس کی شرح لکھی۔ شرح قرطبیہ، شرح راغبیہ، شرح عافیہ شرح عقیدہ قدسیہ، بست و چند شرح بر حکم شیخ تاج ابن عطاء اللہ اسکندرانی، شرح حزب البحر، شرح مشکوٰۃ الحزب الکبیر، شرح حقائق المقری، شرح اسماء حسنیٰ، شرح مراصد، جو ان کے شیخ ابو العباس احمد بن عقبۃ الحضری کی کی تصنیف ہے۔ نصیحتِ کافیہ اور اس کا مختصر، اعانۃ المتوجہ المسکین علی الطریق القیم والتمکین، قواعد التصوف[1]، جو حسن و خوبی میں اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے، حوادث الوقت جو نہایت نفیس کتاب ہے اور سو فصلوں میں اس زمانہ کے فقیروں کی بدعات کے رد میں تالیف کی ہے۔ علمِ حدیث میں بھی ایک مختصر رسالہ لکھا ہے۔ نیز اپنے احباب کے لئے بہت سے ایسے مراسلات تحریر فرمائے جن میں ان کو آداب و حکم مواعظ و لطائفِ سلوک لکھے تھے۔

الغرض وہ جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے مرتبۂ کمال کو ظاہر کرنا تحریر و بیان سے باہر ہے۔ وہ متاخرینِ صوفیۂ کرام کے ان محققین میں سے ہیں، جنہوں نے حقیقت و شریعت کو جمع کیا ہے۔ شیخ شہاب الدین قسطلانی جن کا حال پہلے گزر چکا، شمس الدین لقانی، خطاب الکبیر، طاہر بن زبان روادی اور ان جیسے بڑے بڑے علمائے ان کی شاگردی پر فخر و ناز کیا ہے۔

قصیدۂ جیلانیہ کی طرز پر ان کا ایک قصیدہ ہے، جس کے بعض ابیات یہ ہیں ؎

---

[1] قواعد الطریقۃ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ۔ کشف الظنون

Marfat.com

اَنَا لِمُرِيدِىْ جَامِعٌ لِشَتَاتِهٖ   إِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَتِهٖ

میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں، جب زمانہ نکبت و ادبار سے اس پر حملہ آور ہو۔

وَإِنْ كُنْتَ فِىْ ضِيْقٍ وَكَرْبٍ وَوَحْشَةٍ   فَنَادِ بِيَا زَرُّوْقُ آتِ بِسُرْعَتِهٖ

اگر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو یا زروق! کہہ کر پکار۔ میں فوراً آموجود ہوں گا۔

وفات او در بلادِ طرابلس المغرب در ماہ صفر سال ہشت صد و نود و نہ اتفاق افتاد رحمۃ اللہ علیہ۔

ماہ صفر ۸۹۹ھ میں بلادِ طرابلس میں اُن کا انتقال ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

بہجۃ النفوس

ابنِ ابی جمرہ

تصنیف ابو محمد عبد اللہ بن ابی حمزہ[1] ست دروی قریب سہ صد حدیث را از بخاری انتخاب نمودہ در دو جلد شرح آن احادیث کردہ وبس علوم غامضہ وحقائق خفیہ دران مندرج ساختہ یکے از کبار اولیاء اللہ وعرفاء وقت بود کرامات او بسیارست واعظم کراماتش آنست کہ وے خود روزی گفتہ است اِنَّنِیْ بِحَمْدِ اللّٰہِ لَمْ اَعْصِ اللّٰہَ قَطُّ شاگردِ رشید او ابو عبد اللہ بن الحاج صاحب المدخل در مذہب مالکی کہ مجموعہ کرامات واحوال شیخ خود نیز نوشتہ ابن مرزوق خفید در شرح مختصر خلیل بتقریبے آوردہ کہ انّ ابن ابی جمرۃ وتلمیذہ ابن الحاج لا یعتمد علیہما فی نقل المذاہب وغرض او ازین کلام اعتراض ست بر

یہ کتاب ابو محمد عبد اللہ (بن سعد) بن ابی جمرہ کی تصنیف ہے۔ اس میں تقریباً تین سو حدیثوں کو بخاری سے انتخاب کر کے ان کی شرح دو جلدوں میں کی ہے اور بہت سے گہرے علوم اور حقائق خفیہ اس میں درج کئے ہیں۔ وہ اس وقت کے عارفین اور اکابر اولیاء میں سے تھے ان سے کرامتیں بھی بہت سی ظاہر ہوئی ہیں۔ ان کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے جو خود انہوں نے ایک روز فرمایا تھا، اِنَّنِیْ بِحَمْدِ اللّٰہِ لَمْ اَعْصِ اللّٰہَ (یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے اللہ پاک کی کبھی نافرمانی نہیں کی)، ان کے شاگردِ رشید ابو عبد اللہ ابن الحاج ہیں جو مذہبِ مالکی کی کتاب المدخل کے مصنف ہیں۔ ابن الحاج نے اپنے شیخ کی کرامات اور ان کے حالات کا مجموعہ بھی تالیف کیا ہے۔ ابن مرزوق خفید نے شرح مختصرِ خلیل میں کسی سلسلہ میں لکھا ہے کہ ابن ابی جمرۃ اور ان کے شاگرد

[1] المتوفی ۶۹۵ھ۔

صاحب مختصر خلیل زیرا کہ اعتماد او در نقل مذہب بیشتر بر مدخل ابن الحاج ست۔ واللہ اعلم

ابن الحاج پر نقلِ مذاہب میں اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔ اس کلام سے دراصل مختصر خلیل کے مؤلف پر اعتراض مقصود ہے، جن کا زیادہ تر اعتماد نقل مذاہب میں مدخل ابن الحاج ہے۔ واللہ اعلم

توشیح علَی الجامِع الصحیح

لِلسُّیوطِی

تصنیف حافظ العصر ابو الفضل بن ابی بکر سیوطی ست در اول دیباچہ اش می گوید۔

یہ کتاب حافظ العصر ابو الفضل (عبد الرحمٰن) بن ابی بکر سیوطیؒ[1] کی تصنیف ہے۔ اس کے اول دیباچہ میں اس طرح لکھا ہے۔

الحمدُ للّٰہِ الّذی اَجزلَ لنا المِنّۃ بان جعلنا من حملۃ السُّنۃ واشھدُ ان لّآ الٰہ الّا اللہ وحدہ لاشریک لہ شھادۃً اُعدّھا لھول یوم القیامۃ جُنّۃ واشھد انّ سیّدنا ونبینا محمّدًا عبدہ ورسولہ اول من یقرع باب الجَنّۃ المبعوث الی کافۃ الانس والجِنّہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ الذین جعل حبّھم اٰیۃ الایمان ومظنۃ الفوز ھذا تعلیق علی صحیح الاسناد شیخ الاسلام امیر المؤمنین ابی عبد اللہ البخاری مسمی بالتوشیح یجری مجری تعلیق الامام بدر الدین الزرکشی المسمّٰی بالتنقیح ویفوقہ

تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہم پر احسان کیا کہ ہم کو حدیث کا حامل بنایا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ ایسی شہادت جس سے میں قیامت کی ہولناکی کے لئے سپر (ڈھال) کا کام لینا چاہتا ہوں۔ میں اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور جو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف (رسول بناکر) بھیجے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ ہو ان پر اور ان کی اولاد پر اور ان کے اصحابؓ پر جن کی محبت کو ایمان کی نشانی اور کامیابی کی علامت بنایا۔ (اس کے بعد عرض ہے کہ) یہ کتاب شیخ الاسلام امیر المومنین ابو عبد اللہ البخاری کی صحیح الاسناد جامع پر ایک حاشیہ

[1] سن ولادت ۸۴۹ھ، سن وفات ۹۱۱ھ۔

Marfat.com

بما حواہ من الزوائد یشتمل علی مایحتاج الیہ القاریٔ والمستمع من ضبط الفاظ وتفسیر غریبہ وبیان اختلاف رِوایاتہ وزیادۃ فی جزء لم ترد فی طریقہ وترجمتہ ورد بلفظہا حدیث مرفوع ووصل تعلیق لم یقع فی الصحیحین وصلہ وتسمیۃ مُبہم واعراب مشکل وجمع بین مختلف بحیث لم یفتہ من الشرح الا الاستنباط وقد عزمت علی ان اضع علیٰ کل من الکتب الستۃ کتاباً علیٰ ھذا النمط لیحصل بہ النفع بلا تعب وبلوغ الارب بلا نصب حقق اللہ بمنّہٖ ویُمنہ ؁ فصل فی بیان شرط البخاری الخ

ہے جو توشیح کے نام سے موسوم ہے اور جو اسی طرز پر ہے جیسے بدرالدین زرکشی نے اپنے حاشیہ تنقیح میں اختیار کیا ہے (بلکہ) اس حاشیہ سے میرا یہ حاشیہ چند ایسے زائد فوائد کی وجہ سے فائق ہے اور ان تمام چیزوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے جن کی طرف پڑھنے والے اور سننے والے کو احتیاج ہوتی ہے (مثلاً) الفاظ کا ضبط، غریب باتوں کی تفسیر، اختلافِ روایات کا بیان، ان اخبار میں زیادتی جو بخاری کے طریق میں واقع نہیں ہوئیں، نیز اس ترجمہ کا بیان کرنا جس کے الفاظ میں کوئی حدیث مرفوع وارد ہوئی ہے، ان معلقات کا وصل جن کو صحیحین موصولاً بیان نہ کیا گیا ہو، مبہم کے نام کا اظہار اور مُشکل کا ایضاح اور مختلف احادیث کا جمع کرنا، گویا استنباط کے علاوہ شرح میں سے کوئی چیز نہ رہے۔ میں نے اِس کا بھی ارادہ کیا کہ تمام صحاح سِتّہ پر اسی نوعیت کے حواشی لکھوں تاکہ ان سے نفع اندوزی آسان ہو جائے اور بغیر دقّت کے مطلب برآری ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو تکمیل تک پہنچائے۔ فصل۔ اس میں بخاری کی شرط کا ذکر ہے۔ الیٰ آخرہٖ

معالم السنن شرح سنن ابی داؤد

خطّابی

تصنیف خطابی ست ونام او ابوسلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب بُستی خطابی ست صاحب تصانیف مفیدہ نافعہ ودر مکہ معظمہ از ابن الاعرابی ودر بغداد از اسمٰعیل بن محمد صفار ودیگر علماء آن طبقہ اخذ علوم کردہ ودر بصرہ از

یہ کتاب خطابی[1] کی تصنیف ہے۔ جن کا نام ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب خطابی بُستی ہے۔ ان کی بہت سی مفید و نافع تصنیفات ہیں۔ مکہ معظمہ میں ابن الاعرابی سے اور بغداد میں اسمٰعیل بن محمد صفار اور اسی طبقہ کے دوسرے عُلمار سے اس علم کو حاصل کیا۔ بصرہ میں ابوبکر

[1] سِن ولادت ۳۱۹ھ۔

Marfat.com

ابوبکر بن داسہ ودر نیشاپور از ابوالعباس اصم سند کتب حدیث حاصل نمودہ حاکم ابو حامد اسفرائنی وابو مسعود حسین بن محمد کرابیسی و ابو نصر محمد بن احمد بلخی از وے روایت واخذ علم نمودہ اند ابو منصور ثعالبی در یتیمۃ الدہر ذکر او آوردہ ودر نام او خطا کردہ گفتہ است کہ ہو ابو سلیمان احمد وہمین غلط او مشہور شدہ تحقیق آن ست کہ نام او حمد ست واقامت او بیشتر در نیشاپور بود ودر ہمان شہر مشغول بہ تصنیف شد غریب الحدیث ومعالم السنن وشرح الاسماء الحسنی وکتاب العزلہ وکتاب الغنیہ عن الکلام واہلہ وغیر ذلک تصنیف کردہ لغت را از ابو عمر زاہد وفقہ شافعی را از ابو علی ابن ابی ہریرہ وقفال اخذ کردہ وفات او در بست ربیع الثانی از سال سہ صد وہشتاد وہشت بوقوع آمدہ ومیل بنظم ہم داشت این اشعار از وست۔

بن داسہ سے اور نیشاپور میں ابوالعباس اصم سے کتب حدیث کی سَنَد حاصل کی۔ حاکم ابو حامد اسفرائنی، ابو مسعود حسین بن محمد کرابیسی اور ابو نصر محمد بن احمد بلخی نے ان ہی سے روایت کی ہے اور ان سے اخذِ علم کیا ہے۔

ابو منصور ثعالبی نے یتیمۃ الدہر میں ان کا ذکر کیا ہے مگر ان کے نام میں غلطی کی ہے کہ ھُوَ اَبُوْ سُلَیْمَانَ اَحْمَدُ، ان کی یہی غلطی شہرت پکڑ گئی، تحقیق یہ ہے کہ ان کا نام حَمَد ہے۔ ان کی زیادہ تر اقامت نیشاپور میں ہی اور اسی شہر میں تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ غریب الحدیث، معالم السنن، شرح اسماء الحسنیٰ، کتاب العزلہ اور کتاب الغنیہ عن الکلام واہلہ، وغیرہ تالیف فرمائیں۔ لغت ابو عمر زاہد سے اور فقہ شافعی ابو علی ابن ابی ہُرَیرہ اور قفّال (کبیر) سے حاصل کیا ہے۔ ان کی وفات ماہ ربیع الثانی ۳۸۸ھ میں بمقام بُست واقع ہوئی نظم کی طرف بھی میلان تھا۔ چنانچہ یہ چند اشعار ان کی تصنیف ہیں ؎

علامہ خطابی کے چند اشعار

اِرْضَ لِلنَّاسِ جَمِیْعًا — مِثْلَ مَا تَرْضٰی لِنَفْسِکَ
سب کے لئے اس چیز کو پسند کر، — جو تُو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اِنَّمَا النَّاسُ جَمِیْعًا — کُلُّھُمْ اَبْنَاءُ جِنْسِکَ
کیونکہ یہ سب لوگ تو، — سب کے سب تیری ہی، ہمجنس ہیں۔

فَلَھُمْ نَفْسٌ کَنَفْسِکَ — وَلَھُمْ حِسٌّ کَحِسِّکَ
ان کا نفس تیرے نفس کی طرح ہے، — اور ان کی حِس تیری حِس کی مثل ہے۔

Marfat.com

ولہٗ ایضًا

وَمَا غُرْبَةُ الْاِنْسَانِ فِیْ سِعَةِ النَّوٰی ۔۔۔ وَلٰکِنَّهَا وَاللّٰهِ فِیْ عَدَمِ الشَّکْلِ

انسان کی مسافرت مسافت کی دُوری سے نہیں بلکہ قسم بخدا! ہم مشرب نہ ہونے کے باعث ہوتی ہے۔

وَاِنِّیْ غَرِیْبٌ بَیْنَ بُسْتٍ وَاَهْلِهَا ۔۔۔ وَاِنْ کَانَ فِیْهَا اُسْرَتِیْ وَبِهَا اَهْلِیْ

اور میں بُست اور اس کے باشندوں کے درمیان مسافر ہوں اگرچہ میرا کنبہ اور میرے اہل و عیال یہاں موجود ہیں۔

ولہٗ ایضًا

فَسَامِحْ وَلَا تَسْتَوْفِ حَقَّكَ کُلَّهٗ ۔۔۔ وَاَبْقِ فَلَمْ یَسْتَوْفِ قَطُّ کَرِیْمٌ

درگزر کر اور اپنے پورے حق کو حاصل نہ کر (بلکہ اس کو) باقی چھوڑ کیونکہ کسی کریم نے اپنا پورا حق کبھی حاصل نہیں کیا۔

وَلَا تَغْلُ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الْاَمْرِ وَاقْتَصِدْ ۔۔۔ کِلَا طَرَفَیْ قَصْدِ الْاُمُوْرِ ذَمِیْمٌ

کسی امر میں حد سے آگے قدم نہ رکھ اور میانہ روی اختیار کر۔ کیونکہ درمیانی حالت کی ہر دو طرف (افراط و تفریط) مذموم ہوتی ہیں۔

ولہٗ ایضًا

مَادُمْتَ حَیًّا فَدَارِ النَّاسَ کُلَّهُمْ ۔۔۔ فَاِنَّمَا اَنْتَ فِیْ دَارِ الْمُدَارَاةِ

جب تک تو زندہ ہے تمام لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آ۔ کیونکہ تو اس وقت دارِ مدارات میں مقیم ہے۔

وَلَا تَعَلَّقْ لِغَیْرِ اللّٰهِ فِیْ تَعَبٍ ۔۔۔ اَنَّ الْمُهَیْمِنَ کَافِیْكَ الْمُهِمَّاتِ

کسی رنج و غم میں غیر اللہ سے اپنا رشتہ نہ جوڑ کیونکہ مشکلات میں اللہ ہی تجھ کو کافی ہے۔

عارضۃ الاحوذی فی شرح الترمذی

ابن العربی

تصنیف حافظ قاضی ابی بکر بن العربی مغربی اندلسی کہ نامش ابوبکر محمد بن عبداللہ

یہ کتاب حافظ قاضی ابوبکر بن العربی مغربی اندلسی کی تصنیف ہے ان کی کنیت ابوبکر اور نام و نسب یہ

لہ بعض نے بجائے اس کے یہ شعر نقل کیا ہے ؎

مَنْ یَدْرِ دَارِیْ وَمَنْ لَمْ یَدْرِ سَوْفَ یَرٰی ۔۔۔ عَمَّا قَلِیْلٍ نَدِیْمًا لِلنَّدَامَاةِ

Marfat.com

بن محمد بن عبداللہ بن احمد معروف بابن
العربی معافری اشبیلی است۔

واو خاتمہ علمائے اندلس وآخر حفاظ آنجاست بہ مشرق روی آن دیار رحلت نمود واز علمائے اجلہ ہر ملک اخذ علم نمود و در روایت وسعت تامہ حاصل ساخت و علم اصول وخلاف وکلام ودیگر فنون را اتقان کلی نمود باوصف این ہمہ کمالات حسن خُلق وتحملِ ایذا وثباتِ دوستی وحُسنِ عہد بمرتبۂ داشت تولد او در سال چہار صد وچہل وہشت ست ہمراہ پدر خود بشام رفت واز طراز بن محمد ذہبی وابو الفضل بن الفرات و قاضی ابو الحسین خلعی وابن مشرف وحافظ مکّی بن عبدالسلام رملی وحسین بن عبداللہ طبری ودیگر بزرگان آن عصر در مکہ وبغداد ودمشق و مصر وبیت المقدس واندلس استفادہ نمود واز امام ابو حامد غزالی بیشتر اقتباس طریق نمود وہمچنین از فقیہ ابوبکر شاشی وزکریا تبریزی باز درجمع وتصنیف شروع کرد ودر علم ادب و بلاغت نیز دستے دراز داشت واز محدثین محمد بن یوسف بن سعادہ وحافظ ابو القاسم سہیلی وشحنہ بن یحیی رعینی شاگردانِ اویند و اورا فراغتِ مال وثروت وجاہ وانتشار صیت بسیار بود وقضائے اشبیلیہ نیز بوے متعلق شد ودرین خدمت محمود خواص وعوام گشت بعد

ہے۔ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن احمد۔ ابن العربی المعافری الاشبیلی سے مشہور ہیں۔

یہ اندلس کے آخری عالم اور آخری حافظِ حدیث تھے۔ انہوں نے مشرقی بلاد کا سفر کیا اور ہر ملک کے بڑے بڑے علماء سے علم حاصل کر کے روایت میں وسعت تامہ حاصل کی۔ نیز علمِ اصول وخلاف وکلام اور دوسرے فنون میں بھی پوری مہارت حاصل کی۔ تمام کمالات کے باوجود حسنِ خلق، تحمل ایذا، دوستی میں ثابت قدمی اور حسن عہد میں بلند مرتبہ کے مالک تھے۔ ۴۶۸ھ میں پیدا ہوئے، اپنے والد کے ہمراہ شام گئے۔ طراد بن محمد الزینبی، ابو الفضل بن الفرات، قاضی ابو الحسن خلعی، ابن مشرف، حافظ (ابو القاسم) مکّی بن عبدالسلام الرملی، ابو عبداللہ حسین بن علی الطبری، اور اس زمانہ کے دوسرے بزرگوں سے بغداد، دمشق، مصر، بیت المقدس اور اندلس میں رہ کر علم حاصل کیا۔ امام ابو حامد غزالی سے بھی بہت کچھ حاصل کیا۔ اسی طرح فقیہ ابوبکر الشاشی اور ابو زکریا التبریزی سے بھی علم کی خوشہ چینی کی۔ پھر تالیف وتصنیف کا سلسلہ شروع کیا۔ علم ادب وبلاغت میں بھی پورا پورا دخل رکھتے تھے۔ محدثین میں سے محمد بن یوسف بن سعادہ، حافظ ابو القاسم السہیلی اور شحنہ بن یحییٰ رعینی ان کے شاگرد ہیں۔ انہیں ہر قسم کی فراغت اور جاہ وثروت حاصل تھی۔ اشبیلیہ کی قضا بھی ان کے سپرد تھی۔ اسی خدمت کے دوران میں خاص وعام کی تعریف کا مرکز بنے۔ پھر جب اس تعلق سے دستکش ہوگئے تو تصنیف وتالیف کے شغل

Marfat.com

ازان ازین خدمت دست کشید و در شغل
تصنیف و درس و افاده اوقاتِ عزیز خود را
مصروف کرد گویند که بمرتبۂ اجتہاد رسیده بود
و در حدیث و فقه و اصول و علم قرآن و علومِ
ادبیه و نحو و تاریخ تصانیف گزیده از و یادگار
ست و بسبب ثروت مال و سخا ممدوحِ شعراء
گشت و شهر پناه اشبیلیه را پر از مالِ خود ساخته
از تصانیفِ عمدۂ او تفسیریست مسمی با نوار الفجر
در بست سال او را مرتب کرده و هشتاد هزار
ورق حجم اوست و آن تفسیر در قرآنش در خزانه
الکتب ابوعیان فارس بن علی بن یوسف در
هشتاد جلد موجود بود و کتاب قانون التاویل
و کتاب الناسخ والمنسوخ و کتاب احکام القرآن
نیز از تصانیف اوست و ترتیب المسالک فی
شرح مؤطا مالک و القبس علی مؤطا مالک بن
انس و عارضة الاحوذی فی شرح جامع الترمذی
و کتاب المشکلین یعنی مشکل قرآن و مشکل سنت
و کتاب النیرین فی شرح الصحیحین و شرح حدیث
ام زرع و شرح حدیث الافک و شرح حدیث
جابر فی الشفاعة و کتاب الکلام علی مشکل السبحات
والحجاب یعنی حجاب نور لو کشفه لاحرقت سبحات
وجهه ما انتهی الیه بصره من خلقه و تبیین الصحیح فی
تعیین الذبیح و تفصیل التفضیل بین التحمید والتهلیل
و سباعیات و مسلسلات و سراج المریدین و
کتاب التوسط فی المعرفة لصحة الاعتقاد والرد عمن

اور افادۂ درس میں اپنے اوقاتِ عزیز کو مصروف رکھتے
تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کو درجۂ اجتہاد حاصل تھا۔ حدیث،
فقہ، اصول، علمِ قرآن، علومِ ادبیہ، نحو اور تاریخ میں
بہت سی تصانیف ان کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ کثرتِ مال
اور سخاوت کی وجہ سے آپ ممدوحِ شعراء تھے۔ آپ نے
اشبیلیہ کی شہر پناہ کو اپنے مال سے بھر دیا تھا۔ تفسیر
انوار الفجر ان کی بہترین تصانیف میں سے ہے، جسے
انہوں نے بیس سال میں مرتب کیا اور اسی ہزار (۸۰۰۰۰) اوراق
پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر اسی زمانہ میں ابوعیان فارس بن علی
بن یوسف کے کتب خانہ میں اسّی جلدوں میں موجود تھی
کتاب قانون التاویل، کتاب الناسخ والمنسوخ (فی القرآن)
کتاب احکام القرآن، ترتیب المسالک فی شرح مؤطا
مالک، کتاب القبس علی مؤطا مالک بن انس، عارضة
الاحوذی فی شرح جامع الترمذی، کتاب المشکلین (مشکل
الکتاب والسنة) کتاب النیرین فی شرح الصحیحین، شرح
حدیث ام زرع، شرح حدیث الافک، شرح حدیث جابر
فی الشفاعة، کتاب الکلام علی مشکل حدیث السبحات
والحجاب یعنی حجاب النور لو کشفه لاحرقت سبحات وجهه
ما انتهی الیه بصره من خلقه، تبیین الصحیح فی تعیین الذبیح،
تفصیل التفضیل بین التحمید والتهلیل، کتاب السباعیات،
کتاب المسلسلات، سراج المریدین، کتاب التوسط
فی معرفة صحة الاعتقاد والرد علی من خالف اهل السنة
من ذوی البدع والالحاد، شرح غریب الرسالة،
الانصاف فی مسائل الخلاف (بیس ۲۰ جلدوں میں) تخلیص،
کتاب المحصول فی علم الاصول، عواصم و قواصم، نواہی

Marfat.com

خالف اہل السنۃ من ذوی البدع والالحاد و شرح غریب الرسالۃ والانصاف فی مسائل الخلاف در بست جلد و تخلیص و محصول در علم اصول و عواصم و قواصم و نواہی و دواہی و کتاب ترتیب الرحلۃ و کتاب ملجأ المتفقہین الی معرفۃ غوامض النحویین وغیر ازین تصانیف اوست و کتاب الرحلہ او مشتمل بر قواعد عربیہ است۔

ازانجملہ آنست کہ می گوید کہ در مدینۃ السلام از ابوالوفار بن عقیل کہ امام حنابلہ بود شنیدم کہ می گفت ولد تابع امّ ست در مالیت و در حکم اوست در رقّیت و حریت ازانجہت چون از پدر جدا شد نطفہ بقیمت بود ہیچ مالیت نداشت آنچہ از قدر و منزلت پیدا کردہ در شکم مادر کردہ پس تابع او گشتہ چنانچہ اگر کسی در زمین کسی خرما خوردہ واستخوان او را انداختہ رفت پس درخت باردار گشت آن درخت ملک صاحب زمین ست نخوردہ خرما زیرا کہ در وقت خوردن و انداختن استخوانش ہیچ قیمت نداشت۔

ونیز می گویند کہ از ماہران سحرہ در زمین بابل شنیدم کہ ہر کہ آخر آیت از ہر سورہ نوشتہ در گلوی خود انداز د سحر ہا بروے کارگر نشود۔

نیز می گویند کہ ہنگامے کہ در مکہ معظمہ اقامت داشتم التزام کردہ بودم کہ ہرگاہ از آب زمزم جرعہ نوشتم ثبت علم و ایمان در خاطر بگزارم خدا یتعالیٰ بر من علم را بو فور تمام کشادہ ساخت درین افسوسم

الدواہی، کتاب ترتیب الرحلہ، کتاب ملجأۃ المتفقہین الی معرفۃ غوامض النحویین ۔ یہ سب کتابیں اور ان کے علاوہ بھی ان کی اور بہت سی تصانیف ہیں۔ ان کی کتاب الرحلۃ قواعدِ عربیہ پر مشتمل ہے۔

وہ کہتے تھے کہ مدینۃ السلام میں ابوالوفار بن عقیل سے جو حنبلیوں کے امام ہیں، میں نے سُنا کہ وہ یہ فرماتے تھے کہ مال ہونے اور غلام و آزاد ہونے میں لڑکا اپنی والدہ کے تابع ہوتا ہے۔ کیونکہ نطفہ جب باپ سے جدا ہوا تو بے قیمت تھا کوئی مالیت نہیں رکھتا تھا، جو کچھ مالیت یا قدر و قیمت اسے نصیب ہوئی وہ شکم مادر میں ہوئی پس اسی کا تابع ہوگا۔ جیسا کہ اگر کوئی کھجور کھا کر گٹھلی کسی کی زمین میں ڈال کر چل دیا، اور اس سے کوئی درخت پیدا ہوا تو وہ درخت صاحب زمین کی مِلک ہوگا نہ کہ کھجور کھانے والے کا۔ کیونکہ گٹھلی پھینکے جانے کے وقت بے قیمت شئے تھی۔

یہ بھی کہتے تھے کہ میں نے ساحروں سے جو زمینِ بابل میں رہتے تھے، یہ سنا ہے کہ جو کوئی ہر سورت کی آخری آیت لکھ کر اپنے گلے میں ڈالے گا اس پر کوئی جادو اثر نہ کرے گا۔

یہ بھی کہتے تھے کہ میں جب تک مکہ معظمہ میں مقیم رہا اس کی پابندی کی کہ جب آبِ زمزم کا گھونٹ لیتا تو ثباتِ علم و ایمان کی خواہش دل میں رکھتا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر علمِ وافر کا دروازہ کھول دیا لیکن مجھے اِس امر کا افسوس ہے کہ میں نے عمل کی نیت سے ایک دو گھونٹ کیوں نہ پی لئے، کیونکہ میں اپنے اندر عمل کا

Marfat.com

که چرا به نیت عمل یک دو جرعه نوشیدم که توفیق عمل در من کمتر از میل علم ست.

ونیز می گوید که روزے در مجلس ابوالوفار بن عقیل در بغداد حاضر بود مذکور تفسیر قرآن بود قاری برخواند که تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلَامٌ شخصے بر جانب چپ من نشسته بود و من بر پشت ابوالوفار نشسته بودم بآن شخص آهسته گفت که این آیت دلیل صریح بر رؤیت باری تعالیٰ ست در آخرت زیرا که عرب نمی گوید لَقِیْتُ فُلَانًا الا در صورت رؤیت ابوالوفار این شخص را شنید و در مقام نصرت مذہب اعتزال بزودے این آیت برخواند و گفت که فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ حالانکه منافقین را باجماع مرکب رؤیت نخواهد بود من دران وقت بپاس مجلس عالی ہیچ نگفتم لیکن در کتاب المشکلین در تفسیر این آیت نوشته ام که ضمیر یَلْقَوْنَهٗ راجع بنفاق ست بتقدیر جزاء نفاق بدلیل آنکه اگر راجع بجناب باری تعالیٰ می بود بِمَا اَخْلَفُوْهُ مَاوَعَدُوْهُ می فرمود و اظهار لفظ الله را وجهی تلاش بالیستی کرد.

ونیز می گوید که روزے شاعرے مشهور ابن صاره در مجلس من در آمد و در حضور من مجمر آتش بود خاکسترش بالائے آتش گشته بود گفتم درین باب شعرے نظم کن فی البدیه گفت ؎

شوقِ علم کے میلان سے کمتر پاتا ہوں۔

یہ بھی کہتے تھے کہ بغداد میں ایک روز میں ابوالوفار ابن عقیل کی مجلس میں حاضر تھا، تفسیرِ قرآن مجید کا ذکر جاری تھا۔ ایک قاری نے یہ آیت پڑھی تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلَامٌ۔ میں ابوالوفار کے پیچھے بیٹھا تھا، ایک شخص نے جو میرے بائیں جانب بیٹھا ہوا تھا آہستہ سے کہا کہ یہ آیت اس امر کی صریح دلیل ہے کہ قیامت کے دن باری تعالیٰ کی رؤیت ہوگی، کیونکہ اہل عرب لَقِیْتُ فُلَانًا صرف رؤیت کے وقت ہی کہتے ہیں۔ ابوالوفار نے اس شخص کی بات سن کر مذہبِ اعتزال کی تائید میں جلدی سے یہ آیت پڑھی۔ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ اور کہا کہ اس آیت کا کیا جواب ہوگا حالانکہ منافقین کو بالاجماع رؤیت نصیب نہ ہوگی۔ فرماتے ہیں کہ اس وقت تو ادبِ مجلس کے باعث میں کچھ نہ بولا لیکن کتاب المشکلین میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے میں نے لکھا ہے کہ یَلْقَوْنَهٗ کی ضمیر جزا کی تقدیر کے ساتھ نفاق کی طرف راجع ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ ضمیر جناب باری تعالیٰ کی طرف راجع ہوتی تو بِمَا اَخْلَفُوْهُ مَاوَعَدُوْهُ فرماتے۔ اور لفظ اللہ کے اظہار کی کوئی وجہ تلاش کرنی چاہیے۔

یہ بھی کہتے تھے کہ ایک دن ابن صارہ مشہور شاعر میری مجلس میں آیا، میرے سامنے مجمر (انگیٹھی) میں بجھی ہوئی آگ پر راکھ پڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ اس بارے میں کوئی شعر نظم کرو، اس نے فی البدیہہ شعر کہا ؎

Marfat.com

شَابَتْ نَوَاصِیُ النَّارِ بَعْدَ سَوَادِهَا وَتَسَتَّرَتْ عَنَّا بِثَوْبِ رَمَادِ

آگ کی پیشانیاں (گیسو) سیاہی کے بعد سفید یعنی بوڑھی ہوگئیں اور راکھ کے آثار نے اس کو ہم سے چھپالیا۔

وازمن درخواست کہ تتمہ این بیت شما بفرمائید من ہم فی البدیہ گفتم ؎

اس نے مجھ سے کہا کہ اس بیت کا تتمہ تم کہو۔ میں نے بھی فوراً یہ کہا ؎

شَابَتْ كَمَا شِبْنَا وَزَالَ شَبَابُنَا فَكَأَنَّمَا كُنَّا عَلَىٰ مِيعَادِ

جیسے وہ بوڑھی ہوگئی ایسے ہی ہم بھی بوڑھے ہوگئے، اور ہماری جوانی جاتی رہی گویا کہ ہمارا ایک وقت معین تھا۔

راقم حروف گوید ہر چند این بیت چندان لطف ندارد لیکن بر قوتِ طبع او دلالت می کند

راقم الحروف کہتا ہے کہ اگرچہ یہ شعر چنداں لطیف نہیں ہے تاہم ان کی جودتِ طبع پر ضرور دلالت کرتا ہے۔

وازاشعارِ لطیفہ او آنست کہ روزی ہمراہ امیرزادہ خوش رو سوار شدہ برائے شکار می رفت درراہ آن امیرزادہ نیزہ در دست گرفتہ بسوئے ابن العربی جنبانیدن آغاز نہاد و غرض او انبساط و بازی بود ابن العربی فی الفور این قطعہ را انشار نمود و برخواند ؎

ان کے اشعارِ لطیفہ میں سے یہ اشعار بھی ہیں، واقعہ یہ تھا کہ ایک روز وہ امیرزادہ کے ہمراہ سوار ہوکر شکار کے لئے جارہے تھے، راستہ میں امیرزادہ نے نیزہ ہاتھ میں لیا اور اس کو ابن العربی کی طرف بار بار ہلانا شروع کیا۔ یہ اس نے محض خوش طبعی کے طور پر کیا تھا اور لہو و لعب کے سوا اور اس کا مقصد کچھ نہ تھا۔ ابن العربی نے فوراً یہ اشعار نظم کئے اور پڑھے ؎

علّامہ ابن العربی کے چند اشعار

يَهُزُّ عَلَيَّ الرُّمْحَ ظَبْيٌ مُهَفْهَفٌ لَعُوبٌ بِأَلْبَابِ السَّرِيَّةِ عَابِثٌ

مجھ پر ایک پتلی کمر والی ہرنی نیزہ ہلاتی ہے ـــــ گویا لشکر کی عقلوں سے کھیل کرتی ہے

فَلَوْ كَانَ رُمْحًا وَاحِدًا لَاتَّقَيْتُهُ وَلٰكِنَّهُ رُمْحٌ وَثَانٍ وَثَالِثٌ

اگر وہ ایک ہی نیزہ ہوتا تو میں بچ سکتا تھا ـــــ لیکن وہ تو ایک اور ۲ دو اور ۳ تین ہیں۔

وشراح اشعار را در تعیین ثانی وثالث اختلاف ست بعضے گفتہ اند دو نگاہ است و بعضے چیزے دیگر گفتہ اند واصح نزد راقم حرف آنست کہ مراد از رمح واحد یک بار جنبانیدن

شارحینِ اشعار نے ثانی و ثالث کی تعیین میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد نگاہ ہے، اور بعض نے کچھ اور بیان کیا ہے۔ مگر راقم الحروف کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ایک نیزہ سے مراد ایک مرتبہ

Marfat.com

است واز ثانی وثالث تکریر آن۔ واللہ اعلم۔ | نیزہ ہلانا ہے اور دوؔ اور تینؔ سے مراد دوؔ اور تینؔ دفعہ نیزہ ہلانا۔ واللہ اعلم

ونیز از اشعار اوست ؎ | یہ اشعار بھی انہی کے ہیں ؎

اَتَتنِی تُؤَنِّبُنِی بِالبُکَاءِ فَاَھْلاً لَھَا وَتَاْنِیْبِھَا[1]

وہ مجھ کو رونے پر سرزنش کرتی ہوئی میرے پاس آئی اس کا آنا اور اس کی سرزنش مبارک ہو۔

فَقُلْتُ إِذَا اسْتَحْسَنَتْ غَیْرَکُمْ اَمَرْتُ جُفُوْنِی بِتَعْذِیْبِھَا

پس میں نے کہا کہ جب ان آنکھوں نے دوسروں کو اچھا سمجھا تو میں نے اپنی پلکوں کو انکے عذاب کیلئے مامور کردیا۔

ونیز در تشوق بدیار شام می گوید ؎ | دیارِ شام کے اشتیاق میں اس طرح فرماتے ہیں ؎

اَتَتْکَ سُرًی وَاللَّیْلُ یَصْدَعُ بِالْفَجْرِ خَیَالُ حَبِیْبٍ قَدْ حَوٰی قَصَبَ الْفَخْرِ

رات کو اس وقت جب کہ صبح ہونے والی تھی اس حبیب کا خیال آیا کہ جو میدان فخر میں بازی لے گیا۔

جَلَا ظُلَمَ الظَّلْمَاءِ مُشْرِقُ نُوْرِہٖ وَلَمْ تَمْحُ الظَّلْمَاءُ بِالْاَنْجُمِ الزُّھْرِ

وہ جس کے نور سے اندھیری رات کی ظلمت دور ہوئی حالانکہ روشن ستاروں سے وہ ظلمت زائل نہ ہوئی تھی۔

وَلَمْ یَرْضَ بِالْاَرْضِ الْاَرِیْضَۃِ مُسْحَبًا فَصَارَ عَلَی الْجَوْزَاءِ اِلٰی فَلَکٍ یَجْرِیْ

اس نے تروتازہ باغ کو جولان گاہ بنانا پسند نہ کیا تو فلک کی طرف رُخ کرکے جوزا پر جگہ لی۔

وَحَثَّ مَطَایَا قَدْ مَطَاھَا لِغَیْرَۃٍ فَاَوْطَاھَا قَسْرًا عَلٰی قُبَّۃِ النَّسْرِ

اس نے سواریوں کو چلنے کے لئے ابھارا جن پر غیرت سے سوار ہوا اور ان کو جبراً قبہ نسر پر لے گیا۔

فَصَارَتْ ثِقَالًا بِالْجَلَالَۃِ فَوْقَھَا وَسَارَتْ عِجَالًا تَتَّقِیْ اَلَمَ الزَّجْرِ

تو وہ سواریاں اس بزرگی (محبوب) کے باعث جو اُن پر سایہ فگن تھی بوجھل ہوگئیں اور ڈانٹ کی تکلیف سے بچتی بچاتی تیز تیز چلیں۔

وَجَرَّتْ عَلٰی ذَیْلِ الْمَجَرَّۃِ ذَیْلَھَا فَمِنْ ثَمَّ یَبْدُوْ مَا ھُنَاکَ لِمَنْ یَّسْرِیْ

اور کہکشاں کے دامن پر اپنا دامن کھینچا اسی لئے وہاں کی ہر چیز چلنے والے کے لئے ظاہر ہوتی ہے۔

وَمَرَّتْ عَلَی الْجَوْزَاءِ بِوَاضِعِ فَوْقَھَا فَاٰثَارُ مَا مَرَّتْ بِہٖ کَلَفُ الْبَدْرِ

وہ سوار ہو کر جوزا پر گزری، چاند میں جو داغ ہیں، وہ اس کے چلنے کے نشانات ہیں۔

---

[1] اس کے بعد یہ شعر ہے ؎

تَقُوْلُ وَفِیْ نَفْسِھَا حَسْرَۃٌ اَتَبْکِیْ بِعَیْنٍ تَرَانِیْ بِھَا

وَسَاقَتْ اَرِیجَ الْخُلْدِ مِنَ الْجَنَّةِ الْعُلٰی فَدَعْ عَنْكَ دَمْلًا بِالْاُنَیْعِمِ یَسْتَذْرِیْ

ونیز در وقت اقامت مدینہ می گوید ؎

جب مدینہ منورہ میں اقامت پذیر تھے تو یہ اشعار نظم کئے ؎[1]

لَمْ یَبْقَ لِیْ سُؤُلٌ وَلَا مَطْلَبٌ مُذْ صِرْتُ جَارًا لِلْحَبِیْبِ الْحَبِیْبِ

میرا کوئی سوال اور مطلب باقی نہ رہا، جب سے میں اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو کا ہمسایہ ہوگیا

لَا اَبْتَغِیْ شَیْئًا سِوٰی قُرْبِهٖ وَهَا اَنَا مِنْهُ قَرِیْبٌ قَرِیْبٌ

اب میں سوائے اس کے قرب کے کچھ نہیں چاہتا۔ باخبر رہو، میں اس سے بہت ہی قریب ہوں

مَنْ غَابَ عَنْ حَضْرَةِ مَحْبُوْبِهٖ فَلَسْتُ عَنْ طِیْبَةٍ مِمَّنْ یَغِیْبُ

جو محبوب کی درگاہ سے غائب ہوگیا تو ہونے دو۔ میں تو مدینہ طیبہ سے غائب ہونے والا نہیں ہوں

لَا تَسْئَلِ الْمَغْبُوْطَ عَنْ حَالِهٖ جَارٌ کَرِیْمٌ وَمَحَلٌّ خَصِیْبٌ

تو اس کا حال مت پوچھ جس پر سب رشک کرتے ہوں، جو سرسبز جگہ پر شریف کا پڑوسی ہو۔

اَلْعَیْشُ وَالْمَوْتُ هُنَا طَیِّبٌ بِطِیْبَةَ لِیْ کُلُّ شَیْءٍ یَطِیْبُ

یہاں کی زندگی بھی اچھی ہے اور موت بھی اچھی۔ مدینہ طیبہ میں میرے لئے ہر چیز اچھی ہے۔

وفات او در سال پانصد و پنجاہ و سہ بودہ است و در سفر مردہ است در وقتیکہ از مراکش برگشتہ متوجہ بوطن خود بود در دیہی از دیہات فاس اجل اور رسید و از انجا نعش او برداشتہ بفاس آوردند و بیرون باب محروق دفنش کردند۔ رحمہ اللہ

انہوں نے ۵۴۶ھ[2] میں بحالت سفر انتقال فرمایا۔ یعنی جب مراکش سے اپنے وطن کی طرف واپس لوٹ رہے تھے تو فاس کے دیہات میں سے کسی گاؤں میں ان کی وفات ہوگئی۔ وہاں سے ان کی نعش فاس میں لائی گئی اور باب محروق کے باہر دفن کئے گئے۔ رحمہ اللہ

---

[1] یہ اشعار ابوبکر محمد بن ابی عامر بن حجاج الغافقی الاشبیلی کے ہیں جن کا اندراج غالباً سہواً ابن العربی کے اس تذکرہ میں کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو نفح الطیب جلد اول ص ۳۴۳ طبع مصر ۱۳۰۲ھ

[2] بعض مؤرخین نے سن وفات ۵۴۳ھ نقل کیا ہے۔

Marfat.com

الالمام فی احادیث الاحکام

ابن دقیق العید

المام فی احادیث الاحکام ومختصرالمام المجتہد باحادیث الاحکام ہردو تصنیف تقی الدین ابن دقیق العیدست دراولش می گوید

یہ کتاب اور اس کا مختصر الالمام المجتہد باحادیث الاحکام ، یہ دونوں کتابیں تقی الدین ابن دقیق العید کی تصانیف ہیں۔ اس کے اول میں بیان کرتے ہیں۔

کتاب الطہارۃ۔ باب المیاہ۔ ذِکرُ بیان معنی الطہور وانّه المطہر لغیرہ

عن یزید الفقیر قال حدثنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ انّ النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم قال اُعطیتُ خمسا لم یُعطھنّ احدٌ قبلی ، نُصرتُ بالرعب مسیرۃ شھر وجُعلتْ لی الارض مسجدا وطھورًا فایما رجل من امّتی ادرکتہ الصلوۃ فلیصلّ واُحلّتْ لی الغنائم ولم یحل لاحد قبلی واُعطیتُ الشفاعۃ وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبُعثتُ الی الناس عامۃ ۔ متفق علیہ من حدیث ھُشیم عن یزید الفقیر واللفظ للبخاری ۔ انتھٰی۔

جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں (۱) ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب دلوں میں ڈال کر میری مدد کی جاتی ہے (۲) میرے لئے پوری زمین مسجد وطہور بنادی گئی لہذا میری امت میں سے جس کو جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہ وہیں نماز ادا کرے (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے وہ کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا تھا (۴) ، مجھ کو شفاعت کا حق عطا ہوا ہے (۵) دیگر انبیاء خاص خاص اقوام کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

ودر المام بعد از حمد وصلوٰۃ می گوید۔

کتاب المام میں حمد وصلوٰۃ کے بعد بیان فرماتے ہیں۔

وبعد فھذا المختصر فی علم الحدیث تاملتُ مقصودہ تاملّا و لم ادع الحدیث الیہ الجفلا ولا الوتُ فی وضعہ محرّرا ولا ابرزتُہ کیف

حمد وصلوٰۃ کے بعد (غرض ہے کہ) یہ کتاب علم حدیث میں ایک ایسا مختصر رسالہ ہے جس کے مقصود میں میں نے کافی تامل کیا۔ اس کی احادیث کو غیر مرتب نہ چھوڑا اور اس کی وضع کی تہذیب میں میں نے کوئی

Marfat.com

ما اتّفق تهوّرا فمن فَهِمَ معزاه شدّ علیه ید الصّیانة وانزله من قلبه وتعظیمه الاغرین مکانا ومکانة وسمّیتُه بکتاب الالمام باحادیث الاحکام وشرطی فیه ان لا اُورد فیه الاحدیث من وقّعه امامه من مزکّی رواة الاخبار وکان صحیحا علیٰ طریقة بعض اهل الحدیث الحُفّاظ وائمّة الفقه النُّظّار فان نکل منهم معری قصد وسلکه وطریقا اعرض عنه وترکه وفی کلّ خیر والله تعالیٰ ینفع به دنیا ودینا ویجعله نورا یسعیٰ بین ایدینا ویفتح لنا راسته فیه حفظا وفهما ویُبلغهم وایّانا ببرکته منزلة من کرامة عُظمی انه هو الفتّاح العلیم الغنیُّ الکریم۔

کوتاہی نہیں کی۔ نہ میں نے جسارت و دلیری کر کے کیف ما اتفق حدیثوں کو بے ربطی سے جمع کیا۔ اب جو شخص اس کے ماخذ اور جائے نسبت کو سمجھ لے گا تو حفاظت کے ہاتھ سے مضبوط پکڑ لے گا اور اس کو اپنے دِل میں جگہ دے کر ان لوگوں کی طرح اس کی تعظیم بجالائے گا، جن کا مقام و مرتبہ بلند و روشن ہے۔ میں نے اس کتاب کا نام 'الالمام باحادیث الاحکام' رکھا ہے۔ میری شرط اس کتاب میں یہ ہے کہ اس میں صرف وہی حدیثیں لاؤں جن کے راوی امام ہیں اور راویانِ احادیث کے تزکیہ کرنے والے ہیں اور وہ بعض اہل حدیث حُفّاظ اور ائمۂ فقہ کے طریق پر صحیح مانی گئی ہوں۔ اب اگر کوئی شخص اس کے ماخذ اور جائے نسبت کا انکار کرے تو وہ اس کا قصد کرے اور اس کو اختیار کر کے بتلائے یا اگر کسی طریقہ سے انحراف کرلے تو اس سے اعراض کرے اور اس کو چھوڑ دے۔ ان دونوں باتوں کے اندر ہر ایک میں اس کے لئے خیر اور بھلائی ہے۔ (میں دُعا کرتا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ اس سے (لوگوں کو) دین اور دنیا کا نفع عطا کرے اور اس کتاب کو ایسا نور بنا دے کہ جو (قیامت کے دِن) ہمارے آگے آگے چلتا ہو اور اس کے پڑھنے والوں پر حفظ اور فہم (کے دروازہ) کو کھول دے اور اس کتاب کی برکت سے ان کو اور ہم کو شرافت و بزرگی کا بلند مرتبہ نصیب فرمائے۔ وہی فتاح، علیم، غنی اور کریم ہے۔

نام او ابوالفتح تقی الدین محمد بن علی بن وہب بن مطیع قشیری منفلوطی ست امام ہر دو مذہب بود مالکی و شافعی و کثیر التصانیف ست تولد او در سال ششصد و بست و پنج در شعبان شدہ در بحر ینبع از حجاز۔ از حافظ زکی الدین المنذری

ان کی کنیت ابوالفتح اور سلسلۂ نسب یہ ہے، تقی الدین محمد بن علی بن وہب بن مطیع قشیری منفلوطی دونوں مذاہب یعنی مالکی و شافعی کے امام اور صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے۔ ان کی ولادت بحر ینبع (حجاز) میں ماہ شعبان ۶۲۵ھ میں ہوئی۔ حافظ زکی الدین المنذری

وابن الجمیزی وابن عبدالدائم در دمشق سماع حدیث نمودہ وچہل حدیث تساعی بسند خود تاجناب رسالت جمع نمودہ وشرح عمدہ و این ہر دو کتاب از تصانیف گزیدۂ اوست وکتابے در علوم حدیث نیز نوشتہ واز اذکیار زمان خود علم واسع داشت اکثر در شغل علم شب بیداری می کرد وبسیار می نوشت و در اصول وعلوم معقولہ نیز مہارت تمام حاصل کردہ بود ودر دیارِ مصر چند سال قاضی بود تا آنکہ وفات یافت امادر امر طہارت و آبہا خیلی وسواس داشت ودر اصول فقہ مقدمۂ مطرزی را شرح نمودہ وچہل حدیث دیگر دارد کہ در ونش احادیث قدسیہ را جمع نمودہ وآنرا اربعین فی الروایۃ عن رب العالمین نام نہادہ وفات او در صفر سال ہفت صد ودو واقع شد ودرہمین سال محدث بلادِ مغرب ابو محمد عبداللہ بن محمد بن ہارون قرطبی نیز وفات یافتہ مردم زمان او را تیقن بود کہ عالمی کہ بر سر ہفت صد سال موعود ست اوست۔

واز طریق تصوف نیز بہرۂ وافر داشت وصاحب کرامات وخوارق بود تحقیق مذہب مالکی از پدر خود نمودہ مذہب شافعی را از شیخ عزالدین بن عبدالسلام اخذ کردہ در فقہ ہر دو مذہب استاذ کامل گشتہ۔

ابن الجمیزی اور (احمد) بن عبدالدائم سے دمشق میں حدیث کا سماع کیا۔ چہل حدیث تساعی کو اس طرح پر جمع کیا کہ اپنی سند کا سلسلہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ملا دیا اور ایک کتاب عمدہ کی شرح کی۔ چنانچہ یہ دونوں کتابیں ان کی منتخب اور چیدہ تصانیف میں سے ہیں علوم حدیث میں بھی ایک کتاب (الاقتراح) لکھی ہے۔ اذکیار زمانہ سے وسعت علم میں بالاتر تھے۔ علم کے شغل میں اکثر شب بیداری کرتے اور بہت لکھا کرتے تھے۔ اصول و علوم معقولہ میں بھی مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ دیار مصر میں چند سال قاضی رہ کر وفات پائی۔ لیکن طہارت اور پانی کے معاملہ میں کسی قدر وسواس تھا۔ اصولِ فقہ میں مقدمۂ مطرزی کی شرح لکھی۔ چہل حدیث کا ایک دوسرا مجموعہ بھی تالیف کیا جس میں احادیث قدسیہ جمع کی ہیں اور اس کو اربعین فی روایۃ عن ربّ العالمین کے نام سے موسوم کیا۔ آپ نے ماہِ صفر ۷۰۲ھ میں وفات پائی۔ اسی سال ابو محمد عبداللہ بن محمد بن ہارون قرطبی نے بھی جو بلادِ مغرب کے محدث تھے رحلت فرمائی۔ لوگوں کو یقین تھا کہ ہر سات سو سال پر جس عالم کے ظہور کا وعدہ ہے وہ یہی ہیں۔

طریقِ تصوف میں بھی کمال حاصل تھا، اور صاحب کرامات وخوارق عادات تھے۔ مالکی مذہب کی تحقیق اپنے والدِ ماجد سے کی تھی اور مذہبِ شافعی کو شیخ عزالدین ابن عبدالسلام سے حاصل کیا تھا چنانچہ فقہ میں ہر دو مذاہب کے استادِ کامل ہوئے۔

Marfat.com

علامہ ابن دقیق العید کی کرامات

چون ہنگامۂ تتار روداد وافواج ستم امواج آن اشقیا بدیار شام توجہ نمود حکم سلطانی نفاذ یافت کہ علما جمع شدہ ختم صحیح بخاری بخوانند یک میعاد باقی بود کہ آنرا برائے روز جمعہ گزاشتہ بود نتوانستند کہ روز جمعہ ختم نمایند شیخ تقی الدین در جامع تشریف آوردو از علماء حاضرین استفسار نمود کہ ختم بخاری نمودند گفتند کہ وظیفہ یک روز باقی ست می خواہیم کہ روز جمعہ ختم کنیم فرمود کہ مقدمہ فیصل شد دے روز وقت عصر فوج تتار شکست فاحش خوردہ برگشت ومسلمانان در فلان صحرا متصل فلان دیہہ بکمال خوشی وخرمی مقام کردند مردم گفتند کہ این خبر را شائع بکنیم گفت آری بعد چند روز مطابق در بریدہ سلطانی خبر رسید۔

جب تاتاریوں کا ہنگامہ رونما ہوا اور ان اشقیاء کی افواج ستم امواج دیار شام کی طرف متوجہ ہوئیں تو سلطانی حکم نافذ ہوا کہ علماء جمع ہو کر صحیح بخاری کا ختم کریں۔ اس کی ایک میعاد باقی رہ گئی تھی، جسے جمعہ کے دن کے لئے چھوڑ رکھا تھا۔ ابھی جمعہ نہیں آیا تھا کہ شیخ تقی الدین (ابن دقیق العید) جامع مسجد میں تشریف لائے اور علمائے حاضرین سے استفسار فرمایا کہ بخاری کے ختم سے فارغ ہو گئے؟ سب نے عرض کیا کہ ایک دن کا وظیفہ باقی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اسے جمعہ کے روز ختم کریں۔ آپ نے فرمایا کہ مقدمہ فیصل ہو چکا ہے کل عصر کے وقت تاتاری فوج شکست فاش کھا کر لوٹ گئی اور مسلمانوں نے فلاں صحراء میں فلاں گاؤں کے متصل انتہائی خوشی و خرمی سے قیام کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس خبر کو شائع کر دیں؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ چند روز کے بعد سلطانی ڈاک سے اس خبر کی تصدیق ہو گئی اور سر مو تفاوت نہ نکلا۔

وروزے در مجلس او شخصے بے ادبی کردہ فرمود کہ خود را بدست مرگ سپردے این کلمہ سہ بار فرمود و آن شخص بعد سہ روز مُرد۔

ایک دن آپ کی مجلس میں کسی شخص نے بے ادبی کی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اپنے آپ کو موت کے حوالہ کر دیا۔ اس کلمہ کو تین بار فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ شخص تین دن کے بعد مَر گیا۔

ویک بار برادر او را امیرے ظالم رنجانید در حق او فرمود کہ ہلاک شود۔ ہمان قسم واقع شد واین جنس قصص و حکایات

ایک بار ان کے بھائی کو کسی ظالم امیر نے تکلیف پہنچائی تو آپ نے اس کے حق میں فرمایا کہ "ہلاک ہو جائے" چنانچہ اسی طرح واقع ہوا۔ غرض اس قسم

Marfat.com

او بسیار است۔ | کے قصص و حکایات ان کے بارے میں بہت مشہور ہیں۔
واوقات شب را منقسم کردہ بود۔ | اوقاتِ شب کی تقسیم اس طرح کر رکھی تھی کہ کچھ
پارہ در مطالعہ کتب حدیث می گزرانید و | حصہ کتب حدیث کے مطالعہ میں گزارتے تھے اور کچھ حصہ
پارہ در ذکر و تہجد و ہیچگاہ در شب خواب | ذکر و تہجد میں۔ بہرحال رات کو بالکل نہ سوتے تھے بعض
نکردہ بعضے اوقات بر تلاوت یک آیت | اوقات صرف ایک ہی آیت کی تلاوت پر اکتفا فرماتے تھے
اکتفا می فرمود و تا طلوع فجر آنرا تلاوت می کرد | اور طلوع فجر تک اسی کو پڑھتے رہتے۔ چنانچہ ایک رات
شبی از شبہا در تہجد باین آیت رسید فَاِذَا | تہجد میں جب اس آیت پر پہنچے فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ
نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَہُمْ یَوْمَئِذٍ وَّ لَا | فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَہُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ تو
یَتَسَآءَلُوْنَ وتادم صبح ہمین آیہ را تلاوت فرمود۔ | صبح تک اسی کی تلاوت کرتے رہے۔

امام نووی بسوئے او خطی نوشتہ بود | امام نووی نے ان کو ایک خط لکھا تھا جس میں
کہ در آن این بیت مندرج بود ؎ | یہ شعر بھی تھا ؎

لِکُلِّ زَمَانٍ وَاحِدٌ یُقْتَدٰی بِہٖ وَھٰذَا زَمَانٌ اَنْتَ لَاشَکَّ وَاحِدُہٗ

ہر زمانہ میں ایک مقتدٰی اور پیشوا ہوتا ہے۔ اور اس زمانہ میں، بیشک آپ یکتا ہیں۔

او را نیز میل نظم بود از افاضتِ | آپ کو نظم گوئی کا بھی شوق تھا۔ چنانچہ یہ اشعار
طبع اوست ؎ | آپ ہی کے فیضانِ طبع کا نتیجہ ہیں ؎

علامہ ابن دقیق العید کے چند اشعار و اقوال

تَمَنَّیْتُ اَنَّ الشَّیْبَ عَاجَلَ لِمَّتِیْ وَقَرَّبَ مِنِّیْ فِیْ صِبَایَ مَزَارَہٗ

میں نے آرزو کی کہ بڑھاپا جلد آجائے اور میرے بچپن میں ہی اپنی تلخی کو قریب کرے،

لِاٰخُذَ مِنْ عَصْرِ الشَّبَابِ نَشَاطَہٗ وَاٰخُذَ مِنْ عَصْرِ الْمَشِیْبِ وَقَارَہٗ

تاکہ میں زمانۂ شباب کا مزا لوٹوں اور زمانۂ پیری سے وقار حاصل کروں۔

ولہٗ ایضاً ؎ | یہ اشعار بھی ان ہی کے ہیں ؎

اَلَا اِنَّ بِنْتَ الْکَرْمِ اَغْلٰی مَہْرُھَا فَاَخْبِرْ بِمَنْ اَضْحٰی لِذٰلِکَ بَاذِلَا

خبردار! بنت کرم (شراب)، کا مہر بہت بھاری ہے جو اس پر خرچ کرتا ہے اس کو خبر کر دو،

لہ ترجمہ۔ پھر جب صور پھونکا جائے گا تو ان میں آپس کے رشتے اس روز نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

Marfat.com

تُزَوَّجُ بِالْعَقْلِ الْمُكَرَّمِ عَاجِلًا وَبِالنَّارِ وَالْغِسْلِيْنِ وَالْمُهْلِ اٰجِلًا

اس کا مہر معجل یہ ہے کہ عقل دیکر نکاح کیا جاتا ہے اور آگ اور زخموں کا دھوون اور گلا ہوا تانبا، اس کا مہر مؤجل ہے۔

ولہ ایضاً

یہ بھی ان ہی کے نظم کئے ہوئے اشعار ہیں ؎

يَقُوْلُوْنَ لِيْ هَلَّا نَهَضْتَ اِلَى الْعُلٰى بِمَا هُوَ عَيْشُ الصَّابِرِ الْمُتَقَنِّعِ

لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ تونے ان بلند مراتب کی طرف کیوں پیشقدمی نہ کی جن سے صابر قناعت پذیر آدمی عیش اٹھاتا ہے

وَهَلَّا شَدَدْتَّ الْعِيْسَ حَتّٰى تَحُلَّهَا بِمِصْرٍ اِلٰى ظِلِّ الْجَنَابِ الْمُرَفَّعِ

اور تونے اونٹوں کو بلند مرتبہ بزرگ کے سایہ کی طرف سفر کرنے کیلئے کیوں نہ تیار کیا، تاکہ ان کو مصر میں پہنچ کر کھول ڈالتا،

فَفِيْهَا مِنَ الْاَعْيَانِ مِنْ فَيْضِ كَفِّهٖ اِذَا شَاءَ رَوّٰى سَيْلُهٗ كُلَّ بَلْقَعِ

کیونکہ مصر میں ایسے بلند درجہ لوگ موجود ہیں، جن کے فیض کا سیلاب جب چاہے ہر خشک زمین کو سیراب کر دیتا ہے

وَفِيْهَا مُلُوْكٌ لَيْسَ يَخْفٰى عَلَيْهِمْ تَعَيُّنُ كَوْنِ الْعِلْمِ غَيْرَ مُضَيَّعِ

اور وہاں ایسے بادشاہ ہیں جن پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ علم ہی ایسی شئے ہے جو ضائع کرنے کے قابل نہیں،

وَفِيْهَا شُيُوْخُ الدِّيْنِ وَالْفَضْلِ وَالْعُلٰى يُشِيْرُ اِلَيْهِمْ بِالْعُلٰى كُلُّ اِصْبَعِ

اور وہاں دین، بزرگی اور معالی کے وہ بزرگ آباد ہیں، جن کی طرف بلندی کے معاملہ میں انگلیاں اٹھتی ہیں

وَفِيْهَا غِنَاءٌ وَالْمَهَانَةُ ذِلَّةٌ فَقُمْ وَابْغِ وَاقْصِدْ بَابَ رِزْقِكَ وَاقْرَعِ

اس میں غنا ہے۔ اور اس کی طلب میں سستی کرنا ذلت ہے پس کھڑا ہو تلاش کر اور دروازۂ رزق پر پہنچ کر دستک دے

فَقُلْتُ نَعَمْ اَبْتَغِيْ اِذَا شِئْتُ اَنْ اَرٰى ذَلِيْلًا مُهَانًا مُسْتَحِقًّا بِمَوْضَعِيْ

میں نے جواب دیا کہ ہاں جب چاہوں گا تلاش کروں گا جب دیکھوں گا ذلیل حقیر شخص میرے مرتبہ کی توہین کرتا ہے

وَاَسْعٰى اِذَا مَا لَذَّ لِيْ طُوْلُ مَوْقِفِيْ عَلٰى بَابِ مَحْجُوْبِ اللِّقَاءِ مُمَنَّعِ

ور کوشش کروں گا جب کہ میرا زیادہ ٹھہرنا ذلت ہو جائے اس کے دروازہ پر جو نقابوں میں چھپا ہوا ہے اور اسکی ملاقات پر پابندیاں ہیں

وَاَسْعٰى اِذَا كَانَ النِّفَاقُ طَرِيْقَتِيْ اَرُوْحُ وَاَغْدُوْ فِيْ ثِيَابِ التَّصَنُّعِ

اور کوشش کروں گا جب کہ نفاق میرا طریقہ بن جائے اور بناوٹ کے لباس میں چلوں پھروں،

وَاَسْعٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ فِيَّ تَقِيَّةٌ لِدَاعِيْ بِهَا حَقَّ التُّقٰى وَالتَّوَرُّعِ

اور کوشش کروں گا جب داعی تقویٰ کے خوف رکھنے میں، میں تقویٰ اور پرہیزگاری کا حق ادا نہ کر سکوں

Marfat.com

فَكَمْ بَيْنَ اَرْبَابِ الصُّدُوْرِ مَجَالِسُ — تَشُبُّ بِهَا نَارُ الْغَضَا بَيْنَ اَضْلُعٍ

پس ارباب صدور (سرداروں) میں کتنی مجلسیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے غضا درخت کی آگ پسلیوں میں بھڑک اٹھی

فَكَمْ بَيْنَ اَرْبَابِ الْعُلُوْمِ وَاَهْلِهَا — اِذَا بَحَثُوْا فِي الْمُشْكِلَاتِ بِمَجْمَعٍ

ارباب علم اور اہل علم کے درمیان مجمعوں میں علمی گتھیوں پر کتنے مناظرے چھڑ جاتے ہیں،

مُنَاظَرَةٌ تَحْمِي النُّفُوْسَ فَتَنْتَهِيْ — وَقَدْ شَرَعُوْا فِيْهَا اِلٰى شَرِّ مَشْرَعٍ

جو نفوس کو گرما دیتے ہیں اور جس راستہ کو وہ چلتے ہیں اس کو قطع کرنے تک پہنچا دیتے ہیں،

مِنَ السُّقْمِ الْمُزْرِيْ بِمَنْصَبِ اَهْلِهٖ — اَوِ الصَّمْتُ عَنْ حَقٍّ هُنَاكَ مُضَيَّعٍ

اس بیماری کے باعث جو ان کے مرتبہ کو عیب لگاتی ہے۔ یا خاموشی کرنا اظہار حق سے جو ضائع کیا گیا ہے۔

فَاَمَّا تَرَقِّيْ مَسْلَكَ الدِّيْنِ وَالتُّقٰى — وَاَمَّا تَلَقِّيْ غُصَّةَ الْمُتَجَرَّعِ

پس یا وہ دین اور تقوی کے راستہ پر ترقی کرے گا اور یا رنج وغم کے گھونٹوں سے اس کو پالا پڑے گا۔

بالجملہ اکثر علمائے محقق این فن شریف اجماع دارند برانکہ ہیچ کس از زمان صحابہ تا زمان شیخ مذکور در معانیٔ متونِ حدیث آن قدر تدقیق و امعان نہ نمودہ کہ این عزیز بہ عمل آوردہ و ہر کرا شاہد این مقام مطلوب باشد شرح اورا کہ برقطعہ از المام نوشتہ است بامعان نظر مطالعہ نمایند کہ چہ غور و دقت می نماید و در حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اَمَرَنَا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بِسَبْعٍ وَنَہَانَا عن سَبْعٍ است چہار صد فائدہ استنباط نمودہ و آن را بتقریب شائستہ ادا فرمودہ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

و شیخ مذکور در تعظیم علمِ حدیث و اہل آن مبالغہ تمام نمود و اہل دنیا را در نظر او

حاصل کلام یہ کہ اس فن شریف کے علماء محققین کا اس پر اجماع ہے کہ زمانۂ صحابہؓ سے لے کر زمانۂ شیخ مذکور تک متون حدیث کے معانی اور اس کی تدقیق اور اس میں امعانِ نظر جس قدر انہوں نے کی ہے اور کسی نے نہیں کی۔ اگر کسی کو میری اس بات کا شاہد مطلوب ہو تو ان کی اس شرح کا جو المام کے ایک حصہ پر لکھی ہے گہری نظر سے مطالعہ کرے اور پتہ لگائے کہ کس قدر دقائق وحقائق کو ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث براء بن عازبؓ اَمَرَنَا رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَہَانَا عَنْ سَبْعٍ (ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم فرمایا اور سات چیزوں سے ممانعت فرمائی)، اس سے چار سو فائدے استنباط کر کے ان کو نہایت عمدہ پیرایہ میں تحریر فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

شیخ موصوف علم حدیث اور اہل حدیث کی تعظیم میں بے حد مبالغہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کی نظر میں دنیا دارو

قدری و وقعتی نداده بودند و حرص فراوان بر جمع کتب این فن شریف داشت و اکثر مدیون و مقروض می بود به سبب خریدن کتابهای این فن و او را حق تعالیٰ کشف خواطر و قلوب و کشف وقائع و حوادث هر دو برابر عطا فرموده بود چنانچه ملازمین مجلس او را درین هر دو باب دفتر دفتر از ان بزرگوار حکایت کرده اند.

و مرد منصف بود روزے شخصے پیش او آمد و گفت که من نزد درویشی جاهل رفتم و گفتم که مرا در نماز وسوسه و خطرات بسیار می آید و رنجیده می شوم آن درویش در جواب فرمود که افسوس بران دل که در وے غیر خدا بگزرد و بسبب این حروف او علت وسواس از من بالکلیه زائل گشت شیخ ابن دقیق العید گفت که این درویش جاهل نزد من بهتر از هزار فقیه است.

راقم حروف گوید که بعضے از متقشفه علمای درین سخن او درآویخته اند و گفته اند که این خلاف حدیث صحیح ست که فقیهٌ واحدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیطانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ لیکن نفهمیدند که هرچند آن درویش باصطلاحات فقهاء و نظائر جاهل بود اما در حقیقت فقه در دین نصیب او بود و مراد از حدیث شریف همین

کی کچھ قدر و وقعت نہ تھی۔ آپ کو اس فن شریف، (حدیث) کی کتابیں جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔ چنانچہ اس فن کی کتابوں کے خریدنے کی وجہ سے اکثر مقروض رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کشف خواطر و قلوب اور کشف وقائع و حوادث دونوں مساوی عطا فرمائے تھے چنانچہ ان کے اہل مجلس نے اس قسم کی حکایات دفتر کی دفتر نقل کی ہیں۔

آپ نہایت منصف مزاج تھے۔ ایک دن ان کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں ایک جاہل (ان پڑھ) فقیر کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھ کو نماز میں خطرات اور وسواس بہت آتے ہیں اس کی وجہ سے مجھے بہت رنج ہے۔ اس فقیر (درویش) نے یہ جواب دیا کہ افسوس اس دل پر جس میں خدا کے سوا کسی غیر کا خیال آئے۔ پس ان ہی کلمات سے میرے دل سے وسواس کی بیماری بالکل جاتی رہی۔

شیخ ابن دقیق العید نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ جاہل فقیر ہزار فقیہ سے بہتر ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ بعض متقشف علماء ان کی اس بات پر الجھ پڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اس حدیث کے خلاف ہے کہ فقیہ واحدٌ اشدّ علی الشیطان من الف عابد (ایک فقیہ، شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے) لیکن ان علماء نے غور نہیں کیا اور شیخ مذکور کے کلام کو نہیں سمجھا وہ فقیر اگرچہ فقہاء کی اصطلاحات اور نظائر مسائل سے واقفیت نہیں رکھتا تھا لیکن دین میں تفقہ اس کو نصیب تھا۔ حدیث

Marfat.com

فقہ است نہ کسیکہ تکلم باصطلاحات نماید وازمعانی مقصود شارع غافل بود۔

مذکور میں فقیہ سے ایسا ہی فقیہ مراد ہے، وہ نہیں جو اصطلاحاتِ فقہاء سے تو خوب واقف ہو اوران معانی سے جو شارع علیہ السلام کا مقصود ہیں، غافل اور بے بہرہ ہو۔

کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ

قاضی عیاض

تصنیفِ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ودرحق آن کتاب علمای وشعرا اطالت مدح و ثنا نموده اند چنانچہ لسان الدین الخطیب تلمسانی می گوید

یہ کتاب قاضی عیاض رحمہ اللہ کی تصنیف ہے اس کی تعریف میں علماء وشعراء نے بہت کچھ کہا ہے لسان الدین الخطیب تلمسانی فرماتے ہیں ؎

کتابِ الشفا کی مدح میں لسان الدین الخطیب کے اشعار

شِفَاءُ عِیَاضٍ لِلصُّدُوْرِ شِفَاءٌ ۔۔۔ وَلَیْسَ لِلْفَضْلِ قَدْ حَوَاہُ خَفَاءٌ

قاضی عیاض کی شفاء، (دراصل) قلوب کے لئے شفاء ہے اور جس فضیلت کو اس نے جمع کیا ہے وہ کوئی پوشیدہ شے نہیں

ھَدِیَّۃُ بَرٍّ لَمْ یَکُنْ لِجَزِیْلِھَا ۔۔۔ سِوَی الْاَجْرِ وَالذِّکْرِ الْجَمِیْلِ کِفَاءُ

یہ ایک نیک بخت کا ہدیہ ہے جس کے بڑے حصہ کا سوائے اجر اور ذکر جمیل کے، کوئی بدلہ نہیں۔

وَفٰی لِنَبِیِّ اللّٰہِ حَقَّ وَفَائِہٖ ۔۔۔ وَاَکْرَمُ اَوْصَافِ الْکِرَامِ وَفَاءٌ

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو پورا ادا کردیا اور نیک لوگوں کے تمام اوصاف میں وفا ہی زیادہ معظم وصف ہے

وَجَاءَ بِہٖ بَحْرًا یَفُوْقُ لِفَضْلِہٖ ۔۔۔ عَلَی الْبَحْرِ طَعْمُ طَیِّبٍ وَصَفَاءُ

(گویا) وہ ایسے دریا کو لائے ہیں جو اپنی فضیلت کے سبب سے شیرینی اور صفائی میں پانی کے دریا سے بڑھ گیا۔

وَحَقَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ بَعْدَ وَفَاتِہٖ ۔۔۔ رَعَاہُ وَاِغْفَالُ الْحُقُوْقِ جَفَاءُ

اور قاضی عیاض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے حق کی رعایت کی اور حقوق سے غفلت دراصل ظلم ہے

ھُوَ الذُّخْرُ یُغْنِیْ فِی الْحَیَاۃِ غِنَاءُہٗ ۔۔۔ وَیَنْزِلُ مِنْہُ لِلْبَنِیْنَ رِفَاءُ

وہ ایسا خزانہ ہے جس کی غناء زندگی میں بے نیاز کرتی ہے اور اس کی برکت سے اہل زمانہ پر سکون واطمینان نازل ہوتا ہے۔

Marfat.com

هُوَالْاَثَرُ الْمَحْمُوْدُ لَيْسَ يَنَالُهُ دُثُوْرٌ وَلَا يُخْشٰى عَلَيْهِ عَفَاءٌ

وہ ایسا عمدہ اثر ہے جس پر پرانا پن نہیں آسکتا اور نہ اس کے ہٹ جانے کا خوف کیا جاسکتا ہے۔

حَرَصْتُ عَلَى الْاِطْنَابِ فِیْ نَشْرِ فَضْلِهٖ وَتَمْجِيْدِهٖ لَوْ سَاعَدَتْنِیْ وَفَاءٌ

میں اس کے فضل اور بزرگی ظاہر کرنے میں حریص ہوں، اگر وفا میری موافقت کرے۔

وابوالحسین عبداللہ بن احمد بن عبدالمجید ازدی ربذی کہ در بجایہ سکونت داشت گفتہ است ؎

ابوالحسین عبداللہ بن احمد بن عبدالمجید ازدی ربذی نے جو بجایہ میں سکونت پذیر تھے۔ اس طرح کہا ہے ؎

کتاب الشّفا کی مدح میں ابوالحسین ربذی کے اشعار

كِتَابُ الشِّفَاءِ شِفَاءُ الْقُلُوْبِ قَدِ ائْتَلَقَتْ شَمْسُ بُرْهَانِهٖ

کتاب الشفار دلوں کی شفار ہے اور بیشک اس کی دلیل کا آفتاب چمک اٹھا ہے۔

فَاَكْرِمْ بِهٖ ثُمَّ اَكْرِمْ بِهٖ وَاَعْظِمْ مَدَى الدَّهْرِ مِنْ شَانِهٖ

پس اس کی تعظیم و اکرام کرتا رہ اور تازیست اس کی شان بڑھاتا رہ

اِذَا طَالَعَ الْمَرْءُ مَضْمُوْنَهٗ رَسٰى فِی الْهُدٰى اَصْلُ اِيْمَانِهٖ

جب انسان اس کے مضمون کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے ایمان کی جڑ ہدایت میں راسخ ہو جاتی ہے

وَجَاءَ بِرَوْضِ التُّقٰى نَاشِقًا اَرَائِحُ اَزْهَارِ اَفْنَانِهٖ

گویا انہوں نے تقویٰ کا ایک ایسا باغ لگایا، جس کی شاخوں کے پھول خوشبو سے مہکنے والے ہیں،

وَنَالَ عُلُوْمًا تَرَقِّيْهِ فِیْ ثُرَيَّا السَّمَاءِ وَكَيْوَانِهٖ

اور انہوں نے ایسے علوم کو حاصل کیا جس کی ترقی آسمان کے ثریا اور اس کی کیوان میں ہے۔

فَلِلّٰهِ دَرُّ اَبِی الْفَضْلِ اِذْ جَرٰى فِی الْوَرٰى نَيْلُ اِحْسَانِهٖ

اللہ تعالیٰ ابوالفضل کا بھلا کرے کیونکہ مخلوق میں ان کے احسان کی بخشش پھیل گئی۔

يُقَرِّرُ قَدْرَ نَبِیِّ الْهُدٰى وَخَيْرِ الْاَنَامِ بِتِبْيَانِهٖ

وہ اپنے بیان سے نبی ہدیٰ اور برگزیدہ انسان کی قدر کو پایۂ ثبوت تک پہنچاتے ہیں۔

فَجَازَاهُ رَبِّیْ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَجَادَ عَلَيْهِ بِغُفْرَانِهٖ

پس میرا رب ان کو بہتر جزا دے اور گناہوں کی بخشش کے ساتھ ان پر احسان کرے

Marfat.com

وَمِنْهُ الصَّلٰوۃُ عَلَى الْمُجْتَبٰى وَاَصْحَابِہٖ ثُمَّ اَعْوَانِہٖ

اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے اس برگزیدہ نبی پر اور اسکے اصحاب و اعوان پر ایسی رحمت کاملہ نازل ہوتی رہے

مَدَى الدَّهْرِ لَا يَنْقَضِي دَائِمًا وَلَا يَنْتَهِي طُوْلَ اَزْمَانِہٖ

جو تا بقائے زمانہ ختم نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ رہے اور نہ وہ طول زمانہ تک منتہی ہو۔

قاضی عیاض کی تالیفات کی فضیلت

وبرادر زادہ قاضی عیاض روزے عم خود را بخواب دید کہ ہمراہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم بر تختے از زر نشستہ است بہ سبب دیدن این حالت دہشتی و توہمی لاحق حال او گشت عم او فہمید و گفت ای برادر زادہ من کتاب شفار را محکم گیر و بآن تمسک کن۔ گویا اشارہ کرد بآن کہ این مرتبہ مرا از کرامت این کتاب حاصل شدہ۔

بالجملہ این کتاب از عجائب کتب مصنفہ این باب ست و خیلی مقبول افتادہ و اورا مصنفات دیگر نیز مطبوع و مقبول بسیار ست از ان جملہ مشارق الانوار علی صحاح الآثار و آن کتابے ست کہ در حق او گفتہ اند کہ اگر بآب زر نویسند و بجواہر وزن کنند حق او ادا نشود۔

و از ان جملہ است اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم و در حق او مالک بن

قاضی عیاض کے برادر زادہ نے ایک روز اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس خواب کے دیکھنے سے ان پر ایک دہشت سی طاری ہوئی اور توہم لاحق ہوا تو ان کے چچا (قاضی عیاض) جو ان کی اس حالت کو تاڑ گئے تھے، کہنے لگے "اے میرے بھتیجے! میری کتاب شفار کو مضبوط پکڑے رہو اور اسے اپنے لئے حجت بناؤ۔"

گویا اس کلام سے آپ نے اشارہ فرمایا کہ مجھ کو یہ مرتبہ اسی کتاب کی بدولت ملا ہے۔

غرض اس باب میں جس قدر کتابیں تصنیف ہوئی ہیں ان سب میں یہ کتاب عجیب اور بہت مقبول واقع ہوئی ہے۔ ان کی اور تصنیفات بھی بہت مقبول اور پسند ہوئیں۔ ان میں سے ایک مشارق الانوار علی صحاح الآثار ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کتاب اس درجہ کی ہے کہ اگر اسے آب زر سے لکھا جائے اور جواہر کے برابر اس کا وزن کیا جائے تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

ان کی مقبول تصانیف میں سے اکمال المعلم فی

Marfat.com

مرجل گفتہ است ؎ شرح صحیح مسلم' بھی ہے، جس کی مدح میں مالک بن مرجل نے کہا ہے ؎

مَنْ قَرَاَ الْاِكْمَالَ كَانَ كَامِلاً فِيْ عِلْمِهٖ وَتَزَيَّنَ الْمَحَافِلاَ

جس نے اکمال کو پڑھا وہ علم میں کامل ہوگیا اور محفلوں کی زینت بنا۔

وَكُتُبُ الْعِلْمِ كُنُوْزَاتُهَا تُفِيْدُ نَفْعًا عَاجِلاً اَوْ اٰجِلاً

اور کتب علم کے خزانے ضرور نفع بخش ہیں، جلدی یا بہ دیر۔

وَلَيْسَ مِنْ كُتُبِ الْعِيَاضِ عِوَضٌ فَاِنَّهٗ كَانَ اِمَامًا فَاضِلاً

اور کتب عیاض کا کوئی بدل نہیں کیونکہ وہ امام فاضل تھے۔

وازان جملہ است المستنبط فی شرح کلمات مشکلہ والفاظ مغلقہ مما اشتملت علیہ الکتب المدونہ والمختلط درین فن مثل آن کتاب تصنیف نہ شد وتنبیہات گشتہ واین نام بروے غالب آمد ودر حق اوعبداللہ نورزری شارح سقراطیہ گفتہ است ؎

ان کی تصانیف میں سے ایک کتاب 'المستنبط فی شرح کلمات مشکلہ والفاظ مغلقہ مما اشتملت علیہ الکتب المدوّنہ والمختلط' ہے۔ اس فن میں اس سے بہتر کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔ یہ کتاب 'تنبیہات' کے نام سے مشہور ہے اور اب یہی نام اس پر غالب ہوگیا۔ اس کی شان میں ابوعبداللہ نورزری نے جو کتاب 'سقراطیہ' کے شارح ہیں، کہا ہے ؎

كَاَنِّيْ قَدَمَانِيْ كِتَابُ عِيَاضٍ اَتَنَزَّهُ طَرَفِيْ فِيْ مَرِيْعِ رِيَاضٍ

گویا جب سے میرے پاس کتاب عیاض آئی میں اپنی نگاہ کو تروتازہ باغات میں سیر کراتا ہوں

فَاَجْنِيْ بِهِ الْاَزْهَارَ يَانِعَةَ الْجَنٰى وَاَكْرَعُ مِنْهَا فِيْ لَذِيْذِ حِيَاضٍ

اس کے پکے ہوئے تازہ پھولوں کو چنتا ہوں اور اس کے شیریں حوضوں سے سیراب ہوتا ہوں

ونیز از تصانیف اوست ترتیب المدارک وتقریب المسالک لمعرفۃ اعلام مذہب مالک وکتاب الاعلام بجدود قواعد الاسلام وکتاب الالماع فی ضبط الروایۃ وتقیید السماع وبغیۃ

ترتیب المدارک وتقریب المسالک لمعرفۃ اعلام مذہب مالک، کتاب[1] الاعلام بجدود قواعد الاسلام، کتاب الالماع فی ضبط الروایۃ وتقیید السماع، بغیۃ الرائد لما تضمنہ حدیث ام زرع من الفوائد،

---

[1] کشف الظنون میں اس کا نام 'الاعلام فی حدود الاحکام' درج ہے۔

Marfat.com

الرائد لما تضمنہ حدیث ام زرع من الفوائد،
وکتاب الغنیہ در بیان شیوخ خود و معجم شیوخ
ابی علی الصدفی و نظم البرہان علی صحۃ جزم الاذان
واز تصانیف ناتمام او مقاصد الحسان فیما یلزم
الانسان و جامع التاریخ کہ بسیار محیط و مستوعب
واقع شدہ و غنیۃ الطالب و بغیۃ الطالب و غیر ذلک
کنیت او ابو الفضل و نام او عیاض
بن عمرو و قیل امرون بن موسیٰ بن عیاض
بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی ست
بیاء تحتیہ و حاء مہملہ ساکنہ و صاد محرکہ بالحرکات
الثلاث و باء موحدہ نسبت بہ یحصب کہ
قبیلہ ایست از حمیر و در اصل در یمن
سکونت داشتند قاضی مذکور در سبتہ کہ از
شہر مغرب ست متولد شدہ در سال چار
صد و چہل و شش نشو و نمای او در ہمان شہر
اتفاق افتادہ و لہذا او را سبتی نیز گویند
اول از علماء و مشائخ شہر خود استفادہ
نمود بعد ازان بطرف اندلس رحلت فرمود
واز ابن رشد و ابن حمدین و ابن عتاب و
ابن الحاج و ابو علی صدفی اخذ احادیث و
فنون دیگر کرد در معرفت علوم حدیث و نحو
و فقہ و کلام عرب و ایام و انساب آنہا مہارت
کلی داشت و بہمین سبب اشعار آبدار دارد۔

کتاب الغنیہ، جس میں انہوں نے اپنے مشائخ کا تذکرہ کیا ہے۔ معجم شیوخ ابی علی الصدفی (المتوفی ۵۱۴ھ[1])
نظم البرہان علی صحۃ جزم الاذان، مقاصد الحسان فیما یلزم الانسان، یہ نا تمام ہے۔ جامع التاریخ، جو بہت محیط اور جامع واقع ہوئی ہے۔ غنیۃ الکاتب و بغیۃ الطالب، ان کے علاوہ اور بہت سی تصانیف ہیں۔

ان کی کنیت ابو الفضل اور نام عیاض ہے۔ سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔

عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یَحْصبی۔ لفظ یحصبی یاء تحتانیہ اور حاء مہملہ ساکنہ سے ہے۔ اس کے بعد صاد ہے جس پر تینوں حرکتیں جائز ہیں۔ صاد کے بعد باء موحدہ ہے۔ یحصب بن مالک کی طرف نسبت ہے جو حمیر کا قبیلہ ہے۔ دراصل یمن کے باشندے ہیں مگر چونکہ مقام سَبْتہ میں جو مغرب کے شہروں میں مشہور شہر ہے ۴۹۶ھ میں پیدا ہوئے[1] اور یہیں نشو و نما پائی۔ اس لئے انہیں سبتی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے اول اپنے شہر کے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ پھر اندلس کی طرف سفر کیا اور وہاں ابن رشد، ابن حمدین، ابن عتاب، ابن الحاج، ابو علی صدفی سے علم حدیث اور دیگر فنون حاصل کئے۔ علومِ حدیث، نحو، فقہ، کلامِ عرب اور معرفتِ ایام و انساب میں مہارتِ کلیہ رکھتے تھے۔ اس لئے آب دار اشعار نظم فرماتے تھے۔

---

[1] ۵۴۴ھ میں مراکش میں وفات پائی۔

وازان جملہ این قطعہ کہ در وقت ارتحال از قرطبہ نظم نمودہ ؎

جب قرطبہ سے کوچ کا ارادہ کیا اس وقت آپ نے یہ اشعار نظم فرمائے ؎

قاضی عیاض کے چند اشعار

اَقُوْلُ وَقَدْ جَدَّ ارْتِحَالِیْ وَغَرَّدَتْ ۔۔۔ حُدَاتِیْ وَزُمَّتْ لِلْفِرَاقِ رَکَائِبِیْ

یہ میں اس وقت کہہ رہا ہوں کہ کوچ ٹھیک ہوگیا ہے اور میرے حدی خواں گانے لگے اور فراق کے لئے میری سواریوں کے لگام ڈال دیئے گئے ہیں۔

وَقَدْ غَمَشَتْ مِنْ کَثْرَۃِ الدَّمْعِ مُقْلَتِیْ ۔۔۔ وَصَارَتْ هَوَاءً مِنْ فُؤَادِیْ تَرَائِبِیْ

آنسوؤں کی کثرت سے بیشک میری آنکھیں چندھیا گئیں اور ہمعمروں کا خیال میرے دل سے مٹ گیا

وَلَمْ یَبْقَ اِلَّا وَقْفَۃٌ یَسْتَحِثُّهَا ۔۔۔ وَدَاعِیْ لِلْاَحْبَابِ لَا لِلْحَبَائِبِ

اب صرف اتنا ہی وقفہ باقی رہ گیا کہ میرا احباب کو الوداع کہنا اس کو ابھارے نہ کہ معشوقہ عورتوں کو

رَعَی اللّٰہُ جِیْرَانًا بِقُرْطُبَۃَ الْعُلیٰ ۔۔۔ وَسَقیٰ رُبَاهَا بِالْعِهَادِ السَّوَاکِبِ

اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ قرطبہ کے پڑوسیوں کو اپنے دامن حفاظت میں لے لے اور موسلا دھار بارش سے سیراب کرے

وَحَیَّا زَمَانًا بَیْنَهُمْ قَدْ اَلِفْتُہٗ ۔۔۔ طَلِیْقَ الْمُحَیَّاءِ مُسْتَلَانِ الْجَوَانِبِ

اور اللہ تعالیٰ ایسے زمانہ کو جسے میں نے الفت سے بسر کیا باقی رکھے جو کشادہ پیشانی اور ہر طرح سے موافق تھا

اَاِخْوَانَنَا بِاللّٰہِ فِیْهَا تَذَکَّرُوْا ۔۔۔ مُعَاهِدَ جَارٍ اَوْ مُوَدَّاتِ صَاحِبِ

اے میرے بھائیو! خدا کے لئے اس میں یاد کرو کسی ہمسایہ کے عہدوں کو اور کسی صاحب کی محبتوں کو

غَدَوْتُ بِهِمْ مِنْ بِرِّهِمْ وَاحْتِفَائِهِمْ ۔۔۔ کَاَنِّیْ فِیْ اَهْلِیْ وَبَیْنَ اَقَارِبِ

ان کی نیکیوں اور ہمدردیوں کے باعث مجھ کو یہ محسوس ہونے لگا گویا میں اپنے کنبہ اور رشتہ داروں میں رہتا ہوں۔

ودر زراعتے قدری از لالہ کاشغر بودند نظر قاضی افتاد و باد تندمی وزید وشاخہائے لالہ درمیان آن زراعت می جنبید این قطعہ نظم کرد وتشبیہ غریبے بخاطرش افتاد ؎

ایک کھیت میں کچھ گل لالہ کے درخت تھے جو تیز ہوا کے باعث جنبش وحرکت میں تھے، قاضی صاحب کی نظر ان پر پڑی تو آپ نے اسی وقت یہ قطعہ نظم فرمایا اس میں عجیب وغریب تشبیہ ان کے دل میں آئی ؎

شعر

اُنْظُرْ اِلَى الزَّرْعِ وَخَامَاتِهٖ يَحْكِيْ وَقَدْ مَاسَتْ اَمَامَ الرِّيَاحْ

ذرا کھیت اور اس کے تنوں کو تو دیکھو جو ہوا کے سامنے جھوم جھوم کر حکایت بیان کرتے ہیں،

كَتِيْبَةٌ خَضْرَاءُ مَهْزُوْمَةٌ

ایک ایسے دستہ فوج کی جو سبز وردی میں ملبوس ہے اور شکست خوردہ

شَقَائِقُ النُّعْمَانِ فِيْهَا جِرَاحْ

اور گل لالہ اس میں داغہائے زخم کے مانند ہیں۔

کِتابُ المصابیح

للبغوی[1]

آنچہ از احادیث درین کتاب ست ہمگی چار ہزار و ہفتصد و نود و سہ حدیث ست در صحاح از بخاری و مسلم دو ہزار و پانصد و بست و چار ست و در حسان از سنن ابی داؤد وغیرہ دو ہزار دو صد و نہ۔

از عجائبات اتفاقات آنکہ ابتدار این کتاب بحدیث نیت واقعہ شدہ و سرہر کار ست و ختم این کتاب بر لفظِ آخرہ است کہ آخر شدن کتاب خبر می دہد زیرا کہ برین حدیث ختم کردہ است در فصلِ احسان در باب ثواب ہذہ الامۃ کہ آخرین ابواب اوست می گوید۔

اس کتاب میں کُل ۴۴۸۴ حدیثیں ہیں۔ صحاح میں بخاری اور مسلم سے ۲۴۳۴ اور حسان میں سنن ابی داؤد (اور ترمذی) وغیرہ سے ۲۰۵۰۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس کتاب کی ابتدار حدیث نیت (اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ) سے واقع ہوئی ہے اور اختتام لفظ 'اٰخِرَہٗ' پر ہوا ہے، جو کتاب کے ختم ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اور کتاب اسی حدیث پر ختم ہوتی ہے۔

اس کتب کے آخری باب 'باب ثواب ہذہ الامۃ' کی فصلِ احسان میں یہ حدیثیں بیان کی ہیں۔

---

[1] اس کے مؤلف امام ابو محمد حسین بن مسعود الفرار البغوی (المتوفی ۵۱۶ھ) کا حال کتاب شرح السنۃ کے بیان میں گزر چکا ہے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَدِدْتُّ اَنِّیْ رَاَیْتُ اِخْوَانَنَا الَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ بَعْدِیْ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَی الْحَوْضِ.

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری خواہش وآرزو ہے کہ میں اپنے ان بھائیوں کو دیکھوں جو میرے بعد آئیں گے، اور میں حوض پر ان کا میر سامان ہوں گا۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَایُدْرٰی اَوَّلُهٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی مثال اس بارش کی طرح ہے جس کا یہ حال معلوم نہ ہو کہ اس کا اوّل بہتر ہے، یا اس کا آخر۔

تمت بالخیر

Marfat.com

مُصنّفِ کتاب بُستان المحدثین
شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات

خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیزؒ ۲۵ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے آپ کا نام عبدالعزیز رکھا اور تاریخی نام غلام حلیم تھا۔ شاہ صاحب جب پانچ برس کے ہوئے تو قرآن مجید شروع کیا، تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن مجید اور اسلام کے ابتدائی مسائل و احکام کی تعلیم سے فراغت حاصل کرلی۔

آپ نہایت ذہین اور سلیم الطبع اور قوی الحفظ تھے۔ تیرہ برس کی عمر میں کتب درسیات صرف، نحو، فقہ، اصول فقہ، منطق، کلام، عقائد، ہندسہ، ہیئت اور ریاضی وغیرہ میں خاصی مہارت حاصل کرلی تھی۔

علومِ تفسیر، حدیث اور فقہ میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ منقولات کے ساتھ آپ نے معقولات کی بھی مشہور اور متداول کتابیں باقاعدہ پڑھی تھیں۔ آپ دوسرے طلباء میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔ چنانچہ اپنے تینوں بھائیوں کو حضرت شاہ صاحب نے یہ کتابیں خود ہی پڑھائی تھیں۔

حضرت شاہ صاحب کو فارسی زبان میں جس طرح مکمل عبور تھا اس کا اندازہ ان کی تصنیفاتِ شریفہ سے ہوسکتا ہے۔ زبان کی شیرینی علمیت کے ساتھ بے حد اثر انداز ہوتی ہے۔ اپنے والد بزرگوار کے حکم کے بموجب اردو زبان سیکھنے کے لئے خواجہ میر درد کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، اور پوری توجہ کے ساتھ خواجہ صاحب کی تقریر سنتے تھے۔ محاورات پر پوری توجہ دیتے تھے۔ شاہ ولی اللہ اپنے بچوں سے فرمایا کرتے "جس طرح اصول حدیث اور اصول فقہ فن ہیں، اسی طرح اصول زبان بھی ایک فن ہے اور اردو زبان کے موجد اور مجتہد خواجہ میر درد ہیں، آپ کی صحبت کو غنیمت سمجھو۔" شاہ صاحب کے بھائی شاہ عبدالقادر بھی خواجہ میر درد کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔

آپ کی شہرت و فضیلت محض تفسیر، حدیث اور فقہ ہی میں نہ تھی بلکہ اردو ادب میں بھی آپ کو امتیازی حیثیت اور قدرت حاصل تھی۔ شاہ نصیر اپنے شاگرد ابراہیم ذوق سے کچھ کبیدہ خاطر ہوگئے اور ان کے کلام کی اصلاح بند کردی تو ذوق ہر جمعہ کو شاہ عبدالعزیز کی خدمت

میں حاضر ہونے لگے۔ کسی دوست نے اس حاضری کا سبب پوچھا تو ذوق نے کہا کہ استاذ تو مجھ سے ناراض ہیں، شاہ صاحب کی اردو زباندانی بھی شاہ نصیر سے کچھ کم نہیں۔ میں اس وعظ کی بدولت بہت سے محاورات سیکھ لیتا ہوں۔

حضرت شاہ صاحب نے عہد طالب علمی میں جو کچھ پڑھا لکھا تھا سب محفوظ تھا۔ اپنی تصنیف تحفۂ اثنا عشریہ میں کتب اہل تشیع کے حوالجات عموماً حافظہ کی مدد سے لکھے ہیں اور ایسے صحیح ہیں گویا کتابیں سامنے ہیں اور انہیں دیکھ کر لکھے گئے ہوں۔

آپ کی مجلس وعظ سے ہر مذہب و ملت کا شخص خوش ہو کر اٹھتا تھا۔ موافق و مخالف پر برابر اور یکساں اثر پڑتا تھا۔ معترض پہنچتے مگر سوال نہ بن پڑتا۔ تقریر میں ہی جواب مل جاتا۔

ایک مرتبہ عشرۂ محرم میں وعظ فرما رہے تھے، حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا کہ جب امام حسین رضؓ اور یزید کا مقابلہ تھا تو حق تعالیٰ کس طرف تھا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ حق تعالیٰ میزانِ عدل پر تھا، آخر کار یزید کے ظلم و تشدد پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا صبر غالب آیا۔

ایک پادری دہلی میں مباحثہ کے لئے آیا۔ مسٹر مٹکاف ایجنٹ گورنر نے پادری سے کہا کہ شرط مقرر کرنا چاہیئے۔ جو کوئی دونوں میں سے ہار جائے گا اس سے ۲ہزار روپے لئے جائیں گے۔ اگر شاہ صاحب ہار جائیں گے تو میں دوں گا کیونکہ وہ فقیر ہیں۔ پادری نے شاہ صاحب سے سوال کیا کہ جب تمہارے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں، پھر اس نے پیغمبر کے نواسوں پر ظلم و ستم ہوتا ہوا کیونکر گوارا کیا اور پیغمبر نے خدا سے فریاد کیوں نہ کی، اگر پیغمبر خدا سے فریاد کرتے تو خدا ضرور آپ کی فریاد کو سنتا۔ آپ کا اپنے پیغمبر کو حبیب کہنا کیونکر صحیح ہے۔

شاہ صاحب نے فرمایا کہ پیغمبر نے جب خدا سے فریاد کی تو خدا نے جواب دیا کہ اس وقت ہم کو اپنے بیٹے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھایا جانا یاد آیا ہوا ہے۔ پیغمبر خاموش ہو گئے۔

پادری شاہ صاحب کا جواب سن کر شرمندہ ہوا — اور دو ہزار روپے بابت شرط ادا کئے۔

شاہ صاحب کی ایک خادمہ عالتِ نزع میں آیۂ شریفہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ پڑھنے لگی۔ حاضرین کو تعجب ہوا۔ اس سے اس آیت کے پڑھنے کا سبب پوچھا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر بتایا کہ مجھ کو یہ ۲ دو آدمی پڑھاتے ہیں۔ شاہ صاحب کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے کہو ان پڑھانے والوں سے جو واقع میں فرشتے ہیں دریافت کرے کہ کس عمل کے باعث

Marfat.com

خداوند تعالیٰ نے اس کو بہشت عطا فرمائی۔ چنانچہ بعد استغفار خادمہ نے جواب دیا کہ یہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ بازار سے روغنِ زرد (گھی) خرید کر آیا تھا۔ تو نے اسے گرم کیا اس سے ایک روپیہ نکلا وہ روپیہ تو نے مالک گھی کو واپس کر دیا اور خود خرچ نہیں کیا۔ یہ دیانت اور امانت تیری خدا تعالیٰ کو پسند آئی اور اس کے عوض میں بہشت عطا فرمائی۔

ایک روز حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ عمرِ شباب میں مجھ کو ساٹھ ستر ہزار اشعار عربی، فارسی اور ہندی کے یاد تھے اب بھی گیارہ ہزار یاد ہوں گے۔ پھر آپ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تصنیف کردہ رُباعی پڑھی ؎

یا صاحب الجمال و یا سید البشر　　من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

شاہ صاحب کی تصنیفات مبارکہ میں سب سے بہترین تفسیرِ عزیزی ہے، پہلی جلد سورہ فاتحہ سے پارۂ دوم کے ربع تک، دوسری پارۂ تبارک الذی اور پارہ عم کی۔ بستان المحدثین (فارسی)، سر الشہادتین (عربی)، فتاویٰ عزیزی (فارسی)، عجالۂ نافعہ (فارسی)، عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس، شرح میزان المنطق اور تحفہ اثنا عشریہ، یہ فرقہ روافض شیعہ کے بارے میں معرکۃ الآراء اور گراں قدر تصنیف ہے۔

شاہ عبدالعزیز نے ماہ شوال ۱۲۳۹ھ میں نواسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ جب بخار کی شدت سے حالت نازک ہوگئی تو آپ نے اپنے رشتہ داروں کو بلایا اور حسبِ مراتب ان کو اپنا سامان تقسیم فرمایا پھر یہ آیت تلاوت کی،

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ

پھر وصیت فرمائی اور آخر میں یہ آیت پڑھی، تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۔ پچپن مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھائی گئی۔ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً

حکیم مومن خان مومن دہلوی نے بے مثال اور دردناک تاریخ وفات لکھی ہے ؎

دستِ بے دادِ اجل سے بے سر و پا ہو گئے
فقر و دین فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل

۲۹　　ھ　　۱۲

ہمارے ادارہ کی شائع کردہ چند نادر دینی کتب

ترجمان السنہ
کامل ۴ حصص
تالیف: قطب العارفین مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنیؒ
اردو زبان میں ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع اور مستند ذخیرہ بمع ضروری تشریحات و مباحث۔

جواہر الحکم
کامل ۳ حصص
تالیف: قطب العارفین مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنیؒ
اسلام میں حاکمیت کا تصور اور اسلامی معاشرت کا صحیح نقشہ، قرآن و حدیث کی روشنی میں

صحبتے با اولیاءؒ
ملفوظات: شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہٗ
اصلاح نفس، فکر آخرت، ایمان و یقین اور تصوف کے رموز و آداب پر مشتمل نادر مجموعہ

نزہۃ المجالس
اردو
خیر المجالس
تالیف: علامہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صفوی شافعیؒ
دلچسپ [illegible] عجیب و غریب قصص، لطائف و ظرائف اور ایمان افروز نصیحتوں کا مجموعہ۔

مکتوبات صدی اردو
حصہ اول، دوم کامل
تالیف: حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیریؒ
بیش بہا مکتوبات: تصوف کے اسرار و رموز کا خزانہ ایک خط ضخیم کتابوں کا نچوڑ۔

نزہۃ البساتین اردو
روض الریاحین
تالیف امام ابی محمد عبد اللہ یمنی یافعیؒ
اولیاء اللہ کے مستند حالات و ملفوظات کا نایاب مجموعہ روح میں دینی انقلاب پیدا کرنے والی کتاب۔

اشرف المواعظ
حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کے چند ایسے نایاب مواعظ جو اشرف المواعظ سمجھے جاتے ہیں۔

دین رحمت
تالیف: مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی۔
اس میں اسلام کی عظمت اور عالم انسانیت پر اس کے احسانات کو بیان کیا گیا

رہبر حجاج
مؤلف: الحاج کریم الدین صاحب مدظلہ
حج و عمرہ اور زیارت مدینہ منورہ سے متعلق مفصل معلومات۔

غیبت کیا ہے؟
تالیف: حضرت مولانا عبد الحی صاحب فرنگی محلی لکھنویؒ
غیبت کے موضوع پر واحد مستند کتاب جو اس گناہ کبیرہ کے ہر پہلو کو اجاگر کر کے اس کی ہلاکت خیزی کا احساس دلاتی ہے۔

ناشر: ایچ۔ایم۔سعید کمپنی۔ ادب منزل پاکستان چوک کراچی

Marfat.com